خواتین کے لیے صاف ستھرا تفریحی ادب
ماہنامہ
آنچل
کراچی
August 2016

Join Us on Facebook

Get Notificatons of Newly Uploaded Books

Follow below Image to Get Notifications of Newly Uploaded Books

ماہنامہ
حجاب کراچی
اگست 2016 کے شمارے کی ایک جھلک
میرے خواب زندہ ہیں
نادیہ فاطمہ رضوی کا سلسلے وار ناول
دل کے دریچے
صدف آصف کا سلسلے وار ناول
میری عید میری خوشی
عابدہ سبین کا خوب صورت مکمل ناول
دشت جنوں
زویہ اعجاز کے قلم سے ناولٹ
صوفیہ سرور چشتی کا منفرد ناولٹ
چاہتوں کی شام
ریحانہ آفتاب کا خوب صورت ناولٹ
تیرے لوٹ آنے تک
سلمیٰ فہیم گل کے قلم سے ناولٹ
کنزہ مریم، زاہرہ رضوان، شبانہ شوکت
نظیر فاطمہ سمیت دیگر بہنوں کی خوب صورت تحریریں
قارئین کے ذوق کے عین مطابق مستقل سلسلوں میں پڑھیے
طب نبویؐ، بزم سخن، کچن کارنر، آرائش حسن، عالم میں انتخاب
شوخیٔ تحریر، حسن خیال، ہومیو کارنر، شوبز کی دنیا، ٹوٹکے
پرچہ نہ ملنے کی صورت میں رجوع کریں/ (021-35620771/2)

Urdu Soft Books
www.urdusoftbooks.com
بانی مدیرہ زیب النساء
مدیراعلیٰ مشتاق احمد قریشی
مدیرہ قیصر آرا
نائب مدیرہ سعیدہ نثار
مدیر خصوصی طاہر احمد قریشی
مدیرہ معاونین جویریہ احمد
روبینہ احمد
ماہنامہ آنچل
جلد 38
شمارہ 05
اگست 2016
اشتہارات اور دیگر معلومات
0300-8264242
رکن آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی
رکن کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹر
رکن چیمبر آف کامرس
aanchalpk.com
aanchalnovel.com
www.aanchalpk.com/blog
onlinemagazinepk.com/recipes
info@aanchal.com.pk
/women.magazine
/pkwomenmagazine
Urdu Soft Books
www.urdusoftbooks.com

پبلشر: مشتاق احمد قریشی پرنٹر: جمیل حسن ابن حسن پرنٹنگ پریس
... عبداللہ ہارون روڈ کراچی 74400

سرورق: عشاء نور .... آرائش: روز بیوٹی پارلر .... عکاسی: موسیٰ رضا

مستقل سلسلے

خط وکتابت کا پتہ "آنچل" پوسٹ بکس نمبر 75 کراچی 74200 فون: 021-35620771/2
فیکس: 021-35620773 info@aanchal.com.pk

جسے اُس کی نماز نے فحش اور برے کاموں سے نہ روکا اُس کی نماز ہی نہیں۔

(ابن ابی حاتم)

سرگوشیاں

مدیرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
اگست ۲۰۱۶ء کا آنچل کا حاضرِ مطالعہ ہے۔

امید ہے آپ کی عید ڈھیر ساری خوشیوں شادمانی کے ساتھ گزری ہوگی، بہنوں نے رمضان کی خیر و برکت سے خوب خوب اجرِ الٰہی سمیٹا ہوگا اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے اور ہر قدم کامیابی و کامرانی نصیب فرمائے۔ آمین

وطنِ عزیز کا موسم آج کل بڑا سہانا ہے کراچی میں تو بارش کی پیش گوئی ہوتی ضرور ہے اور بادل آتے بھی ہیں چھاتے بھی ہیں لیکن بغیر برسے گزر بھی جاتے ہیں جبکہ دیگر تمام شہروں میں خوب گرج چمک کے ساتھ برس رہے ہیں۔ بارش اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے پیاسی زمین پیاسے لوگوں کی پیاس مٹانے کا قدرتی ذریعہ ہے اور رحمتِ الٰہی کا نزول بھی لیکن ہم اور ہمارے حکمران اور انتظامیہ اپنی نااہلی اور غفلت کے باعث اس رحمت کو زحمت میں بدل دیتے ہیں انتظامی اداروں کی آپس کی چپقلش اور اختیارات کی رسہ کشی کام کرنے دیتی ہے نہ کوئی کام ہوتا ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو نکاسی آب کے نالوں اور سیوریج لائنوں کے بجائے سڑکوں، گلی، کوچوں میں بہتا ہوا لوگوں کے گھروں میں داخل ہوکر زحمت بن جاتا ہے۔ یہ حکمرانوں اور ان کے ماتحت اداروں کی نااہلی ہے بدعنوانی کرپشن میں ملوث لوگ ملنے والے فنڈز کو درست استعمال کرنے کی جگہ غلط طریقے سے خرچ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ کراچی شہر کا کوئی پرسان حال نہیں، بلدیاتی انتخابات ہونے کے باوجود بلدیاتی ادارے غیر فعال ہیں کیونکہ انتظامی اختیارات کا جھگڑا چل رہا ہے صوبائی حکومت اختیارات منتقل کرنے کے لیے تیار نہیں اور نہ ہی خود وہ کوئی بلدیاتی کام کررہی ہے اور نہ ہی منتخب بلدیاتی ارکان کو کام کرنے دے رہی ہے مسئلہ کروڑوں کی رقم کو ٹھکانے لگانے کا ہے اگر کراچی میں واقعی پیش گوئی کے مطابق بارش ہوگئی تو وہ کسی قیامت صغریٰ سے کم نہیں ہوگی حکمرانوں سے گزارش ہے کہ وہ کسی بڑے حادثے کے رونما ہونے سے پہلے اس کا تدارک کرلیں تو بہتر ہے۔

ارے بھئی میں کہاں کی باتیں لے کر بیٹھ گئی ہوں ان تمام بہنوں کا شکریہ جنہوں نے عید کے موقع پر ہمیں یاد رکھا اور مبارک باد سے نوازا آپ سب کا تہہ دل سے شکریہ۔ آئیں اب چلیں آپ کے عید نمبر ۲ کی جانب۔

بہنوں کے لیے خوش خبری اگلے ماہ سے، بہن اقرأ صغیر احمد کا نیا سلسلہ وار ناول "تیری زلف کے سر ہونے تک" شاملِ اشاعت کیا جائے گا۔

اس ماہ کے ستارے

☆ تیرے نام کردی زندگی — عائشہ نور محمد اپنے منفرد اسلوب اور دلکش پیرائے میں مکمل ناول کے سنگ حاضر ہیں۔

☆ ذرا مسکرا اے گمشدہ — فاخرہ گل اپنے ناولٹ کے ہمراہ شریکِ محفل ہیں۔

☆ دل بدل دے — "بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے" کی عملی تفسیر پیش کرتا عروسہ عالم کا موثر افسانہ۔

☆ نہلے پہ دہلا — نہلے پہ دہلا راشدہ رفعت پہلی بار اپنے افسانے کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔

☆ خیانت — خیانت کے مختلف پہلو اجاگر کرتا رضوانہ پرنس کا موثر افسانہ۔

☆ چاند، چندا اور چاندنی — سباس گل کی عید کے حوالے سے خصوصی تحریر۔

☆ چاندرات — "وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ" طلعت نظامی کی بہترین کاوش۔

☆ تیرے سوا نہیں دیکھا — نزہت جبین اپنے افسانے کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔

☆ عید کے رنگ اناڑی پیا کے سنگ — اناڑی پیا ایک بار پھر منفرد و دلکش پیرائے میں صائمہ قریشی کے طربیہ انداز میں۔

☆ عید ہوگئی زندگی — عید کی خوشیوں کو دوبالا کرتی نظیر فاطمہ کی خوب صورت تحریر۔

اگلے ماہ تک کے لیے اللہ حافظ۔

دعا گو
قیصر آرا

حمد

میری امید سے بڑھ کر جو کرم رکھا ہے
میرے مالک نے سدا میرا بھرم رکھا ہے
کیوں نہ اس ذات کی جی بھر کے تلاوت کرلوں
جس نے مجھ خاک کے سینے میں بھی دم رکھا ہے
تیرا بندہ ہوں مری زیست کا مالک تو ہے
اپنی مرضی سے کہاں کوئی قدم رکھا ہے
میرے اللہ ترا شکر ادا کرتا ہوں
حوصلہ دے کے مرے درد کو کم رکھا ہے
کبھی بارش تو کبھی برف کی صورت گوہر
اس نے جلتے ہوئے صحراؤں کو نم رکھا ہے

امتیاز علی گوہر

نعت

حقیقت میں وہ لطفِ زندگی پایا نہیں کرتے
جو یادِ مصطفیٰ ﷺ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے
زباں پر شکوۂ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے
یہ دربارِ محمد ﷺ ہے یہاں ملتا ہے بے مانگے
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے
ارے او ناسمجھ قربان ہوجا ان کے قدموں پر
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے
محمد مصطفیٰ ﷺ کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں
جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی

editor_aa@aanchal.com.pk
www.facebook.com/EDITORAANCHAL

در جواب آں

مدیرہ

سمیرا شریف طور...... گوجرانوالہ

ڈیئر سمیرا! سدا سہاگن رہو، یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ انتظار کی طویل گھڑیاں ختم ہوئیں اور آپ کا ناول یہ چاہتیں یہ شدتیں 16 جولائی کو آن ائر ہونے جارہا ہے۔ اس کامیابی پر ڈھیروں مبارک باد، امید ہے ڈرامائی صورت میں بھی اسے اتنی ہی پذیرائی حاصل ہوگی جتنی آنچل میں اشاعت کے دوران اس ناول نے کامیابی حاصل کی۔ آپ کے شائقین اور دیگر بہنیں یہ سیریل ہر ہفتے اور اتوار کی شب 9 بجے جیو ٹی وی پر دیکھ پائیں گے۔ ہماری جانب سے ڈھیروں نیک تمنائیں، اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو شہرت و عروج کی بہت سی منازل عطا فرمائے آمین۔

تحریم اکرم چوہدری...... ملتان

عزیزی تحریم! شادوآباد رہو، حجاب میں آپ کے نام کی غلطی کچھ آپ کی لکھائی اور کچھ طباعت کی بناء پر سرزد ہوئی بہرحال آپ نے اپنی لکھائی کو بنیاد بنا کر اتنا عرصہ قلم سے رابطہ استوار نہ کیا جان کر اچھا نہیں لگا۔ نگارشات سے آپ کی پختہ سوچ، وسیع مطالعہ اور گہرے مشاہدے کا ادراک ہوتا ہے ایسے میں صرف ہینڈ رائٹنگ کی خامی کو بنیاد بنا کر اپنی صلاحیتوں کو جلا نہ بخشنا بہت غلط ہے۔ آپ کوشش سے اپنی لکھائی کو بہتر بنا سکتی ہیں لیکن قلم سے رابطہ برقرار رکھیں اور آنچل وحجاب سے رشتہ استوار رکھیں۔

ایس چلبلی...... نور پور ٹمن

ڈیئر چلبلی! جیتی رہو، آپ کا کہنا بجا ہے کہ ان کہانیوں کے ذریعے اگر آپ کو تفریح حاصل ہوتی ہے ذہنی آسودگی و سکون فراہم ہونے کے ساتھ آپ اپنے دکھ بھول جاتی ہیں۔ تاہم ہماری کوشش بھی یہی ہوتی ہے کہ ہر ماہ ایسی تحریریں جو شگفتگی و مزاح کا عنصر لیے ہوں شامل ضرور کی جائیں تاکہ بہنوں کو مسکرانے اور اپنے غم غلط کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ دوست کا پیغام ہر ماہ بے شمار پیغامات موصول ہوتے ہیں یہی کوشش ہوتی ہے کہ پہلے آنے والوں کو پہلے شامل کرلیا جائے اور بعدازاں آئندہ ماہ لگادیا جائے اس لیے دیر سویر ہوجاتی ہے۔

ام کلثوم...... منڈی بہائو الدین

عزیزی کلثوم! سدا آباد رہو، آپ کی سالگرہ کے موقع پر ہم نے تو آپ کو خوب صورت تحفہ ارسال کردیا تھا مگر آپ کے لیے یہی کہیں گے ہائے یہ بے خبری...... بہرحال دیر سے سہی آپ کی نگاہوں کا مرکز تو بنا۔ تعارف کے شائع ہونے پر شکریہ کی ضرورت نہیں، امید ہے اب امتحانات سے فارغ ہوکر رزلٹ آنے کی منتظر ہوں گی۔ ہماری دعا ہے اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو دین و دنیا کے تمام امتحانات میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے، آپ کا خط شامل کرلیا ہے اب بے خبر مت رہیے گا۔

اقراء مسرت اقو...... تلہ گنگ

عزیزی اقراء! خوش رہو، پہلی بار بزم آنچل میں آپ کی شرکت بہت اچھی لگی۔ آپ نے ایک طویل عرصے کی خاموشی کو توڑ کر آنچل سے قلمی رابطہ بحال کیا جان کر خوشی ہوئی۔ بے شک آنچل آپ بہنوں کا ہی ہے جو آپ کی نگارشات کے بغیر ادھورا اور نامکمل۔ رسالے کی پسندیدگی کا شکریہ۔ ہماری آپ سے دوستی پکی البتہ افسانہ پڑھنے کے بعد ہی اس کے متعلق اپنی رائے سے آپ کو آگاہ کرپائیں گے۔

رابعہ افتخار شیخ...... جہلم

ڈیئر رابعہ! سدا مسکراؤ، بے شک آپ کا نام تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ نے اپنی گھریلو مصروفیات میں سے وقت نکال کر چند لمحات آنچل وحجاب کے نام کیے بے حد خوشی ہوئی۔ حجاب بھی آپ کے نام کو خود میں سمونے اور جگمگانے کے لیے بے تاب ہے۔ حجاب کی جانب آپ کی اس پیش رفت پر خوش آمدید، آپ اپنی دیگر تحاریر بھی آنچل وحجاب کے لیے ارسال کرسکتی ہیں۔ آپ کی تحریر منتخب ہوگئی ہے۔

عنزہ یونس...... حافظ آباد

ڈیئر عنزہ! جیتی رہو، چند ماہ کی غیر حاضری کے بعد آپ کی شمولیت ایک بار پھر بہت بھلی لگی۔ آپ کہانیوں کے لیے بڑے لفافے کا استعمال کریں وہ بھی آپ کو ڈاک خانے یا اسٹیشنری دکان سے مل جائیں گے۔ آنچل کی پسندیدگی کا شکریہ بے شک آپ کے یہ تحریری تحفے ہماری محنت

مقصد کے حصول میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ امید ہے آئندہ بھی آپ کا قلمی رابطہ برقرار رہے گا عشنا کوثر تک آپ کی درخواست ان سطور کے ذریعے پہنچا رہے ہیں کہ جلد آنچل میں شمولیت اختیار کریں۔

سیدہ فائزہ شاہ...... نامعلوم

ڈیئر فائزہ! شاد رہو، پہلی بار بزم آنچل میں شرکت پر خوش آمدید۔ آپ کے اندر لکھنے کی صلاحیت موجود ہے اور آپ لکھنا چاہتی ہیں ضرور لکھیں ہم آپ کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کے لیے پیش پیش ہیں۔ آپ نے شاعری کی صورت اپنے جذبات و خیالات کا اظہار کیا۔ جان کر خوشی ہوئی۔ متعلقہ شعبے میں آپ کی شاعری ارسال کردی ہے اگر معیاری ہوئی تو جلد اس سلسلے میں آپ کا نام شامل ہوجائے گا۔ آپ دیگر سلسلوں میں شرکت کے لیے ہر صفحے پر سلسلے کا نام اور اپنا نام و پتا ضرور لکھیں اور ہر سلسلہ کے لیے الگ صفحہ کا استعمال کریں۔

نسیم سحر...... گلشن اقبال، کراچی

عزیزی نسیم! سدا شاد رہو، عید کی مبارک باد پیش کرتے آپ نے جو خوب صورت کارڈ کا تحفہ ارسال کیا ہم بے حد مشکور ہیں۔ بے شک اس خوب صورت کارڈ سے آنچل اور ہم سے آپ کی والہانہ محبت کا بخوبی اظہار ہورہا ہے، شب و روز کی ان مصروف گھڑیوں سے وقت نکال کر آپ نے ہمارے نام کیا بے حد اچھا لگا، دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

مہناز یوسف...... اورنگی ٹائون، کراچی

عزیزی مہناز! سدا مسکراؤ، افسانے کی اشاعت کے بعد یقیناً دل بے قرار کو قرار آہی گیا ہوگا بہر حال شکریہ کی ضرورت نہیں۔ یہ آپ کی محنت اور ہماری جانب سے حوصلہ افزائی کا چھوٹا سا نذرانہ ہے۔ مصروفیات سے فراغت پاتے ہی اب جلد آپ اپنا افسانہ ارسال کردیں۔ آنچل میں لگانے کا یقینی تو نہیں کہہ سکتے ہاں البتہ گنجائش ہوئی تو ضرور شامل کرلیں گے۔

مسکان احزام...... ای میل

ڈیئر مسکان! جیتی رہو، "رسم جہیز" کے عنوان سے آپ کی مختصر تحریر موصول ہوئی، آپ نے اصلاحی موضوع پر ... کے تمام بادل چھٹ جائیں گے اور مزاج گرامی شگفتہ

نہایت عمدگی سے قلم اٹھایا۔ انداز تحریر میں بھی پختگی کی جھلک دکھائی دی لیکن کہانی کا اختتام بہت منفی رجحان کا حامل رہا۔ بے شک یہ انجام ہمارے معاشرے کا تلخ المیہ ہے لیکن آپ اتنا دردناک انجام اس قدر سفاکی سے مت پیش کریں کہانی کو مثبت موڑ دے کر اختتام کی طرف لائیں تاکہ پڑھنے والے ہر ذہن پر مثبت پہلو اجاگر ہو اور دوسروں کی اصلاح بھی ہوسکے۔ امید ہے اس ناکامی کو کامیابی کا زینہ بنائیں گے۔

سید نیلم شاہ...... رحیم یار خان

عزیزی نیلم! سدا مسکراؤ، آپ کی تحریریں موصول ہوئیں جنہیں پڑھ کر اندازہ ہوا کہ آپ مزید محنت کے بعد اور موضوع کے چناؤ میں احتیاط سے کام لیتے بہتر لکھ سکتی ہیں اسی بناء پر "عیدی آئے گی" آپ کی یہ تحریر موضوع کی انفرادیت کے سبب جگہ بنانے میں کامیاب ٹھہری لیکن ابھی اصلاح کے عمل سے گزرتے اور کانٹ چھانٹ کے بعد ہی لگ پائے گی اس لیے آپ آئندہ احتیاط کا دامن تھام کر لکھیں تھوڑا اور مختصر لکھیں بہتر اور عمدہ لکھیں۔

نیلم ادمان...... ساھیوال

پیاری نیلم! شاد و آباد رہو، آپ نے ہمارے کہنے پر دو سال کا عرصہ محنت کرتے اور بہت سے بہترین کی تگ و دو میں گزارا جان کر بے حد خوشی ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ آج آپ کی تحریر میں پختگی کا عنصر نمایاں طور پر نظر بھی آرہا ہے۔ اسی بناء پر آپ کی یہ تحریر "مان کی کرچیاں" قبولیت کا درجہ حاصل کرنے میں کامیاب ٹھہری۔ امتحان میں کامیابی اور جاب کی ڈھیروں مبارک باد اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو دین و دنیا کے ہر میدان میں کامیاب و کامران کرے۔

یاسمین شاہ اختر...... لاهور

ڈیئر یاسمین! مانند یاسمین مہکتی رہو، شکوہ و شکایات سے بھرپور خط موصول ہوا آپ کا کہنا بجا ہے انتظار کی کلفت بہت مشکل امر ہے لیکن اب ہم اس کو الفت میں بدل دیتے ہیں کیونکہ آپ کی تحریر منتخب ہوگئی ہے، ان شاء اللہ جلد لگانے کی کوشش کریں گے آپ نے سردے کے جوابات اپنی بدگمانی کی نذر کردیئے ورنہ ضرور شائع ہوجاتے دیر سویر تو ہوتی رہتی ہے لیکن کسی کو نظر انداز نہیں کیا۔ امید ہے ...

ہوجائے گا۔

شانزے اسلم آرائیں...... ملتان

ڈیئر شانزے! سدا مسکراؤ ''سجدہ شکر'' کے عنوان سے آپ کی تحریر موصول ہوئی جسے پڑھ کر اندازہ ہوا کہ اگرچہ آپ کا موضوع اصلاحی اور مثبت پیغام کا حامل ہے لیکن انداز تحریر میں پختگی کا عنصر مفقود ہے اس لیے اپنے مطالعہ کو وسیع اور دیگر رائٹرز کی تحریروں کا بغور مطالعہ کریں اس سے لکھنے میں مدد ملے گی اور انداز تحریر میں بہتری آئے گی۔

حمدہ چوھدری...... ضلع گجرات

ڈیئر حمدہ! سدا آباد رہو' قلم کے ساتھ آپ کے دیرینہ تعلق کے متعلق جان کر اچھا لگا۔ گرمیوں کی طویل دوپہروں میں آرام کو پس پشت ڈال کر آپ اپنے شوق کی تکمیل میں کوشاں رہیں' قابل تحسین ہے۔ اپنے جذبات و احساسات کو قلمبند کرکے شاعری کی صورت اظہار بے شک کتھارسس کے لیے ایک عمدہ ذریعہ ہے اگر آپ کی تحریر رد ہوئی تو ضرور ابھی مزید بہتری کی گنجائش ہوگی اس لیے مایوس ہونے کے بجائے دیگر سلسلوں میں شرکت کرسکتی ہیں جب تحریر میں پختگی آجائے گی تو ان شاء اللہ شائع کرلیں گے۔

عظمیٰ جبیں...... لانڈھی' کراچی

ڈیئر عظمیٰ! جگ جگ جیو' آپ نے اپنے خط میں جس دلکشی اور عمدہ پیرائے میں اپنی خفگی ناراضگی' ہماری بے نیازی اور اپنی مستقل مزاجی کا مضمون باندھا۔ پڑھ کر بے حد لطف اندوز ہوئے۔ بھئی ہم ظالم محبوبہ کا رول کیونکر ادا کرسکتے ہیں۔ دل کے ارمان آنسوؤں میں ہرگز مت بہائیے' اس قدر آہ وفغاں و گریہ زاری ضرور سامنے والے تو ڈر گئے ہوں گے آپ کی آنکھوں سے بہتے اس سیلاب کو دیکھ کر۔ بہرحال اب مزید حشر برپا مت کیجیے گا آپ کی شاعری متعلقہ شعبے میں ارسال کردی گئی ہے اگر معیاری ہوئی اور اصلاح کی گنجائش ہوئی تو ضرور لگ جائے گی۔ بقول آپ کے کہ آپ عاشقِ صادق ہیں امید کی راہ نہ چھوڑیں تو جناب تھوڑا انتظار کا دامن تھام لیں اور تمام گلے شکوے دور کرلیں۔

فضیلت اقبال...... جڑانوالہ

ڈیئر فضیلت! سدا مسکراؤ آپ کے خط سے یہ جان کر

بے حد خوشی ہوئی کہ آنچل نے آپ کی زندگی میں ایک مثبت تبدیلی پیدا کی آپ نے ان کہانیوں کے ذریعے اپنی ٹینشن اور ڈپریشن کو دور کیا بے حد خوش آئند ہے۔ بے شک ہمارا پرچوں کو مرتب کرنے کا مقصد آپ کی اصلاح اور ذہنی طمانیت اور آسودگی ہی ہے۔ آپ کی تحریر قبولیت کا درجہ حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ مزید محنت کے ساتھ کوشش جاری رکھیں۔

ثانیہ مسکان...... گوجر خان

ڈیئر ثانیہ! آباد رہو' آپ امتحانات سے فراغت پاتے ہی آنچل کے زیر سایہ آ گئیں' جان کر خوشی ہوئی اللہ سبحان و تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ آپ کو دین و دنیا کے تمام امتحانات میں کامیاب کرے۔ عشنا تک آپ کی تعریف و فرمائش ان سطور کے ذریعے پہنچ جائے گی' دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

بی بی اسماء...... راولپنڈی

پیاری اسماء! شاد رہو' خط کے ذریعے آپ سے نصف ملاقات پر بالمشافہ ملاقات کا گمان ہوا' آپ نے جس طرح حالات و واقعات کی منظر کشی کی ہے بے حد خوب صورت ہے۔ آغاز سحر کے فسوں خیز لمحات کا ہمیں بھی بخوبی احساس دلایا۔ غیر حاضری کی وجہ جان کر یہی کہیں گے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کی والدہ کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ان کا مشفق سایہ تادیر آپ پر سایہ فگن رہے' آمین۔ آپ دیگر کتابوں اور ادبی پاروں کی معلومات ارسال کردیں اور اگر حوالہ بھی دیں تو بہت ہی اچھا ہے۔ خط اس لیے واپس پہنچا ہوگا کہ آپ نے ایڈریس غلط لکھا ہوگا' حرا قریشی آنچل اور حجاب دونوں ہی پرچوں میں اپنے نام کی شمع روشن کررہی ہیں امید ہے آپ استفادہ کریں گی۔

منیبہ نواز...... صبور شریف

ڈیئر منیبہ! جگ جگ جیو' دو سال کی طویل غیر حاضری کے بعد ایک بار پھر ہماری محبت کی کشش نے آپ کو اپنا اسیر کرلیا جان کر خوشی ہوئی' اندازہ بالکل درست ہے آج عید کو گزرے بھی آٹھ دن ہوچکے ہیں۔ امید ہے عید اچھی گزری ہوگی' والہانہ انداز اور پذیرائی کا بے حد شکریہ' بے شک آپ کے یہ چند تعریفی کلمات ہمارے لیے نہایت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور ہمیں بہتر سے بہترین کے سفر کی جانب گامزن رکھتے ہیں۔ اپنا افسانہ ارسال کردیں

کسی بھی سماجی ومعاشرتی موضوع کو مختص کرکے اختصار سے کام لیں اور دس سے بارہ صفحات پر مشتمل اپنی تحریر ارسال کردیں' امید ہے اب قلمی تعاون حاصل رہے گا۔

سمیرا محمد رفیق خان...... نامعلوم

عزیزی سمیرا! سدا مسکراؤ' امید ہے اپنا نام دیکھ کر آپ کی دیرینہ خواہش پوری ہوجائے گی۔ محبت اور دوستی کے رشتے میں ہمارا تعلق آپ سے استوار ہے کچھ بھی نام دے دیجیے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دعا گو ہیں کہ اللہ سبحان وتعالیٰ دین و دنیا کے تمام امتحانات میں کامیابی عطا فرمائے' آمین۔ نازیہ' سمیرا اور اُم مریم تک تعریف ان سطور کے ذریعے پہنچ جائے گی۔ آپ اپنی کوشش جاری رکھیں ان شاء اللہ مزید بہتر لکھنے میں مدد ملے گی۔

ماریہ طفیل پارس...... چکوال

ڈیئر ماریہ! جیتی رہو' آپ کی تحریر "کچھ یادیں" پڑھ ڈالی لیکن کچھ خاص تاثر قائم کرنے میں ناکام ٹھہری۔ اس تحریر میں وہ پختگی اور روانی نظر نہیں آئی جو پہلی تحریر میں موجود تھی لہٰذا اس کے لیے معذرت خواہ ہیں امید ہے مزید محنت کے ساتھ کوشش جاری رکھیں گی۔

چندا چوہدری...... ڈپوگیٹ

پیاری چندا! شاد و آباد رہو' مفصل خط سے آپ کے والد کی رحلت کے متعلق جان کر بے حد افسوس ہوا۔ جہاں ہر طرف عید کے رنگ' مہندی کی خوشبو اور چوڑیوں کی کھنک گونجتی تھی وہاں اس حسین موقع پر موت کا جامد اور گہرا سناٹا بے شک ایک کڑا مرحلہ ہوگا۔ بے شک یہ آزمائش کی گھڑیاں ہیں ایسے میں رو رو کر خود کو ہلکان مت کریں بلکہ اپنے والد کی مغفرت اور اپنے اور اہل خانہ کے لیے صبر و استقامت کی دعا مانگیں بے شک اللہ سبحان وتعالیٰ کی پاک ذات ہی آلام و مصائب کے طوفان اور منجدھار میں پھنسی زندگیوں میں امید کی کرن پیدا کرتا ہے اور اپنے بندوں کو اطمینان قلب سے نوازتا ہے۔ اس قدر آہ وزاری اور گریہ سے انہیں تکلیف پہنچے گی بے شک موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے فرار ممکن نہیں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ آپ کے والد کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور دیگر اہل خانہ کو صبر و استقامت نصیب فرمائے آمین۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی ملتمس ہیں۔

حمیدہ بی بی...... نوشہرہ

عزیزی حمیدہ! سدا شاد رہو۔ "شینا کا جوڑا" کے عنوان سے آپ کی تحریر موصول ہوئی۔ نہایت اختصار سے کام لیتے چند صفحات میں جس معاشرتی برائی کی نشاندہی کی' خوب ہے لیکن چونکہ ابھی اس راہ کی نئی مسافر ہیں لہٰذا انداز تحریر میں پختگی نہیں۔ یہ تحریر کچھ کانٹ چھانٹ کے بعد لگانے کی کوشش کریں گے لیکن طنز و مزاح سے بھرپور انداز میں مزید بہتری کے لیے آپ محنت اور کوشش جاری رکھیں دیگر رائٹرز کی تحریروں کا بغور مطالعہ کریں' اس کامیابی پر مبارک باد۔

حمیرا قریشی...... حیدر آباد' سندھ

ڈیئر حمیرا! سدا مسکراتی رہو' پیاری بہنا آپ کی تحریر کہیں لاپتا نہیں بلکہ ہمارے پاس محفوظ ہے اور کمپوزنگ کے مراحل سے گزر چکی ہے ان شاء اللہ جلد شامل کرلیں گے۔ امید ہے کہانی کے متعلق ٹینشن دور ہوجائے گی۔ نظمیں و غزلیں متعلقہ شعبہ میں فراہم کردی جاتی ہیں معیاری ہوئی تو ضرور شامل ہوجائیں گی۔

سیماب چوہدری...... ساہیوال

ڈیئر سیماب! جیتی رہو' آپ اپنی تمام نگارشات ایک ہی لفافے میں رکھ کر ارسال کردیں لیکن ہر سلسلے کے لیے علیحدہ صفحہ کا استعمال کریں اور اس سلسلے کا نام بمعہ نام و شہر کے نام کے ساتھ ضرور لکھیں تاکہ متعلقہ شعبہ تک فراہم کیا جاسکے۔ پانچ تاریخ تک اپنی ڈاک ارسال کردیں۔

اقراء ماریہ...... برنالی

ڈیئر سسٹرز! سدا مسکراؤ' خط میں شکوہ کے ساتھ ہی جواب شکوہ بھی پیش کردیا۔ کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟ کہنا بجا ہے صفحات کی کمیابی کی بناء پر' ڈاک کی کثیر تعداد کی بناء پر سب بہنوں کو شامل کرنا ہمارے لیے ممکن نہیں رہتا لہٰذا ان حالات میں بہنوں کو شکایت ہوتی ہے پھر بھی کوشش یہی ہوتی ہے کہ سب کو شامل محفل کیا جائے' امید ہے تشفی ہوپائے گی۔

رانی اسلام...... گوجرانوالہ

عزیزی رانی! مسکراتی رہو' آپ کے خط سے

اندازہ ہوگیا ہے' پیاری بہنا بعض اوقات ڈاک تاخیر سے موصول ہوتی ہے اسی لیے تحریر کے محروم رہ جاتی ہے ایسے میں ہماری کوشش یہی ہوتی ہے کہ ایسی نگارشات آئندہ ماہ ضرور شامل کرلی جائیں۔ بہرحال اب خط کا جواب حاضر ہے لہٰذا اس یک طرفہ ناراضگی کو ختم کردیں ایسے کاموں میں دیر سویر ہوتی رہتی ہے مایوس مت ہوں' آئندہ آپ کو شامل محفل کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

صندل عبد القیوم...... دھروڑ ہند کے

عزیزی صندل! آباد رہو' آنچل سے متعلق آپ کے والہانہ جذبات و پسندیدگی جان کر بے حد خوشی ہوئی۔ تمام رائٹرز تک آپ کی تعریف ان سطور کے ذریعے پہنچ جائے گی' چھوٹی بہن نے قرآن پاک کے ترجمہ کی تکمیل کی ہے بے شک قابل تحسین امر ہے کہ اللہ اس مقدس کتاب کے ذریعے اپنے بندوں کا کیا حکم دے رہا ہے کن امور سے منع کررہا ہے کن باتوں کی ترغیب دے رہا ہے بے شک یہ آگاہی ہر مومن کے لیے ضروری ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے انہیں یہ موقع عطا کیا۔ بے حد خوشی ہوئی۔ قرآن مجید کی تعلیم اور اس پر عمل کرنے سے بڑھ کر دیتا کی کوئی دوسری تعلیم نہیں۔ آپ کی بہنا کو ڈھیروں مبارک باد اللہ سبحان و تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید پڑھنے' سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ثمرہ فرقان...... ای میل

پیاری ثمرہ! جگ جگ جیو' پہلی بار بزم آنچل میں شرکت اور تحریر دونوں پسند آئیں۔ "سفید پوش" کے عنوان سے لکھے اس افسانے میں آپ نے بخوبی حقوق العباد کے مضمون کو سمونے کی کوشش کی ہے تحریر ہمارے پاس محفوظ رہے گی اور چونکہ ماہِ رمضان کے حوالے سے ہے لہٰذا آئندہ سال رمضان کے خصوصی نمبر میں آپ کی یہ کاوش شامل کرلی جائے گی۔ اس کامیابی پر مبارک باد قبول کیجیے اسی طرح کے دیگر موضوعات پر افسانہ ارسال کردیں جلد لگادیں گے اس طرح انتظار کی زحمت سے بھی بچ جائیں گی۔

عنبرین اختر...... لاہور

ڈیئر عنبرین! شاد رہو' خوب صورت الفاظ میں حجاب کی خوب صورتی کو جس انداز میں آپ نے سمویا اور قلمبند کیا ہے یہ خوب صورت ادا بے حد خوب صورتی سے ہمارے دل میں جگہ بنا گئی۔ آپ کی تحریر "ماں اور مہمان" قبولیت کا درجہ حاصل کرنے میں کامیاب ٹھہری۔ جلد حجاب کی زینت بن جائے گی دیگر موضوعات پر بھی قلم اٹھائیں اور آنچل وحجاب میں جگمگائیں۔

ناقابل اشاعت:۔

بس آئینہ' اب نہ مجھے چاہیے کوئی' محبت فریب نظر' یہ معاملہ کوئی اور ہے' سجدۂ شکر' اونچی اڑان' اے عشق ہمیں برباد نہ کر' سیرت انسائیکلو پیڈیا' تکمیل محبت' بکھرے رشتے' رشتے قربانی مانگتے ہیں' بے بسی' بلاعنوان' آبگینے' حسین پناہ گاہ' درِ آگہی' غریب کی تڑپ' محبت ڈھول ہے' ڈپریشن' محبت پھر محبت ہے' فاصلوں کی ریت' خوشی مل گئی' عمر لگیاں سچاں' تجھے پا کے کھو بیٹھے' روشنی کا سفر' محبت بھولی' چاند رات' عید کا چاند' گھڑیاں ملن کی' پکار' تیری چاہت کا سفر۔

مصنفین سے گزارش

☆ مسودہ صاف خوش خط لکھیں۔ حاشیہ لگائیں صفحہ کی ایک جانب اور ایک سطر چھوڑ کر لکھیں اور صفحہ نمبر ضرور لکھیں اور اس کی فوٹو کاپی کرا کرا اپنے پاس رکھیں۔

☆ قسط وار ناول لکھنے کے لیے ادارہ سے اجازت حاصل کرنا لازمی ہے۔

☆ نئی لکھاری بہنیں کوشش کریں پہلے افسانہ لکھیں پھر ناول یا ناولٹ پر طبع آزمائی کریں۔

☆ فوٹو اسٹیٹ کہانی قابل قبول نہیں ہوگی۔ ادارہ نے ناقابلِ اشاعت تحریروں کی واپسی کا سلسلہ بند کردیا ہے۔

☆ کوئی بھی تحریر نیلی یا سیاہ روشنائی سے تحریر کریں۔

☆ مسودے کے آخری صفحہ پر اپنا مکمل نام پتا خوشخط تحریر کریں۔

☆ اپنی کہانیاں دفتر کے پتا پر رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے ارسال کیجیے۔ 7، فرید چیمبرز عبداللہ ہارون روڈ۔ کراچی۔

السلام علیکم

مشتاق احمد قریشی

(۱) جب انسان رحم مادر سے باہر آتا ہے یعنی پیدائش کا وقت۔
(۲) جب انسان کو موت کا شکنجہ اپنی گرفت میں لیتا ہے۔ دمِ آخر سکرات کی کیفیت۔
(۳) اور جب انسان کو روزِ آخرت قبر سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا تو وہ خود کو میدان حشر کی ہولناکیوں میں گھرا ہوا پائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جو بڑا ہی رحیم وکریم اور مغفرت کرنے والا مہربان ہے وہ اپنے بندوں کی بھلائی بہتری وفلاح کے لئے انہیں آگاہ فرما رہا ہے کہ وہ ان تینوں حالتوں میں خود کو ان کیفیات کی سختیوں سے کیسے محفوظ رکھ کر انعام الٰہی اور سلامتی کا حق دار ٹھہر سکتا ہے۔ انسان کی پیدائش، وفات اور حشر کے دن اس کے لئے بڑی خصوصیت واہمیت کے حامل ہیں ان میں سے ہر دن ہر مرحلہ زندگی کے لئے ایک نئے اور نامعلوم دور کا یوم آغاز ہے اور ان ایام میں انسان کی بے بسی اور بے کسی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ ویسے تو انسان کو ہر آن ہر لمحہ رحمت الٰہی کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ان تین مشکل اور نازک ترین مراحل میں جس شدت سے انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت شفقت وعنایات کا محتاج ہوتا ہے اس کا اندازہ بہ خوبی ہر کوئی کر سکتا ہے۔ یہ تینوں دن یا تینوں مراحل انسان کے لئے انتہائی اندیشہ ناک، تشویش ناک ہوتے ہیں، انسان ان میں وہ کچھ دیکھتا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا ہوتا، اس لئے ان تینوں موقعوں پر اسے نہایت وحشت ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنے نبی حضرت یحییٰ علیہ السلام پر اپنے اکرام وعنایات کا ذکر فرمایا ہے انہیں ان تینوں موقعوں پر امن و سلامتی عطا کی گئی۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ اپنے ہر نیک وصالح، اطاعت گزار بندے کو یہ خبر دے رہا ہے قرآن حکیم وہ کتاب الٰہی ہے جس کا ہر ہر لفظ ہر ہر آیت رہتی دنیا تک کے لئے ہے اسے کسی مخصوص زمانے یا حالات پر منطبق نہیں کیا جا سکتا اگر کوئی آیت کسی مخصوص حالت ووقت کا اظہار کر رہی ہو تو وہ تمام عالمِ انسانیت کے لئے ویسے ہی حکم کے درجے میں آئے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن حکیم میں سجایا ہے۔ اس آیت مبارکہ پر فکر کرنے سے پہلے ہمیں اسے سمجھنے کے لئے اس سے پہلی آیت کے بارے میں بھی علم حاصل کرنا پڑے گا۔ آیت مبارکہ قرآن حکیم حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں تینوں حالتوں میں سلامتی کی خبر دے رہا ہے حضرت یحییٰ کی پیدائش بھی ایک معجزہ ہے اللہ کی قدرت کا مظہر بھی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا ایسی حالت میں قبول فرمائی جب وہ بوڑھے اور ضعیف ہو چکے تھے اور ان کی اہلیہ محترمہ بانجھ تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کے ذریعے انہیں بیٹے کی بشارت سنادی جسے سن کر انہیں انتہائی حیرت ہوئی فرشتے نے انہیں یہ بھی کہا کہ ہونے والے بیٹے کا نام حکم الٰہی سے یحییٰ رکھنا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو فرشتے کی اس خوش خبری پر یقین ہی نہیں آرہا تھا۔ تعجب سے انہوں نے کہا کہ میں بوڑھا ہوں میری بیوی بانجھ ہے۔ فرشتے نے کہا ظاہری اسباب سے مشکل ہو سکتی ہے لیکن اللہ کے لئے سب آسان ہے۔ چنانچہ بشارت الٰہی کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کی

ولادت ہوئی جس سے انہیں سلامتی کی دعا دی گئی ہے اور ایسے تین اوقات میں سلامتی کی دعا دی گئی ہے جو انسان پر تینوں کے تینوں بھاری اور مشکل ہوتے ہیں۔ تقریباً یہی مضمون تھوڑے سے فرق کے ساتھ سورۃ المریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے۔

ترجمہ: سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔ (مریم۔۳۳)

تفسیر: اس آیت مبارکہ میں تقریباً وہی مضمون ہے جو اسی سورۃ کی آیت نمبر ۱۵ میں آیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں حق تعالیٰ نے خود اپنی طرف سے کلام کیا اور یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہی جملے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ادا کرائے۔ دراصل یہ وہ نشانی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں بنی اسرائیل کے سامنے پیش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو ان کی مسلسل بدکرداریوں پر عبرت ناک سزا دینے سے پہلے ان پر حجت تمام کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے یہ تدبیر فرمائی گئی کہ بنی ہارون کی ایک پاکیزہ زاہدہ وعابدہ لڑکی کو جو بیت المقدس میں معتکف تھی اور حضرت زکریا علیہ السلام کی زیر تربیت تھی کو دوشیزگی کی حالت میں حکم الٰہی سے حاملہ کر دیا تاکہ جب وہ اپنا بچہ لے کر قوم کے سامنے آئے تو پوری قوم میں ہیجان برپا ہو جائے اور تمام لوگوں کی توجہ اس پر مرکوز ہو جائے۔ پھر جب اس تدبیر الٰہی سے ایک ہجوم نے جمع ہو کر حضرت مریم کو گھیر لیا اور بچے کے بارے میں طرح طرح سے سوال کرنے لگے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے خود نوزائیدہ بچے نے کلام شروع کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ساری گفتگو ماضی کے صیغوں میں کی جبکہ ان تمام باتوں کا تعلق مستقبل سے تھا ایسا اس لئے تھا کہ جب یہ بچہ بڑا ہو کر نبوت کے منصب پر فائز ہو تو قوم کے ہزاروں افراد شہادت دینے کے لئے موجود ہوں کہ وہ خود ایک معجزہ الٰہی ہے جسے وہ اس کے بچپن میں خود دیکھ چکے ہیں اگر پھر بھی قوم ان کی نبوت سے انکار کرے اور پیروی قبول نہ کرے تو پھر اس قوم کو ایسی عبرت ناک سزا دی جائے جو اس سے پہلے دنیا میں کسی قوم کو نہ دی گئی ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت مبارکہ میں اعلان کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موت کا ایک دن مقرر کر دیا ہے مروں گا اور پھر اٹھایا جاؤں گا' اللہ نے میرے لئے سلامتی' امن' اطمینان کا پورا پورا سامان کر دیا ہے ولادت کے وقت بھی' موت کے وقت بھی' اور مرنے کے بعد آخرت میں دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جانے کے وقت بھی۔ یہ آیت مبارکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت اور دوبارہ اٹھائے جانے پر نص صریح ہے۔ اس میں کوئی تاویل نہیں کی جا سکتی اور نہ اس میں بحث ہی کی کوئی گنجائش ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا معجزہ الٰہی کوئی نیا عمل نہیں تھا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر کسی نطفے' بغیر کسی ذریعے کے صرف مٹی سے پیدا فرما دیا اور ان کا جوڑا جیسا کہ خود قرآن حکیم میں سورۃ النساء کی پہلی آیت میں فرمایا گیا ہے۔ (لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا' حضرت حوا علیہ السلام کو اللہ نے کیسے پیدا فرمایا یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ایسے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے بڑھاپے میں جب انہیں اولاد کی کوئی امید نہیں رہی تھی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام دو فرزند عطا کئے اور حضرت زکریا علیہ السلام کے یہاں بھی بڑھاپے اور بانجھ پن کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ایک صالح بیٹا حضرت یحییٰ علیہ السلام عطا فرمایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کرنا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تو قوم ثمود کے

مطالبے پر پتھر کی چٹان سے اونٹنی پیدا فرما کر ظاہر کر دی جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۵۹ میں آیا ہے اور ایسے ہی کئی واقعات و معجزات الٰہی قرآنِ حکیم میں موجود ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی ان ہی معجزاتِ الٰہی کے سلسلے کی ایک کڑی ہے تاکہ کفر و شرک کرنے والے عبرت پکڑیں اور راہ راست پر آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں کی بڑی ناز برداری فرماتا ہے وہ ہر ہر طریقے سے انہیں بھلائی و فلاح کی جانب آنے اور صراط مستقیم اپنانے کی ترغیب دیتا ہے کبھی نرمی اور شفقت سے تو کبھی عذاب و سزا اور اپنے قہر سے ڈرا کر۔ اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نومولودگی کے باوجود ان کی زبان سے اپنی والدہ محترمہ حضرت مریم کی پاکیزگی اور عفت کی گواہی دلا کر معجزہ در معجزہ کا ظہور فرمایا تاکہ بنی اسرائیل کے شقی القلب اور ظالم لوگوں کو اللہ کا خوف پیدا ہو اور وہ راہ راست کو اپنا لیں اور اپنے کفر و شرک سے باز آ جائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے حضرت زکریا علیہ السلام انہیں راہ حق کی دعوت دیتے رہے تھے اور حضرت مریم علیہ السلام حضرت زکریا علیہ السلام کے ہی زیر تربیت تھیں۔

ترجمہ: کہا اچھا تم پر سلام ہو میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے۔ (مریم۔ ۴۷)

تفسیر: آیت مبارکہ میں سلام تحیہ نہیں کہا جا رہا بلکہ یہ سلام ترک مخاطبت کے اظہار کے طور پر ہے حضرت ابراہیم نے یہ اس وقت کہا تھا جب انہیں مشرک کے لئے مغفرت کی دعا کرنے سے منع نہیں کیا گیا تھا جب انہیں منع کر دیا گیا تو دعا کا سلسلہ موقوف ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہایت ہی حلیم الطبع اور فرماں بردار مخلص تھے۔ وہ اللہ کی مشیت پر راضی ہونے والے مخلص تھے۔ آیت میں جو سلام ترک مخاطبت کیا وہ اپنے مشرک باپ سے تعلقات منقطع کرتے وقت کہے تھے۔ ان کی شخصیت کے خد و خال کا اندازہ ان کے الفاظ ان کے انداز کلام سے بہ خوبی کیا جا سکتا ہے والد کی جاہلیت کے مقابلے میں ان کے رویے سے بھی ان کی شخصیت واضح ہو رہی ہے ان کی شخصیت کے بارے میں سورۃ التوبہ کی آیت ۱۱۴ میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے ’’ابراہیم بڑا رقیق القلب و خدا ترس اور بردبار آدمی تھا۔‘‘ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لئے اس لئے بھی دعائے مغفرت کی کہ وہ رقیق القلب انسان تھے وہ اس خیال سے ڈر جاتے تھے کانپ اٹھتے تھے کہ کہیں میرا باپ جہنم کا ایندھن نہ بن جائے وہ ایسے حلیم الطبع تھے کہ باپ کے ظلم و ستم جو اس نے اسلام سے انہیں روکنے کے لئے ان پر ڈھائے اس کے باوجود ان کی زبان اس کے حق میں دعا ہی کے لئے کھلی۔ جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے ترک تعلق کا اعلان کرنے کے باوجود ان سے کہہ رہے ہیں کہ میں تمہاری بخشش کی دعا اپنے پروردگار سے کروں گا وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے۔ ایسے میں انہوں نے سورہ الممتحنہ آیت ۴ میں اس طرح دعا فرمائی۔ ’’میں آپ کے لئے معافی ضرور چاہوں گا اور میرے اختیار میں کچھ نہیں ہے کہ آپ کو اللہ کی پکڑ سے بچا لوں۔‘‘ چنانچہ اسی وعدے کی بنا پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے لئے دعا مانگتے رہے ایسے ہی سورۃ الشعرا کی آیت ۸۶ تا ۸۹ میں اس طرح دعا فرمائی۔ ’’اور میرے باپ کو معاف کر دے بے شک وہ گمراہ لوگوں میں سے تھا‘ اور اس دن مجھے رسوا نہ کر جبکہ سب انسان اٹھائے جائیں گے‘ جبکہ نہ مال کسی کے کچھ کام آئے گا اور نہ اولاد‘ نجات صرف وہ پائے گا جو اپنے اللہ کے حضور بغاوت سے پاک دل لے کر حاضر ہوگا۔‘‘ حالاں کہ یہ دعا انتہائی محتاط لہجے اور انداز میں کی گئی تھی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے جب یہ احساس ہوا کہ میں جس شخص کے لئے دعا کر رہا ہوں وہ اللہ کا کھلا کھلا باغی ہے اور اس کے دین کا سخت دشمن تو پھر انہوں نے

ایک سچے مومن اور اللہ کے وفادار ہونے کے ناتے اللہ کے باغی کی ہمدردی سے اپنے آپ کو روک لیا۔ حالانکہ اللہ کا وہ باغی ان کا باپ تھا جس نے کبھی انہیں بڑے لاڈ پیار و محبت سے پرورش کیا تھا۔ اس طرح یہ بات بالکل واضح اور صاف ہوجاتی ہے کہ اللہ کے باغیوں کے ساتھ ایسے لوگوں کے ساتھ جو اللہ کا کھلم کھلا باغی ہو اس کے ساتھ ہمدردی و محبت رکھنا اس کے جرم کو قابل معافی سمجھنا بالکل غلط ہے۔ اگر ہم محض اس بنا پر کہ وہ اللہ کا باغی ہمارا رشتہ دار ہے اس کے لئے یہ چاہیں کہ اللہ اسے معاف کردے تو اس سے یہ بات واضح ہوگی کہ ہمارے لئے اللہ کے حقوق و مقتضیات کی نسبت رشتہ داری زیادہ عزیز و قیمتی ہے اور یوں اللہ کے دین کے ساتھ ہمارا اخلاص ہماری محبت بے غرض و بے لاگ نہیں رہے گی یوں ہم خود اللہ کے مجرم بن جائیں گے اور یہ کیسی عجیب بات ہوگی کہ اسی جرم کی سزا میں دوسروں کو تو جہنم رسید کردیا جائے اور اپنے رشتہ دار اور تعلق کی بنا پر ان کی مغفرت اور جہنم سے بریت چاہے۔ قرآن حکیم نے اس مسئلے پر خوب کھل کر بار بار جگہ جگہ یہ بات واضح کردی ہے کہ اللہ کا دوست ہمارا دوست اور اللہ کا دشمن ہمارا دشمن ہے اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ ''مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا نہ کرو'' یہی بات اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ میں اس طرح فرمائی ہے۔

ترجمہ: نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں' زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں' جبکہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔ (التوبہ۔۱۱۳)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر کے بارے میں صحیح بخاری شریف میں اس طرح آیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا آخری وقت آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اس وقت ان کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا ''چچا جان لا الہ الا اللہ پڑھ لیں تاکہ میں اللہ کے یہاں آپ کے لئے حجت پیش کرسکوں۔'' تو اس وقت ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا۔ ''اے ابوطالب کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کے مذہب سے انحراف کروگے؟'' حتیٰ کہ اسی حال میں ان کا انتقال ہوگیا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے روک نہیں دیا جائے گا' میں آپ کے لئے استغفار کرتا رہوں گا۔'' اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری) مسند احمد کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کے لئے مغفرت کی دعا کرنے کی اجازت طلب فرمائی' جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جیسا کہ سورۃ قصص کی آیت۔۵۶ میں آیا ہے۔ (مسند احمد)

(جاری ہے)

ہمارا آنچل

ملیحہ احمد

السلام علیکم! مجھے صائمہ ملک کہتے ہیں 6 فروری 1995ء کو (افطاری کے وقت تشریف آوری ہوئی) ہم تین بہنیں ہیں اور ایک بھائی اور گھر میں دو جنتیں یعنی دو امیاں ہیں اور پاپا اللہ انہیں سلامت رکھے دو جنتوں سے نوازا ہمیں اور پیاری تو رج کے ہوں بھکر کی جو ہوں۔ رنگوں میں سیاہ، سفید، پنک بھی پسند ہے۔ کھانے میں سموسے اور بریانی پسند ہے کریلے تو جان ہیں' لباس میں کھلی شلوار' چھوٹی قمیص پسند ہے اور ساتھ بڑا سا دوپٹہ۔ جیولری میں نازک سا بریسلیٹ اور رِنگ پسند ہیں' کانچ کی چوڑیاں بھی' کاجل کے بغیر آنکھیں ادھوری لگتی ہیں۔ خود میں اپنی مسکراہٹ اپنی آنکھیں اور اپنے آنسو پسند ہیں۔ خوبیاں' امی کہتی ہیں کمپرومائز کرتی ہوں' کیئرنگ ہوں۔ پاپا کہتے ہیں برداشت بہت ہے اور پاورفل ہوں (آہم)۔ خامیاں' لوگ کہتے ہیں ضدی ہوں' انا پرست ہوں' نخریلی ہوں' زبان بہت چلتی ہے (منہ پھٹ) وغیرہ وغیرہ' ارے گھر میں چھوٹی ہوں تو یہ تو حق ہے ناں۔ بارش اور چاند کچھ زیادہ اٹریکٹ نہیں کرتے' تتلیاں اور گلاب پسند ہے۔ گرمیوں کی صبح سردیوں کی رات پسند ہے' غصہ کم آتا ہے اگر آ جائے تو پھر رونے لگ جاتی ہوں۔ خاموش ہو جاتی

ہوں' میری چیز مجھ سے پوچھے بغیر کوئی استعمال کرے تو آگ لگ جاتی ہے۔ بی ایس سی کا ایگزام دے کے فارغ ہوں' روٹیاں پکانا سیکھ رہی ہوں' کوکنگ بیسٹ کرلیتی ہوں۔ پلاننگ نہیں کرتی زندگی کا پتا نہیں ہے' والدین میری طاقت ہیں۔ مسلمان ہونا میرا فخر ہے' سینئر رائٹرز سب اچھا لکھ رہی ہیں' ناول ''یارم'' بہت پسند آیا۔ ''قراقرم کا تاج محل'' ہاسٹل میں 4 گھنٹے میں پڑھا' بہت زبردست۔ ایک بھانجی ہے عدن فاطمہ بس کیا بتاؤں کتنی پیاری ہے مجھے' بہت بہت سویٹ ہے میری طرح' شکل میں مجھ پر گئی ہے بس عقل میں بھی مجھ پر جائے' آمین۔ 23 کو سالگرہ تھی اس کی' خالہ کی طرف سے ڈھیر سارا پیار اور دعائیں۔ عمدہ شاعری جنون کی حد تک پسند ہے' ہاسٹل میں مشہور تھا کہ مجھے شاعری بہت پسند ہے' تہمینہ گل نے مجھے ام الشاعری کہا تھا (ہاہاہا) کوئی رو رہا ہو تو مجھے چپ کروانا بالکل نہیں آتا (ہاہاہا)' تعارف لمبا ہو گیا' او کے جی اللہ حافظ۔

''ہائیں فیر کڑی (لڑکی) پیدا ہوگئی؟'' ارے ارے ٹھہریے' آپ لوگ چونک گئے ناکہ ہمارا آنچل کا اسٹارٹ کیسے لیا اس لڑکی نے تو آپ کو بتائے دیتے ہیں کہ جب 29 اکتوبر 1995ء کو ضلع گجرات کے ایک چھوٹے سے گاؤں چھوکر خورد میں ایک ننھی پری (آہم) نے جنم لیا تو یہ فقرہ کسا گیا۔ کس نے کہا؟ کیوں کہا اس کو ایک سائیڈ پر رکھیں' آغاز تو اچھا ہوگیا۔ اب آگے چلتے ہیں نام عفیرہ مظفر میری اماں نے رکھا' ایک طویل ناموں کی لسٹ موجود تھی

ہسپتال میں پیدا ہوئی وہاں کی ڈاکٹر نے حلیمہ سعدیہ نام تجویز کیا' اماں نے ناک چڑھائی' آئے ہائے میں تو کوئی نیا نکور' فینسی نام رکھوں گی۔ بالآخر اس پری کا نام عفیرہ مظفر رکھ دیا گیا۔ ہم چار بہنیں اور دو بھائی ہیں مگر یہاں آ کے میرا قلم لڑکھڑا گیا ہے اور یہ لکھتے ہوئے میری انگلیاں لرز رہی ہیں کہ ہم اب تین بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ میری ننھی ڈھائی سالہ بہنا وجیہہ مظفر اب ہمارے پاس نہیں' اس دیس چلی گئی جہاں سے واپسی ممکن نہیں۔ پہلی دفعہ آنچل کب پڑھا' کچھ یاد نہیں آ رہا' کون سا سال تھا' کیا مہینہ تھا؟ رائٹر کا نام کیا تھا مگر ایک کہانی ''میں تیری جوگن'' آنچل سے متعارف کرانے کا سبب بنی۔ فیورٹ رائٹرز کی فہرست طویل ہے نمرہ احمد' سائرہ رضا' سمیرا حمید (آپ کا انداز تحریر لاجواب ہے)' نازیہ کنول' سمیرا شریف اور بھی بہت سی ہیں مگر یاد نہیں آ رہیں۔ گھر میں سب سے زیادہ لڑائی فریحہ مظفر سے ہوتی ہے' پسندیدہ کلرز بلیک' پنک' وائٹ اور بلو ہیں۔ لانگ شرٹ اور ٹراؤزر پہننا اچھا لگتا ہے' پسندیدہ پرفیومز بلیوا میج اور لومانی' ایوری ون ہیں ویسے میری اور فریحہ کی پسند ملتی جلتی ہے۔ کھانے میں بریانی موسٹ فیورٹ ہے' خوبیوں اور خامیوں کی طرف آتے ہیں۔ فریحہ سے بڑے دلار سے پوچھا ''یار مجھ میں کیا خوبیاں ہیں' بتاؤ تو ذرا' آنچل میں انٹری دے رہی ہوں۔'' تو اس نے پنسل ہونٹوں پر رکھی' کچھ سوچ و بچار کے بعد بڑے مدبرانہ انداز میں گویا ہوئی۔ ''سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ تم مجھے آنچل دے دیتی ہو' تر سا تر سا کے ہی سہی (در فٹے منہ)۔ خامیاں تو بہت زیادہ ہیں' غصہ میں آؤٹ آف کنٹرول ہو جاتی ہوں' کسی پر اعتبار نہیں کرتی (ویسے میرے نزدیک یہ خوبی ہے)۔ ریڈیو کی شیدائی ہوں اور ٹی وی اتنا پسند نہیں' روز ایف ایم 90 آزاد کشمیر کے آر جے انگری برڈز (آر جے حسن گیلانی' عمیر علی خان اور عاطف شفیق) کو سننا بہت پسند ہے۔ سنگرز میں بلال سعید آج کل فیورٹ ہے۔ دوستیں اتنی زیادہ بنائی نہیں جنہیں بنایا وہ بھی کوئی ایسی اچھی نیچر کی نہیں تھیں اس لیے انہیں کلاس فیلوز فرینڈز کہنا زیادہ بہتر ہوگا۔ مدیحہ رزاق میرے بچپن کی ہمجولی ہے اس کا ذکر ضرور کروں گی بہت سادہ سی نیچر تھی اس کی' صرف وہی پرخلوص دوست تھی۔ اللہ تعالیٰ سے ہر بات شیئر کرتی ہوں' پسندیدہ شخصیات سرورکونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم' امام ابو حنیفہؒ مولانا طارق جمیل مولانا مسعود ازہر حفظہ اللہ اور میرے پیارے دادا ابو۔ جہاں رہیں خوش رہیں' فی امان اللہ۔

صائمہ حجاب

السلام علیکم! بہت ہی اچھے اور پیارے آنچل اسٹاف اور قارئین' امید کرتی ہوں اور یقین رکھتی ہوں کہ آپ سب بفضل خدائے تعالیٰ فٹ فاٹ اور ایک دم مزے میں ہوں گے' میرے پاس آپ سب کے لیے خوش خبری ہے چلو جلدی سے پہلے ایک اسمائل پاس کرو تاکہ میں گڈ نیوز سناؤں' او واؤ مسکرا لیا' گریٹ۔ لیجیے قارئین آپ کو مبارک ہو آخر آپ لوگوں کو مجھ جیسی باوقار' ہونہار اور ذہین و فطین لڑکی کا تعارف پڑھنے کو مل ہی گیا' مابدولت صائمہ نام تو سنا ہی ہوگا پورا اسم گرامی صائمہ حجاب سحر۔ صائمہ رہا میرا اپنا ذاتی نام' حجاب سحر قلمی ہے ان فیکٹ ہماری زیادہ تر مصنفہ تین نام سے جانی جاتی

گیا سو میں نے بھی یہ نام مناسب سمجھا حجاب میرا
موسٹ ان فیکٹ ہارٹ فیورٹ نیم ہے۔ اگر مجھے
اپنا نام خود رکھنے کا موقع ملتا تو حجاب رکھتی بالآخر یہ
موقع ناول نگاری کے فن کے انکشاف کے بعد مل ہی
گیا سو صائمہ کے ساتھ حجاب کا اضافہ کرلیا' میری
اکثر دوستیں مجھے سحر کے نام سے پکارتی تھیں سو سحر بھی
ساتھ ملا لیا تو اس طرح میرا نام صائمہ حجاب سحر ہوا تو
جناب یہ تھا میرا اسم گرامی (تفصیل کے
ساتھ)۔ میرا تعلق ضلع گجرات سے ہے سو زیر تعلیم
بھی وہیں ہوں' یو یو جی سے ماسٹرز ان انگلش کررہی
ہوں' ماسٹرز کے فوراً بعد ماسٹرز ان اسلامیات کرکے
سبجیکٹ میں پی ایچ ڈی کرنے کا کریز ہے۔ پڑھنے
کے ساتھ ساتھ لکھتی بھی ہوں' دو ڈائجسٹ میں
تحریریں چھپ چکی ہیں' اب دوسرے ڈائجسٹوں میں
بھی انٹری کے لیے سرگرداں ہوں' اس کے علاوہ
ایف ایم کے ساتھ بھی منسلک ہوں اسکرپٹ رائٹر
کے علاوہ واقعات اسلام کے نام سے شو بھی کرچکی
ہوں' مختلف ڈرامے پبلک سروس میسجز آن ائر ہوچکے
ہیں' لائیو شو بھی کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ سب سے
بڑی خواہش قرآن پاک کو صحیح معنوں میں سمجھنا ہے
(بس آپ سب کی پزیرائی درکار ہے)۔ بہت
حقیقت پسند ہوں' محبت' نفرت' شادی' عشق' حسد ہر
چیز پر بہت حقیقت پسندی سے بات کرتی ہوں۔ پسند
اور ناپسند کی بات کی جائے تو اداسی' تنہائی' سرد
راتیں' دور تک پانی' دونوں اطراف پر لگے درخت
اور درمیان سے گزرتی لمبی خاموش سڑک' سنسان
شاہراہ' لہلہاتے کھیت' بارش' پہاڑ' ہر چیز پسند ہے۔
ناپسند ان فیکٹ جھوٹ اور بے ایمانی ہے' ایوں کبھی
کوئی کردار ناول میں بھی کررہا ہو تو بہت دکھی ہوجاتی
ہوں مگر اس بات پر بھی یقین ہے کہ اگر دنیا میں یہ
چیزیں نہ ہوں تو دنیا کا وجود نہیں چل سکتا۔ میرا خیال
ہے میرا تعارف طوالت پکڑتا جارہا ہے سو میں ذرا
مختصر ہوجاؤں مگر کیا کروں آنچل میں آنے کی خوشی
بہت ہے۔ دوستیں بنانے کا بہت شوق ہے اسی لیے
میری بہت دوستیں ہیں جن میں چند کے نام یہ ہیں
ایمن' ہما' مریم میاں' صبا' حمیرا اور بھی بہت سی ایسی
ہیں' میرا بھائی میری فیس بک کو فوج بک کہتا ہے
(ہاہاہا)۔ اس کے علاوہ شاعری سے شغف صرف
اس حد تک کہ وہ شاعری ہے یہ الگ بات ہے کہ کبھی
میں کرتی تھی۔ ناول پڑھنے کا بہت شوق ہے مگر
خریدنے میں بہت کنجوس ہوں سو زیادہ انٹرنیٹ کا
سہارا لیتی ہوں۔ پسندیدہ رائٹرز میں عشناء آپی ہیں'
وہ نہ صرف اچھی رائٹر ہیں بلکہ دوست بھی ہیں میں
نے تو جب بھی ان سے بات کی بہت اچھا لگا بات
کرکے اور میں عشناء آپی کو ہی لکھنے میں آئیڈیلائز
کرتی ہوں۔ آخری بات کے ساتھ اجازت چاہوں
گی کہ اگر کوئی غلطی ہوئی یا کسی کو کوئی بات بری لگی تو
دل سے معذرت' اللہ حافظ۔

نیلم کریم

السلام علیکم! ہائے آنچل اسٹاف کیسے ہیں سب؟
اللہ آپ سب کو اور زیادہ کامیابی عطا فرمائے' سب کو
میری طرف سے خوشیوں بھرا اسلام قبول ہو۔ جناب!
تو اب تعارف کی بات ہوجائے تو جناب میرا نام نیلم
ہے' ویسے پیار سے نیلی' نیلوفر' نیل پور' پری بہت سے
ناموں سے پکارتے ہیں۔ ہم آٹھ بہن بھائی ہیں
سب سے بڑی آپی کی شادی ہوگئی' ثوبیہ کی منگنی ہوگئی
ہے پھر بھائی ہیں' ڈرائیونگ کرتے ہیں ان کے بعد

میرا نمبر آتا ہے اور سب چھوڑتے ہیں۔ یکم جنوری کو میں نے دھماکہ کیا پھر جیسے جیسے بڑی ہوتی گئی کبھی کسی پر دھماکہ کیا تو کبھی کسی نے مجھ پر دھماکہ کیا پس زندگی گزر رہی ہے کبھی روئے کبھی ہنسے اچھا چلو اب شوق اور پسند کی بات ہو جائے۔ میرے شوق بڑے بڑے ہیں شاید کہ کبھی پورے نہ ہوں مثلاً مجھے کیپٹن بننے کا بہت شوق ہے اور سب سے مزے کی بات میرا شوق سمجھیں یا میرا جنون یا خواہش' مجھے کرکٹ ٹیم میں جانے کا شوق ہے شاید کسی کی دعا سے چلی بھی جاؤں' خاص کر ماں کی دعا سے امی بہت پیار کرتی ہیں مجھے اور سب کرتے ہیں۔ ابو کی ڈیتھ ہوگئی ہے' اب دوستی کی بات ہو جائے تو مجھے دوستی کرنا اچھا لگتا ہے' میری سب سے پیاری دوست ام ہانی اور ثمرین ہے' ام ہانی کو پیار سے ہنی بلاتے ہیں۔ اب میڈیم کی شادی ہوگئی ہے تو اب ان کے پاس ہمارے غریبوں کے لیے ٹائم ہی کہاں۔ شادی سے پہلے ہم دونوں نے بہت مزے کیے پس ایسے سمجھیں کہ ہمارے وہ دن ایسے گزرے ہیں کہ ہم نے ساری زندگی کی خوشیاں ان ہی دنوں میں مل گئی ہوں بلکہ یہ بات زیادہ مناسب رہے گی کہ صرف مجھے اس کی تو اب نئی زندگی شروع ہوگئی ہے' اللہ اسے ہر خوشی دے' ویسے بہت یاد آتی ہے موٹو ثمرین کی اور میری ملاقات کالج میں ہوئی۔ شروع سے میری اور ثمرین کی خوب جمی اب تک بہت اچھی جا رہی ہے' ہماری دوستی بہت اچھی ہے ثمرین خوب صورت بھی اور ہانی بھی بہت خوب صورت ہے ویسے میں خوب صورتی سے زیادہ سیرت اور خوش اخلاقی کو اہمیت دیتی ہوں ویسے اگر کسی کو میرا تعارف اور سوچ پسند آ جائے تو وہ مجھ سے دوستی کر سکتی ہے اس کے لیے میرے گھر کے بھی اور دل کے بھی دروازے کھلے ہیں اچھا تو اب پسند کی بات ہو جائے مجھے کھانے میں سب سے زیادہ چاول پسند ہیں اور سب سے زیادہ میں ہنی اور آپی فوزیہ کے چاول مس کرتی ہوں۔ پہننے میں ہر نئے ڈیزائن کے کپڑے بنانا پسند کرتی ہوں لیکن پہننا زیادہ پسند نہیں کرتی۔ اچھا تو اب زندگی کی بات ہو جائے تو زندگی کبھی اتنی اچھی لگتی ہے تو کبھی بس دل کرتا ہے کہ سب کو الوداع کہہ دوں ایک بیماری بھی میری جان نہیں بخشتی جسے میں اسے اتنی پسند آ گئی ہوں کہ مجھے چھوڑنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ سونگز سننا اچھا لگتا ہے' راحت فتح علی خان کے گانے بہت شوق سے سنتی ہوں' ناول پڑھنے کا شوق ابھی ہوا ہے یا ایسا سمجھیں کہ آنچل کی دنیا میں ابھی قدم رکھا ہے اور مجھے یاد ہے کہ اس سے پہلے میں نے صرف ایک ہی کہانی پڑھی تھی ''من کا ملے تو اچھا نہ ملے اور بھی اچھا'' اب شوق ہے۔ آپی نازیہ کنول نازی کی کہانیاں اچھی لگتی ہیں' ایسے جیسے دل کی گہرائیوں سے بات کو بیان کیا جا رہا ہو اور بھی اچھی ہیں' بہت زیادہ ابھی زیادہ معلوم نہیں ہے اوروں کے بارے میں اچھا تو اب اجازت چاہتی ہوں کہ بہت باتیں ہوگئی ہیں اگر آپ نے مجھے آنچل میں اور اپنے دل میں جگہ دی تو ان شاء اللہ پھر ملاقات ہوگی اپنا خیال رکھنا اور دعاؤں میں یاد کرنا' اللہ حافظ۔

عید سروے

میٹھی عید کی میٹھی یادیں

سعیدہ نثار

سحرش فاطمہ...... کراچی

ہر سال عید کی رنگینیوں میں آنچل ہمیشہ سروے کے ساتھ حاضر ہوتا ہے اور الحمدُ للہ میں بھی ۲عیدوں سے اِس سلسلے میں اپنی حاضری دے رہی ہوں۔ جہاں ہم اپنی عید کی باتیں اپنے خیالات کا اظہار آپ سب سے کرتے ہیں۔ اِس بار کے سوالات بڑے مزے کے ہیں لیکن جوابات؟؟ چلیں آئیں دیکھتے ہیں کیسے ہوتے میرے جوابات۔

۱: جناب ابھی تک تو اِس رشتے سے میرا کوئی تعلق نہیں جڑا تو یہ سوال میں اسکپ کررہی ہوں (کھانستے ہوئے)

۲: بچپن سے لے کر اب تک میں نے کبھی تاخیر نہیں کی (ہائے اللہ یہ لڑکیوں والی بات تو نہ تھی؟)، لیکن کبھی کبھار زیادہ وقت لگنے کا اندیشہ ہوتو میں تھوڑا ٹائم پہلے سے تیاری شروع کردیتی ہوں تا کہ مقررہ وقت پہ تیار ملوں (اب یہ بات تو قابلِ قبول ہے ناں؟) اچھا سوال یہ بھی ہے کہ کہاں جانے کے لئے جھٹ پٹ تیار ہوجاتی ہیں تو کہیں بھی جانا ہو میں فوراً تیار ہوجاتی ہوں۔

۳: عید کی شاپنگ کا اصل مزہ چاندرات پہ ہی ہوتا۔ میں بھائی اور بھابھو کے ساتھ جاتی ہوں مہندی لینا، چوڑیاں یا کڑے وغیرہ لینا۔ عید کی ویسے تمام شاپنگ تو اب بھائی ہی کرواتے مجھے (اللہ ایسا بھائی سب کو دے آمین)

۴: جو ہمیشہ سے پڑھتے آئی ہوں وہی پڑھتی ہوں۔

۵: کوکنگ۔

۶: میں اِس معاملے میں بھی سادہ ہی ہوں۔ اپنا وہی شلوار قمیض ہاں کبھی فیشن کے حساب سے کروا بھی لیا تو بھی تمیز کے دائرے میں (ھاھاھا)

۷: پہلے امی ابو کے ساتھ کرتی تھی اب بھائی بھابھو کے ساتھ۔

۸: نہیں ایسا کوئی یاد نہیں پڑتا۔

۹: میں کھیر بناتی ہوں اپنے اسٹائل سے۔

دودھ ڈیڑھ لیٹر اور آدھا لیٹر پانی

چینی حسب ذائقہ،

چاولوں کو بھگو کر گرائنڈ کرلیں

جب دودھ کو ابالنے کے لئے رکھیں ساتھ ہی چینی بھی ڈال دیں۔ میں الائچی نہیں ڈالتی۔ جب ابال آنے لگے آنچ دھیمی کر کے اس میں چاول ڈالیں اور لکڑی کے چمچ سے ہلاتے رہیں۔ گھر میں روز بالائی جمع کی ہوئی ہوتی ہے میں وہ ایک پیالی ڈالتی ہوں اور ساتھ میں سا گودانہ۔

اب آخر میں کنڈینسڈ ملک آدھے سے ایک پیالی لے لیں۔ خیال رہے کہ چینی کی مقدار کم ہو کیوں کہ کنڈینسڈ ملک خود میٹھا ہوتا ہے۔ اگر کوئی کنڈینسڈ ملک نہیں لے سکتا تو وہ کوئی بھی پاوڈر فارم میں دودھ لے اور ایک پیالی پاوڈر میں تھوڑا سا پانی ڈال کر پیسٹ بنالیں۔

ہلکی آنچ میں کھیر پکائیں اور ٹھنڈا سا سرو کریں۔
کیسی لگی میری یہ ریسپی؟ مجھے بتایئے گا ضرور۔

سلمیٰ غزل...... کراچی

1) میرا کوئی سسرال نہیں ہے اور جو دور پرے کے سسرالی ہیں وہ پنجاب میں ہیں کیونکہ میاں پنجابی اور میں اردو اسپیکنگ مگر شوہر صاحب کبھی کبھی ساس نند کا رول ادا کردیتے ہیں اس لیے کمی محسوس نہیں ہوتی۔

2) عید کی نماز پر جاتے ہوئے شوہر کا یہ کہنا کہ ''نماز پڑھ کر آؤں تو تیار ملنا ماسی بنی نہ رہنا۔'' اور پھر بچوں کا گلے مل کر عیدی مانگنا ساری تھکن دور کردیتا ہے مگر اب یہ باتیں خواب ہوئیں کہ دونوں بیٹے امریکہ میں اور بیٹی سسرال میں اس لیے معمولات رات ہی سے شروع ہوجاتے ہیں مثلاً پردے چادریں بدلنا گھر کی صفائی پکوان کوئی خاص نہیں کہ بچے باہر ہیں۔

3) میں ورکنگ وومن ہونے کی وجہ سے کبھی تیاری میں دیر نہیں لگاتی۔ میرے شوہر بے حد وقت کے پابند ہیں اور ان کے ساتھ رہ رہ کر میری بھی عادت ہوگئی ہے لیکن تقاریب میں ہمیشہ سے ساڑھی باندھتی ہوں تو پندرہ منٹ اضافی سمجھ لیں۔

4) شادی سے پہلے ٹھٹھہ میں رہتی تھی اور وہاں خواتین کا بازار جانا برا سمجھا جاتا تھا اس لیے کراچی میں بھیا مرحوم یا والد مرحوم کے ساتھ خریداری ہوتی تھی لیکن نہ کوئی نخرہ نہ کوئی فرمائش۔

5) عبادت میرا شوق ہے جو میں جوانی سے کررہی ہوں شکر الحمدللہ فرض روزوں کے علاوہ بھی ہر سال ایک دو ماہ کے روزے رکھ لیتی ہوں (گرمی کی وجہ سے کمی آ گئی ہے) تفصیل کیا بتاؤں ایک چیز کا گزشتہ سال جنوری 2015ء سے اضافہ ہوا ہے میں ''سورۃ بقرہ'' روزانہ ایک ہی نشست میں پڑھتی ہوں کہ کسی نے بتایا تھا کہ جس گھر میں اس سورت کی تلاوت ہو وہاں شیطان نہیں آتا۔ رمضان شریف میں چھ نفل مغرب میں ضرور پڑھتی ہوں غالباً اسے ''نماز اوابین'' کہتے ہیں۔

6) مجھے ہر کام کا شوق ہے سلائی و بنائی، کڑھائی اور کوکنگ مگر عمر کے ساتھ اور بچوں کے بعد ہر کام سے دل بے زار ہونے لگا ہے پھر بھی کوکنگ شوق سے کرلیتی ہوں۔

7) عید پر غرارہ قمیص بڑے سے دوپٹے کے ساتھ اچھا لگتا ہے وہ بھی لان یا کاٹن کا۔

8) عید کی شاپنگ عموماً بیٹی کے ساتھ کرتی ہوں یا تنہا کیونکہ میاں کو بالکل شوق نہیں بلکہ ان کے لیے خریداری بھی میں ہی کرتی ہوں صرف شعبان کے مہینے میں رمضان میں بازار نہیں جاتی سوائے مجبوری کے۔

9) جب تک ماں باپ زندہ رہے میں نے کوئی عید کراچی میں نہیں کی اور جو عید ان کی زندگی میں کراچی میں کی وہ یادگار ہے۔ عین چاند رات کو جبکہ میں ٹھٹھہ جانے کی تیاری کر رہی تھی روزہ کھول کر میں ہسپتال پہنچ گئی اور عین عید کے دن دوسرا بیٹا پیدا ہوا اور ڈاکٹر نے مبارک باد دے کر کہا آپ کو ''عیدی مل گئی'' اور میرے پورے روزے بھی ہوئے۔

10) مجھے میک اپ میں کاجل، لپ اسٹک اور پرفیوم بے حد پسند ہے میک اپ کی کوئی خاص شدہ بدہ نہیں۔ کھانے کی ٹپس ضرور بہنوں کو دوں گی جو میں روزمرہ زندگی میں استعمال کرتی ہوں اندازاً پانچ دن کے کھانوں کے لیے مصالحہ بھون کر رکھ لیں مثلاً

بڑی پیاز — پانچ عدد
ادرک لہسن پسا ہوا — پانچ چمچ
پسی لال مرچ — ڈھائی چمچ
دھنیا — ایک بڑا چمچ
ہلدی — ایک چائے کا چمچ
ثابت گرم مصالحہ
دہی — ایک پاؤ
ٹماٹر — ایک کلو
تیل — ایک پاؤ

یہ سب ڈال کر پکائیں پھر اچھی طرح بھون لیں، پانچ پلاسٹک کے ڈھکن والے ڈبوں میں برابر سے تقسیم کر کے فریز کر لیں۔ کوفتے بنا کر ایک دن ٹرے میں پھیلا کر وہ بھی فریز کر لیں پھر سخت ہونے پر زپ لاک میں ڈال کر فریز میں رکھ دیں۔ اب سالن پکانا بہت آسان ہے ایک چمچ تیل میں گوشت اچھی طرح تلیں، مصالحہ ڈالیں، سبزی ڈالیں، آلو گوبھی، لوکی، مٹر یا ٹنڈے کوئی بھی سبزی ڈال کر گلنے کے لیے چھوڑ دیں۔ گوشت اور سبزی گل جائے تو پسا ہوا گرم مصالحہ اور ہرا دھنیا ڈال کر اتار لیں آدھا گھنٹے میں ہر طرح کا سالن تیار کیونکہ میں جانتی ہوں پنجاب کے کلچر میں ''روٹی شوٹی'' کھا کر جانا جملہ عام ہے اور مجھے خوشی بھی ہے اور فخر بھی کہ کھانے کے وقت میں کسی کو بغیر کھانا کھائے جانے نہیں دیتی۔ اچار چٹنی اور مربے ہر موسم میں میرے گھر کے ہوتے ہیں۔ پتا نہیں آج کل لڑکیاں یہ کہنے میں کیوں فخر محسوس کرتی ہیں کہ ہمیں کوئی کام نہیں آتا اور میں اس عمر میں بھی یہ کہہ کر خوش ہوتی ہوں کہ مجھے ہر کام آتا ہے سوائے ڈرائیونگ کے میرا خیال ہے کچھ زیادہ ہی ہو گیا۔

عرشیہ ہاشمی...... آزاد کشمیر

۱۔ سسرال سے عیدی ایک ہی بار آئی اور اس میں ڈریس کلر لیمن تھا جو اس زمانے میں میرے ناپسندیدہ کلرز میں شمار ہوتا تھا باقی چیزیں بھی میچنگ نہیں تھیں (یہ تو بعد میں پتا چلا کہ ہسبینڈ صاحب نے تمام شاپنگ اپنی پسند سے کی تھی) بہر حال امی کی گھوریوں، ہسبینڈ کی فرمائش اور احساس مروت کے باوجود وہ ڈریس عید کی صبح تک تیار نہ ہو سکا۔

۲۔ عیدالفطر روزہ دار کے لیے دوہری خوشی لے کر آتی ہے۔ ہمارے ہاں تو عید زبردست طریقے سے منائی جاتی ہے ایریا کے سب لوگ مل کر عید مناتے ہیں ایک دوسرے کے گھر جا کر کھانے سرو کیے اور کھائے جاتے ہیں اس طرح مصروفیت بھرے دن کا اختتام ڈھیروں تھکان کے ساتھ ہوتا ہے۔

۳۔ ہی ہی ہی شوہر کی جیب ہلکی تو ہو جاتی ہے لیکن کیا ہو سکتا ہے ہم مجبور ہیں (ہاہاہاہا)

۴۔ رمضان المبارک کی ہر گھڑی کو موقع غنیمت جانتے ہوئے بہت سے وظائف کا ورد کیا جاتا ہے میں جب بھی تسبیح اٹھاتی ہوں آیت کریمہ اور درود پاک کا ورد کرتی ہوں۔

۵۔ شاپنگ اپنی بہن کے ساتھ جا کر کرتی ہوں وہ بزی ہوں تو اکیلی بھی کر لیتی ہوں۔

۶۔ کوکنگ تو ہمیشہ میری ہی ذمہ داری ہوتی ہے چاہے عیدین ہوں۔ کوئی دعوت ہو یا مہمان نوازی اس کے علاوہ برتن دھونے کا کام بھی میری ذمہ داری میں شامل ہے۔

۷۔ عید کے موقع پر موسم کی مناسبت سے کپڑے لیتی ہوں ویسے بھاری اور بہت زیادہ فینسی سوٹ مجھے بالکل بھی نہیں پسند لباس سمپل اور سٹائلش ہونا چاہیے۔

۹۔ شادی سے پہلے تو ہم چوڑیاں پہننے کے لئے چاند رات کو ہی جایا کرتے تھے کئی سال پہلے ہم بہنیں اپنے ابو، امی، ماموں اور بھائیوں کے ساتھ چاند رات کی رونق بازار میں دیکھنے کے لئے گئے ہم نے چوڑیاں بھی خریدیں۔ چاٹ کھائی اور گفٹس بھی خریدے وہ چاند رات بہت اسپیشل تھی کیونکہ ہم سب اکٹھے ایک ساتھ تھے۔

۱۰۔ ٹپس یہ ہیں کے اپنے پہناوے اور میک اپ میں موسم کی نوعیت کا خاص خیال رکھیں اکثر خواتین گرم موسم میں بھاری فینسی سوٹ پہن کر ٹک سک سے تیار تو ہو جاتی ہیں لیکن کچھ دیر بعد ہی پسینے کی بوچھاڑ سے سب میک اپ بہہ جاتا ہے۔ میک اپ کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ اگر آپ آنکھوں پر گہرا میک اپ اپلائی کر رہی ہیں تو لپ اسٹک

لائٹ شیڈ کی یوز کریں یا اگر آنکھوں پر ہلکا میک اپ ہے تو لپ اسٹک ڈارک ہونی چاہیے۔

عائشہ پرویز...... کراچی

1) ہائے میرا سسرال ہوگا تو عیدی آئے گی نا۔

2) عید تو جب ہوا کرتی تھی جب ہم سب سکھیاں ساتھ تھیں، ہم سب ایک دوسرے کے گھر عید کا تحفہ لے کر جایا کرتے تھے۔ عید کارڈ کے تبادلے ہوا کرتے تھے اور افطاری بھی وہیں کرتے تھے حتیٰ کہ اسکول و کالج میں ٹیچرز کو بھی عید کارڈ دیا کرتے تھے۔ اب تو سب دوستوں کی شادیاں ہوگئیں تو دو تین سال سے عید کا وہ مزا نہیں رہا ورنہ ہم تو عید سے پہلے عید کی خوشیاں منانا شروع کردیتے تھے اب تو عید بالکل سادہ انداز سے مناتی ہوں۔ نئے کپڑے بنا تو لیتی ہوں مگر گھر کے کام کرنے کے بعد پہنوں تو زیادہ اچھا لگتا ہے پھر سارا دن تیار ہو کے بس مہمانوں سے ملنا ملانا رہتا ہے۔ مہندی، چوڑیاں پہلے بھی اچھی لگتی تھیں۔ اب بھی لگتی ہیں مگر پہلے جو کشش ان میں ہوتی تھی اب تو وہ عیدیں خواب ہوئیں، اپنی دوستوں سے کہوں گی۔

چلو عہد محبت کی ذرا تجدید کرتے ہیں
چلو تم چاند بن جاؤ ہم پھر سے عید کرتے ہیں

3) میں ان لڑکیوں میں نہیں جو پارلر سنگھار میں ہمیشہ تاخیر کردوں، ہاں جی ریسٹورنٹ جانے کے لیے جھٹ پٹ کیا ہر وقت تیار رہتی ہوں۔

4) عید کی شاپنگ اللہ پاک پاپا کا سایہ ہم پر سلامت رکھے آمین۔ کبھی جیب خالی کرانے کی نوبت نہیں آئی ہمیشہ سے پاپا نے یہی کہا جو پسند آئے لے لو پیسے کا منہ مت دیکھو اور یوں عید کی شاپنگ شاندار ہوتی ہے الحمدللہ۔

5) رمضان میں روزمرہ کے معمولات واقعی تبدیل ہوجاتے ہیں اور چونکہ میں گھر میں سب سے بڑی ہوں اس لیے ذمہ داریاں بھی ہیں ایسے میں میری کوشش ہوتی ہے کہ امی کے ساتھ مل کر گھر کے سارے کام صبح سویرے ہی نبٹالوں تاکہ عبادت کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت مل سکے۔ رمضان کی عبادات میرے دل کو پرسکون کردیتی ہیں بالکل ہلکا پھلکا۔ پہلی تراویح کے ساتھ ہی مجھے اپنے قلب میں ہمیشہ ایک تبدیلی کا احساس ہوتا ہے، ادھر رمضان کا چاند نکلا اُدھر میری آنکھیں پانیوں سے بھر جاتی ہیں اس احساس سے کہ یہ رحمتوں کا مہینہ ہے جب اللہ تعالیٰ ہر ایک کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اس ماہ کسی کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی خاص کر روزہ دار کی۔

6) بڑے ناز و انداز سے سنورتی ہے
[illegible]
عام دنوں سے بالکل منفرد اور انوکھا ہوتا ہے جیسے ہی [illegible]

کے وقت سحاب مل کر شفق اوڑھ لیتے ہیں یا سورج کی تمازت سے آنکھیں موند لیتا ہے، بادِ صبا حسین دوشیزاؤں کے آنچل اور گیسوؤں سے چھیڑ چھاڑ کرتے گزرتی ہے۔ گلدان میں نئے گل لگادیئے جاتے ہیں، بس نہ پوچھیے کہ کیا خوشی کا عالم ہوتا ہے تمام کمروں کی آرائش و زیبائش اور چیدہ چیدہ صفائی مابدولت کے سپرد ہوتی ہے۔

7) عید کے پہناوے میری پسند سادگی ہے جس پہ دل آجائے لمبی فراک اور بڑا سا دوپٹہ۔

8) ہر آنگن میں خوشیوں بھرا سورج اترے
چمکتا رہے ہر آنگن عید کے دن

عید تو نام ہے خوشیوں کا، محبتوں کا...... جیسے ہی دور افق پر عید کا باریک سا چاند مسکراتا ہے۔ ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے ایسے میں گھر والوں کے ساتھ شاپنگ کا مزہ دوبالا ہوجاتا ہے۔

9) ہائے عید بھی آدھی، شب برات بھی آدھی...... بن ساجن کے چاندرات بھی آدھی۔

10) عید کی تیاری کے لیے میں کوئی میک اپ نہیں کرتی سو آپ کو ایک ہی ٹپ بتا سکتی ہوں وہ ہے سادگی۔ سادگی میں خوب صورتی ہے سادگی اپنائیے سادگی میں اچھی زندگی ہے۔

افشاں علی...... کراچی

1) سسرال...... (آہم) ابھی تک ہمارا شمار "شدہ" میں نہیں ہوتا مطلب نہ منگنی شدہ نہ شادی شدہ۔ اس لیے ابھی نہ کوئی سسرال ہے نہ سسرال والوں کی جانب سے عیدی کا تصور۔

2) عید کا دن تو ہمارے لیے نعمت خداوندی ہے، عید خوشیوں اور محبتوں کا تہوار، ہر طرف خوشیاں، مسکراہٹیں، کھنکتی چوڑیاں، مہندی سے سجی کلائیاں، زرق برق ملبوسات اور قہقہوں کی برسات الغرض جا بجا حسن بکھرا دکھائی دیتا ہے۔

میری عید بہت اچھی گزرتی ہے پر بہت ہی معروف ترین، میں اپنی نانی ماں کے پاس کراچی میں مقیم ہوں۔ نانی ماں چونکہ پورے خاندان کی واحد بڑی بزرگ ہیں اس لیے ہر چھوٹے بڑے تہوار پر سب رشتہ دار و احباب ہمارے گھر ہی آتے ہیں۔ عید کی صبح نماز فجر پڑھ کر گھر سنوارتی ہوں کیونکہ باقی تیاری (آرائش و زیبائش) رات ہی مکمل کرلیتی ہوں گھر کی صفائی اور ناشتے سے فارغ ہوکر اپنے بناؤ سنگھار پر توجہ مرکوز کرتی ہوں۔

جیولری میں ٹاپس، میک اپ میں آئی لائنر اور لپ گلوز، دونوں ہاتھوں میں میچنگ ڈھیروں ڈھیر چوڑیاں، لیجیے جناب ہوگئے ہم تیار۔ اپنی تیاری مکمل ہونے کے بعد نانی اماں سے عید مل کر دعائیں لیتی ہوں اور پھر مہمانوں کا ایک نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے [illegible]

جان) اور ساتھ ساتھ ان سب سے عیدی بٹورنا' پہلا دن یوں ہی مہمانوں میں مصروف گزر جاتا ہے۔ عید کا دوسرا دن اپنی دوستوں کے لیے وقف ہے یا تو دوستوں کی شاہی سواری افشاں علی کے دربار خاص میں تشریف لاتی ہے یا پھر مابدولت خود مہمان بن کر ان کو میزبان بننے کا شرف بخشتی ہیں (آخر ہر کسی کو میزبان و مہمان بننے کا برابر حق میسر آنا چاہیے) دوستوں کے سنگ خوش گپیوں اور موج مستیوں میں عید کا دن بھی گزر جاتا ہے۔ رات کی سیاہی ہمیں احساس دلاتی ہے کہ اب دن تمام ہوچلا اور عید کا تیسرا دن ہم مم...... فارغ...... ارے بالکل نہیں جناب جب عید ہی ختم نہیں ہوئی تو کیسی فراغت؟ وہ احباب و رشتے دار جو ہمیں اپنی ملاقات کا شرف بخشنے سے رہ جاتے ہیں وہ عید کے تیسرے دن ہمیں میزبانی نبھانے کا موقع دیتے ہیں اور یوں عید اور ہماری مصروفیات کا اختتام ہوتا۔

عید کا دن اور اتنا مختصر
دن گنے جاتے تھے اس دن کے لیے

3) بالکل بجافرمایا خواتین و لڑکیوں کو اپنی تیاری آخری مراحل تک بھی ادھوری سی محسوس ہوتی ہے خلاف توقع عید کے دن ہم جلدی اور جھٹ پٹ تیار ہوجاتے ہیں بانسبت کسی تقریب یا شادی بیاہ کے اور اگر یہ تقریب یا شادی رشتے داروں میں ہو تو پھر تو ہم لیٹ لطیف بن جاتے ہیں (ارے بھئی ایسا اس لیے نہیں کہ ہم خوب سولہ سنگھار میں مگن ہوتے ہیں بلکہ اس لیے کہ ہماری تاخیر کے سبب فیملی کو اکیلے ہی جانا پڑے اور ہم شرکت سے بچ جائیں مگر وائے قسمت ایسا ممکن نہیں ہوپاتا)۔

4) اس کی نوبت ہی نہیں آتی کیونکہ رمضان کے شروعات میں ہی ابو عیدی و شاپنگ کے پیسے بھیج دیتے ہیں اس لیے جیب خالی کروانا فی الحال یہ ہماری ادھوری سی ننھی منی حسرت ہے۔

5) رمضان المبارک ایک مقدس و بابرکت ماہ اس ماہ میں جو اور جتنی عبادت کی جائے وہ کم ہے۔ عام دنوں کی نسبت میری کوشش ہوتی ہے کہ ماہ رمضان میں کچن اور دیگر کاموں کے بجائے میرا زیادہ وقت عبادت میں صرف ہو سب سے پہلے تو میری اولین ترجیح ہوتی ہے کہ ہر عشرہ میں ایک قرآن پاک مکمل ہوجائے اور الحمدللہ ایسا ممکن بھی ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ پانچوں نمازوں کے بعد پڑھنے والی تسبیحات اور صبح و شام کے دیگر وظائف کو بھی میں اپنا معمول بناتی ہوں۔ الغرض میری کوشش ہوتی ہے جو بھی وقت ملے وہ عبادت و دعا کی نذر ہو بس دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب سے ہماری عبادتوں سے ہمارے اعمال سے راضی ہوجائے آمین۔

6) عید کی تیاری ہو یا کسی دعوت کی' گھر کے تمام کام میرے ہی ذمہ ہیں پھر چاہے وہ گھر کی شاپنگ ہو' گھر کی آرائش و زیبائش ہو کوکنگ ہو یا پھر عیدی کے طور پر دیئے جانے والے تحائف الغرض گھریلو امور کی مکمل ذمہ داری میرے ہی سپرد ہے۔

7) عید از خود ایسا سجا اور خوشبوؤں سے بھرا لفظ ہے کہ مزید کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں بچتی اور جہاں اہتمام کی بات ہو تو پھر رنگوں' خوشبوؤں اور ملبوسات کا ایک خوش رنگ سیلاب امڈ آتا ہے۔ ہمارا یہ اہم ترین روایتی تہوار چوڑیوں' مہندی اور نئے ملبوسات کے بغیر نامکمل ہے۔ جب تک ہاتھ مہندی سے سجے اور چوڑیوں سے کھنکتے ہوئے نہ ہوں تہوار ادھورا سا لگتا ہے۔ اس لیے عید پر چوڑیاں' مہندی اور نئے ملبوسات کا اہتمام لازمی ہے سوٹ چاہے لان کا ہو یا کاٹن کا' پرنٹڈ ہو یا سادہ۔ ریڈی میڈ ہو یا ہوم میڈ لیکن نیا ہونا ضروری ہے اور پسندیدہ لباس میں مجھے لانگ شرٹ یا فراک زیادہ پسند ہے میری ترجیح ہوتی ہے کہ ڈریس چاہے نیا کیوں نہ ہو مگر ہو سادہ اور آرام دہ اور ڈریس کے ساتھ میچنگ چوڑیوں کا ہونا لازمی جز ہے۔

8) اگر یہاں امی اور سسٹر ہوتیں تو یقیناً انہی کے ہمراہ شاپنگ کی جاتی مگر خیر عید کی شاپنگ ہو یا کسی شادی بیاہ کی تقریبات کی' میں اپنی اور فیملی کی شاپنگ اپنی دوست امبرین کے ہمراہ ہی کرتی ہوں۔

9) فی الحال تو ایسی حسین فسوں خیز چاند رات ابھی زندگی میں وارد نہیں ہوئی۔ البتہ بچپن کی چاند رات واقعی یادگار ہوا کرتی تھیں۔ یادوں کی چلمن ہٹائی تو بہت سے یادگار لمحے ستاروں کی مانند میری آنکھوں کے پردوں پر جھلملانے لگے اور مسکراہٹ لبوں کو چھوگئی۔ بچپن کی چاند رات کو جب میں اور میری بہن بار بار اپنے ڈریس' سینڈل' پرس دیکھتے اور پہننے کی حسرت و خوشی لیے آئینہ کے آگے کھڑے ہوکر دیکھتے جاتے' مہندی سے سجے نقش و نگار والے ہاتھوں کو بار بار دیکھتے اور سوکھی ہوئی مہندی پر یوں پھونک مارتے جیسے پھونک مارنے سے رنگ و ڈیزائن اور نکھر کر آئے گا۔ عید کی خوشی میں بند ہوتی آنکھوں کو زبردستی جگانا' الغرض یہ ہی سب وہی میٹھی یادگار یادیں ہیں جو ذہن و دل میں کسی خزانے کے مانند محفوظ ہیں۔

10) میک اپ وغیرہ تو خیر میں زیادہ کرتی نہیں اس لیے میک اپ کے حوالے سے کوئی ٹپ نہیں بلکہ بیوٹی گائیڈ سے ہی ہر ماہ ہمیں اتنی اچھی و کارآمد ٹپ مل جاتی ہے کہ اور کیا بتائیں جبکہ رہی عید کی روایتی ڈش تو نانی ماں اپنے ہاتھوں سے کھوئے والا شیر خورمہ بناتی ہیں جس کی ترکیب و طریقہ کار عموماً سب کو ہی ازبر ہے۔ آخر میں ایک بار پھر دل کی گہرائیوں سے محبتوں کے سنگ عید الفطر کی ڈھیروں ڈھیر مبارکباد اپنی دعاؤں میں افشاں علی کو بھی شامل دعا رکھیے گا اور یہ شعر آپ سب کے نام......

سنو الفاظ کم ہیں اور تمنائیں ہزار

مبارک ہو تم سب کو عید کی خوشیاں یار

اریبہ شاہ..... ملتان

1) کیا دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھ دیا ہے یار ابھی تو منگنی کی حسرت بھی پوری نہیں ہوئی' ہاں اگر کبھی آئی تو خوشی سے پاگل ہو جاؤں گی۔

2) دادا جی' بابا جان اور چاچو' عدیل بھیا سے عیدی لینا بے حد پسند ہے۔ رات کو تاخیر سے سونے کے باوجود بھی صبح اذان فجر سے دن کا آغاز کرتی ہوں پھر عید کی نماز پڑھ کر تمام کزنز' بابا اور چاچو ہمارے گھر عیدی ملنے کے لیے آتے ہیں ان سب کو کھیر' چنا چاٹ' دہی بڑے' شیر خورمہ اور کولڈ ڈرنک وغیرہ سرو کرتی ہوں پھر سب کے جانے کے بعد خود تیار ہو کر پھوپو اور چاچو وغیرہ کے گھر جاتے ہیں اور خوب ہلہ گلہ کرتے ہیں۔ رات کو چاچو اور ہماری فیملی باہر سیر کے لیے جاتے ہیں اور یہیں سے ایک خوب صورت دن کا اختتام ہوتا ہے۔

3) ویسے تو میں سدا کی سست رہی ہوں ہاں اگر عید کے روز ہوٹلنگ کرنی ہو تو میری پھر تیاریاں دیکھنے لائق ہوتی ہیں اور اگر کسی کے گھر جانا ہو تو سب سے آخر میں تیار ہوتی ہوں۔

4) میرا بھائی ابھی چھوٹا ہے ہاں اپنے بابا جان کی جیب' میں بڑی ہوشیاری سے خالی کرواتی ہوں ہاہاہا اور طوبیٰ کے ساتھ مل کر ہاہاہا۔

5) آیت کریمہ' استغفار اور ہر عشرے کی دعا کرتی ہوں قرآن پاک کی پانچوں وقت تلاوت کرتی ہوں۔

6) ہاہاہا' گھر والوں کا دماغ تھوڑی نا خراب ہے جو میرے سپرد کوئی کام کریں گے۔

7) اسٹائلش سا کرتا' لمبا دوپٹہ اور پاجامہ۔

8) امی اور بہنوں کو اپنی پسند بتا دیتی ہوں وہی میری شاپنگ کرتی ہیں ہاں جوتا میں بابا جان کے ساتھ جا کر لاتی ہوں۔

9) ہم مم م..... اس بار شاید میں چاند رات حسن فسوں خیز میں مبتلا ہو جاؤں ہاہا۔

10) چکن اسٹاکس

اجزاء:۔

چکن بریسٹ	چار عدد
سفید و سیاہ مرچ	ایک ایک چائے کا چمچ
سویا ساس' سرکہ	دو دو کھانے کے چمچ
چینی یا شہد	ایک کھانے کا چمچ
مسٹرڈ پاؤڈر	ایک چائے کا چمچ
نمک	حسب ذائقہ
تیل	حسب ضرورت

ترکیب:۔ چکن بریسٹ پر کٹ لگائیں اور ہڈی الگ کرکے چھری کی مدد سے گود لیں۔ سارے مصالحے یکجان کرلیں اور چکن اسٹیکس پر لگائیں اور دو گھنٹے کے لیے رکھ دیں' ہلکی آنچ پر دو دو چکن اسٹیکس پھیلا کر رکھ دیں ایک طرف سے سینک لیں تو آنچ تیز کردیں تھوڑا سا تیل اور تھوڑا سا پانی ڈالیں۔ فرائنگ پین میں آگ سی بھڑک اٹھے گی' اس طریقے سے باربی کیو کا مزہ آتا ہے' دو منٹ بعد اتار لیں چکن اسٹیکس تیار ہیں' کھائیں اور مجھے دعائیں دیں۔

شفق افتخار..... سکھر

سب سے پہلے تو آنچل پڑھنے والے تمام قارئین کو میری طرف سے رمضان بہت مبارک اور عید کی پیشگی مبارک باد۔ آنچل کے کسی بھی سلسلے میں، میں پہلی دفعہ شرکت کررہی ہوں۔

۱۔ کچھ محسوس نہیں ہوتا کیوں کہ ایسا کوئی سلسلہ ابھی تک نہیں ہے۔

۲۔ عید بذات خود نام ہی خوشی کا ہے تو پورا عید کا دن ہی خاص لگتا ہے۔ خاص کر جب لوگ آپ کو یاد کرتے ہیں مبارک باد دیتے ہیں تو بہت اچھا محسوس ہوتا ہے معمولات وہی ہوتے ہیں جو عید کے دن عموماً سب کے ہوتے ہیں۔ صبح جلدی اٹھ کر ناشتے کی تیاری کرنا شیر خرمہ امی بناتی ہیں تقریباً آدھا دن تو کچن کی نذر ہو جاتا ہے پھر شام میں عید کے دن کہیں آنا جانا تو کم ہی ہوتا ہے کیوں کہ کوئی نہ کوئی آجاتا ہے تو یونہی عید کا دن گزر جاتا ہے کوئی خاص معمولات نہیں ہوتے ہاں دوپہر میں تھوڑا ٹائم نکال کر سو جاتی ہوں کیوں کہ ایک تو گرمی پھر پورے مہینے کی اتنی تھکن ہوتی ہے۔

۳۔ عام روٹین میں کہیں جانا ہو تو میں جھٹ پٹ ہی تیار ہوتی ہوں ہاں اگر کسی خاص موقع یا خاص جگہ جانا ہو تو تھوڑا ٹائم لیتی ہوں۔

۴۔ اب جب سے عید گرمیوں میں آنے لگی ہے میں عید کی شاپنگ رمضان سے پہلے ہی کرلیتی ہوں کیوں کہ پھر روزے میں نکلنے کی ہمت نہیں ہوتی اور افطاری کے بعد اتنا ٹائم نہیں مل پاتا اور جہاں تک جیب خالی کرانے کی بات ہے ضرورت نہیں پڑتی ابو بنا کہے ہی پیسے دیتے ہیں۔

۵۔ رمضان میں، میں جو فرض عبادات ہیں انہیں ہی ذمہ داری سے پورا کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔

۶۔ گھریلو امور میں جناب سب کچھ ہی ذمے ہوتا ہے..... مگر خاص کر کوکنگ میرے ذمے ہے سحری اور افطاری دونوں میرے ذمے ہیں اور میں اسے خوش اسلوبی سے نبھانے کی کوشش کرتی ہوں۔

۷۔ اسٹائلش مگر موسم کے حساب سے کوئی سمپل آرام دہ سا ڈریس کیوں کہ آپ کو عید پر صرف تیار ہو کر بیٹھنا نہیں ہوتا آپ کو

بچپن میں دیکھا ہوتا ہے اور دونوں بڑی عکاسی ہوتی ہیں۔

۸۔ عید کی شاپنگ عموماً بھائی کے ساتھ جا کر کرتی ہوں۔

۹۔ ایسی تو کوئی بھی چاندرات یاد نہیں ہے، جس کا حسن سحر زدہ کردے۔

۱۰۔ ڈشز تو بہت ساری ہیں پر عموماً وہ ساری چیزیں تھوڑے بہت فرق سے ہم سب کے گھروں میں بن رہی ہوتی ہیں ہاں کوشش کریں کہ جو چیزیں فیریز ہو سکتی ہیں ان کو عید سے ایک دو دن پہلے بنا کر فیریز کریں بوائل والی بوائل کر لیں تاکہ عین ٹائم پہ آپ کو پریشانی نہ ہو اور وقت بھی بچ جائے اور آپ عید اور مہمانوں دونوں کو انجوائے کر سکیں۔ رمضان اور عید کی خوشیوں میں ان لوگوں کو بھی یاد رکھیں جو عید کو اس طرح نہیں منا سکتے جس طرح میں اور آپ منا سکتے ہیں...... پھر چاہے وہ آپ کے رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں۔ دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ اللہ حافظ

ام رباب ......نیرہ اسماعیل خان

۱۔ ابھی ہم سسرال والے نہیں ہوئے کہ تاثرات بیان کر سکیں۔

۲۔ عید کی خاص بات یہ ہے کہ روٹھے ہوئے بھی مان جاتے ہیں مہمانوں کی آمد اور ان کی مہمان نوازی کرنا یہی معمولات ہوتے ہے۔

۳۔ دوستوں کے پاس جانے کے لئے جھٹ پٹ تیار ہو جاتی ہوں کیونکہ ان کے ساتھ وقت بہت اچھا گزر جاتا ہے جبکہ رشتہ داروں کے ہاں جانے میں تاخیر ہو جاتی ہے

۴۔ تھوڑا بہت کچھ چیزوں کے لئے ابو کو منانا پڑھتا ہے باقی ابو خود لے آتے ہیں۔

۵۔ قرآن مجید کی تلاوت اور صبح شام معمول کی تسبیحات پڑھتی ہوں۔

۶۔ عید کی تیاری کے حوالے سے میں امی کے ساتھ کوکنگ میں مدد کرتی ہوں اور گھر کی صفائی و آرائش کا کام میرے سپرد کیا جاتا ہے

۷۔ عید کے پہناوں پر میرا پسندیدہ لباس قمیص شلوار اور دوپٹہ۔

۸۔ عید کی شادی کے لیے عموماً بہنوں اور کزنز کے ساتھ جانا ہوتا ہے۔

۹۔ بچپن کی ایک چاندرات مجھے اب بھی سحر میں جتلا کر دیتی ہے جب میرے ابو اعتکاف سے چاندرات کو گھر آئے تو بہت خوشی ہوئی تھی کیونکہ میں اپنے ابو سے بہت زیادہ اٹیچ ہوں اور ۱۰ دن کی دوری مجھے ۱۰ سال کے برابر محسوس ہوئی اور میں نے ان کو بہت مس کیا تھا۔

زینب ملک ندیم (مصنفہ، کالم نگار)

۱۔ سسرال والوں کی عیدی ابھی تو وہ وقت ہی نہیں آیا پہ جب سسرال سے عیدی آئے گی ابھی تو بچے ہیں (آہم آہم)

۲۔ عید کا تو پورا دن خاص ہوتا ہے رمضان کے جانے کا جہاں غم ہوتا ہے وہی عید کی بے تحاشہ خوشی دل کو خوشی سے منور کر دیتی ہے مگر عید کے دن کی خاص بات جو بے حد خوشی دیتی ہے وہ عید کی نماز ہے اس نماز کی خوشی سب سے انمول ہوتی ہے۔ نماز پڑھ کر مما کے ہاتھوں کی لذیذ سویاں پھر رشتے داروں کا آنا جانا بڑوں سے عیدی پہلے دن کا تو یہی معمول ہوتا ہے ورنہ تو بچپن کی عید کمال تھی بغیر کسی جھجک کے بلا خوف و خطر گھومنا پھرنا اب تو زیادہ وقت گھر پر ہی گزرتا ہے۔

۳۔ جہاں تک سنگھار کی بات ہے وہ کم ہی کرتی ہوں کیونکہ بقول مما کے سادگی میں حسن ہے جھٹ پٹ تیاری میں جیولری پہننا ہی زیادہ کام ہے اور پپا کی آواز جلدی کرو نماز کے لیے لیٹ ہو رہی ہے وہ آواز جھٹ پٹ تیار کراتی ہے اور رشتہ داروں کے گھر جاتے وقت آرام سے تیار ہوتی ہوں کیونکہ تب ڈانٹ نہیں پڑتی تب آرام و سکون سے تیاری ہو جاتی ہے مگر اب آنے والی عید پر کوئی ڈانٹ نہیں سننی پڑے گی نماز پڑھنے کے لیے جلدی کرنے کے لیے کیونکہ وہ آواز وہ انسان ۱۲ مئی ۲۰۱۶ کو ہم سے بچھڑ گیا اب کہاں کی عید کہاں کی رعب دار آواز کا جھٹ پٹ تیار کرانا اور تیاریاں۔

۴۔ عید کی شاپنگ مما کے ساتھ ہی کی جاتی ہے اور عید کے قریب تر تو بازار میں انواع و اقسام کی اشیاء موجود ہوتی ہیں کہ دل کی خواہش سب لینے کو جاگتی ہے۔ بھائی تو ہیں نہیں اور شوہر صاحب تو پتہ نہیں دنیا کے کس کونے میں ہوں گے (مطلب کے ابھی ہم غیر شادی شدہ ہیں آہم)

۵۔ رمضان مبارک کا مہینہ تو مجھے ہمیشہ تازگی بخشتا ہے روح پرور سا مہینہ ہمیشہ خوشیوں کی نوید لاتا ہے رمضان میں قرآن پاک کی زیادہ سے زیادہ تلاوت اور تینوں عشروں کی مخصوص تسبیح کو ہی اپنا معمول بناتی ہوں یہی ماہ تو ہوتا ہے رحمتوں اور برکتوں کا تمام رحمتیں اور نیکیاں سمیٹ لینے کا۔ کوکنگ تو بدولت کو آتی نہیں ہاں مگر چھٹیوں میں سیکھنے کا ارادہ پختہ ہے (اگر انگلی جلی یا کٹی نہیں تو)

۶۔ عید کی تیاریوں میں گھر کی صفائی میں آپی جان کا ہاتھ بٹا لیتی ہوں یا ان سب کو مہندی لگانا میرے ذمے ہے۔

۷۔ لباس ہی عورت کا حسن ہے اچھے لباس کی چوائس ہمیشہ آرام اور خوب صورتی دیتی ہے مجھے عید کے پہناوے میں فراک یا کرتا اور چوری دار پاجامہ پسند ہے پچھلی بار تو ہم نے پہلی بار سفید رنگ کا فراک لے ہی لیا تب سے اندازہ ہو گیا کہ ہم پر جچے نا جچے مگر بچتا نہیں کبھی ہماری نادانیوں سے پھٹ جانا اسی طرح ایک واقعہ ہماری عید کا سفید لباس (جی جی جس کا اوپر ذکر کیا) ہم تو پہلی

بار دھو بیٹھے ایک ہی ٹب میں فراک اور دوپٹے کو اکٹھے ڈبو دیا اور وہ بھی پورے دن کے لیے اور پھر ماشاءاللہ سے ڈوپٹے کا رنگ جو فراک کو چڑھا دیکھنے لائق تھا اور ساتھ ساتھ اپنی نادانی پر بنا ہمارا منہ اس کے بعد سے اب تک اگر سوٹ بھگو بھی لوں تو مما سے سو بار نصیحت سنتی ہوں۔

۸۔ مما جان کے ساتھ وہ بھی اپنی چوائس کی کیونکہ اگر چیز پسند نہ آئے تو بار بار چکر لگانے سے بہتر مما مجھے ساتھ ہی لے جاتی ہیں۔

۹۔ ابھی تک کوئی ایسی چاندرات نہیں جو سحر طاری کر دے یا پھر پچھلے ماہ تک نہ ہوتا ایسا کوئی بھی واقعہ یا لمحہ مگر اب محسوس ہوتا ہے پچھلی گزرے سالوں کی چاندراتوں میں پاپا جان کا ساتھ ان کی موجودگی میرے لیے سب سے حسین بھی اور وہ یادگار لمحے ہی سحر میں مبتلا کر دیتے ہیں ساتھ ہی اشک بھی رخساروں پر بہہ نکلتے ہیں مگر وہ لمحے ان کی خوشی ان کا سحر بہت یادگار ہے اور ساتھ ہی آنے والی عید پر سرزمین دل کو بنجر کر دینے والا۔

۱۰۔ عید کی تیاری کے لیے چونکہ اس پر بہت آرٹیکل لکھ چکی ہوں سب سے بہتر ہے میک اپ کا کم استعمال اور اگر استعمال کیا بھی جائے تو اچھے پراڈکٹ کی خریداری سے کیا جائے عید کی تیاری تو مکمل ہی تب ہے جب صنف نازک کے ہاتھوں پر مہندی لگی ہو رنگ والی خوشبودار مہندی بھی مہندی عید کی تیاری کو مکمل کرتی ہے اور اگر عید کے دن آپ چاہتی ہیں چہرہ نکھرا رہے تو ملائی کا استعمال بہت بہتر ہے اس سے صبح چہرہ تر و تازہ رہے گا تب بھی جب آپ کچن میں کھانا بنا کر فارغ بھی ہو جائیں۔

صباء عیشل...... فیصل آباد

عید نام سنتے ہی چہروں پر مسکراہٹ پھیل جاتی ہے۔ دل خوشی سے بھر جاتا ہے آس پاس تصور کے پردے پر رنگ برنگے آنچل چوڑیاں مہندی کے رنگ جھلملانے لگتے ہیں۔ قوس و قزح کے سارے رنگ جیسے زمین پر اتر آتے ہیں۔ اور میرے ذہن کے گوشوں میں وہ عیدیں ابھرنے لگی ہیں جب لاابالی پن اور بے فکری تھی۔ کیا عیدیں ہوتی تھیں وہ بھی نا ادھر کی پروا نا ادھر کی خبر۔ ہر دور کا اپنا ہی مزہ ہے لیکن جو بات لڑکیوں کی عید منانے کی ہے وہ مزا شادی کے بعد کہاں۔ ذمہ داری کا احساس وقت سے پہلے ہی سمجھدار کر دیتا ہے پھر خود سے زیادہ دوسروں کی پروا ہوتی ہے ویسے تو یہ فیز بھی بہت اچھا ہے لیکن کبھی کبھی عید پر جی کرتا ہے کہ کچھ سال پہلے والا وہ دور پھر سے واپس لوٹ آئے۔

۱۔ "سسرال کی طرف سے عیدی ہائے رے!" حسرت ہے ان غنچوں پر جو بن کھلے مرجھا گئے۔ باقاعدہ منگنی تو ہوئی نہیں تھی۔ تیرہ برس کی عمر میں بڑوں میں بات چیت ہوئی تھی جو پانچ برس قائم رہی۔ بابا کی فیملی کراچی میں اور سسرال فیصل آباد تو عید پر آنا جانا ناممکن ہوتا تھا تو عیدی میں پیسے ہی ملتے تھے اور پہلی عید کے تاثرات اس وقت بالکل بھی یاد نہیں آرہے کہ عمر میں چھوٹی تھی تو سسرال اور عیدی ان سب سے انجان تھی۔

۲۔ عید کے دن صبح اٹھتے ہی ماما، بابا کے فون کا انتظار ہوتا ہے جو اکثر جلد ہی پورا ہو جاتا ہے اور جو لیٹ ہو جائے تو میرے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے ہوتے۔ (بس ایک شکوہ گردش کرنے لگتا ہے بھول گئے نا سب مجھے)۔ بابا سے بات کرنا بہت اچھا لگتا ہے۔

گھر کی ذمہ داری مجھ پر ہے تو صبح نماز کے بعد سے ہی کچن سنبھال لیتی ہوں کچھ تیاری رات کو کر لی ہوتی ہے۔ شیر خورما سویاں یا کھیر بنتی ہے۔ میٹھا بنانے کے ساتھ ساتھ دوپہر کے کھانے کی تیاری بھی ساتھ ساتھ چل رہی ہوتی ہے۔ بریانی کا مصالحہ اور کڑاہی صبح ہی بنا لیتی ہوں شامی کباب کا مصالحہ رات ہی پیس کر رکھ لیا ہوتا ہے۔ ساتھ ہی سب کو میٹھا سرو کرنا اور عید کی تیاری کا ہنگامہ۔ جس جس کو جو چیز چاہیئے ہو آوازیں دیتا رہتا ہے۔ مرد حضرات کے نماز کے لیے نکلنے کے بعد گھر کی صفائی (جو رات کو ہی اکثر مکمل کر لیتی ہوں) پر ایک تنقیدی نظر ڈال کر بیڈ شیٹس اور کورز چینج کرتی ہوں پھر عیشل (بیٹی) کو تیار کرتی ہوں اس کے بعد باری آتی ہے میری۔ نک سک سے تیار ہونے کے بعد اب میں عید کا دن گزارنے کے لیے تیار ہوں۔ دوپہر اور شام میں سندوں اور دیگر مہمانوں کی آمدان کے کھانے اور دیگر اہتمام سارا دن کاموں میں گذر جاتا ہے۔ عید کے شروع کے دو دن مہمانوں کے لیے مختص ہوتے ہیں اور تیسرے دن ہم باہر جاتے ہیں۔

۳۔ بالکل ہار سنگھار کے بغیر تو عید ادھوری ہے۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہے میں ویسے تو بالکل سادہ رہتی ہوں لیکن عید پر میری کوشش ہوتی ہے سجی سنوری رہوں موتیوں کے گجروں کے بنا مجھے ہر اپوئنٹ ادھورا لگتا ہے اس لیے گجرے تو ضروری ہوتے ہیں۔ ہار سنگھار میں صرف عید کے پہلے دن بہت وقت لیتی ہوں باہر جاتے وقت تو ویسے بھی مجھے بہت زیادہ میک اپ کرنا اچھا نہیں لگتا۔ اس لیے کہیں بھی جانا ہو زیادہ سے زیادہ دس سے پندرہ منٹ لیتی ہوں۔ اور فیصل آباد میں ننھیال اور ددھیال دونوں ہی ہیں دونوں جگہ جانے میں خوشی محسوس ہوتی ہے اور اس سال میری جان سے پیاری بہن شکیلہ کی شادی بھی اسی شہر میں ہوئی ہے تو سب سے زیادہ خوشی یقیناً وہاں جانے کی ہوگی۔

۴۔ بابا اور بھائی سے عیدی اکثر رمضان سے قبل لی جاتی ہے اس کے بعد کچھ لینے کی ضرورت تو کم ہی محسوس ہوتی ہے۔ فضول خرچ تو میں بالکل بھی نہیں ہوں اس لیے شوہر بھی بازار لے جاتے ہوئے نہیں ہچکچاتے۔ عیدی کے نام پر جو بھی چاہیئے ہو آرام سے لے دیتے ہیں۔

۵۔ رمضان المبارک سے علاوہ بھی قرآن پاک کی تلاوت صبح میں معمول کا حصہ ہے لیکن رمضان المبارک میں صبح کے علاوہ عشاء کے بعد بھی تلاوت کلام پاک پڑھنا اور دورانیہ بڑھ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ باقی دن میں درود شریف استغفار اور دیگر دعائیں و تسبیحات پڑھنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ہر جمعتہ المبارک کو گھر پر صلوۃ التسبیح پڑھانے اور درس کا سلسلہ رکھتی ہوں۔ کوشش کرتی ہوں کہ رمضان المبارک کے فیض و برکات سے فائدہ اٹھانے میں کمی نہ رہنے دوں۔

۶۔ گھر بھر کے سارے کام ہی میرے ذمہ ہیں آرائش و زیبائش سے لے کر کھانا بنانے تک اور کپڑے جوتوں کی سلیکشن سے لے کر میزبانی تک۔

۷۔ کہتے ہیں لباس شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ مشرقی پہناوے سب ہی میرے پسندیدہ ہیں۔ لیکن سلیکشن کے وقت خیال رکھتی ہوں کہ لباس ایسا ہو جو میری شخصیت پر سوٹ کرے۔ الگ الگ اسٹائلز میں لونگ شرٹس بڑے دوپٹے کے ساتھ اور لمبی ٹخنوں کو چھوتی فراک بہت پسند ہے۔ اسکے علاوہ جو فیشن میں ان ہو لیکن خریدتے وقت ہمیشہ خیال رکھتی ہوں کہ ایسا لباس خریدوں کہ باوقار نظر آؤں۔

۸۔ عید کی شاپنگ ہسبنڈ کے ساتھ ہی کرتی ہوں اور ساتھ عیشل (بیٹی) ضرور ہوتی ہے۔

۹۔ شادی سے پہلے ہمیشہ چاند رات پر باہر جانا ہوتا تھا وہ تمام چاند راتیں یادگار ہیں۔ اور مجھے تو ہر چاند رات یادگار ہی لگتی ہے مہندی لگانے میں ایکسپرٹ ہوں تو ہمیشہ سے ہی چاند رات سب کو مہندی لگانے اور پھر خود کو مہندی لگاتے گزر جاتی ہے۔ سب لڑکیاں مل کر بیٹھتی ہیں تو مہندی لگانے لگاتے خوش گپیاں بیت بازی اور دیگر مزیدار چیزیں ہوتی رہتی ہیں۔ ہمیشہ سے ہی چاند رات کا بے چینی سے انتظار ہوتا ہے۔

۱۰۔ اسپیشل ڈش جو میں عید والے دن شام میں بناتی ہوں رس ملائی ہے۔ ترکیب یہ ہے۔

ایک کلو دودھ میں ایک کپ چینی پانچ دانے الائچی اور بادام پستے کٹے ہوئے حسب منشاء ڈال کر جوش آنے پر رکھ دیں۔

پھر ایک کپ سوکھے دودھ کو ایک چائے کا چمچ بیکنگ پاؤڈر اور ایک کھانے کا چمچ گھی کے ساتھ گوندھ لیں۔ پندرہ منٹ بعد چکنے ہاتھ سے چھوٹی چھوٹی گولیاں بنائیں۔ جب دودھ ابلنے لگے تو ساری گولیاں دودھ میں ڈال دیں اور آنچ ہلکی کردیں۔ وقفے وقفے سے چمچ چلاتے رہیں۔ گولیاں پھول جائیں اور دودھ گاڑھا ہوجائے تو اتار لیں اور فرج میں ٹھنڈا کر کے بادام پستہ چھڑک کر سرو کریں۔

نسیم سحر......نامعلوم

۱۔ شادی کم عمری میں ہوئی تھی۔ منگنی چھ ماہ رہی اور شادی ہوگئی۔ عیدی البتہ ایک مرتبہ آئی تھی اور کم عمری میں تو ہر چمکتی چیز سونا لگتی ہے اس لیے ہم بھی بہترین جوڑا خوب صورت سینڈل اور چوڑیاں اور مٹھائی کے ٹوکرے دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے۔

۲۔ بچپن میں عید کی خاص بات تو عیدی کا ملنا ہی تھا اور بڑے ہوتے ہی شادی شدہ ہونے کے بعد تو فیملی ٹو گیدر ہی اچھا لگتا ہے اور معمولات بھی عام دن والے ہوتے ہیں کام کام اور بس کام۔

۳۔ میں تو تیاری میں بالکل ٹائم نہیں لگاتی۔ میرے میاں کو میری یہی بات پسند ہے۔ ان کے ساتھ جانے کو ہر وقت تیار رہتی ہوں۔ بہت ٹائم کی پابند ہوں۔ کہیں بھی جانا ہو ٹائم سے ہی جاتی ہوں۔ ٹائم ضائع کرنا سخت ناپسند ہے۔

۴۔ اس کی نوبت نہیں آئی۔ میرے میاں کو میری ضروریات کا علم رہتا ہے اور یہ سب طے شدہ ہوتا ہے۔ اس لیے ہر چیز مجھے آسانی سے مل جاتی ہے۔

۵۔ سچ کہوں تو نماز ہی پڑھتی ہوں اور چلتے پھرتے کام کرتے تسبیحات پڑھتی رہتی ہوں۔ سحری میں اٹھنے کے بعد تہجد کی توفیق ہوجاتی ہے۔

۶۔ خاتون خانہ کی حیثیت سے کوکنگ ہی ذمہ داری ہے۔

۷۔ کچھ عرصے سے تو عید گرمیوں میں ہی آرہی ہے۔ اس لیے اچھی سی لان یا کاٹن کا خوب صورت سا شلوار قمیص یا ٹراؤزر شرٹ۔

۸۔ ابھی تک تو نہیں آئی اور ابھی شاید امکان بھی نہیں۔

۹۔ میاں کو یہ انتہائی فضول کام لگتا ہے شاپنگ اس لیے اپنی بیٹی کے ساتھ یا پھر اکیلی چلی جاتی ہوں اور اگر ساتھ غلطی سے چلے جائیں تو شاپنگ مال کے باہر ہی رہتے ہیں اور ٹائم بتادیا جاتا ہے کہ اتنی دیر میں واپس آجاؤ ورنہ چلا جاؤں گا اور ہم آلو پیاز کی طرح جلدی جلدی کپڑے جوتے لیتے ہیں اور واپس آجاتے ہیں۔ لہذا میں نے خود ہی ان کے ساتھ جانا چھوڑ دیا ہے۔ وہ بھی خوش اور ہم بھی خوش۔

۱۰۔ رمضان میں معمولات ذرا مشکل ہوجاتے ہیں ایسے میں ہمت ہی نہیں ہوتی کچھ دیکھنے کی۔ مجھے پارلر جانا آسان لگتا ہے بڑے آرام سے کرسی پر آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاؤ پارلر والی خود ہی کرلے گی۔ اگر دو چمچ دہی میں آدھا چمچ شہد آدھا چمچ جو کا دلیہ اور چٹکی ہلدی ڈال کر پیسٹ سا بنالیں اور منہ دھو کر یہ مکسچر لگالیں۔ سوکھنے پر اتارلیں۔ اور میں عموماً یہ کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ جو فروٹ کھاتی ہوں وہ منہ پر بھی مل لیتی ہوں۔

ارم کمال......فیصل آباد

سب سے پہلے تو آنچل کے تمام قارئین کو میری طرف سے دل کی گہرائیوں سے "عید مبارک" قبول ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو

عیدلی بچی اور خاص خوشیاں عطا کرے۔ (آمین)
میری منگنی تقریباً تین سال رہی۔ پہلی عیدی جب سسرال سے آئی تو سارے رشتے دار مثلاً نانی اماں' خالہ' ماموں' چچا وغیرہ آئے سب نے ہر چیز پر تبصرے کیے ہر جوڑے' پرس' میک اپ کے سامان کے ساتھ ایک خاص احساس جڑا ہوا تھا۔ جس سے مجھے اپنے بہت خاص ہونے کا احساس ہوا۔

۲۔عید کے دن کی جو خاص بات مجھے بہت پسند ہے وہ ہے جوش۔ پورا مہینہ عبادتوں میں گزار کر عید کی آمد کو لمحہ بہ لمحہ محسوس کرنا۔

۳۔عورتوں میں گھر کو سجانے سنوارنے کا جوش۔ سارے کاموں سے نبٹ کر تھوڑا سا وقت اپنی تیاری کو دینا اسی میں کب صبح ہو جاتی ہے پتہ ہی نہیں چلتا۔ اگر امی کے گھر جانا ہوتا ہے تو فوراً تیار ہو جاتی ہوں۔

۴۔رمضان میں پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ کوشش کرتی ہوں کہ ایک سپارہ بمعہ ترجمہ پڑھوں۔ اس کے علاوہ گھر کے کاموں کو کرتے ہوئے کلمہ طیبہ کا ورد' تیسرا کلمہ پڑھتی رہتی ہوں۔ تہجد بھی پڑھتی ہوں۔

۵۔عید کے دن چھوٹے موٹے کام چلتے ہی رہتے ہیں۔ اس لیے میں قمیص شلوار میں ایزی فیل کرتی ہوں۔

۶۔شادی کے بعد جو پہلی چاندرات آئی اس کا سحر آج بھی جادو جگاتا ہے۔ جب میاں صاحب کا آرڈر ہوتا تھا فوراً تیار ہو جاؤ پھر چاندرات کو لانگ ڈرائیو پر جانا' سخت سردیوں میں آئس کریم کھانا۔ ان کا گجرے پہنانا اور پھر میٹھا پان کھا کر بارہ ایک بجے گھر آنا۔

۷۔آپ کے کچن کے ایک کیبنٹ میں عرق گلاب' لپ اسٹک' ہیر برش اور کاجل ہونا۔ جیسے ہی کسی مہمان کی آمد کی اطلاع ملے فوراً منہ دھو کر تیار ہو اور پھر باہر آ کر فریش سی مسکراہٹ کے ساتھ مہمانوں کو عید مبارک کہیں۔

۸۔عید کے مخصوص پکوان تقریباً سب کو ہی آتے ہیں لہٰذا اس کی ترکیب کیا لکھنی۔

سعدیہ اخلاق' شازیہ اخلاق
جھنگ صدر

ا۔ارے جی...... کیا پوچھا' ابھی تو بچیوں کے شاپنگ کرنے کے دن ہیں اور ماں باپ کے خرچے۔ جی ہاں ابھی بھائیوں کی جیبیں خالی کروانے کے دن ہیں۔

۲۔فی الحال تو ہر گزرتے دن پر عید کا گمان ہوتا ہے۔ لیکن خاص عید کا دن اس لیے بھی پر رونق لگتا ہے کہ سب ہی چھوٹے بچے' کزنز اکٹھے ہو کر آ جاتے ہیں۔ صبح ہی صبح ہمارے پاس۔

۳۔رمضان میں درود پاک بکثرت پڑھتے ہیں۔

۴۔عید کے حوالے سے خصوصی تیاری ہوتی ہے ... روٹین

لائف ہیں۔ ہمارے ذمہ گھر کی سیٹنگ ہے اور وہی کام سب سے بیسٹ کر پاتے ہیں ہم۔

۵۔عید کی ڈریسنگ فیشن کے حساب سے کرتی ہوں۔

۶۔عید کی شاپنگ کرنے اپنی امی کے ساتھ جاتی ہوں یا دوستوں کے ساتھ جاتی ہوں۔

۷۔ایسی کوئی یادگار نہیں ہے۔ سب نارمل وے ہیں۔ ہر چاند رات کو مہندی لگاتے ہیں۔ کپڑے پریس کرتے ہیں۔ جتنا بھی کر کے رکھیں کچھ نہ کچھ رہ ہی جاتا ہے اینڈ میں۔

۸۔سب سے بیسٹ بیوٹی ٹپ یہی ہے کہ بھرپور نیند لیں۔ تاکہ آپ کی آنکھیں ریلیکس ہوں اور آپ فریش اسکین کے ساتھ مہمانوں کو ویلکم کر سکیں۔ نارمل تو ہماری اسکن ٹھیک ہی ہوتی ہے مگر ایسے موقع پر اسپیشل کیئر کی ضرورت ہوتی ہے۔

فیاض اسحاق ...... سلانوالی

ا۔عید کے دن کی خاص بات یہ ہے کہ ہماری فیملی میں شروع سے ہی عید مل کر منائی جاتی ہے۔ میرے سارے خاندان والے چاندرات کو ہی آ جاتے ہیں اور مل جل کر عید منائی جاتی ہے۔ عید کے دن کے معمولات میں میرا کام دوسروں کو خوب ٹائم دینا اور ان کی خدمت گزاری کرنا ہے۔

۲۔اپنی کسی فرینڈ کی طرف جانا ہو تو پھر جن کے بوتل کی طرح اسپیڈ سے تیار ہو جاتی ہوں اگر ماما کے ساتھ کہیں جانا ہو تو دن ہی ڈھل جائے اور ماہ بدولت کی تیاری مکمل نہ ہو۔

۳۔شاپنگ کے لیے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں لڑکیوں کو شاپنگ کرنے کی اجازت نہیں ہے اگر کبھی چانس ملا تو چھوٹے بھائی حافظ ثمر عباس کے ساتھ جاتی ہوں اور جب اس کی جیب خالی ہو جاتی ہے تو مجھے تب سکون ملتا ہے۔

۴۔رمضان المبارک میں عام دنوں سے ہٹ کر خوب عبادت کی جاتی ہے نوافل اور تہجد کو اپنا معمول بنایا جاتا ہے زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن پاک کی جاتی ہے اور کوشش ہوتی ہے کہ پانچ چھ قرآن پاک مکمل ہو جائیں۔

۵۔عید کی تیاری کے حوالے سے ماہ بدولت کو کوکنگ کا کام سونپا جاتا ہے جو کہ انتہائی ذمہ داری اور خلوص نیت سے نبھایا جاتا ہے۔

۶۔میرا پسندیدہ لباس شلوار قمیص اور لمبا دوپٹہ۔

۷۔عید کی شاپنگ عموماً بھائی یا فرینڈ کے ساتھ کی جاتی ہے۔

۸۔میری لائف کی سب سے زیادہ اہم چاندرات وہ تھی جن دنوں میرے پاپا بھی حیات تھے عید کا چاند ہمیشہ میں خود چھت پر جا کر دیکھتی ہوں اس چاندرات کو میں اپنے پاپا جانی کے ساتھ میوزیکل پروگرام دیکھ رہی تھی آپی کے ذمہ تھا کہ وہ بتائیں گی چاند نظر آیا ہے یا نہیں اس عید پر چاند نظر نہیں آیا تھا ... نے مذاق ...

کو بتایا کہ چاند نظر آ گیا ہے پھر کیا تھا میں نے تصدیق کیے بغیر
سب کو عید کی مبارک باد دینا شروع کردی اور خود چاند رات کا
ڈریس زیب تن کیا اور ہلکا پھلکا سا میک اپ کرکے جب تیار ہوئی
تو آپی نے کہا میری پیاری سسٹر چاند نظر نہیں آیا عید کل نہیں پرسوں
ہے پھر غصہ بھی بہت آیا اور پاپا نے بھی خوب انجوائے کیا اب بھی
ہر چاند رات پر یہ واقعہ میرے ذہن میں تازہ ہو جاتا ہے۔

*میرا خیال ہے کہ ہم جیسے بڑی عمر کی خواتین زیادہ بہتر
جواب نہ دے سکے گی بہ نسبت کم عمر خواتین کے بہر حال میں پھر
بھی کوشش کرتی ہوں۔ میری شادی کے بعد بہت جلد ہی عید آ گئی
تھی میں میری ساس اور میرے شوہر بالکل مختصر سی فیملی تھی میں
نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے کپڑے نہ بنا کر دیں میرے پاس
ماشا اللہ شادی کے بہت سے جوڑے ہیں اماں جان ساس کو بنا
دیں اور آپ خود بنالیں۔ پھر عید والے دن میری ایک نند اور ایک
جیٹھ تھے نند کے بچے نہیں تھے جیٹھ کے ماشاء اللہ کافی بچے تھے
لیکن عید کے دن نند نندوئی آئے سارا دن اسی مصروفیت میں گزر
گیا پہلے ناشتہ شیر خورمہ کا دور چلا پھر میں نے کھانا پکایا۔

*عید کے دن کی کوئی خاص بات جو آپ کو بے حد پسند ہو نیز
عید کے دن آپ کے کیا معمولات ہوتے ہیں؟

*عید کے دن چھوٹے بچے لڑکے لڑکیاں جب رنگ برنگے
کپڑے پہن کر اٹھ کے چشمے لگا کر اپنی عیدی خرچ کرتے ہیں ان
کے چہروں کی خوشی اور چمک دیدنی ہوتی ہے لڑکیاں بنی سنوری
چھوٹے چھوٹے پرس لٹکائے خوب صورت تتلیوں کی طرح چھن
چھن کرتی چوڑیاں کھنکھاتی سرخ سرخ ہونٹوں پر حقیقی مسکراہٹ
سجائے گھومتی پھرتی ہیں بہت پیاری پریاں لگتی ہیں۔ یہ لمحات مجھے
اچھے لگتے ہیں مگر کبھی کبھی میری آنکھیں نم بھی ہو جاتی ہیں جب
گداگر سڑک کے کنارے میلے کچیلے کپڑے پہنے گداگر بچے نظر
آتے ہیں۔ اب تو ماشاء اللہ دادی نانی بن گئے ہیں عید پر بہو
بیٹیوں کا انتظار ہوتا ہے جب کہ یہ معلوم ہے کہ میرے ہاں عید
کے دوسرے دن ماشاء اللہ سے دو بیٹیاں بمعہ فیملی چار بہنیں بمعہ
فیملی بھائی بمعہ فیملی کے مدعو ہوتے ہیں جب تک بابا جانی حیات
تھے سب امی کے پاس عید کے دوسرے روز جمع ہوتے تھے جب
سے میری شادی ہوئی یہ ہی ہوتا تھا مگر 29 دسمبر 1991 میں بابا کا
انتقال ہوا جب سے میرے پاس یہ محفل جمتی ہے ماشاء اللہ بڑی
رونق لگتی ہے۔

*بھئی ہم شادی کے بعد سے خاص طور پر سب سے پہلے
کہیں بھی جانے کو تیار ہو جاتے ہیں میری یہ عادت ہے کہ اگر کسی
تقریب میں دس بجے پہنچنا ہو تو میں کوشش یہی کرتی ہوں کہ
ساڑھے نو یا پونے دس پر وہاں پہنچ جاؤں میں اکثر تیار ہو کر سینڈل
پہن کر چادر اوڑھ کر بالکل تیار ہو جاتی ہوں پتہ چلتا ہے کہ میاں
صاحب بیٹھے اخبار پڑھ رہے ہیں یا ٹی وی دیکھ رہے ہیں بڑی
کوفت ہوتی تھی اب بھی یہی حال ہے کسی تقریب میں جانا ہے
بہو بیٹیوں کو بار بار ٹوکتی رہتی ہوں۔

*بھئی میری عادت شروع سے یہ ہے کہ شادی سے پہلے بابا
کپڑے مالا ٹاپس بینگل رومال خود خرید کر لاتے شادی کے بعد
جب شوہر کے ساتھ شاپنگ پر گئی تو اگر ان کے پاس جتنے بھی پیسے
ہوں گے کوشش یہی کروں گی کہ خریداری کے بعد بھی خاصی رقم بچ
جائے۔

*اس پاک اور مقدس مہینے میں میری زیادہ سے زیادہ یہ کوشش
رہتی ہے کہ قرآن پاک کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کروں اور درود
پاک کا ورد کرتی رہتی ہوں۔

*اب مجھے بچے کچھ نہیں کرنے دیتے ماشاء اللہ سے بہوئیں
آ گئی ہیں طیبہ نزہت کی بیٹی دوسرے نمبر کی بہو میرے ساتھ ہی
رہتی ہے وہ زیادہ تر یہ کوشش کرتی ہے کہ مجھے کام نہ کرنا پڑے میری
زبردستی پر میں کچھ اس کا ہاتھ بٹا دیتی ہوں۔

*مجھے ساڑھی پسند ہے یہ ہی میرا پسندیدہ لباس ہے۔

*ماشاء اللہ بہوئیں بیٹے ہیں۔ وہ خود میری شاپنگ کر لیتے
ہیں اب میں بہت کم شاپنگ پر جاتی ہوں اور اب تو عید پر نئے
کپڑے پہننا ضروری نہیں سمجھتی میرے بچے اور بچوں کے بچے
جب تیار ہو کر ملنے آتے ہیں تو دل خوشی سے معمور ہو جاتا ہے سب
پر نظر کی دعا پڑھ کر دم کرتی ہوں یہ لمحات زندگی کا حاصل لگتے ہیں۔
اب اجازت چاہوں گی اس دعا کے ساتھ اللہ رب العزت ہم سب
پر رحم فرمائے ہمیں ہمارے جیسے بندوں کے آگے مجبور و بے بس نہ
کرے صرف اور صرف اپنی ذات کا محتاج رکھے۔

مدیحہ نورین مہک...... برنالی

ا۔ ہاہاہاہا ابھی شادی کیا منگنی بھی نہیں ہوئی تو سسرال والوں کی
طرف سے کیا عیدی آنی ہے اور کیا تاثرات ہونے ہیں ویسے یہ
رسم مجھے اچھی لگتی ہے چوڑیاں مہندی وغیرہ وغیرہ عیدی میں آتی
ہیں۔

۲۔ عید کے دن کی خاص بات مجھے یہ پسند ہے کہ اس دن
سب اپنی اپنی مصروفیات کو بھلا دیتے ہیں ایک دوسرے کو گلے
لگاتے ہیں سب ایک دوسرے کے گھر آتے جاتے ہیں جو کہ عام
روٹین میں نہیں ہوتا اور اس دن بھلے تھوڑی دیر کے لیے ہی سہی
سب دل سے دوریاں بھلا کر عید کی خوشیاں مناتے ہیں۔

۳۔ بھائی بہت کنجوس ہیں چھوٹے جو ہیں اور عید کی شاپنگ
کے لیے ابو جی کو ہی کہتے ہیں اور ان کی جیب خالی کرائی ہوں یہ
دھمکی دے کر کہ میں تو کچھ لگتی ہی نہیں ہوں آپ کی مجھے پتا ہے۔

۴۔ رمضان المبارک میں زیادہ تر لوگ قرآن مجید کی تلاوت
کرتے ہیں میں بھی کرتی ہوں اور کلمہ طیبہ اور درود شریف کرتی

معمول بناتی ہوں۔

۵۔عید کی تیاری کے لیے بس اتنا کہوں گی جو لوگ عید کے دن بھی سوئے رہتے ہیں اور کہتے ہیں ہماری عید بور گزری تو وہ لوگ دراصل خود بور ہوتے ہیں ان میں اتنی اہلیت نہیں ہوتی کہ وہ عید کی خوشیوں کو مناسکیں سب اچھے سے تیار ہوں اور گرمی بہت ہے تو اس لحاظ سے ہی میک اپ کریں اور کوئی ایک ڈش ضرور بنائیں جو اکثر خاندانوں میں ہر سال عید پر بنتی ہے۔ سب کو عید مبارک ہو اجازت دیں۔ اللہ حافظ۔

فوزیہ سلطانہ...... تونسہ شریف

السلام علیکم آنچل پڑھنے اور اوڑھنے سنوارنے بنانے اور سنبھالنے والوں کو دل کی گہرائیوں سے عید مبارک۔

۱۔پہلا سوال جن لوگوں کے لیے ہے ہم اس کیٹگیری میں نہیں آتے سو رہنے دیتے ہیں۔

۲۔عید کے دن کے معمولات بھی عام دن والے ہی ہوتے ہیں بلکہ عید کے دن تو اور بھی اداس دن گزرتا ہے اللہ کرے یہ عید اچھی گزرے۔

۳۔یہ میرے معاملے میں تو سراسر جھوٹ ہے بھئی میں اتنا ٹائم تو نہیں لگاتی آپ کہیں گے کہ ہر لڑکی یہی کہتی ہے اول تو کپڑے بدلنے کا ہی دل نہیں چاہ رہا ہوتا ظہر تک عید کے کپڑے اگر پہن لوں تو بس پھر یہی کافی ہوتا ہے بس ہلکی سی تیاری کے ساتھ دادی کے گھر جاتی ہوں اور کزنوں کے ساتھ مل کر عید انجوائے کر لیتی ہوں۔

۴۔عید کے دن کے حساب سے تو اسٹائلش سوٹ کرتا شلوار پسند ہے اس بار بلیو اور وائٹ رنگ کا سوٹ ہے بلیو قمیص کے ساتھ وائٹ شلوار اور وائٹ اینڈ بلیو دوپٹہ ہے اوکے جناب اجازت۔

طیبہ نذیر......شادیوال گجرات

۱۔سسرال والوں کی جانب سے ابھی عید نہیں آئی ویسے آنے والی ہے جب آئے گی تو بتاؤں گی تاثرات۔

۲۔عید کا دن بہت بورنگ سا گزرتا ہے بس گھر کے کام کاج کھانا پکانا اور سونا یا فرینڈز سے گپ شپ خاص بات عید کے حوالے سے تو عید کا مطلب ہی خوشی ہے تو اندرونی خوشی محسوس بھی ہوتی ہے۔

۳۔میں تو کوئی بھی بناؤ سنگھار نہیں کرتی ویسے گھومنے پھرنے کی بہت شوقین ہوں میں کسی پارک وغیرہ میں جانا ہو تو جلدی تیار ہو جاتی ہوں ویسے کہیں بھی جانا ہو تو میں لیٹ نہیں ہوتی۔

۴۔عید کی شاپنگ کے لیے جیب ایسے خالی کرواتی ہوں کہ بھائیوں اور ڈیڈ جان کے کندھے پکڑ لیتی ہوں جیب ہلکی کروا کے پھر چھوڑتی ہوں۔

۵۔رمضان المبارک میں روزانہ 300 بار تیسرا کلمہ اللہ کریم پڑھتی ہوں اور بھی بہت سارے وظائف ہیں جو معمول میں شامل ہوتے ہیں۔

۶۔عید کے دن ہم تینوں بہنیں مصباح، مکیہ اور اب بھابی آپی زینت بھی ساتھ ہوں گی تو مل کر سب کام کریں گی لیکن میں زیادہ کچن کا کام ہی سنبھالتی ہوں اور گھر آئے مہمانوں کو بھی میں نے ہی دیکھنا ہوتا ہے مل کے کام کرنے میں زیادہ مزہ آتا ہے۔

۷۔ٹراؤزر اور لمبی قمیص ویسے شرارہ بھی بہت پسند ہے۔

۸۔عید کی شاپنگ مما کے ساتھ اور بہنوں کے ساتھ ہی کرتی ہوں عید کی تیاری کے لیے یہی کہنا چاہوں گی کہ ٹائم ٹیبل بنالیں تو آسانی رہے گی۔

عائش کشمالے...... رحیم یار خان

السلام علیکم ڈیئر آنچل اسٹاف اور قارئین اینڈ رائٹرز جب سے سروے کا پڑھا بے حد خوشی ہوئی اتنی خوشی کے لکھنے پر مجبور کر گئی پہلے بھی ایک سروے ایک شمع فروزاں ہے میں لکھ کر بھیجا تھا مگر شاید تاخیر سے موصول ہوا تھا آپ کو۔ مگر اب 25 مئی کو لکھ رہی ہوں اور ان شاء اللہ 8 جون تک تو پہنچ ہی جائے گا آپ تک۔ میری طرف سے سب پیارے دوستوں کو رمضان المبارک کی آمد مبارک ہو۔ اور عید کی بھی ایڈوانس مبارک باد قبول فرمالیں اور اب آتے ہیں سوالوں کی طرف سوال تو بڑے مزے کے ہیں۔

۱۔ بھئی پہلا سوال ہی بڑا کمال کا ہے مگر کیا کریں ہماری صرف منگنی ہوئی ہے اور سسرال میں صرف ایک ساس اور دیورانی ہیں بہت کنجوس ہیں اور ہے بھی اس سال میری پہلی عید دیکھتے ہیں ہم انہیں کتنے پیارے ہیں۔ اگر جہاں تک تاثرات کی بات ہے تو میرے خیال میں، میں ہی پہلی لڑکی ہوں گی جو بے شرموں کی طرح اپنا حق سمجھ کر عیدی وصول کروں گی۔ ویسے آپس کی بات ہے پچھلے سال ساس صاحبہ تو نہیں مگر فیانسی نے 1000 روپے عیدی دی تھی۔

۲۔دوسرا سوال مزے کا ہے عید کا دن ہمیشہ میرے لیے خوشیوں سے بھرا اور دلچسپ رہا ہے عید کے دن کی خاص بات تو یہ ہوتی ہے کہ اس دن سب بڑے گھر میں جمع ہوتے ہیں پہلے نانا ابو نانی امی آتے تھے ہمارے گھر اب تو بڑے ہی نہیں رہے گھر میں امی ابو، بہن بھائی اور ہم مگر میں ہر عید خوب انجوائے کرنے کی کوشش کرتی ہوں مگر ہو نہیں پاتی۔

۳۔اس سوال کے جواب پر کم ہی لڑکیاں متفق ہوں گی مگر میرے ساتھ تو ایسا ہی ہوتا ہے پہلی بات میں تو بڑی مشکلوں سے امی اور آپی کے کہنے پر کپڑے چینج کرتی ہوں میری باقی بہنیں بھی ایسی ہی ہیں۔

۴۔ہم تو اپنے ابو جان کی جیب خالی کرواتے ہیں بھائی تو

اتنی پڑھ رہے ہیں اور جب تک وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں گے تب تک تو ہماری کیوٹ سی بھابیاں آچکی ہوں گی ہمارے والدین دنیا کے سب والدین کی طرح بے حد کریٹ نائس اور پیارے ہیں اللہ پاک والدین کا سایہ ہر مسلمان پر سلامت رکھے آمین۔

۵۔تسبیحات ہم تو قرآن پاک بے حد پڑھتے ہیں ہماری قرآت بے حد پیاری ہے ارے واقعی میں سب کہتے ہیں۔

۶۔مجھے تو گھر کے کاموں سے بے حد پیار ہے سچ کہتی ہوں ہم سب بہنیں ماشاء اللہ سگھڑ ہیں اور ہمارا درختوں سے بھرا پیارا گھر ہماری ترجمانی کرتا ہے ماسوائے ہمارے ہم صرف باتیں ہی بنا سکتے ہیں مگر میں آرائش وزیبائش میں پیش پیش اور سب سے آگے ہوتی ہوں پسندیدہ لباس لانگ شرٹ ٹراؤزر اور بڑا سا دوپٹہ ہاں فراکس کچھ کچھ پسند ہیں۔

رباب اصغر...... گجرات

السلام علیکم میری طرف سے تمام آنچل لکھنے اور پڑھنے والوں کو رمضان المبارک کی مبارک باد اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں اپنی رحمتوں سے نوازے اب آتے ہیں سوالات کے جوابات کی طرف۔

۱۔سوال تو بے حد دلچسپ لگا اگر ایک سال بعد پوچھا جاتا تو جواب یقیناً لمبا ہوتا بات دراصل یہ ہے کہ منگنی اسی سال 16 جنوری کو ہوئی اسی لیے ابھی عیدی تو نہیں آئی مگر خالی شب برات پر آئیں تھیں تو فروٹس اور مٹھائی ساتھ لائیں تھیں اور جاتے ہوئے کچھ پیسے دے گئیں تھیں مگر مجھ سے بڑی دو جیٹھانیاں ہیں ان کو تو بہت زبردست عیدی ملتی تھی اب ہماری باری ہے دیکھتے ہیں کیا آتا ہے تاثرات یقیناً فطری ہی ہوں گے۔

۲۔عید کا تو پورا دن ہی بہت خاص ہوتا ہی آج کل کی مصروفیات میں جہاں ایک دوسرے کی طرف آنا جانا کم ہوگیا ہے وہ عید کا دن غنیمت لگتا ہے ہماری خاندانی روایت ہے کہ اگر خاندان میں کوئی کسی سے کتنا بھی ناراض کیوں نہ ہوں عید کے دن لازماً وہ ایک دوسرے کے گھر جاتے ہیں۔

۳۔نامعلوم کیوں خواتین کو دیر سے تیار ہونے پر بدنام کررکھا ہے جب کہ آج کل کے مرد حضرات کسی بھی طور کم نہیں ہیں البتہ جہاں بھی جانا ہو جلدی ہی تیار ہوجاتی ہوں خاص طور پر ماموں کے گھر تو بھاگ بھاگ کر جاتی ہوں بس بہانہ ملنے کی دیر ہے اس کی بڑی خاص وجہ یہ ہے کہ میرے ماموں اکلوتے ہیں اور ان کے گھر پر میری ہی ہم عمر کزن صدف جس سے میری خوب بنتی بھی ہے۔

۴۔بھائیوں کی جیب ہلکی کروانے کے لیے زیادہ محنت کی ضرورت نہیں ہوتی بس چاندرات پر لسٹ ان کے ساتھ میں دینا پڑتی ہے پہلے منہ کے زاویے بگڑتے ہیں پھر کام کرنے کی فرمائش ہوتی ہے پھر بہانہ تلاشا جاتا اور بازار نہ جانے کا عذر مگر ہم بھی ہم ہیں رام کرکے ہی دم لیتے ہیں۔

۵۔رمضان المبارک میں زیادہ وقت تلاوت کلام پاک میں اور درود شریف پڑھنے میں گزرتا ہے اور 21 رمضان المبارک سے جتنا ہوسکے اتنا رات کو عبادت کرتے ہیں۔

۶۔عید کی شاپنگ امی اور کزن وغیرہ کے ساتھ کرتی ہوں کیونکہ ہم سب کزنز قریب ہی رہتی ہیں اور جو مزہ مل کر خریدنے کا ہے وہ اکیلے نہیں آتا۔

۷۔یادگار چاندرات بچپن کی ایک رات ہے جن میں اپنی پھوپو اور چچی جان کے ساتھ بازار گئی تھی پہلے ہم نے چوڑیاں پہنیں پھر مہندی لگوائی اور پھر آخر میں آئس کریم کھاتے ہوئے گھر واپس آئے اس کے بعد ہماری بہت عزت کی گئی کہ اتنے دنوں سے بازار جارہے ہو ابھی چوڑیاں باقی تھیں باقی آپ سب سمجھ دار ہیں کہ کیا ہوا ہوگا پھر ہم نے توبہ کرلی کہ آئندہ کبھی نہ جائیں گے۔

عدیلہ رانی...... نامعلوم

۱۔جی ابھی اسی مہینے ہی میری منگنی ہوئی ہے ظاہر ہے منگنی کے بعد یہ میری پہلی عید ہوگی اب دیکھتے ہیں سسرال والے کیا عیدی دیتے ہیں اور عیدی ملنے پر میرے کیا تاثرات ہوں گے۔

۲۔عید کے دن بہت سی خاص باتیں جو بے حد پسند ہیں پہلے تو ابو سے عیدی لینا پھر تیار ہوکر دوستوں کے گھر جانے کی جلدی اور ڈائجسٹ پڑھنا بقول امی عید کے دن تو اس کی جان چھوڑ دیا کرو۔

۳۔چونکہ مجھے میک اپ کا اتنا زیادہ شوق نہیں اس لیے جلد ہی تیار ہوجاتی ہوں رشتہ داروں میں کسی کی شادی پر جانا ہو تو کوشش ہوتی ہے کہ دیر سے جاؤں ہاں فرینڈز وغیرہ کی شادی ہو یا ان کے گھر جانا ہو تو پھر تو جھٹ پٹ تیار ہوجاتی ہوں۔

۴۔رمضان المبارک میں روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور طاق راتوں میں عبادت کرنا جو ہم ساری کزنز مل کر کرتی ہیں۔

۵۔گھریلو امور میں عید کی تیاری کی حوالے سے میں ہمیشہ گھر کی آرائش وزیبائش کا کام کرتی ہوں گھر کو سنوارنا میرا پسندیدہ کام ہے۔

۶۔عید کی شاپنگ میں ہمیشہ امی کے ساتھ اور سسٹر انعم کے ساتھ کرتی ہوں

۷۔کوئی خاص یادگار چاندرات تو نہیں ہاں چاندرات کو سسٹر کے ساتھ بحث ہوتی ہے کہ مہندی لگادو مہندی لگادو پھر کہیں جاکر وہ مہندی لگاتی ہے۔

نبیلہ ناز...... ٹھینک موڑ آلہ آباد

۱۔سسرال کا ڈھول ابھی گلے میں نہیں لٹکا نہ ہی اس ڈھول کی

ٹھولا بلکہ کانوں کو تشفی ہوتی ہے سوں ہم کیا جانیں تاثرات کیسے ہوتے ہیں وہ کہاوت ہے بندر کیا جانے ادرک کا مزہ۔

۲۔عید کا دن خاص ہوتا ہی ہے اگر محسوس کریں تو۔مگر مجھے وہ منظر بہت خاص اور بے حد دلکش لگتا ہے جب مرد حضرات عید کی نماز پڑھنے کے بعد گھر لوٹتے ہیں بابا اور بھائی گلے لگا کر مبارک باد دیتے ہیں عید کے دن معمولات عام ہی ہوتے ہیں چاند رات کی تھکن عید کے دن سو کر اتارتے ہیں۔

۳۔یہ بات سو فیصد درست ہے خواتین کا ہار سنگھار مرد حضرات کے لیے ہر جگہ لیٹ جانے کا موجب بنتا ہے ان کے ہار سنگھار الامان میں تو صرف اس وقت جلدی تیار ہوتی ہوں جب اپنی فرینڈ سے ملنے جانا ہو۔

۴۔بھائی ابھی اس عہدے پر نہیں پہنچے ابھی والدین پر اکتفا ہے ہاں مگر بھائیوں کی کوشش ضرور ہوتی ہے کسی چیز کی کمی نہ ہو۔

۵۔رمضان المبارک میں عام دنوں کی تسبیحات سے ہٹ کر دوسری تسبیحات اور وظائف خود بخود شامل ہوجاتے ہیں۔ہاں نوافل کا اہتمام بہت کرتی ہوں باقی تمام بہنوں سے گزارش ہے کہ استغفار کی تسبیحات کو معمول بنائیں۔

۶۔عید کے پہناوے میں شلوار قمیص ڈوپٹہ پلین جوتا پسند ہے باقی اتنی ڈیمانڈ نہیں ہیں میری کیونکہ میں خود بہت سمپل ہوں۔

۷۔عید کی شاپنگ اپنے بھائی کے ساتھ جاکر کرتے ہیں۔

۸۔میری لائف میں ابھی تک کوئی ایسی عید کا گزر نہیں ہوا۔

۹۔ہمیشہ ان رنگوں کا استعمال کریں جو چہرے کو پہلے سے زیادہ بھرپور انداز میں پیش کریں مثلاً آنکھوں کا رنگ آپ کے بالوں کو بھی دیں اگر آپ بلونڈ کلر کا استعمال کرتی ہیں تو آنکھوں کے پپوٹوں پر اسی رنگ کا کریمی شیڈ دیں اس کے علاوہ ڈارک گرے اور چاکلیٹ براؤن رنگ بھی بہترین ہے اگر آپ چاہیں تو کاپر پیچ اور سرخی مائل بھورا رنگ بھی استعمال کرسکتی ہیں۔

شائستہ جٹ...... چیچہ وطنی

۱۔سسرال سے تو نہیں کیونکہ ابھی تو ہم پڑھائی کررہے ہیں اس لیے کوئی تاثر نہیں ویسے جو مزہ گھر والوں سے عیدی لینے میں ہے وہ کسی اور میں کہاں۔

۲۔عید کے دن مجھے نیوز میں ہر طرف پورے ملک کی خبریں دیکھنے میں مزہ آتا ہے ہر کوئی عید کی شاپنگ میں لگا ہوتا ہے اور عید کی صبح نماز فجر کے بعد میں لیٹ جاتی ہوں پر امی کچن میں سوئیاں بنارہی ہوتی ہیں تو برتنوں کا شور بے حد پسند ہے اس کے بعد آس پڑوس میں سوئیاں دینے کا رواج بے حد پسند ہے اس کے بعد میں اٹھ کر صفائی کرتی ہوں تاکہ گھر صاف رہے وہ اسپیشل صفائی نہ جو عموماً رمضان المبارک میں ہی شروع ہوجاتی ہے۔

۳۔میں کہیں بھی جانا ہو جلدی تیار ہوجاتی ہوں کیونکہ میں بہت وقت کی پابند ہوں پر بانو بہت ٹائم لگاتی ہے تیار ہونے میں۔

۴۔عید کی شاپنگ کے لیے میں امی اور شگفتہ بہن سے پیسے نکلواتی ہوں اور بھائی تو اناڑی بھیا ٹھہرے ان سے پیسے لینا اونٹ کو رکشے میں بٹھانے کے مترادف ہے۔

۵۔رمضان المبارک میں کوشش کرتی ہوں کہ ہر وقت درود پڑھوں اور یا اللہ ھو کا ورد ضرور کرتی ہوں۔

۶۔چاند رات تو ہر بار خاص لگتی ہے آسمان کی وسعتوں پر محبتیں بکھیرتا چاند دل کے قریب محسوس ہوتا ہے مہندی کی خوشبو چوڑیوں کی کھنک کپڑوں کی ٹینشن سب چاند رات کی مستیاں ہیں جو پسند ہیں مجھے۔

۷۔عید کی تیاری میں مجھ جیسا اناڑی غلط ہی ٹپ بتائے گا اس لیے صرف ایسا کریں صفائی کریں اور کولڈ ڈرنک سرو کردیں مہمانوں کو۔میک اپ میں بیس لگا کر کاجل کی ہلکی لائن آنکھوں کے باہر لگالیں آنکھیں بڑی لگیں گی۔

نسیم سحر...... گلشن اقبال

سروے کے لیے جواب پیش خدمت ہیں امید ہے پسند آئیں گے۔

۱۔سسرال والوں کی جانب سے آنے والی پہلی عید پر تاثرات کا جواب دینے سے ہم قاصر ہیں فی الحال اس کا جواب تو پیا دیس سدھارنے والی بہنیں ہی دے سکتی ہیں ہم جیسے ناتجربہ کار کو کیا خبر بھئی کہ کیا محسوس ہوتا ہے۔

۲۔عید کے دن چھوٹے بڑے بچے سب ہی خصوصی تیاری کرتے ہیں رنگ برنگے کپڑوں کی زرق برق، بچوں کی خوشیاں عید کی صبح یہ سب چیزیں بہت اٹریکٹو لگتی ہیں ایک کشش محسوس ہوتی ہے سب کے چہروں پر خوشی جھلکتی ہے یہ سچ ہے کہ اب خوشیاں پہلے جیسے نہیں رہیں مگر پھر بھی ان تہواروں کا ایک خاص طلسم ہر ایک پر چھا سا جاتا ہے کچن میں عید کے دن آنا ہم گوارہ نہیں سمجھتے بھئی ایک ہی تو دن ہوتا ہے مزے کرنے کا سوامی جانیں اور آنٹی دن گیارہ بجے کے بعد مہمانوں کی آمد کزنز ماموں خالہ سب آرہے ہوتے ہیں بڑی بہن ہونے کی وجہ سے انہیں کولڈ ڈرنک اور میٹھا مجھے ہی سرو کرنا پڑتا ہے۔

۳۔ہار سنگھار کا کچھ خاص شوق نہیں۔مجھے کاجل اور ہلکی لپ اسٹک لگانا پسند ہے بھاری جیولری پہننا بہت مشکل ہے ماموں لوگوں کی طرف جانے کے لیے ہم جھٹ پٹ تیار ہوجاتے ہیں۔

۴۔میرے خیال میں سب سے زیادہ مزے اس ایک کام میں ہی ہے میں جاب کرتی ہوں ماشاء اللہ میرے پاس اچھے خاصے پیسے ہونے کے باوجود ہم جب تک بھائی کی جیب خالی نہ کروائیں مزہ نہیں آتا ہے اور میری چھوٹی بہن دونوں مل کر

خریدنے ... انجام دیتی ہیں بھائی انجینئر ہیں عید پر ان کی چھٹی کی دعائیں مانگی جاتی ہیں کیونکہ دو تین عیدوں پر چھٹی نا ملنے کی وجہ سے وہ گھر آئے ہی نہیں تو عید کا مزہ کرکرا ہوگیا۔

۵۔ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ جس کی اہمیت لفظوں میں بیان ہی کی جاسکتی ہے اس قدر رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اس مہینے میں، ہمیں چاہئے کہ ہم اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں سارا دن درود شریف سے زبان تر رہتی ہے اور مختلف وظائف پورا ماہ کیے جاتے ہیں۔

۶۔ میٹرک کے بعد سے ہم نے عید پر گھر کی صفائی زیبائش کا کام اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اور ہم جناب اس میں خاصے ماہر بھی ہیں رمضان سے پہلے اور آخری عشرہ میں عید کے لیے گھر کی تمام صفائیاں جس میں پردوں کی تبدیلی صوفوں کے کور کچن کی کراکری میں ردوبدل اور دوسری مختلف چیزیں شامل ہیں رمضان المبارک کی آمد پر ہم گھر شیشے کی مانند چمکا دیتے ہیں تاکہ عید کے قریب کام کا بوجھ زیادہ نہ ہو اور عبادت بھی خشوع وخضوع کے ساتھ کی جائے۔

۷۔ شلوار قمیص نفیس کڑھائی والا کرتا پاجامہ پسندیدہ لباس ہیں۔

۸۔ ایسی تو کوئی خاص چاندرات یاد نہیں جو کہ ہمیں ابھی تک اپنے سحر میں جکڑے ہوئے ہو۔ ہمیشہ ایک سی ہی ہوتی ہے مگر بہت مزہ بھی آتا ہے۔ کبھی کسی کی چوڑیاں رہ گئیں تو کسی کا دوپٹہ ہار مہندی لگوانے کب جانا ہو تمام چیزوں کا لطف پھر بھی ...

۹۔ میری تو عید کی تیاری بہت سادہ سی ہوتی ہے میک اپ کم ہی کرتی ہوں۔ عید والے دن تو نہیں مگر عام دنوں اور رمضان المبارک میں کچن میں ہی زیادہ وقت گزرتا ہے جاب سے واپسی پر دوپہر کا کھانا اور رات کا میں ہی بناتی ہوں۔

اقصیٰ حریم...... فتح جنگ

۱۔ سسرال والوں کا تو پتا نہیں کیوں کہ ابھی میں چھوٹی سی بچی ہوں ہاہاہا، ہاں البتہ ابو کا ضرور بتاؤں گی میں جب بھی سب کے سامنے میرا مطلب ساری کزنز کے سامنے ابو سے عیدی مانگتی ہوں کہ ابو زیادہ عیدی دیں گے تب ابو مجھے دس روپے پکڑا دیتے ہیں اف اللہ جی تب میں سوچتی ہوں کہ میں ہی شاید دنیا کی واحد بے چاری معصوم لڑکی ہوں۔

۲۔ عید کے دن کی خاص بات یہ ہے کہ ساری کزنز اکٹھی ہوجاتی ہیں اور پھر مل کر پارٹی کرتی ہیں کچھ بازار سے منگواتی ہیں مثلاً پیزا آئس کریم وغیرہ اور معمولات میں عید کے دن امی سارا کام خود کرتی ہیں۔

۳۔ عید کی شاپنگ پہلے تو امی کے ساتھ ہی کرتی تھی لیکن اس بار بھائی نے کہا ہے کہ چاندرات کو میں لے جاؤں گا اب دیکھے کون لے کر جاتا ہے یا......

۴۔ رمضان میں کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ تر عبادت ... کیونکہ کام تو ختم ہوتے نہیں ان شاءاللہ اس بار رمضان مبارک میں خاص تسبیحات و وظائف کو معمول بنائے گے۔

۵۔ خاص کام یہ کہ جب کوئی چاٹ وغیرہ بنانی ہو تو پھر اپنی ڈیوٹی ہوتی ہے اور ہاں سب کے کپڑے پریس کر کے ان تک پہنچانا میری ذمہ داری ہے اور یاد آیا سب کزنز کو تیار کرنا کسی کا ہیر اسٹائل اور کسی کا میک اپ۔

۶۔ کچھ خاص نہیں لونگ شرٹ ٹراؤزر اور بڑا سا دوپٹہ اور ساتھ میں میچنگ چوڑیاں ہوتی ہیں۔

۷۔ ہم گاؤں میں ہوتے ہیں اس لیے چاندرات کو کچھ خاص تو نہیں ہوتا البتہ یہ ہے کہ ہمارا گھر چونکہ فیملی میں سب سے بڑا ہے سو ساری کزنز ہمارے گھر آتی ہیں پھر مل کر چاند کا انتظار کیا جاتا ہے اور چاند نظر آتے ہی مہندی لگنی شروع ہوجاتی ہے کوئی مہندی لگا رہا ہے کوئی کپڑے پریس کررہا ہے اور کوئی بالوں کی کٹنگ کروا رہا ہوتا ہے ہر طرف شور ہی شور ہوتا ہے۔

کنزہ مریم...... نامعلوم

۱۔ پہلا سوال میرے مطلب کا تو بالکل بھی نہیں کیونکہ میری ابھی شادی نہیں ہوئی۔

۲۔ چاندرات کو دیر تک جاگ کر مہندی لگانا بہت اچھا لگتا ہے۔ عید کے دن کے معمولات تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ تر کچن کا کام رات کو ہی ختم کرلیں اور اس میں کامیابی بھی ہوتی ہے۔ کوشش ہوتی ہے کہ عید کی صبح اٹھ کر کم از کم گیارہ بجے تک تو تیار ہوجاتی ہوں۔

۳۔ جیب خالی کرانا بھی خاصا جان جوکھم کا کام ہے۔ عیدی لینے میں کافی محنت کرنی ہوتی ہے بھائیوں سے۔

۴۔ ہم اتنے نیک نہیں کہ تسبیحات وغیرہ کی فکر کریں اللہ جتنی توفیق دیتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ تلاوت ہوتی ہے۔ تین قرآن پاک بھی پڑھے جاتے ہیں۔

۵۔ کام وہ بھی تیاری کے حوالے سے خیر ہونا ایسا ہے جس کام کا موڈ ہو وہ کر لیتے ہیں۔ لانگ شرٹ کے ساتھ چوڑی دار پاجامہ اور آج کل جو کیپری چل رہی ہے وہ اچھی لگتی ہے۔ جس چیز کا فیشن ہو وہ ہی چلتا ہے۔

۶۔ عید کی شاپنگ خود کرنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ سب کچھ گھر بیٹھے ہی مل جاتا ہے۔ بھابی لے آتی ہیں ڈریس بس کلر بتا دیتی ہوں۔ مجھے کتابیں خریدنے کے علاوہ اور کچھ خریدنے کا خاص شوق نہیں۔

۷۔ ایک تو ہماری فیملی تنازعات سے بھری ہے۔ یادگار چاند رات ناممکن ہے۔ سب تیاری چاندرات میں ہی کرلیتی ہوں۔ مہندی لگانا، فیشل کرانا، کپڑے پریس کر کے رکھنا، جیولری نکال کر

رکھنا۔ یادگار کام بھی یہی ہیں۔

۸۔ ٹپ وغیرہ تو ایسے کوئی نہیں ہے۔ ڈش کیا خاک بتاؤں کہ کوکنگ تو بس کرنی پڑتی ہے ورنہ مجھے ایک فیصد بھی شوق نہیں۔ آپ اگر میک اپ سے پہلے ٹھنڈے عرق گلاب کا ہلکا سا مساج کریں اور میک اپ سے تھوڑی دیر پہلے ملتانی مٹی لگالیں تو میک اپ اچھا ہوگا اور پسینہ بھی کم آئے گا۔ شکریہ

پارس فضل......لیہ شریف

ا۔ ہم اس جھنجھٹ سے فارغ ہیں سو اس کے جواب سے بھی معذرت۔

۲۔ کوئی ایک نہیں بہت سی ہیں۔ سب سے پہلی تو عید کے تین دن لائیٹ نہیں جاتی جس سے بڑی کوئی خوشی کی بات نہیں ہوسکتی۔ پھر سب کا اکھٹے ہونا تمام گلے شکوے بھلا کر ایک دوسرے کے ساتھ خوشی خوشی ملنا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔

۳۔ لو جی ہمیں تو اس طرح کا کوئی شوق نہیں ہے کہیں بھی جانا ہو اور جلدی سے منہ دھویا کپڑے چینج کیے اور ہم تیار لیکن پھر بھی جلدی اور تاخیر تو ہو ہی جاتی ہے۔

۴۔ ہائے یہ حسرت ہی ہے ابھی تک میرے بھائی جیب خالی نہیں کرتے بلکہ میری کر دیتے ہیں۔ کبھی کوئی فرمائش کرکے اور کبھی کچھ ان کو ناراض کرنا مشکل ہے۔

۵۔ رمضان میں الحمدللہ میری کوشش ہوتی ہے کہ کچھ تو ہم بھی گناہ بخشوالیں۔ اس لیے پہلے سے بہت کم ہی جو عبادت کی جاتی ہے۔ اور میرے خیال سے یہ اللہ اور اس کے بندے کا معاملہ ہے۔ بس اللہ ہمت دے۔

٦۔ سب سے پہلے تو گھر کی صفائی ستھرائی پھر ظاہر ہے آرائش وزیبائش بھی مجھ بے چاری کو ہی کرنی پڑتی ہے اور مجھے ہر کام کرنا پڑتا ہے مدد کے لیے کوئی نہیں۔

۷۔ بچپن میں ہوتا تھا اب تو کچھ خاص نہیں جو بھی مل گیا پہن لیا۔

۸۔ ہماری شاپنگ اکثر امی کرتی ہیں لیکن کبھی کبھی میں اور میری بہن بھی کرلیتی ہیں۔

۹۔ ہم ہر چاند رات جاگ کر گھر پر مناتے ہیں۔ مہندی لگاتے ہیں خوب انجوائے کرتے ہیں۔

۱۰۔ ہائے ظالمو! کیا پوچھ لیا مجھ جیسے پھوہڑ بندے بھی تو ہوتے ہیں ناں جنہیں نہ میک اپ آتا ہے نہ ڈش۔ میں تو سادہ سے کھانے بناتی ہوں۔ کوئی اسپیشل ڈش نہیں ہاں ہر عید پر حلوہ بناتی ہوں۔ میری بہن گوشت کی کوئی نمکین ڈش ٹرائی کرتی ہے۔ اچھا اب اجازت چاہتی ہوں۔ اللہ حافظ

روبینہ شاہد......ایف بی ایریا، کراچی

ا۔ ماضی کی سنہری یادوں میں ڈوب جائیں تو بہت پیاری یادوں سے جگمگانے لگتا ہے۔ گلابی چادروالی عکس ہمارے سامنے لہرانے لگتا ہے۔ جی ! کیونکہ سسرال سے پہلی عیدی پر جو پہلی کام کا نفیس گلابی جوڑا، میچنگ سینڈل، چوڑیاں، جیولری وغیرہ وغیرہ۔ اتنا ڈھیروں سامان دیکھ کر تو ہم خوشیوں کے جھولے میں بیٹھ کر تیز تیز جھونٹے لے رہے تھے کیونکہ ہمارے ان کو ہم پر گلابی رنگ بہت اچھا لگتا ہے سو ہمارے تاثرات پرمسرت اور خوشگوار تھے۔

۲۔ ہمارے یہاں عید کا خاص مزہ ہے کیونکہ ہم اپنے میکے میں بھی جوائنٹ فیملی سسٹم میں رہتے تھے یعنی ہمارے دادا، دادی اور ان کے چار عدد بیٹے بمعہ فیملی ایک ہی گھر میں رہائش پذیر تھے۔ ہمارے ابو کا نمبر دوسرا تھا۔ اور ہم سب کزنز مل کر خوب ہلہ گلہ کرتے، عیدی وصولتے، موج مستی کرتے تھے۔ اور اتفاق یہ ہے کہ سسرال میں بھی ہمارے شوہر اور ان کے چار عدد بھائی ایک ساتھ ہی رہتے ہیں۔ ہم جیٹھانی، دیورانیوں میں بے حد انڈر اسٹینڈنگ ہے۔ دن میں مل جل کر خوب پکوان تیار کرتے ہیں اور پھر شام کو سب مل کر گھومنے جاتے ہیں باہر ہی کھانا کھاتے اور رات گئے لوٹتے ہیں۔ اگلے دن سب میکے جاتے ہیں۔

۳۔ ہم ذرا سادگی پسند واقع ہوئے ہیں تو تاخیر کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ میکے جانے کے لئے جھٹ پٹ کیا کھٹ پٹ تیار ہوجاتے ہیں بلکہ ہر وقت تیار ہی ہوتے ہیں۔

۴۔ خیر جیبیں خالی کرانے کی نوبت ہی نہیں آتی، عید کی شاپنگ زبردست ہوجاتی ہے۔

۵۔ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ آتے ہی ہماری روٹین یکسر بدل جاتی ہے، ہم سب تمام رات جاگتے ہیں، کثرت سے استغفار پڑھتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ وقت عبادات میں صرف ہوتا ہے۔ تلاوت کلام پاک، مختلف تسبیحات اور وظائف تو جاری رہتے ہی ہیں مگر رمضان المبارک کی اکیسویں شب سے انتیسویں شب تک "لیلۃ القدر" کی تلاش میں ہم سب پورے خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے رب کے سامنے سربسجود رہتے ہیں تاکہ "نیکیوں کا موسم بہار" جب تک چھایا رہے ہم مسرور و مسحور اس میں گم رہیں اور اس بابرکت مہینے کی رحمتیں سمیٹیں۔

٦۔ ایک زمانہ تھا کہ جب بالکل ہی کورے تھے پر اب نہیں۔ گھر کی آرائش وزیبائش کا کام ہو یا پھر کوکنگ سب مزے سے کرتے ہیں۔ تمام گھر کی جھالر والی چادروں اور تمام ہی تکیوں اور گاؤ تکیوں کے کور اور بھی جتنے کورز ہیں، سب سلائی کے کام پوری ذمہ داری سے کرتے ہیں اور بریانی اور شیر عید کے دو خاص پکوان بنانا بھی ہمارا ہی کام ہے اور دہی بڑے بھی ہمارے ہاتھوں کے فرمائش کرکے بنوائے جاتے ہیں۔ باقی دوسرے کام ہماری ہیلپر زدیورانیاں کرتی ہیں۔ ہاہاہا......ہوہوہو......ہی ہی ہی......

کبھی کبھی۔ کرتے تمام کام بخیر وخوبی انجام پاتے ہیں۔

[illegible] خوب صورت، دیدہ زیب، آرام دہ، منفرد اور سب سے بڑھ کر ہماری مشرقی اقدار کی عکاسی کرتا ہوا شلوار قمیص اور دوپٹہ۔

۸۔ جی کو موقع دیتے ہیں اپنے ساتھ شاپنگ کا۔ کبھی میاں جی ساتھ ہوتے ہیں، تو کبھی امی بہنوں کے ساتھ، کبھی ساس، نند اور دیورانیوں کے ساتھ، مگر سب سے زیادہ ساس، نند اور دیورانیوں کے ساتھ ہی ہوتی ہے شاپنگ۔

۹۔ یہ تو طے ہے کہ سسرال کی پہلی عید پر آپ کتنے ہی گھبرائے ہوئے ہوں مگر چاند رات کو پیار چھلکاتی میاں جی کی نگاہیں ایک ہی تحریر رقم کرتی نظر آتی ہیں گھبرائی کیوں ہو؟ ''میں ہوں نا'' ہماری شادی کے بعد کی پہلی چاند رات بھی عجیب تھی۔ خوف اور پیار کا ملا جلا امتزاج۔ جہاں کچھ غلط نہ ہو جانے کا خوف بھی تھا محبت پاش نگاہوں کی تپش بھی پگھلا رہی تھی۔ سہمے ہوئے دل کی دھڑکن پیار کے احساس سے اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ ہماری سماعتیں اپنے دل کی دھڑکن کے سوا کچھ سن ہی نہ پا رہی تھیں اور اس رات کا فسوں ہماری کھٹی میٹھی یادوں کا حصہ ہے۔

۱۰۔ کئی سالوں سے عید موسم گرما میں آرہی ہے اور اسی مناسبت سے جو ڈش ہم بتا رہے ہیں بچے بوڑھے اور جوان سارے ہی خوب کھاتے ہیں اور کھائے ہی جاتے ہیں

''اسپیگھٹی کا میٹھا'' سپیگھٹی

اجزا: دودھ ایک کلو، اسپیگھٹی ایک کپ، کریم ایک کپ، ڈبل روٹی دو بڑے سلائس، کنارے ہٹا کر چورا کر لیں، چینی حسب ذائقہ، لال شربت کون میں بھر لیں، بادام بیس عدد (گرم پانی میں بھگو کر، چھلکے اتار کر باریک کاٹ لیں)، پستے بیس عدد (کتر لیں) سپیگھٹی

ترکیب: اسپیگھٹی زیادہ پانی میں ابالنے کے لئے رکھ دیں۔ ابلنے کے دوران ایک کھانے کا چمچ کوکنگ آئل ڈال دیں۔ اسپیگھٹی نرم ہو جائے تو گرم پانی مکمل نتھار کر ٹھنڈا پانی بار بار ڈالیں تاکہ گرمائش مکمل نکل جائے۔ دودھ ابالنے رکھ دیں ابال آنے پر چینی اور ڈبل روٹی کا چورا ڈال کر مسلسل چمچ چلاتی رہیں، اچھی طرح مکس ہو جانے پر چولہے سے اتار لیں۔ اب کریم پھینٹ کر مکس کر لیں دودھ میں چمچ چلاتی رہیں کریم مکس کر کے ٹھنڈا ہونے دیں۔ جب دونوں چیزوں کی گرمائش اپنی اپنی جگہ نکل جائے پھر سروِنگ باؤل میں پہلے اسپیگھٹی ڈالیں پھر دودھ، کریم اور ڈبل روٹی کا شکر ملا مکسچر اوپر سے ڈالیں اب کون میں بھرے لال شربت اور بادام پستوں سے گارنش کریں اور فریج میں رکھ دیں۔ اگر آپ میوہ جات بڑھانا چاہتے ہیں تو حسب منشا میوہ جات استعمال کر سکتے ہیں اور اگر جیلی استعمال کرنا چاہیں تو وہ بھی کر لیں۔ اس میں سب کچھ سما جاتا ہے حتیٰ کہ آپ کوئی فروٹ پسند کرتے ہیں تو وہ بھی کر لیں۔ ہم نے اپنی ترکیب لکھی ہے جس طرح ہم بناتے ہیں۔

[illegible] زیادہ شوق کھانا [illegible] ایک ڈش [illegible]

گل افشاں رانا............ نامعلوم

۱۔ جب سسرال سے کا پہلی عیدی ملے گی تو ضرور بتاؤں گی۔

۲۔ روحانیت ہوتی ہے ہر چیز میں ہر چہرہ کھلا کھلا سا پیارا لگتا ہے۔ بہت ساری عیدی ملتی ہے۔ انسان خوب دل لگا کے سولہ سنگھار کرتا ہے، چھوٹے بہن بھائیوں کی چیزیں پوری کرنا تیار شیار کرنا۔ کھانا پکانے کا حساب کتاب رکھنا مہمانوں سے ملنا جلنا۔

۳۔ اگر میرا دل خود چاہے کہیں جانے کو تو خوب دل سے تیار ہوتی ہوں۔ بہت اہتمام سے سنگھار کرتی ہوں۔ دو گھنٹے پہلے ہی تیار ہو کے ایک جگہ بیٹھ کے سب کو افراتفری مچاتے ہوئے دیکھ کے انجوائے کرتی ہوں۔ لیکن اگر کہیں زبردستی جانا ہو تو عبایا پہن کے اسی وقت ریڈی ہو کے کہتی ہوں چلیں جی۔

۴۔ الحمدللہ میرے بابا زندہ باد بہت نخرے کرتی ہوں ان سے اتنے لاڈ چاہ سے فرمائشیں کرتی ہوں کہ وہ خود ہی سب پوری کر دیتے ہیں۔

۵۔ سارے کام سب ہی مل جل کر کرتے ہیں۔ دوسرے تیسرے دن بھابیوں نے اپنے اپنے میکے جانا ہوتا ہے تو سارا کچھ مینج کرنا پڑتا ہے۔

۶۔ سفید بلیو پنک مائی آل ٹائم فیورٹ کلرز چوڑی دار پاجامہ۔ فراک کرتے ہمیشہ سے پسند ہیں اور استعمال کرتی ہوں۔

۷۔ شاپنگ ہمیشہ بابا کے ساتھ جا کے ہی کی ہے۔

۸۔ جدہ میں اپنی ماما کے ساتھ لاسٹ چاند رات جو گزری تھی اس سے زیادہ خوب صورت رات ابھی تک دوبارہ نہیں آئی میری زندگی میں۔ میرے بابا ہم سب کو سمندر کنارے لے کے گئے چاند دیکھا، شاپنگ کی پیزا ہاٹ گئے رات تین بجے واپس آئے اور میں نے اپنی ماما اور بہن کو مہندی لگائی۔

۹۔ میں میک اپ بہت کم یوز کرتی ہوں لیکن جب بھی کرتی ہوں تو دو دن بھی لگا رہے تو خراب نہیں ہوتا اور زیادہ گلوئی ہو جاتا ہے۔ اس کا کریڈٹ میں وضو کو دیتی ہوں کے میں جب بھی تیار ہوتی ہوں تو پہلے وضو ضرور کرتی ہوں جس سے چہرہ چمکتا رہتا ہے۔

کنول ریاض...... سرگودھا

۱۔ ابھی تک آئی ہی نہیں۔

۲۔ صبح اٹھ کر سب کو مہندی دکھانا میری سب سے اچھی عادت ہے۔

۳۔ کہیں بھی نہیں گیارہ بجے میں ہر صورت ریڈی ہوتی ہوں کہیں جانا ہو یا نہ جانا ہو۔

۴۔ پاپا اور دادی ماں کی کراتی ہوں۔

۵۔ کافی تسبیحات ہیں جو اس [illegible] پڑھتی ہوں۔

۶۔ بچپن میں اپنی مرضی سے جو دل کرے کرتی ہوں اب ای کی ہیلپ کرتی ہوں کوکنگ میں۔

۷۔ بی فراک اور دوپٹا اور چوڑی دار پاجامہ میرا پسندیدہ لباس ہے۔

۸۔ عموماً دادی ماں کے ساتھ۔

۹۔ ہر چاندرات ہی منفرد ہے، ایک دفعہ میں نے چاندرات پر ایک مووی ڈاؤن لوڈ کی کہ عید پر دیکھوں گی صبح اٹھی تو لیپ ٹاپ سے غائب تھی بہت افسوس ہوا تب۔

۱۰۔ بس اس دفعہ گرمی بہت ہو گی تو ساری لڑکیاں میک اپ سے گریز کریں۔ ورنہ آدھے گھنٹے میں چڑیل بن جائیں گی، صرف لپ اسٹک استعمال کریں۔ تمام بہنوں کو بہت بہت مبارک باد۔

کرن شہزادی...... مانسہرہ

1) ہائے ابھی تو ہمارے کھیلنے کودنے کے دن ہیں بھلا کہاں کی منگنی اور کہاں کی عیدی...... ہاں البتہ دوسروں کو منگنیوں کے بعد عیدی لیتے دیکھا ہے اور وہ بھی بہت خوشی خوشی اپنا حق سمجھ کر وصول کرتی ہیں۔

2) میں روزوں کے بعد (صرف اس ایک دن) عید کی بڑی خوشی ہوتی ہے سب ناراضگیاں، گلے شکوے بھلا کر بڑی خندہ پیشانی سے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور عید اجتماعی طور پر مسلمانوں کے لیے (چاہے وہ امیر ہوں یا غریب) خوشی کا باعث ہوتی ہے۔ عید کے روز میرے معمولات میں جھاڑ پونچھ گھر کی صفائی کے اس بعد تیار ہو کر دوستوں کی طرف نکل جاتی تھی۔

3) میرا تو کوئی ہار سنگھار نہیں ہوتا بس منہ ہاتھ دھویا، صاف کپڑے پہنے اور چل پڑی ویسے میں اپنی دوستوں کی طرف اور کسی پکنک پوائنٹ پر جانے کے لیے ہر وقت تیار رہتی ہوں جبکہ تاخیر کا مظاہرہ رشتہ داروں کے گھر پر جانے سے کرتی ہوں (رشتہ داروں پڑھنا نہیں)۔

4) بھیا تو بہت اچھے ہیں زیادہ تنگ نہیں کرتے بلکہ انہیں میرے لیے جو چیز پسند آئے خود ہی لے لاتے ہیں اور مطلوبہ رقم بھی دے دیتے ہیں۔

5) رمضان کے بابرکت مہینے میں تین عشروں کی دعائیں عشروں کے لحاظ سے پڑھتی ہوں اور زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہوں۔

6) عید کے دن میرا کام گھر کی آرائش و زیبائش تھا "تھا" سے مطلب شاہی اپیا جانی تھیں تو راوی عیش ہی عیش لکھ رہا تھا یہ عید ان کی سسرال میں ہو گی اس لیے اب سب کام میرے ناتواں کندھوں پر پڑ گئے ہیں۔

7) مجھے لانگ شرٹ اینڈ چوڑی دار پاجامہ اور ٹخنوں تک چھوٹے فراک کے ساتھ چوڑی دار پاجامہ اور بڑا سا دوپٹہ اچھا لگتا ہے اور عید پر یہی میرا یہ خاص لباس ہوتا ہے۔

8) شاپنگ کا مجھے کوئی تجربہ نہیں ہے میرے لیے سب کچھ اپیا جانی ہی اپنی پسند سے لے کر آتی تھیں۔

9) وہ چاندرات آج بھی مجھے مسحور کر دیتی ہے جب میں پہلی دفعہ دوست کنزہ کے ساتھ ان کے ہی گھر میں اعتکاف میں بیٹھی تھی اور میری عید کے حوالے سے شاپنگ بھی سرپرائز تھی جب ہلال کمیٹی والوں نے چاند نظر آنے کا عندیہ دیا تو سب نے مل کر دعا کے بعد سفید چادر اوڑھا کر اور ہمیں پھولوں کے ہار پہنا کر اعتکاف سے اٹھایا اور مبارک باد کے ساتھ گفٹ بھی دیئے پھر ہم لوگوں نے مہندی لگوائی اور رات دیر تک باتیں کرتے رہے۔

10) آخری سوال نہایت مشکل لگا کیونکہ میں ان دونوں چیزوں میں کوری ہوں کوئی خاص ڈش تو مجھے بنانی نہیں آتی اور میک اپ کا مجھ سے دور دور تک بھی واسطہ نہیں ہے (آخر میک اپ کے بغیر ہی اتنی خوب صورت جو ہوں لپ اسٹک لگانی آتی ہے یقیناً آپ کو بھی آتی ہو گی ہاہاہا)۔

تمنا بلوچ...... ڈی آئی خان

1) سسرال والوں کی طرف سے ملنے والی پہلی عیدی پر تاثرات کچھ عجیب دانو کھے تھے۔ چیزوں کو بہت پیار اور محبت سے رکھا تھا، چوڑیاں تو آج بھی میرے پاس محفوظ ہیں۔

2) عید کے دن کی خاص بات یہ ہے کہ یہ سب کو ایک کر دیتا ہے جتنی بھی رنجش ہوں، مٹ جاتی ہیں سب ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہوتے ہیں۔ نئے نئے کپڑے پہنے جاتے ہیں، چوڑیاں، مہندی ہر طرف خوشبوؤں کا بسیرا ہوتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ اللہ کی طرف سے انعام اور عیدی بھی ملتی ہے ہاہاہا۔

3) جی یہ بات تو سو فیصد سچ ہے کہ خواتین کے ہار سنگھار تاخیر کا سبب بنتے ہیں مجھے بھی تاخیر ہو جاتی تھی اکثر، لیکن آج کل جھٹ پٹ کرتی ہوں۔ پہلے میں عید پر کہیں نہیں جاتی تھی۔ اس بار تو شادی شدہ ہوں تو میکے جانے میں جھٹ پٹ کروں گی۔

4) بس معصوم سا منہ بنا کے فرمائش کر دیتی ہوں تو وہ بڑے پیار سے میری جائز فرمائش پوری کر دیتے ہیں بھائی بھی اور شوہر بھی۔ بے جا فرمائش میں نے کبھی نہیں کی۔

5) درود پاک، تہجد، قرآن پاک اور زیادہ تر یٰسین کو ہی صبح و شام فقط جب بھی موقع ملے معمول بناتی ہوں۔

6) میکے میں میرے ذمہ کوئی کام نہیں تھا جو مرضی کر لوں صرف بھائیوں کی تیاری میں مدد اور اپنا روم صاف کرنا سجانا، سنوارنا اور بس اور سسرال میں چونکہ میری پہلی عید ہے تو نو آئیڈیا۔

7) پسندیدہ لباس، جو پہن کے اچھا محسوس ہو اور میری خصوصی پسند لانگ شرٹ ٹراؤزر اور بڑا سا دوپٹہ۔

8) امی، پھوپو اور بھابیوں کے ساتھ۔

9) ایسی تو کوئی یاد نہیں حسرت ہے کہ کوئی ایسی یادگار رہے پر پچھلی عید پر میں بڑے بھائی بھابی پوری رات جاگے تھے مہندی لگائی تھی خوب گپ شپ کی تھی بہت مزہ آیا تھا۔

10) ٹپ یہ کہ ماہ مبارک سے پہلے اپنی تیاری مکمل کرلی جائے تاکہ پھر سارا وقت عبادت میں ہی گزرے۔ (میک اپ) خوب صورت سا سوٹ زیب تن کریں بال بنائیں ہلکی سی لپ اسٹک لگائیں اور پسند کے مطابق ہلکی پھلکی جیولری پہنیں لیجیے ہوگئی تیاری میں تو ایسی ہی کرتی ہوں۔

ماریہ ایمان ماھی...... نامعلوم

1) پہلی عیدی...... جناب جی ابھی آئی ہے پہلی عیدی ویسے تاثرات خاصے محظوظ کن تھے۔ میں شرمانے کی بجائے ہر چیز کو تکی سے دیکھ رہی تھی اور نقص نکال رہی تھی اور امی کی گھوریاں چونکہ سسرالی بھی بیٹھے تھے ودفیاسی تو پتا نہیں کیوں میں شرمانے کی بجائے کانفیڈنس تھی۔

2) مجھے عید کے دن مہمانوں کا آنا بہت پسند ہے معمولات صفائی کرنے کے بعد سب بچوں کو تیار کرنا ممی کو زبردستی تیار کرنا اور پھر خود تیار ہونا پھر کزنز کے ساتھ گپ شپ۔

3) پتا نہیں کیوں لیکن ہر شادی میں میں ہمیشہ لیٹ ہوجاتی ہوں سب کو تیار کرنے کی ذمہ داری مجھ پر ہوتی ہے (تھوڑی بیوٹیشن بھی ہوں اس لیے) اگر میں نے جانا ہو تو جھٹ پٹ تیار ہوجاتی ہوں کسی شادی پر بھی جانے کے لیے جلدی تیار ہوجاتی ہوں (زیادہ میک اپ پسند نہیں) ہاں مہندی میں خوب دل لگا کر تیار ہوتی ہوں بالکل ریلیکس موڈ میں......

4) ان میرڈ ہوں (ہم ہم) شرم آرہی ہے (ہاہاہا) اور بھائی کا نہیں مما کا پرس خالی کرواتی ہوں وہ یوں کہ عید کی ساری شاپنگ اور پھر عیدی اتنے نخروں سے کہ بس توبہ توبہ......

5) الحمدللہ نماز تراویح کبھی بھی نہیں چھوڑی اور قرآن مجید روز ایک یا پھر دو پارے اور ویسے جب فارغ ہوں سبحان اللہ یا پھر دوسرے چھوٹے وظائف وغیرہ پڑھتی رہتی ہوں۔

6) چونکہ میں بڑی ہوں تو سب کام میرے سپرد ہی ہوتے ہیں آرائش وزیبائش سب کو تیار کرنا سب کے کپڑے چاندرات پریس کرنا غرض سب کچھ اور کوکنگ میں میٹھا میں بناتی ہوں۔ نمکین امی ویسے میری امی کے ہاتھ میں ذائقہ بہت ہے میں کہتی ہوں انہیں شیف ہونا چاہیے تھا۔

7) ویسے تو مجھے ساڑھی بہت پسند ہے لیکن عید پہ لونگ ٹخنوں تک آتا گھیر دار فراک نیچے تنگ پاجامہ اوپر لانگ دوپٹہ۔

8) عید کی شاپنگ مما اور دادو کے ساتھ جاکر کرتی ہوں رمضان میں ویسے بڑوں کے ساتھ شاپنگ کرنے کا اپنا ہی مزہ ہے جب بھی دادو کے ساتھ جاتی ہوں تو یہ کرتی ہیں کہ پھر نہیں جاؤں گی لیکن میں...... میں بھی میں ہوں۔ میں ذرا چیزیں پسند کرنے میں نخریلی ہوں اس لیے دکاندار بھی اکثر گھبرا جاتے ہیں کہ ایسی اعلیٰ پسند (آہم ہاہاہا)۔

9) یادگار چاندرات اپنی آنٹی کے ہاں اس چاندرات بڑا مزا آیا تھا پہلے ہم سب نے مہندی لگوائی پھر چھت پر چاند دیکھنے گئے سب کزنز دھاکہ چوکڑی شرارتیں بہت مزہ آیا تھا تب اب تو بے مزہ سی ہیں بھی راتیں۔

10) سویوں کا قلفہ

اجزاء:۔

سویاں	150 گرام
دودھ	دو لیٹر (دو کلو)
(سویاں کو تھوڑا سا پانی ڈال کر بوائل کرکے پیس لیں	
کھوئے کی برفی	آدھا کلو
چاولوں کا آٹا	آدھا کپ
پستہ کشمش	آدھا آدھا کپ
کارن فلور	دو کھانے کے چمچ
(پانی میں گھول لیں)	
شکر دانے	حسب ضرورت

ترکیب:۔

ایک دیگچی میں دودھ گرم کریں اور اتنا پکائیں کہ آدھا رہ جائے اس میں کارن فلور اور سویوں کا پیسٹ ڈال کر اتنا پکائیں کہ وہ گاڑھا ہوجائے آخر میں بادام پستہ پاؤڈر کشمش ڈال کر اتار لیں۔ اب اس میں کھوئے کی برفی کا چورا ڈال کر اتار لیں اور بیٹر سے اچھی طرح مکس کرلیں اور تین گھنٹے کے لیے کسی چیز میں ڈال کر فریزر کریں۔ تین گھنٹے بعد نکال کر دوبارہ بیٹر سے فلافی ہوجانے تک چلائیں دو دفعہ کرنے کے بعد سانچوں میں ڈال دیں مزے دار قلفہ تیار ہے میری مما ہر عید پر پکاتی ہیں او کے جی اللہ حافظ۔ سب کو عید مبارک سمیرا پیاجی آپ کو بھی فی امان اللہ۔

سلمیٰ عنایت حیا...... کھلا بٹ ٹاؤن شپ

1) ارے جناب میرا سسرال نہیں ہے ابھی میں بچی ہوں اور امی پاپا کے ساتھ رہتی ہوں اس لیے نو سسرال اور نو عیدی۔

2) عید کے دن کی جو خاص بات مجھے پسند ہے وہ یہ ہے کہ عید کے دن ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق عید کی خوشیوں میں شریک ہوتا ہے ہر شخص کے چہرے پر عجیب مسرت کے ستارے چمک رہے ہوتے ہیں یہ جو احساس مسرت جو حاوی ہوتا ہے وہ مجھے بہت پسند ہے۔ عید کے دن میرے معمولات یہ ہوتے ہیں کہ میں تہجد کی نماز پڑھتی ہوں اللہ کا شکر بجالاتی ہوں کہ اس نے رمضان المبارک میں روزے رکھنے کی توفیق دی پھر اس کے بعد

فجر کی نماز پڑھ کر گھر کی صفائی ستھرائی کرتی ہوں اور مما جانی ناشتا تیار کرتی ہیں سب مل کر ناشتا کرتے ہیں پھر پاپا اور ذیشان مسجد جانے کے لیے تیار ہوتے ہیں ان کو چیزیں دینا میرا کام پھر اپنے چھوٹے سے بھائی حنظلہ کو تیار کرتی ہوں اور آخر میں رومیصہ کو تیار کرتی ہوں پھر میں اور امی دونوں تیار ہوتے ہیں کیونکہ اگر پاپا کے آنے سے پہلے تیار نہ ہوں تو پاپا ناراض ہوجاتے ہیں۔ پاپا آتے ہیں اور عیدی دیتے ہیں' مما جان کچن کا رخ کرتی ہیں اور دن کے کھانے کی تیاری اور میرا کام مہمانوں کو ریسیو کرنا اور خاطر مدارت کرنا یعنی امی کی ہاتھوں کی بنی ہوئی چیزوں کو مہمانوں کے سامنے پیش کرنا۔

3) بالکل جناب! خواتین کا ہار سنگھار ہمیشہ تاخیر کا سبب بنتا ہے مگر میرے لیے نہیں۔ یہ بات میری بہن پر بالکل فٹ ہے' میں تو بس زیادہ تیار ہی نہیں ہوتی یعنی میک اپ وغیرہ نہیں کرتی' میں بہت تنگ ہوتی ہوں میک اپ وغیرہ سے۔ کپڑے تو بڑے پیارے پہنتی ہوں' جیولری میں بھی ٹاپس' چوڑیاں اور انگوٹھیاں بس میری تیاری مکمل ہوجاتی ہے۔

4) عید کی شاپنگ کے لیے پاپا کی جیب سے پیسہ خرچ کرواتی ہوں یعنی پاپا ہی تو ہیں جو عید کی شاپنگ کرواتے ہیں بھائی تو خود چھوٹے ہیں مجھ سے وہ مجھے کیا دیں گے ظالم مجھ سے ہی پیسے بٹورتے ہیں۔

5) رمضان المبارک میں نماز و قرآن مجید کی تلاوت باقاعدہ کرتی ہوں اس کے علاوہ استغفار اور درود پاک کا ورد کثرت سے کرتی ہوں اور اس سے مجھے بے حد فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں یعنی میں بالکل تازہ دم رہتی ہوں۔ آپ یقین کریں مجھے جب کوئی دیکھتا ہے تو کہتا ہے سلمٰی! تم کتنی تر و تازہ اور چاق و چوبند رہتی ہو۔ وجہ یہی ہے کہ ہر نماز کے بعد ایک دو تسبیح استغفار کی اور کسی بھی کام کے دوران اپنی زبان کو درود ابراہیمی سے تر رکھتی ہوں' اللہ کے ناموں کا ورد صبح کی نماز کے بعد کرتی ہوں۔

6) گھریلو امور میں عید کی تیاری کے حوالے سے گھر کی آرائش و زیبائش کا کام میرے سپرد کردیا جاتا ہے جسے میں بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتی ہوں اور کبھی کبھار کوکنگ بھی عید کے دن کرتی ہوں۔

7) میرا پسندیدہ لباس فراک اور شلوار قمیص ہے اور اس کے ساتھ خوب صورت سا دوپٹہ جو حجاب کی صورت سر پر لینا پسند کرتی ہوں میں اپنے کسی بھی ڈریس کے لیے حجاب خود ڈیزائن کرتی ہوں اور خاص مواقع پر ضرور زیب تن کرتی ہوں۔

8) جی جناب! شاید آپ کو یہ بات عجیب بھی لگے کہ عید کی شاپنگ کے لیے نہ میں جاتی ہوں اور نہ میری بہن بلکہ عید کی شاپنگ امی اور پاپا جانی کرتے ہیں اور دونوں کی چوائس بہت اچھی ہے امی پاپا کی لائی ہوئی ہر چیز مجھے پسند آتی ہے۔

9) سوال پڑھ کر میں تو سوچوں میں گم ہوگئی میری بچپن کی ہر چاند رات یادگار ہے کیونکہ سب دوستیں اکٹھی ہوتی تھیں' خوب ہلہ گلہ کرتے تھے اس کے ساتھ ہی میری وہ چاند راتیں یادگار ہیں جس میں میرے حامد ماموں ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔ میری اور ان کی لڑائی ضرور ہوتی تھی کیونکہ وہ مجھے تنگ کرتے تھے میں چونکہ بچپن میں پٹاخوں سے ڈرتی تھی ان کی آواز سے مجھے الجھن ہوتی تھی مگر میرے ماموں لاکر میرے پاؤں کے قریب رکھ دیتے اور میں چیختی رہتی تھی کہ نہ کریں مجھے تنگ مگر وہ بھی باز نہ آتے تھے جب تک میں ان سے ناراض نہ ہوجاتی اور یوں وہ مجھے راضی کرتے پھر تنگ کرتے۔ یوں ہم انجوائے بھی کرتے تھے اب تو ماموں بھی مصروف ہوگئے ہیں مگر میری بچپن کی چاند رات کو انہوں نے یادگار بنایا۔ میری دوست لائبہ کے ساتھ گزری ہوئی چاند رات آج بھی یاد ہے کیونکہ ہم دونوں مہندی اکٹھے اور ایک جیسی لگواتے تھے۔

10) عید کی تیاری کے لیے میک اپ ٹپ دینے سے قاصر ہوں جی کیونکہ میں میک اپ نہیں کرتی ہاں البتہ یہ میٹھی عید آرہی ہے تو اس کے لیے ایک میٹھی ڈش ضرور بتاؤں گی آپ کو میں پینٹ نٹ بنانا سکھاؤں گی۔

اجزاء:

چینی	ایک کپ
مونگ پھلیاں صاف کی ہوئی	دو کپ
الائچی پاؤڈر	ایک چھوٹا چمچ
کوکنگ آئل	چار چمچ
پانی	تین چمچ
سفید تل	دو چمچ

ترکیب:

ایک فرائنگ پین میں دو چمچ آئل ڈال کر پھلیاں فرائی کریں۔ ہلکا سا پک جائیں تو اتار لیں' اب کسی اور فرائنگ پین میں باقی تیل ڈالیں' اس میں چینی شامل کردیں۔ ساتھ ہی الائچی پاؤڈر اور پانی شامل کردیں' مکس کرتے جائیں' چمچ مسلسل چلاتے رہیں یہاں تک کہ چینی کی چاشنی بن جائے اور چینی اپنا رنگ بدلنے لگے تو ہلکا براؤن کلر ہونے پر چولہے سے اتار کر مکس کریں۔ اب پہلے سے چکنے ٹرے میں تل چھڑکیں اور اوپر آمیزہ ڈال دیں اور چمچ کی مدد سے ہموار کرلیں۔ ہموار کرنے کے بعد اس پر تھوڑے سے اور تل چھڑک لیں' اب اسے ٹھنڈا ہونے کے لیے رکھیں۔ ٹھنڈا ہونے پر من پسند ٹکڑوں میں کاٹ لیں اور میٹھی عید پر یہ میٹھی ٹکیاں پیش کر کے خوب داد وصول کریں' آخر میں سب

کے لیے دعا۔

ثناء اعجاز قریشی...... ساہیوال

1) ہاہاہا...... یہ کیا پوچھ لیا آپ نے (ہائے ایسی باتیں لڑکیوں کے سامنے نہیں کرتے ہاہاہا) ارے بھئی ہم تو شرم سے سرخ گلاب کی طرح ہو گئے ہیں (آہم)۔ یار ابھی ہم کنواروں کی صف میں جو کھڑے ہیں۔ ہاں جب کبھی عیدی ملی تو ضرور اپنے تاثرات بیان کروں گی۔

2) مجھے تو عید کا دن دوسرے دنوں سے مختلف اور خوب صورت لگتا ہے کیونکہ صبح سے ہی چہل پہل شروع ہو جاتی ہے۔ ہم سب گھر والے تقریباً چار بجے سے پہلے اٹھ جاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور ایک دوسرے کو عید مبارک کہتے ہیں پھر کچن میں گھس جاتی ہوں کوئی چیز بھابی بنا لیتی ہے تو کوئی میں۔ امی بھی ساتھ دیتی ہیں ویسے میرے ذمہ صرف سویٹ ڈش ہوتی ہے وہ پکا کر فریج میں رکھ کر گھر کی صفائی میں لگ جاتی ہوں تاکہ جلدی سے صفائی ہو جائے پھر آواز آنا شروع ہو جاتی ہیں کہ بیٹا مجھے یہ چیز اٹھا دو ادھر سے بھائی کہتا ہے ثناء جلدی کرو مجھے یہ چیز لا کر دو حالانکہ میں ان سب کے کپڑے رات کو ہی استری کر کے رکھ دیتی ہوں پھر تقریباً آدھا گھنٹہ تو بھائی اور میرا اچھی خاصی ورزش میں گزرتا ہے جب سب عید کی نماز کے لیے جاتے ہیں تب جا کر کہیں سکون ملتا ہے اور پھر ہم ناشتا کرتے ہیں۔ عید کے دن کا تو کھانا بھی منفرد ہوتا ہے اس کے بعد میری کوئی خاص مصروفیات نہیں ہوتیں بس ٹی وی دیکھنا کسی کو پانی دینا یا پھر کوئی اور چھوٹا موٹا کام ویسے بھی عید والے دن تو کام بھی زیادہ نکل آتے ہیں بندہ جتنی جلدی کرے اتنی دیر ہو جاتی ہے۔

3) ہم سب شام کو ہی کہیں جاتے ہیں کیونکہ دن کو مہمانوں سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ دن کو بھائی اور ابو دونوں بڑی باجیوں کو اور میں جس کو بھی عیدی دینی ہو جا کر دے آتے ہیں پھر شام کو ہم سب باجی شہلا کی طرف جاتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے علاقے میں رہتی ہیں۔ پہلے لاہور میں تھیں تو رمضان میں ہی یا عید کے بعد جا کر ہم ان کو عیدی دیتے تھے مگر اب وہ عید منانے کے لیے ادھر ہی آ جاتی ہیں تو بہت مزہ آتا ہے ویسے میں تیار ہونے میں بھی تاخیر نہیں کرتی کیونکہ مجھے زیادہ میک اپ کرنا اچھا نہیں لگتا (ارے خوب صورت جو ہیں میک اپ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی) بس سادہ سا تیار ہو جاتی ہوں ہاں جب کہیں جانے کا دل نہ چاہ رہا ہو تو پھر تاخیر کر دیتی ہوں۔

4) بھئی ہمیں کسی کی جیب خالی کرانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی ہم تو بس یہ بتا دیتے ہیں کہ ہم نے یہ یہ چیزیں لینی ہیں اور ہماری امی وہ لا کر دے دیتی ہیں۔ ارے بہت پیار جو کرتی ہیں مجھ سے بس جی غرور کبھی نہیں کیا (ہاہاہا) اللہ انہیں زندگی اور صحت عطا فرماتا ہے۔ آمین ویسے بھی میرے بھائی بہت اچھے ہیں میری چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا خیال رکھتے ہیں۔

5) رمضان میں تو ہر طرف رحمت برس رہی ہوتی ہے ہر طرف روح کو سکون دینے والی فضا ہوتی ہے جو سکون و چین رمضان میں وہ دوسرے گیارہ مہینوں میں نہیں ہے۔ ہر عشرے کی مخصوص تسبیحات، قرآن پاک کی تلاوت اور پانچ وقت کی نماز خاص عبادات میں شامل ہیں۔

6) بہنوں کی شادی سے پہلے تو ہمارا گھریلو امور میں کوئی عمل دخل نہ تھا کیونکہ سارا کام وہی کرتی تھیں ہم تو بس تیار شدہ چیز پر پہنچ جاتے تھے۔ چاہے کپڑے ہوتے یا کھانے کی کوئی چیز، اب ان کی شادیاں ہو گئی ہیں تو کچھ کام میرے سپرد بھی کیے جا چکے ہیں (ارے بھئی اب بہنوں والے عیش کہاں) گھر کی آرائش یہ کام تقریباً بھابی اور میں مل کر ہی عید سے پہلے ہی کر لیتی ہیں۔ کوکنگ بھی ہم یعنی امی، بھابی اور میں مل کر ہی کرتے ہیں ایسا کوئی خاص کام نہیں جو میرے سپرد ہو کیونکہ ہم مل کر کام کر لیتی ہیں ویسے بھی میرا دل ہو تو کام میں حصہ لے لیتی ہوں اگر دل نہ ہو تو بس ٹی وی کے آگے ہی رہتی ہوں۔

7) عید پر میرے پسندیدہ لباس لانگ شرٹ، ٹراؤزر اور دوپٹہ ہے مجھے آج کل جو فیشن ہے چھوٹی قمیص پنڈلی تک پاجامہ نما شلوار اور بازو نہ ہونے کے برابر بالکل پسند نہیں ہے۔

8) عید پر شاپنگ کرنے کا اپنا ہی مزہ ہوتا ہے میں اکثر شاپنگ امی اور بھائی کے ساتھ کرتی ہوں اور اپنی پسند کی ہر چیز لیتی ہوں کیونکہ امی کہتی ہیں جو بھی لینا ہے اپنی مرضی سے لو پھر گھر جا کر یہ نہ کہنا کہ یہ تو اچھی نہیں ہے۔

9) چاندنی رات نام ہی بڑا رومینٹک سا لگتا ہے۔ بہت پیاری رات ہوتی ہے یہ بھی ویسے بہت پُر رونق رات ہوتی ہے جیسے مہندی کی رات ہو ایک خوشی گوار سی ہوا چل رہی ہوتی ہے۔ ابھی تک ایسا حسن فسوں خیز اور یادگار چاند رات ہماری تو گزری نہیں جو ہمارے ذہن میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے اور جب بھی یاد آئے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر دے۔ میری طرف سے آپ سب کو ایک بار پھر عید مبارک۔ اپنا خیال رکھیے گا اور اپنے سے زیادہ دوسروں کا اور مجھے دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

Urdu Soft Books
www.urdusoftbooks.com
تیرے نام کر دی زندگی
عائشہ نور محمد

یہ خلوص کوئی خلوص ہے کہ دلوں میں ربط بہم نہیں
تمہیں اعتراف ستم نہیں، مجھے اعتبار کرم نہیں
یہ فقط غرور کی بات ہے کہ زبان سے اپنی تم نہ کہو
تمہیں ورنہ اس کی خلش تو ہے کہ تمہاری بزم میں ہم نہیں

''بیٹیوں سے نہیں ان کے نصیب سے ڈر لگتا ہے۔'' نانی اکثر کہتیں تھیں اور وہ سوچتی تھی کہ جن کے ماں باپ نہیں ہوتے۔ نصیب ان کے خراب ہوتے ہیں اور نانی اسے جھڑک کر ایسی دس لڑکیاں دکھاتی تھیں۔ جن کے ماں باپ تھے مگر وہ برے حالوں میں تھیں۔

اس نے ایک نظر اپنے ''حال'' پر ڈالی وہ اس وقت جہاں موجود تھی یہ کمرہ کسی مغلیہ دور کے بادشاہ کے کمرے کا منظر پیش کر رہا تھا۔ کمرے کے بیچ و بیچ بڑے بیڈ پر وہ شخص سو رہا تھا جس نے اپنی مرضی سے کل شام اس سے نکاح کیا تھا اور جب اپنے محل جیسے گھر میں اسے لا کر اس نے سب کے سامنے ''مسز عضنان شاہ'' کہہ کر اس کا تعارف کروایا تو سب ہی ساکت رہ گئے۔ اگر کسی کے خیال سے کہ ''عضنان شاہ'' کو اس لڑکی سے کوئی طوفانی قسم کا عشق ہو گیا ہے تو یہ سمجھنے والے کا قصور تھا۔ وہ کوئی حور پری نہ تھی کہ کوئی ایک نظر میں اس سے محبت کر بیٹھتا۔

''جب آئینے پر نظر ڈالو تو یہ دعا مانگو کہ...... اے اللہ جیسی تو نے میری صورت اچھی دی ہے ایسے میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔'' وہ رات کو جب سرمہ آنکھوں میں لگنے شیشے کے سامنے کھڑی ہوتی پیچھے سے نانو کی آواز آتی۔ وہ ہنس پڑتی۔

''نانو اور اگر کسی کی صورت اچھی نہ ہو تو وہ کیا کہے۔'' ایک بار اس نے پوچھا۔

''تو وہ کہے کہ میرے اخلاق میری صورت کے جیسے نہ ہو کیونکہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے قیامت کے روز خوش اخلاقی سے زیادہ وزنی کوئی چیز میزان میں نہ ہو گی۔'' وہ فوراً بولیں تھیں۔ اس نے ایک نظر شیشے پر ڈالی شیشہ اسے کہتا تھا وہ خوب صورت ہے لیکن آج اس کی اس خوب صورتی کو گرہن لگا ہوا تھا۔ خوف کا گرہن، غیر محفوظ ہونے کا گرہن، اجنبی لوگوں کے رویوں کے بُرے ہونے کا اندیشوں کا گرہن۔

''آنکھوں کی اگر سو بیماریاں ہیں تو ننانوے رات کو آنکھوں میں سرمہ لگانے سے ختم ہو جاتی ہیں۔'' نانی ٹھیک کہتی تھیں وہ اکثر فاقے بھی کرتی تھی مگر آنکھوں نے کبھی کچھ ظاہر نہیں کیا تھا اور شاید اس نے بیس دن سے رات کو سرمہ نہیں لگایا تھا اور وہ آنکھیں اسے صدیوں کا بیمار ظاہر کر رہی تھیں۔ اس نے ڈریسنگ ٹیبل کو مکمل طور پر دیکھا وہاں جو کچھ تھا مردانہ تھا اور اس میں سرمہ نہیں تھا۔ اس نے ایک گہرا سانس لے کر ایک نظر پھر عضنان شاہ کو دیکھا وہ اسی طرح گہری نیند میں تھا۔

''پارس وہ تجھے یہاں تک لے آیا اب آگے کا راستہ تو خود طے کر لے۔'' وہ فجر سے اٹھی ہوئی تھی اور اب ساڑھے نو بجے تھے وہ کمرہ اسے قید خانہ لگ رہا تھا وہ ہمت کر کے اٹھی اور کمرے سے باہر آ گئی اسے لگا تھا اس محل کے شہزادے کی طرح باقی سب بھی سو رہے ہوں گے مگر اسے حیرت کا جھٹکا لگا جب گھر کے وہ سب افراد جو کل اس سے ملے تھے ناشتے کی ٹیبل پر تھے۔

''تم......!'' وہاں موجود لوگوں کو بھی جھٹکا لگا مگر بولی کچھ نہیں صرف چپ تھیں۔ اس نے کل کوئی گھونگھٹ نہیں کیا ہوا تھا

سو اس مختصر سی فیملی کو بڑے غور سے دیکھا تھا۔
"کل عفنان شاہ مجھ سے نکاح کر کے مجھے لائے تھے۔" ان کی حیرت پر اسے لگا وہ اسے پہچانی نہیں وہ ایک دن کی دلہن تھی لیکن وہ دلہن نہیں جو سر آنکھوں پر بیٹھائی جاتی بلکہ بڑی عجیب سی دلہن تھی جس کے دلہن بننے میں خود اس کی مرضی بھی شامل نہیں تھی۔ ایک چھوٹے سے علاقے کی تنگ گلیوں کے ایک کمرے والے گھر میں رہنے والی لڑکی نے کبھی اس محل کے خواب تک نہیں دیکھے تھے کجا کے اس گھر میں بیاہ کر آنا۔
"عفنان شاہ لایا تھا ناں...... پھر اس کے بغیر تم یہاں کیا کر رہی ہو۔" انہوں نے نخوت سے کہا۔ باقی سب کے چہرے ہر قسم کے رنگ سے عاری تھے۔ البتہ عفنان شاہ کی ماں کے چہرے پر بہت گہرے صدمے کے تاثرات تھے۔
"معذرت کے ساتھ کہتی ہوں کیا آپ مجھ سے یوں بیزار مت ہوں۔ میں عفنان شاہ کے ساتھ نکاح کر کے آئی ہوں اس نے مجھے اغوا نہیں کیا اور میری تربیت میں مجھے یہ بات تو کبھی بتائی ہی نہیں گئی کہ چار دیواری اور شوہر کے ساتھ گھر بنتا ہے۔ میں نے تو یہی سمجھا یہی جانا کہ گھر رشتوں سے بنتا ہے اور میں وہی بنانے کے لیے عفنان شاہ سے پہلے کمرے سے نکل آئی حالانکہ سوگ تو مجھے کرنا ہے۔ ابھی میری نانی کو مرے تین دن بھی نہیں ہوئے اور رہ گئی بات اس دکھ کی کہ عفنان شاہ نے کس لڑکی سے شادی کر لی تو میں یا عفنان شاہ اس کے لیے مجبور ہیں کل جب وہ گھر سے نکلا ہوگا تو یقیناً اسے خبر نہیں ہوگی کہ آج وہ کسی سے شادی کرنے والا ہے جیسے مجھے پتہ نہیں تھا کہ میرا نکاح ہونے والا ہے اس نے مجھے راستے میں بتایا کہ وہ کبھی شادی نہ کرنے کا ارادہ کر چکا تھا ارادہ تو کچھ ایسا ہی میرا بھی تھا کہ مجھے اپنی ساری عمر نانو کی خدمت کرنی ہے۔ شادی کبھی نہیں کرنی مگر حضرت علیؓ کا قول ہے۔ 'میں نے خدا کو اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا' لمحہ بھر میں ہمارے مضبوط ارادے مٹی کے ٹیلے کی طرح ڈھے گئے۔

لمحہ بھر میں ہم دونوں ایک دوسرے سے یکسر اجنبی لوگ زندگی بھر کے ساتھی بن گئے۔ یہ تو ہمارے شعور کو بھی سن کر دینے والے حادثہ ہے اس کے لیے ہم کوئی وضاحت آپ کو نہیں دے سکتے۔ ہاں میری نانو نے مجھے ہمیشہ ہی سکھایا تھا کہ جس گھر میں بھی بیاہ کر جانا وہاں بہو نہیں بیٹی بھائی نہیں بیوی نہیں دوست بن کر جانا اور یہ میں آپ کو بن کر دکھاؤں گی ان شاءاللہ۔" وہ خود بظاہر جتنی شکستہ حال تھی اس کے ارادے اتنے مضبوط تھے۔ ٹیبل پر بیٹھے سب ہی نفوس نے اسے بڑے غور سے دیکھا۔
"کلثوم اس لڑکی کو قبول کر لو تمہارا بیٹا ہیرا ڈھونڈ لایا ہے۔" عالم شاہ مسکرائے۔
"سب کو کیا کہیں گے کہ وہ راہ چلتی لڑکی سے ہمدردی میں شادی کر کے گھر آ گیا اور ہم نے اس لڑکی کو اٹھا کر سر پر بٹھا لیا۔" چچی نے غصے سے جیٹھ کو دیکھا۔
"وہ تو بچپن سے ہی ایسا ہے اپنی من مانی کرنے والا اب اسے دیکھیں یا اس معصوم بچی کو دیکھیں اور پھر شاید اس نے پہلی بار کوئی نیک کام کیا ہے۔" عفنان شاہ کے پاپا اس کے طرف دار تھے۔
"کام بھی ایسا جس سے انہیں کوئی فائدہ ہی نہیں ہوا الٹا نقصان۔" چچی کی اکلوتی بیٹی طوبیٰ شاہ نے ناک سکیڑی۔
"الٹا نقصان۔" عفنان شاہ سے چھوٹا ولید شاہ اپنے ماں باپ دونوں کا لاڈلا بری طرح سے چونکا۔
"ایک سے بڑھ کر ایک خوب صورت اور ماڈلز ان کی راہ میں پلکیں بچھاتی ہے اور انہوں نے شادی کر لی تو کس سے جس سے وقت گزارنے کے لیے بات بھی کرنے کو دل نہیں چاہے۔" اس نے یہ سمجھ کر کہ وہ لڑکی انگلش نہیں سمجھتی ہوگی (بظاہر شکل سے تو وہ ایسی ہی لگتی تھی) انگلش میں کہا ولید شاہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔
"دیکھو کلثوم وہ تمہارا پہلا بیٹا تم سے ایک طویل دوری پر ہے اگر ہماری سوسائٹی کی کوئی لڑکی آجاتی تو وہ ہمارے بیٹے کو ہم سے مزید دور لے جاتی۔ شاید اللہ عفنان شاہ کو

اس لڑکی کے ذریعے تمہارے قریب لانا چاہتا ہے۔ تبھی تو دیکھو جونہی تم نے اپنی سوسائٹی کی ایک لڑکی اس کے لیے فائنل کی وہ جو ہر لڑکی سے شادی سے انکاری تھا آنا فاناً نکاح کرآیا۔ رب کے ہر کام میں ہمارے لیے بہتری ہوتی ہے۔ تم ایک بار تو آگے بڑھ کر اپنی بہو کو گلے لگاؤ۔ تھوڑا سا دل بڑا کرلو بچی کے لیے۔" عالم شاہ ایک معروف بزنس مین ہمیشہ سے ہی ایسے حساس اور نرم دل تھے اور ولید شاہ ان کی کاپی تبھی تو وہ ماں باپ کا لاڈلا تھا۔ البتہ عفنان شاہ بالکل الٹ تھا۔ وہ گھر والوں سے بہت فاصلے پر تھا اور یہ فاصلہ بچپن سے ہی شروع ہوا تھا۔ جب عفنان شاہ بہت بیمار ہوگیا تھا اور اس کے علاج کے لیے امریکہ لے گئے تب ولید ہونے والا تھا۔

کلثوم اتنا لمبا سفر کر نہیں سکتی تھی۔ مجبوراً عالم شاہ کو اکیلے ہی جانا پڑا وہاں عفنان شاہ کے ماموں کلثوم کے بھائی، بھابی نے اسے سنبھالا۔ یہاں کچھ ایسی پیچیدگیاں ہوگئیں کہ عالم شاہ کو کلثوم کے پاس آنا پڑا۔ جب تک یہاں سب کچھ ٹھیک ہوا اور کلثوم تقریباً تین ماہ کے ولید کو لے کر وہاں گئیں تو انہیں اندازہ ہوا۔ ان کا پانچ سال کا عفنان ان کے بجائے تین ماہ میں ان کی بھابی سے بہت مانوس ہوگیا ہے۔ زبردستی واپس لانے پر وہ یہاں پھر بیمار پڑ گیا تو انہوں نے اسے بھائی بھابی کو ہی دے دیا۔ وہ سولہ سال کا ہوا تو بھائی بھابی کار ایکسیڈنٹ میں وفات پاگئے۔ عفنان شاہ ان کے پاس آگیا لیکن ان سے بہت دور تھا اور یہ دوری ہمیشہ رہی۔

وہ کس مزاج کا تھا۔ وہ آج تک سمجھ نہیں پائی تھیں۔ وہ گھر والوں سے کبھی کوئی بات شیئر کرتا ہی نہیں تھا۔ گھر اس کے لیے شاید کوئی قید خانہ تھا یا پھر کوئی مسافر خانہ جہاں وہ کبھی پابندی سے راتیں گزار لیتا اور کبھی کئی کئی دن پلٹ کر نہیں آتا تھا۔ بعض اوقات تو وہ بھول ہی جاتی تھیں کہ وہ ان کا سگا بیٹا ہے۔ وہ یک دم اپنی جگہ سے اٹھیں اور اس لڑکی کی طرف آ گئیں۔ شاید اللہ عفنان شاہ کو اس لڑکی کے ذریعے ان کے قریب لانا چاہتا تھا۔ دوسرا ... نہیں کرتا چاہتی تھی۔

"کیا نام ہے تمہارا۔" وہ جو جانے لگی تھی چونکی۔

"پارس۔"

"میں عفنان شاہ کی مما ہوں۔ اس نے شاید ہی کبھی کہا ہو لیکن تم ضرور کہنا۔"

"آؤ بیٹا بیٹھو ناشتہ کرو ہمارے ساتھ۔" عالم شاہ مسکرا کر بولے۔ کلثوم نے نہایت عزت، احترام سے اسے عفنان شاہ کی کرسی پر بٹھایا۔

"بڑی تائی یہ لڑکی ٹیبل مینرز سے آگاہ ہوگی۔" طوبیٰ شاہ کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آئی۔

"طوبیٰ جسٹ شٹ اپ۔" ولید شاہ نے اسے گھورا۔

"آپ اپنے بیٹے سے پوچھ لیں کہ وہ کب تک فارغ ہوں گے۔ تاکہ ہم ان کے ولیمے کے لیے کوئی ریسپشن وغیرہ رکھ لیں تاکہ سب کو معلوم ہوجائے کہ صاحبزادے شادی کرچکے ہیں۔" کلثوم نے یک لخت عالم شاہ کو مخاطب کیا۔

"کلثوم شاہ تھوڑا انتظار کریں۔ ابھی اس بچی کی حالت ایسی نہیں ہے۔ اس کی نانی کے انتقال کو ابھی بہتر گھنٹے بھی نہیں ہوئے۔ ہم بات بعد میں سوچیں گے۔" وہ مسکرا کر بولے۔

"ارے نہیں ابھی تو مجھے اپنی بہو کے لیے خاصی تیاری کرنی ہے۔ میں خود کل پرسوں تک مینج نہیں کرسکتی میں تو آپ کے بیٹے کی فراغت کا پوچھ رہی ہوں۔" وہ بھی مسکرادیں۔

"شرف الدین صاحب ناشتہ لے آئیں میرے لیے۔" سیڑھیوں سے اترتے ہوئے اس نے آواز لگائی۔ سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ سوائے اس کی نئی نویلی دلہن کے۔

"جی صاحب جی۔" چند لمحوں میں ہی ان دونوں کا ناشتہ ان کے سامنے لگنے لگا۔

"محترمہ پارس جی آتے ہی میری کرسی پر قبضہ کرلیا۔"

"قبضے کا کیا سوال آپ کی ہر چیز اب میری بھی ہے۔"

جیسے آپ کے مما پاپا اب میرے بھی مما پاپا ہیں۔" اس کا انداز بڑا نارمل سا تھا چہرے پر کسی قسم کی مسکراہٹ جھجک شرم کچھ نہیں تھی۔

"واؤ میرے ماں باپ پر قبضہ۔" اس کے یوں کہنے پر باپ نے فوراً ماں کو دیکھا اور ماں نے اس کی واپسی کی امید کو مضبوط کرلیا۔

"او کے بائے۔" ناشتے کے بعد بنا کسی کو مخاطب کیے وہ اٹھ کر چلا گیا۔

چچی نے فوراً اس نئی نویلی دلہن کو دیکھا جو پہلے کی طرح اطمینان سے ناشتے میں مصروف تھی۔ انہوں نے گہرا سانس لیا۔

❀ ❀ ❀ ❀

"میں اندر آجاؤں بیٹا۔" ناشتے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آگئی تھی۔ ابھی وہ ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھی کہ مما نے اندر جھانکا۔

"مما پلیز ایسے تو نہ پوچھیں۔" وہ یک دم سے کھڑی ہوئی۔

"میں ابھی کچھ دیر پہلے بھی آئی تھی تب آپ نماز ادا کررہی تھیں۔" وہ مسکرا کر اندر آگئیں۔ ان کے پیچھے ملازمہ بھی کافی شاپر پکڑے ہوئے۔

"اسے رکھ دو اور آپ جاؤ۔" انہوں نے ملازمہ سے کہا تو وہ شاپر رکھ کر چلی گئی۔

"عالم کہہ رہے ہیں آپ کو یہ اچھا نہیں لگے گا مگر بیٹا معاف کرنا اپنی یہ ایک دن کی بہو مجھے یوں اچھی نہیں لگ رہی ہے۔ آپ زیادہ نہیں کرو مگر اپنے ہاتھوں اور ناک میں کچھ پہن لو۔ سہاگن لڑکیوں کے ناک اور ہاتھ کا خالی ہونا اچھا شگن نہیں ہوتا ہے ناں...... بس اسی لیے میں آپ کے لیے یہ چوڑیاں اور لونگ لائی ہوں اور کچھ کپڑے بھی ہیں آپ کے۔" انہوں نے ہیرے کی لونگ اس کی طرف بڑھائی۔ اپنے ہاتھوں سے اسے چین لاکٹ پہنایا، ایک سونے کی چوڑی اس کے ہاتھ میں ڈالی، ہیرے کے ٹاپس اس کے کانوں میں خود پہنائے

"شہزادیوں جیسے حسن کا کیا کرنا ہاں ان جیسا نصیب ہو تو اچھا ہے۔" وہ باہر سے لوٹ کر آتی تو نانو نظر ضرور اتارتی تھیں اور یہ منظر ان کی پڑوسن خالہ دیکھ لیتیں تو یہ ضرور کہتی تھیں۔

"میری تو اپنے رب سے ایک ہی دعا ہے وہ میری شہزادی کے لیے کسی محل والے کو ہی بھیجے گا۔" نانو ہنس کر کہتی تھیں ان کی دعا پوری ہوگئی وہ ایک محل میں آئی تھی لیکن محل میں آ کر ہر شہزادی خوش بھی ہو یہ ضروری نہیں ہوتا۔

"کچھ رشتے دار خواتین آرہی ہیں تم سے ملنے تم بس ذرا سا تیار ہوجاؤ۔" اس کے لیے کپڑوں کا انتخاب بھی خود کیا۔ وہ بہت ہلکا سا میک اپ کر کے ان کے ساتھ آگئی تھی۔ ان رشتے دار خواتین اور لڑکیوں کے سامنے اس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا جو کہنا تھا وہ مما ہی کہتی رہیں۔ وہ وہاں بہت دیر بیٹھی رہی۔

"مما عصر کا وقت ہوگیا میں نماز پڑھنے جاؤں۔"

"ہاں بیٹا آپ جائیں۔" اس کے وہاں سے جانے کے بعد سب نے عفصان شاہ کی عقل پر ماتم کرنا شروع کردیا اور طوبیٰ شاہ ان کے اظہارِ خیال جان کر ہنستی چلی گئی۔

❀ ❀ ❀ ❀
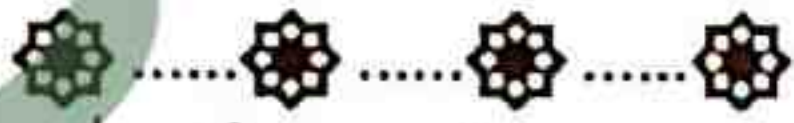
"اس لڑکی کے آجانے کے بعد اس کی روٹین میں کوئی فرق نہیں پڑا۔" کار کی آواز پر کلثوم شاہ کی آنکھ کھلی۔ انہوں نے ٹائم دیکھا اور گہرا سانس لیا کیونکہ وہ اسی ٹائم آیا تھا جو اس کا معمول تھا۔

"ریلیکس بیگم اس نے شادی کسی طوفانی قسم کے عشق کے تحت نہیں کی کہ وہ ہر وقت اس لڑکی کی پٹی سے لگا رہے۔ تبدیلی وقت کے ساتھ آجائے گی اور یہ لڑکی تبدیلی لے آئے گی ہمارے بیٹے میں۔" عالم شاہ مسکرائے۔

"اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔" انہوں نے پھر ایک نظر گھڑی پر ڈالی ڈھائی بج رہے تھے۔

"ارے۔" وہ کمرے میں پہنچتے ہی ٹھٹک کر رکا۔ وہ بالکل ہی بھول گیا تھا کہ کوئی ہے جواب اس کے کمرے میں موجود اس کی ہر چیز کا شراکت دار ہے۔ تبھی وہ بیڈ پر اتنے آرام سے سو رہی تھی۔ وہ سر کو جھٹکتے ہوئے واش روم کی طرف مڑا لیکن تبھی کسی چمکتی ہوئی چیز نے اس کی توجہ سمیٹ لی۔

"ہیرے کی لونگ۔" نائٹ بلب کی روشنی میں اس کی چمک واضح تھی۔

"مطلب مما کے ساتھ اس کے تعلقات اچھے ہیں۔" وہ قریب آیا تو کان میں پڑا ٹاپس بھی دکھائی دیا۔

"واؤ بڑی شارپ ہے مما کو اتنی جلدی مٹھی میں کرلیا۔" اب اس کی گردن پر چین کا چھوٹا سا حصہ بھی نظر آرہا تھا۔

"پتہ نہیں...... گھر والوں کے لیے اس لڑکی کی موجودگی صحیح ہے یا نہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں مجھ سے غلطی ہوگئی اور اس کا خمیازہ گھر والوں کو بھگتنا پڑے۔ کہیں یہ لڑکی دھوکہ باز نہ نکلے۔" وہ اس لڑکی کو ٹھیک سے جانتا بھی تو نہیں تھا۔

"خیر میں نے اس کے ساتھ ہمدردی کی ہے۔" خود کو تسلی دیتے ہوئے وہ مطمئن ہوا۔

"ہمدردی۔" کوئی اس کے اندر سے زور سے چیخا وہ بڑبڑا کر پلٹا اس نے آگے بڑھ کر اپنا نائٹ سوٹ نکالنے کے لیے وارڈ روب کھولا۔

"آپ کا نائٹ سوٹ واش روم میں ہے۔" وارڈ روب کھلنے کی آواز پر اس کی آنکھ کھل گئی۔

"اوہ اس کی ضرورت نہیں ہے میں اپنے کام خود کرنے کا عادی ہوں۔"

"او کے...... ابھی تو میری اٹھنے کی ہمت نہیں ہو رہی ہے صبح وہ سوٹ واپس رکھ دوں گی۔ آپ اپنا کام خود کرلیں۔" اس نے جواب دیا اور پھر سے آنکھیں بند کرلیں۔ اس فرق کے ساتھ کے پہلے بیڈ پر تھی اب صوفے پر جا سوئی۔ جب تک وہ واپس آیا وہ ایک بار پھر گہری نیند میں جا چکی تھی۔ وہ بیڈ پر گر کر تھوڑی ہی دیر میں

بے خبر سو گیا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

"پری بیٹا آج ہماری سوسائٹی کی خواتین تم سے ملنے آ رہی ہیں۔" ناشتے کی ٹیبل پر اس اطلاع کو سنتے ہی اس نے ایک گہرا سانس لیا۔ پھر مما شرف الدین کے ساتھ مل کر کوکنگ کا انتظام کرنے لگیں۔ کیونکہ ان بیگمات کو دوپہر میں آنا تھا۔

"مما میں بھی کچھ ہیلپ کرواؤں۔" وہ ان کے پاس آ کر کھڑی ہوئی۔

"بالکل یہ سب تمہیں بھی کروانا ہوگا کیونکہ میں کھانے کے معاملے میں ملازموں پر بھروسہ نہیں کرتی مگر آج تم صرف دوسرے دن کی دلہن ہو اس لیے آرام سے بیٹھو اور کل تو مجھے خیال ہی نہیں آیا اسی لیے آج میں نے بیوٹیشن کو بلا لیا ہے وہ تمہارے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگا دے گی۔" وہ کہتے کہتے رک کر پلٹیں۔

"آج تمہاری نانی کو تیسرا دن ہو گیا ہے ناں ہم شام کو کچھ کھانا اور دیگر چیزیں یتیم خانے میں لے چلیں گے ٹھیک۔" اس کی چپ کو اور چپ لگ گئی اس کا دل چاہا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دے۔

"میری بچی تو بہت صبر والی ہے۔ دیکھنا تجھے ماں باپ جیسی چاہت والا سسرال ملے گا۔" نانو کی دعائیں قبول ہوئیں تھیں مگر انہیں دیکھنے کے لیے نانو نہیں تھیں۔

"بڑی بیگم صاحبہ پارلر سے ایک لڑکی آئی ہے۔" ملازمہ نے آ کر بتایا۔

"جاؤ بیٹا...... لاؤنج میں جاؤ بلکہ میرے ساتھ آؤ۔" وہ اسے اپنے ساتھ لے آئیں۔ پھر ڈیزائن بک میں سے ایک دو ڈیزائن پسند کر کے اسے بٹھا کر چلی گئیں۔ تین گھنٹے میں اس کی مہندی مکمل ہوئی تھی پھر مما نے اسے آرام کرنے کے لیے اپنے کمرے میں بھیج دیا کچھ دیر بعد ہی مہمان خواتین آ گئیں۔

"واہ بھئی آپ کی بہو تو بڑی پیاری ہے بلکہ سچ مچ کی پری ہے۔" مما نے اسے پری کہنا شروع کر دیا تھا۔ نانو بھی اسے پری کہتی تھیں۔ ان کے بعد مما اسے لے کر یتیم خانے آ گئیں۔

"پتہ ہے پری جب میں بہت پریشان ہوتی ہوں تو یہاں آ جاتی ہوں۔ بہت اچھا لگتا ہے ان یتیم بچوں کے ساتھ وقت گزار کر۔" وہ دونوں وہاں کافی دیر رکیں۔ جب گھر آئیں تو ولید شاہ گھر آ چکے تھے۔

"آپ کہاں گئیں تھیں مما؟" اس نے ایک نظر بھی پارس کی طرف نہ ڈالی تھی۔

"کھانا کھا لیا تم نے؟"

"جی۔"

"اور چچی کہاں ہیں؟"

"کہہ رہی تھیں طوبی کو یونیورسٹی سے پک کر کے شاپنگ پر جائیں گی۔ آپ بھی شاپنگ کے لیے گئی تھیں؟" اس کے سوال پر انہوں نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"میں تو دارالاطفال گئی تھی۔" انہوں نے یتیم خانے کا نام لیا۔

"اچھا...... اپنی بہو کو لے کر۔" وہ ہنسا' پارس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"ان کی بہو آپ کی بھابی ہے۔" اس نے یک دم سے کہا تو ولید نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اس نے ڈوپٹہ نماز کی اسٹائل میں لیا ہوا تھا۔ مما نے ولید کو تادیبی نظروں سے دیکھا۔

"جاؤ پری تم آرام کرو بیٹا۔" ان کے کہنے پر وہ آگے بڑھ گئی۔

"ولید بری بات ہے بیٹا وہ بھابی ہے تمہاری۔"

"مما بھئی آپ اسے قبول کر سکتی ہیں مگر میں اس کے اور اپنے بیچ موجود اس واضح فرق سے سمجھوتا نہیں کر سکتا۔ میں نے عفنان شاہ کی بیوی کو اس روپ میں کبھی نہیں سوچا تھا۔ اس کی گرل فرینڈ دیکھی ہیں آپ نے؟ ٹھیک کہا تھا طوبی نے اس ہمدردی سے مکمل نقصان اٹھایا ہے عفنان شاہ نے۔" وہ بیزاریت سے بولا۔

"میں غریبوں کے ساتھ بہت ہمدردی کرتی ہوں مگر

کبھی کسی لڑکی کو اپنی بہو بنانے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی لیکن تمہارے پاپا بالکل ٹھیک کہہ رہے تھے کہ یہ لڑکی عفنان شاہ کو ہمارے قریب لے آئے گی۔ تمہارا زیادہ واسطہ نہیں پڑا ہے ناں ان غریب لوگوں سے اگر ان لوگوں کو موقع ملے ناں تو یہ جو چاہیں حاصل کر لیتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے۔ بڑے سے بڑے نامور انسان کا بیک گراؤنڈ غریب ہے۔"

"تو مطلب آپ کو اس سے کوئی ہمدردی یا محبت وغیرہ نہیں ہوئی بلکہ آپ اسے قابو کرنے کے چکر میں ہیں تاکہ بھائی آپ کے قریب آسکیں۔" طوبیٰ شاہ نے غلط موقع پر انٹری دی تھی۔ ولید شاہ نے اسے گھور کر دیکھا۔

"مطلب وہ ہمیں پسند نہیں آئی تو آپ کو بھی اچھی ہرگز نہیں لگی۔ ویری نائس آپ بزنس کی طرف کیوں نہیں آجاتیں کبھی گھاٹے کا سودا نہیں کریں گی۔" وہ ہنسے جارہی تھی۔

"بیٹا گھر بھی بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ کھانا یہاں بھی برداشت نہیں کیا جاسکتا۔" وہ مسکرائیں۔

"مطلب تائی کہ آپ مجھ سے بھی پیار کسی فائدے کے لیے کرتی ہیں۔" اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"تم سے کیا فائدے حاصل ہونے ہیں انہیں۔ تم صرف نقصان دینے والی مشین ہو۔" ولید شاہ نے ہنس کر چھیڑا تو ان کی جنگ اب شروع ہوگئی تھی۔ کلثوم شاہ شام کے کھانے کی تیاری دیکھنے کچن میں آ گئیں۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

"مما میں اندر آجاؤں۔" عالم شاہ کلثوم شاہ نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔

"آجاؤ بیٹا۔" کلثوم نے پیپر سمیٹ کر اس کے لیے جگہ بنائی۔

"مما شرف الدین نے بتایا آپ کے پیروں میں درد ہورہا ہے اور آپ نے اس سے بام منگوائی تھی۔" ان کا سر اثبات میں ہلا۔

"مما میں یہ زیتون کا تیل لائی ہوں۔ اس کا مساج کروالیں کیونکہ بام وغیرہ سے وقتی طور پر فائدہ ہوتا ہے جبکہ زیتون میں ہر مرض کی شفا ہے۔" اس نے تیل ہاتھ میں لے کر ان کے پیروں پر مساج شروع کردیا۔

"بیٹا رہنے دو میں کرلوں گی۔" انہوں نے پیر پیچھے کرنا چاہے۔

"آپ خود کرلیں گی تو مجھے بیٹا بھی مت کہیں اور اگر بیٹا کہنا ہے تو اتنا غیر مت کریں۔" اس نے نرمی سے مساج جاری رکھا۔ مما کو بہت سکون مل رہا تھا۔

"تھینک یو بیٹا مجھے بام سے زیادہ اچھا لگا۔" وہ کافی دیر بعد فارغ ہوئی۔

"پاپا آپ کے سر میں بھی مساج کردوں؟ اتنا زیادہ نظر کا کام کرنے سے دماغ کمزور ہوجاتا ہے۔" وہ جب سے آئی تھی پاپا فائلوں میں بزی تھے۔

"ارے نیکی اور پوچھ پوچھ۔" وہ ہنسے تو اس نے ان کے سر پر بھی مساج شروع کردیا۔

"پری بتا ہے مجھے نیند آنی شروع ہوگئی ہے۔" ان کی آنکھیں واقعی بوجھل ہونے لگیں۔

"آپ کو نیند آ رہی ہے۔ حیرت انگیز واقعہ ہے۔" مما نے قدرے چونک کر کہا وہ مسکرا کر ہٹ گئی پاپا فوراً لیٹ گئے۔

"سچ مچ بہت اچھا لگ رہا ہے۔" جب تک اس نے تیل کی بوتل کا ڈھکن بند کیا ہاتھ صاف کیے پاپا واقعی سوگئے تھے۔ مما نے انہیں حیرت سے دیکھا۔

"پری یہ تو واقعی سوگئے۔" مما کی بات پر وہ مسکرادی۔

"جی مما زیتون میں شفا ہے آپ کے سر میں بھی کردوں۔" اس نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"رات مجھے اتنی اچھی نیند آئی کہ مجھے عفنان شاہ کے آنے کا بھی پتہ نہیں چلا۔" صبح وہ ناشتے کی ٹیبل پر آئی تو پاپا نے مسکرا کر اسے کہا۔

"کچھ ایسا ہی حال میرا بھی ہے۔" مما نے مسکرا کر پاپا کی تائید کی۔

"مگر وہ تو اتنی زور سے باران دیتے ہیں کہ..."

جائے۔" طوبیٰ شاہ نے حیرت سے کہا۔

"ہاں بھئی ہم بھی روز جاگ جاتے ہیں مگر کل ہماری بیٹی نے اتنا اچھا میرے سر کا مساج کیا میں پریشانی سے بے خبر سو گیا۔" پاپا نے مسکرا کر اسے دیکھا اور طوبیٰ نے معنی خیز نظروں سے ولید شاہ کو دیکھا۔

"شرف الدین میرا ناشتہ لے آؤ۔" سیڑھیاں اترتے ہی کہنا اس کی عادت تھی۔ سب اسے چونک کر بھی ضرور دیکھتے تھے۔

"کیسے ہیں بیٹا آپ؟" پاپا نے پوچھا۔

"جی بالکل ٹھیک۔" جواباً اس نے بھی ان کی خیریت نہیں پوچھی تھی۔ ناشتے کے بعد "اوکے بائے" کہہ کر وہ چلتا بنا پتہ نہیں سب سے آخر میں آ کر سب سے پہلے ناشتہ کر کے وہ کیسے چلا جاتا تھا۔

دن گزرنے لگے عالم شاہ نے پورے دل سے پہلے ہی دن اسے بہو تسلیم کرلیا تھا۔ اب وہ ان کی بیٹی بنتی جارہی تھی۔ کلثوم شاہ بھی دل ہی دل میں اس کی معترف ہوتی۔ یہ بھولتی جارہی تھیں کہ اس لڑکی کو وہ اپنی ... میں رکھنا چاہتی تھیں۔

❀......❀......❀......❀

"مما عفنان شاہ نے اب تک اپنی گرل فرینڈ نہیں چھوڑی ہیں۔" اس کی شادی کو دو ماہ گزر چکے تھے کہ ایک شام ولید شاہ نے آ کر بتایا۔

"اس نے اب تک اپنی روش نہیں چھوڑی۔ وہ اور کیا چھوڑیں گے۔" طوبیٰ مسکرائی۔

"مما آپ تو کہہ رہی تھیں یہ لڑکی عفنان شاہ کو بدل دے گی؟" ولید شاہ بولا۔

"ولید وہ ستائیس سال سے ایسا ہی ہے وہ لڑکی دو ماہ میں کیسے بدل سکتی ہے۔ کچھ وقت تو لگے گا۔" مما نے مسکرا کر ولید کو تسلی دی۔

"گویا...... مطلب وہ ستائیس سالوں سے گرل فرینڈز بنارہے ہیں۔ پیدا ہوتے ہی یہ کام شروع کر دیا تھا یا وہ پچاس سال کے ہیں۔"

"طوبیٰ کی زبان اف اف......" ولید نے گھور کر دیکھا۔

"مما آپ کو ان کے یہ ناز نخرے آخر کب تک اٹھانے ہوں گے۔" وہ بیزار ہوا۔

"ولید ایسا کر کے مجھے اچھا لگتا ہے۔" مما نے یک دم سنجیدگی سے کہا۔

"کیسا کر کے؟" طوبیٰ شاہ اور ولید شاہ دونوں چونکے۔

"اس سے محبت کر کے۔ تمہیں یقین نہیں ہوتا مجھے ہر گھڑی اس کا خیال اس کی فکر رہنے لگی ہے۔ پہلے میں اسے اکثر شاپنگ یا دیگر باتوں کے لیے باہر لے جاتی تھی۔ لیکن ایک دن میں نے عفنان شاہ کو ایک لڑکی کے ساتھ دیکھا۔ اس کی نظر نہیں پڑی مگر میں اسے جلد ہی وہاں سے لے آئی میں نہیں چاہتی تھی اس کا دل دکھے۔ پہلے میں عفنان شاہ کے لیے اداس ہوجایا کرتی تھی لیکن اب میں اس کی حرکتوں پر افسردہ ہوجاتی ہوں۔ کیونکہ اب مجھے پری کے لیے بہت ڈر لگتا ہے۔" وہ تاسف سے کہہ رہی تھیں۔

"مما......" ولید شاہ آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھتا رہ گیا اور طوبیٰ بھی گنگ رہ گئی۔

"ولید اب تو مجھے یہ بھی بھول گیا ہے کہ اس کے اور ہمارے اسٹیٹس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اب وہ مجھے بہت اچھی لگنے لگی ہے پورے دل سے اچھی لگنے لگی ہے۔" وہ پورے جذبے سے کہہ رہی تھیں اور پہلی بار ولید شاہ اور طوبیٰ شاہ اس کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہوئے تھے۔ انہیں جستجو ہوگئی تھی کہ آخر وہ ایسا کیا کرتی ہے جو پاپا کے بعد مما بھی اس کی گرویدہ ہوگئی تھیں۔

❀......❀......❀......❀

"میں آج رات پیرس جارہا ہوں۔" وہی کسی کو بھی مخاطب کیے بغیر اپنی سنا دینا۔ سب نے چونک کر دیکھا۔ سوائے اس کی دلہن کے۔

"ہنی مون کے لیے" یہ طوبیٰ اور اس کی زبان اف...

آفس...... پرسنل کام ہے۔"

"سونیا جعفر بھی پیرس جارہی ہے۔" ولید شاہ کو عفنان شاہ سے متعلق ہر معلومات رہتی تھی مگر وہ کبھی اسے مخاطب نہیں کرتا تھا۔ مخاطب تو آج بھی نہیں کیا تھا لیکن سونیا جعفر عفنان شاہ کی نئی گرل فرینڈ تھی۔

"اِس وقت اُس کا کیا ذکر۔" عفنان شاہ نے بڑے غور سے ولید شاہ کو دیکھا مگر ولید شاہ کی نظریں اس کی بیوی پر تھیں جو ہر طرف سے بے نیاز اپنے ناشتے میں مگن تھی۔ عفنان شاہ کے لبوں پر استہزائیہ سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہم دونوں ساتھ جارہے ہیں۔" ولید شاہ کیا چاہتا تھا یہ اسے لمحوں میں سمجھ آ گیا۔ وہ اس کی بیوی کو اس کی طرف سے مشکوک کرنا چاہتا تھا۔ عفنان شاہ کا دل چاہا کے وہ خوب کھلکھلا کر ہنسے۔ مما نے ولید کو گھور کے دیکھا۔

"آپ کی نیو گرل فرینڈ ہے وہ۔" طوبیٰ شاہ واقعی طوبیٰ شاہ تھی۔ اپنی نوعیت کا واحد پیس۔

"ابھی اس سے ملے مجھے دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔ اس لیے اس کے بارے میں ابھی کچھ سوچا نہیں۔" عفنان شاہ کو اپنے گھر والوں سے پہلی بار بات چیت کرتے ہوئے دلچسپی محسوس ہوئی تھی۔ البتہ ولید شاہ کے چہرے پر اب جھنجھلاہٹ نمایاں تھی۔ کیونکہ عفنان شاہ کی بیوی اسی طرح مطمئن تھی۔

"گرل فرینڈ کے لیے اتنی سوچ بچار اور بیوی پل بھر میں لے آئے۔" طوبیٰ شاہ دو ٹوک پھٹا بالکس تھی۔

"یہ ٹھیک ہے کہ میں نے بیوی کے لیے سوچ بچار نہیں کی مگر بیوی بالکل ویسی ملی جیسی میں چاہتا تھا۔" وہ مسکرا دیا۔ نیپکین سے ہاتھ صاف کرتا وہ کھڑا ہو گیا۔

"تو آپ کو ایسی بیوی چاہیے تھی جو آپ کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے۔" ولید شاہ کا لہجہ سلگ رہا تھا۔ عفنان شاہ کی باتوں سے نہیں بلکہ بیوی کے اطمینان سے۔ عفنان شاہ نے مسکرا کر کندھے اچکائے اور "او کے بائے" کہہ کر باہر چلا گیا۔

"اور آپ...... آپ ساری زندگی اس شخص کے ساتھ ایسے ہی گزاریں گی...... ارے ہاں آپ ایسے ہی گزاریں گی کیونکہ سمجھوتے تو آپ غریبوں کی گھٹی میں پڑے ہوتے ہیں۔" سب نے چونک کر اسے دیکھا وہ جانے کیوں اتنا مشتعل ہو گیا تھا۔ وہ کیا کرتا اسے اپنے بھائی کی حرکتیں تو برداشت ہو ہی جاتی تھیں مگر اس کی بیوی کا سکون ہرگز برداشت نہیں تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ بھی عفنان شاہ کے لیے مما کی طرح پریشان ہوا کرے اور وہ ایسا کیوں چاہتا تھا اسے خود نہیں پتا تھا۔

❀......❀......❀

"شرفو کھانا لگا دو۔" وہ یونیورسٹی سے واپس آیا تو اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بولا۔ واپسی میں شرفو یا مما کے بجائے عفنان شاہ کی بیوی کو دیکھ کر چونکا۔

"مما اور شرفو......؟" عفنان شاہ کو گئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔

"مما تو خالہ کے گھر گئی ہیں اور شرفو کو بخار ہے۔" اس کی سن کر وہ ٹیبل پر بیٹھ گیا۔

"کھانے کے بعد چائے لو گے یا کافی۔ اصل میں بہت بھوک لگ رہی ہے مجھے اکیلے کھایا نہیں جاتا۔ اسی لیے میں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔"

"اوہ تو پھر پہلے کھانا کھائیں۔" وہ چونک کر سیدھا ہوا۔

"تم بتاؤ کیا لو گے؟" مما اور وہ تینوں ساتھ کھانا کھاتے تھے وہ کبھی چائے کی فرمائش کرتا کبھی کافی کی اسی لیے وہ پوچھ رہی تھی۔

"وہ تو میں ہمیشہ کھانا کھانے کے بعد بتاتا ہوں۔" وہ بے اختیار مسکرایا۔

"آپ پہلے کھانا کھالو۔"

"پتہ ہے ولید مجھے بیف پلاؤ اتنا پسند ہے اس کی خوشبو سے تو بھوک کے مارے میرا دم نکلنے والا تھا۔" وہ بیٹھتے ہوئے بے تکلفی سے بولی۔

"تو کھا لینا تھا کھانا۔" اس نے [illegible] ڈالا۔

''اکیلے کھاؤ ناں ولید تو کم کھایا جاتا ہے۔''
''اچھا تو آپ کو زیادہ کھانا تھا۔'' وہ ہنسا۔
''ہاں اور کیا اتنا مزے کا ہوتا ہے۔'' اس نے منہ بناتے ہوئے کہا اس نے آج سے پہلے اتنی بے تکلفی سے بات کبھی نہیں کی تھی۔
''ولید تم مجھے نیٹ سے کچھ کتابیں ڈاؤن لوڈ کر دو گے میں فارغ وقت میں کچھ پڑھنا چاہتی ہوں۔'' وہ کھانے کے بعد چائے لے آئی۔
''آپ کو لیپ ٹاپ استعمال کرنا آتا ہے۔''
''صرف کتابوں میں پریکٹیکلی میں نے کبھی نہیں استعمال کیا۔''
''اوکے میں آپ کو بتاؤں گا۔'' جب تک مما واپس آئی تھیں وہ دونوں گہرے دوست بن چکے تھے۔ اب روز واپسی میں ولید لیپ ٹاپ لیے اس کے پاس آ بیٹھتا۔ اسے نئی نئی ویب سائٹس وزٹ کرواتا۔ وہ اور مما دونوں کے لیے ایک نئی دلچسپی نکل آئی تھی۔
''ولید تمہیں ایسا نہیں لگتا کہ ہم دونوں بہت قریب آگئے ہیں۔'' کھانا کھانے کے بعد پہلے وہ اپنے اپنے کمروں میں چلے جاتے تھے۔ اب تینوں ساتھ بیٹھے رہتے۔ کچن ان کی بہو نے سنبھال لیا تھا۔
''ہاں مما ہم پہلے اتنی باتیں نہیں کرتے تھے۔'' وہ خود حیران تھا وہ باہر سے آکر ایک ایک بات گھر میں بتانے لگا تھا۔
''پتہ ہے مما گھر میں اب کچھ ایسا ہے کہ باہر دل نہیں لگتا۔''
''تم ان باتوں سے کچھ اخذ کر رہے ہو ولید کہ ہمارے گھر میں ہو کیا رہا ہے؟''
''کیا مما......؟'' وہ چونکا۔
''ولید تم' میں اور تمہارے پاپا اب گھر سے باہر زیادہ نہیں رہ سکتے۔ حتیٰ کہ طوبیٰ اور تمہاری چاچی بھی کچھ وقت گزارنے لگی ہیں۔ اگر رات میں کسی پارٹی میں جائیں تو اسے اکیلے ڈر لگتا ہے۔ دن میں جائیں تو وہ کچھ نہ کچھ

ایسا کر لیتی ہے کہ اگر جانا مجبوری ہے تو جلدی لوٹ کر آنا اس سے بڑی مجبوری بن جاتی ہے۔''
''جی مما یہ بات تو میں جانتا ہوں کہ گھر میں جو یوں دل بندھا ہے تو اس کی وجہ یہ ہی ہیں۔ انہوں نے ہمیں گھر سے باندھ لیا ہے۔'' وہ ہلکے سے مسکرایا۔
''تو پھر وہ عفنان شاہ کو کیوں نہیں باندھ رہی۔'' وہ بے بسی سے بولیں۔
''مما......'' وہ حیران سا انہیں دیکھے گیا۔
''عفنان شاہ کو کیوں نہیں باندھ لیتی گھر سے؟ وہ کیوں نہیں بدل رہا؟ اس لڑکی کے آنے سے مجھے لگا تھا مجھے میرا بیٹا مل جائے گا۔ وہ آج بھی مجھ سے اتنے فاصلے پر ہے کیوں......؟ عفنان شاہ کیوں دور ہے مجھ سے؟'' وہ یک دم رو پڑیں۔ ولید شاہ کے لب بھینچ گئے۔ وہ اپنی زندگی لٹا کر بھی شاید عفنان شاہ کی کمی کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ جب اپنا کوئی مر جاتا ہے تو اس کی طرف سے دل کو قرار آجاتا ہے لیکن کوئی آنکھوں کے سامنے دور رہے تو اس کی دوری برداشت نہیں ہوتی اور عفنان شاہ کی یہ دوری اس کی ماں سے برداشت نہیں ہوتی۔ وہ جو چائے لے کر آئی تھی اسی خاموشی سے پلٹ گئی وہ نہیں چاہتی تھی کہ ولید اور مما اسے دیکھ لیں۔
''عفنان شاہ اتنی آزادی کا کیا کرو گے۔ تمہاری ماں دیکھو تمہارے لیے کیسے تڑپ رہی ہیں۔'' اسے افسوس ہوا۔
''سوری مما...... مگر میں آپ کی تکلیف پر سوائے افسوس کے اور کچھ نہیں کر سکتی۔''

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

''بھابی عفنان شاہ کی شادی کو چھ ماہ گزر گئے ہیں مگر وہ ابھی تک ویسے کا ویسا ہی ہے۔ ہمارے جیٹھ صاحب کا تو خیال تھا کہ یہ لڑکی ضرور اسے آپ کے قریب لے آئے گی۔ یہ تو الٹا ولید کے ہی پیچھے پڑ گئی ہے۔ اب تو وہ گھر سے باہر جا ہی نہیں سکتا۔ ایسے مسئلے وہ اپنے شوہر کے لیے کیوں پیدا کر رہی ہے۔

''اس کے شوہر کو نہ تو پھولوں سے دلچسپی ہے نہ کتابوں سے نہ ہی انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا گھومنے کا شوق وہ تو جب چاہتا ہے اٹھ کر کہیں بھی چل دیتا ہے۔'' بات اگرچہ عضنان شاہ کی برائی تھی لیکن پری کا دفاع بھی تھی۔

''اپنے بچوں میں تو دلچسپی ہوتی یہ کچھ ایسا ہی سوچ لے۔ کیسا بھی برا انسان کیوں نہ ہو کسی کے آگے نہ جھکے اپنے بچوں سے تو محبت کرتا ہے۔ ان کے لیے تو رک سکتا ہی ہے۔'' مما نے رک کر چاچی کو دیکھا۔ شاید چاچی کی کوئی پہلی بات تھی جو مما کے دل میں کھب گئی اور شام تک انہوں نے پری سے کہہ دیا وہ تو یک دم سرخ پڑ گئی۔ وہ یقیناً شرما گئی۔

''ارے اگر ایسی کوئی خوش خبری تھی تو تم نے مجھے بتایا نہیں پری۔'' اس کا سرخ پڑتا چہرہ انہیں کچھ اور سمجھا رہا تھا۔

''نہیں مما ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کا حکم ہے وہ کب نوازے۔'' وہ گڑبڑائی۔

''ایسا کرتے ہیں ہم ڈاکٹر کو دکھاتے ہیں۔ دیکھو بیٹا مجھے لگتا ہے اتنی بڑی خبر پا کر عضنان شاہ ضرور بدل جائے گا۔ پتا نہیں پہلے مجھے یہ خیال کیوں نہیں آیا۔ ابھی بھی تمہاری چاچی نہ کہتیں تو میں تو عضنان شاہ کے بدلنے کی امید کو دل میں لیے بیٹھی رہتی۔''

''اف چاچی...... اللہ آپ کو سمجھے۔ میری سیدھی سادھی مما کو کس راہ پر لگا دیا۔'' دل کراہ اٹھا۔

''بس تم صبح میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس چلو۔''

''افوہ اب میں اس سچویشن میں کیا کروں۔'' اس کے دماغ نے کام کرنا بند کر دیا تھا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁
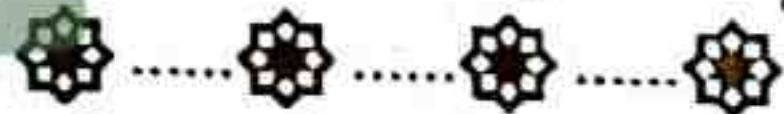
''آج پتہ نہیں دو کب بجیں گے۔'' ان کی شادی کو چھ ماہ ہو گئے تھے اور آج پہلی بار وہ عضنان شاہ کی آمد کی شدت سے منتظر تھی۔ کمرے کے چکر لگاتے لگاتے اس کی ٹانگیں شل ہو گئیں تھیں۔ مگر ابھی تک بارہ بھی نہیں بجے تھے۔

''بس ہو گئے نماز کی کوشش کر رہی ہوں جب وہ آئے گا میں ......''

تب اٹھ کر بات کروں گی۔ لیکن میں یہ بات اس سے کیسے کروں گی کہ تمہاری ماں بچے کی خواہش مند ہو رہی ہے۔ اوہ نہیں اللہ میں کیا کروں۔'' وہ پریشانی کے عالم میں ایک بار پھر ٹہلنے لگی۔

''لیکن اگر اس سے نہیں کہا تو صبح جو یہ ہاسپٹل کی تلوار سر پر لٹکے گی اس سے کیسے بچوں گی۔ پارس بی بی تھوڑی دیر کے لیے تو شرم و حیا کو طاق میں رکھنا پڑے گا۔ نہیں نہیں میرے اللہ میں نہیں کہہ پاؤں گی۔ تو مسبب الاسباب ہے میرے لیے اسباب بنا دے۔ مجھے اس پریشانی سے نکال دے۔'' نیند سولی پر بھی آ جاتی ہے اور ایک بجے اسے نیند آ گئی دوبارہ آنکھ کھلی تو تین بج رہے تھے۔

''ارے عضنان شاہ ابھی تک نہیں آیا۔'' وہ اچھل پڑی۔ پھر پریشانی بڑھنے لگی تو اس نے اٹھ کر وضو کیا اور تہجد ادا کرنے لگی۔ پونے چار بجے عضنان شاہ گھر آیا اس کی پریشانی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی ہر بات ذہن سے نکل گئی۔ کیونکہ عضنان شاہ کی شرٹ خون سے بھری تھی۔

''آپ ٹھیک ہو...... یہ سب کیا ہو گیا عضنان شاہ۔'' وہ بدحواسی سے اس کی طرف بڑھی۔

''میں ٹھیک ہوں یہ دوسرے گاڑی کے ڈرائیور کا خون ہے۔'' اس نے شرٹ اتاری۔

''اس کا خون آپ کی شرٹ پر کیسے آ گیا؟'' وہ حیران ہوئی کیونکہ اسے واقعی کوئی چوٹ تو کیا خراش تک نہیں آئی تھی۔

''محترمہ جذبہ ہمدردی تو آپ کو پتہ ہے میرے اندر کتنا بھرا ہے۔ بس اس کے تحت میں نے اسے اٹھا کر اپنی کار میں ڈالا اور اسپتال لے گیا۔'' وہ وارڈ روب سے اس کے لیے شرٹ لے آئی۔

''میں نہاؤں گا۔'' وہ واش روم میں گھس گیا۔

''وہ پہلے ہی اتنی ٹینشن میں ہے میں مزید پرابلم ڈسکس کرنے بیٹھ جاؤں...... نہیں ایسا نہیں کرنا۔'' وہ سوچتے ہوئے بیڈ کے کنارے ٹک گئی۔ وہ تو لیے سے بال رگڑتا ہوا نکلا تو اسے دیکھ کر چونکا وہ ہمیشہ سو رہی ہوتی تھی اور

آج جاگ رہی تھی۔

''پارس بی بی علامہ اقبال نے جاگ کر پاکستان کا خواب دیکھا تھا آپ کس کا خواب دیکھ رہی ہیں۔'' اس نے تولیہ اس پر پھینکا تو وہ چونک گئی۔

''آپ صبح اسپتال جائیں گے اس ڈرائیور کو دیکھنے۔'' اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا۔ عفنان شاہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

''پتہ نہیں وہ کس حال میں ہو۔''

''وہ ڈرائیور ایک لڑکی تھی۔ میں نے اس کی فیملی کو اس کے موبائل سے انفارم کردیا تھا اس کے فادر اور سسٹر کے آنے کے بعد ہی میں گھر آیا ہوں۔'' اس نے تفصیلی جواب دے کر اسے ڈرائیور کے ''صدمے'' سے نکالنا چاہا۔

''پھر بھی، ہمیں صبح جا کر دیکھنا تو چاہیے کہ اس کی اب کیسی طبیعت ہے؟'' وہ مصر ہوئی۔

''ہمیں......!'' اس نے اچھنبے سے دہرایا۔ ''ہمیں سے کیا مراد ہے آپ کی؟''

''پلیز عفنان شاہ مجھے بھی اسپتال لے چلیں۔'' بڑا گڑگڑاتا ہوا لہجہ تھا عفنان شاہ نے حیرت سے دیکھا پھر کچھ سوچا۔

''کسی مشکل میں ہو؟'' اس کی اندر تک کھوج لگاتی نگاہیں۔ پارس نے اپنے سر پر ہاتھ مارا اتنی آسانی سے معاملہ نمٹ گیا۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عفنان شاہ ویسے تو میرے اندر اتنی صلاحیتیں ہیں کہ میں ہر معاملے کو نمٹا سکتی ہوں مگر کبھی جب آپ کو بلاؤں تو پلیز فوراً آجانا سمجھ لینا میں جس مشکل میں ہوں وہاں سے آپ کے علاوہ کوئی نہیں نکال سکتا۔'' اس نے یہ بات اس گھر میں اپنی دوسری رات کو عفنان شاہ سے کہی تھی۔ پھر آج تو صرف اسے عفنان شاہ کو پکارنا تھا۔ اتنی تفصیل بتانے کی ضرورت نہ تھی۔

❁......❁......❁......❁

''ولید شاہ چھٹی کرو شہزادی صاحبہ کی سواری آج صبح ہی صبح نجانے کہاں جانے کے لیے تیار ہے۔'' ...

چادر میں سیڑھیاں اترتا دیکھ کر ولید نے اعلان کیا۔

''تمہیں چھٹی کی ضرورت نہیں ہے، میں عفنان شاہ کے ساتھ جارہی ہوں۔'' وہ مسکرائی۔

''کہاں؟'' وہ سب بری طرح چونکے لیکن پوچھا ولید نے تھا۔

''اسپتال۔'' اس نے مما کی طرف دیکھا۔ ان کا چہرہ کھل اٹھا اور اس کا سفید پڑ گیا۔

''پارس بی بی کسی کے جذبات سے کھیلنا بری بات ہے۔'' اس کے ضمیر کا چابک بے وقت پڑا۔

''اسپتال کیوں؟'' اس کا سفید پڑتا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے ولید نے پوچھا۔

''ولید اسٹاپ اٹ...... کتنے سوال کرتے ہو تم۔'' مما نے خفگی سے کہا۔ ولید نے چونک کر مما کو دیکھا تبھی عفنان شاہ سیڑھیاں اترتا ہوا نظر آیا۔ ولید یک دم سنجیدہ ہوگیا۔

''شرف الدین میرا ناشتہ لگا دو۔'' ناشتے کے بعد وہ دونوں باہر نکل گئے۔ اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہی چادر کے پلو سے چہرے پر نقاب ڈال لیا۔ عفنان شاہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر پوری توجہ سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔

''کیسی ہے آپ کی سسٹر؟'' عفنان شاہ ایک روم کے باہر کھڑی لڑکی سے مخاطب ہوا۔ وہ ان کے قریب آئی۔

''ابھی بہتر ہے اور آپ کا بہت بہت شکریہ۔'' وہ دونوں کو روم کے اندر لے آئی۔

''میرے خدا کتنی خوب صورت ہیں یہ۔'' بیڈ پر لیٹے وجود پر نظر پڑتے ہی وہ حیرت زدہ رہ گئی۔ اس کی ہلکی سی بڑبڑاہٹ عفنان شاہ نے بخوبی سن لی تھی۔

''کیا نام ہے ان کا؟''

''کشمالہ۔'' اس لڑکی کے کہنے پر اس کی طرف دیکھا۔

''یہ آپ کی کون ہیں؟'' وہ رات عفنان شاہ کو دیکھ کر ... بہت مرعوب ہوئی تھی۔

"میں اور عفنان شاہ کزن ہیں آپس میں۔ عفنان شاہ کے بولنے سے پہلے وہ بول پڑی۔

"آپ کے خاندان میں عورتیں پردہ کرتی ہیں؟" وہ لڑکی حیران ہوئی۔

"نہیں یہ جراثیم صرف میرے اندر ہیں۔" وہ ہلکا سا ہنسی۔ کچھ دیر اور بیٹھ کر وہ دونوں باہر آ گئے۔

"عفنان شاہ وہ کتنی خوب صورت تھی ناں۔" وہ ابھی تک اس کے سحر میں جکڑی ہوئی تھی۔

"ہوگی...... میں نے اتنے غور سے نہیں دیکھا۔" وہ ہمیشہ سے ایسا ہی بے پروا تھا۔

"بائی دے وے تم آئی کیوں ہو؟ کیا مشکل آن پڑی ہے تمہیں؟"

"اوہ ہاں مجھے ویک نیس کے لیے کچھ وٹامن دوائیں چاہئیں میں ڈاکٹر سے لکھوا کر آتی ہوں۔"

"اس کام کے لیے تم مما کے ساتھ بھی تو آ سکتی تھیں۔" وہ حیران ہوا۔

"نہیں وہ مجھے بڑے پریشان ہو جاتی ہیں کہ بس ڈرائیور کے ساتھ اور ولید کے ساتھ مجھے آنا اچھا نہیں لگا۔"

"یہ تو مجھے یہاں آنا تھا اسی لیے میں تمہیں ساتھ لے آیا ورنہ میں تمہیں بھی نہ لاتا۔"

"پھر مجھے آپ کو بتانا ہوتا کہ آپ کی مما نے میرے لیے ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیا ہے۔"

"وہ کیا؟"

"اب اس بات کو بتانے کا کوئی فائدہ نہیں۔"

عفنان شاہ نے اس کا جواب سنا نہیں تھا۔ سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کے لب بھینچ گئے۔ اس نے مڑ کر دیکھا وہ اس سے ایک قدم پیچھے تھی۔ اس کا دھیرے دھیرے کپکپاتا بدن نقاب ہونے کے باوجود اس کی حالت کو ظاہر کر رہا تھا۔

"ریلیکس تم نقاب میں ہو اسے نہیں پتا چلے گا۔"

اس نے آہستہ سے کہا مگر وہ سن رہی تھی۔ اس کا بدن

بے جان ہوا جا رہا تھا۔ قدموں پر کھڑا رہنا اس کے لیے مشکل ہو گیا تھا۔

"گرنے سے پہلے یاد رکھنا میں تمہیں ہرگز نہیں اٹھاؤں گا۔ شرافت سے آگے بڑھو وہ تمہیں نہیں پہچانے گا۔" اس نے بازو سے پکڑ کر گھسیٹا' وہ بس ایک بے جان مورتی کی طرح اس کے ساتھ چلی آئی اس نے خود وٹامن دوائیں ڈاکٹر سے لکھوائی اور اسے گھر لے آیا۔

مما اس سے بات کرنا چاہتی تھی لیکن عفنان شاہ نے یہ کہہ کر کہ وہاں اس کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ مما کی خواہشوں اور امیدوں کو اور بڑھا دیا تھا۔ وہ اسے آرام کی تاکید کرتا آفس چلا گیا۔

"واٹ اے شیم پری۔" ولید اسے شرمندہ کرنا چاہ رہا تھا اور وہ تھی کہ ہنس ہنس کر اس کا برا حال ہوا جا رہا تھا۔ وہ اور ولید دونوں رات کھانے کے بعد واک کرنے آئے تھے۔ بلکہ ولید اسے زبردستی لایا تھا اور جب وہ گلی کا موڑ مڑنے والے تھے تو اس نے آخری بنگلے کی ڈور بیل بجادی۔ ولید ہکا بکا وہیں کھڑا رہ گیا تو وہ اسے بازو سے پکڑ کر فوراً گلی کا موڑ مڑ گئی۔

"پری آپ کو عفنان شاہ کی حرکتوں کا پتہ نہیں عفنان شاہ اگر یہ حرکت دیکھ لیتا تو یقیناً بے ہوش ہو جاتا۔"

"اور مما پاپا۔" وہ دونوں ہاتھوں سے پیٹ پکڑ کر دہری ہو رہی تھی اسے ہنسی کسی کے گھر کے ڈور بیل بجانے پر نہیں بلکہ ولید شاہ کے ہونق زدہ چہرے کو دیکھ کر آ رہی تھی۔

"وہ تو میرا کبھی یقین نہیں کریں گے کہ آپ نے ایسی حرکت کی ہے بلکہ سچ بتاؤں مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا ہے مجھے لگ رہا ہے میری آنکھوں نے کچھ غلط دیکھ لیا ہے ورنہ میری پری تو غلط نہیں ہو سکتی۔" اس کی ہنسی یوں غائب ہوئی جیسے بٹن دباتے ہی کمرے میں اندھیرا ہو جائے وہ سن سی ولید کو دیکھے گئی۔

"ولید ہر انسان اچھا برا ہوتا ہے...... پھر میں......"

"دنیا کی اچھائی برائی کو دیکھنے کے لیے ایک سال کافی

ہوتا ہے اور اس ایک سال میں میں نے جان لیا آپ کتنی اچھی ہیں اتنی اچھی کہ آپ کے اندر کوئی برائی نہیں۔ عفنان شاہ جیسے شخص کے ساتھ رہ کر آپ کو آج تک اس سے کوئی شکایت نہیں ہوئی میری تو پھر یہ آپ کی اچھائیوں کی حد ہے ہماری سوسائٹی کی کوئی بھی لڑکی ہوتی ناں پری تو ہمارا گھر میدان جنگ بن چکا ہوتا۔ عفنان شاہ کی کب کی علیحدگی ہو چکی ہوتی۔ مما کہتی ہیں آپ کو عفنان شاہ کے متعلق کچھ نہیں پتہ مجھے لگتا ہے جو ہم سے چھپا ہے وہ بھی سب آپ کو پتہ ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولتا چلا گیا۔

"ولید......" اس نے کچھ کہنا چاہا مگر ولید نے اسے روک دیا۔

"مجھے لگتا ہے پری عفنان شاہ نے آپ سے شادی نہیں کی آپ کو خرید لیا ہے جیسے آپ دونوں کے درمیان کوئی سودا ہے اس نے آپ کو آپ کی نانی کے بعد ایک چھت ایک تحفظ دیا ہے اور بدلے میں آپ نے اسے آزادی۔ مما کہتی ہیں آپ اسے گھر سے باندھ کیوں نہیں لیتی...... لیکن آپ ایسا نہیں کر سکتی کیونکہ وہ آپ کے معاہدے کی خلاف ورزی ہوگی۔" اس کی حالت بگڑنی شروع ہوگئی ولید یہ سب کیا کہہ رہا تھا اس کا دماغ بند ہوگیا۔ وہ جھٹکے سے پلٹی وہاں سے بھاگ جانے کو مگر ولید نے اسے بازو سے تھام لیا۔

"پری کچھ ایسا ہی ہے ناں آپ کے اور عفنان شاہ کے درمیان۔" اس نے اسے غور سے دیکھا۔

"شٹ اپ ہاتھ چھوڑو میرا۔" وہ سختی سے گویا ہوئی۔

"پری پلیز آپ ہمیں بہت عزیز ہو اپنا وہ معاہدہ توڑ دو۔ پری عفنان شاہ کو باندھ لو خود سے میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ پری مما پاپا بھی آپ کا ساتھ دیں گے ہم عفنان کو مجبور کر دیں گے۔" اس نے جدوجہد کر کے ولید سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور پلٹ کر بھاگتی ہوئی گھر کی طرف آ گئی۔ اپنے کمرے میں بیڈ پر گرتے ہوئے وہ بے جان سی ہوگئی۔

"اوہ خدایا ولید کیا کہہ رہا تھا۔ ولید کو یہ سب کیسے معلوم ہوگیا نہیں ولید کو کچھ معلوم نہیں ہوا یہ اس کے صرف اندازے ہیں وہ بہت تیز ہے۔ مجھے عفنان شاہ کو یہ سب بتانا ہوگا ورنہ بہت مشکل ہو جائے گی۔ ایک طرف مما اور دوسری طرف ولید یا اللہ میں کہاں جاؤں۔" مما نے اسے وہ دائیاں کھاتے دیکھ کر ایک خوشی کا اظہار کیا تھا لیکن پھر بھی جب انہیں کوئی خوش خبری نہ مل سکی تو وہ خود اسے ایک ڈاکٹر کے پاس لے گئیں تھیں وہاں اس کی عزت کو خدا نے بنائے رکھا لیکن اب اسے عفنان شاہ کی طرف سے سپورٹ کیا جانا ضروری ہو چکا تھا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

"تم اب تک جاگ رہی ہو۔" آج ولید شاہ نے اس کی نیند اڑا دی تھی۔ عفنان شاہ اسے جاگتا دیکھ کر حیرت زدہ ہوا۔ وہ بیڈ کے کنارے پر گود میں تکیہ رکھے بیٹھی تھی۔

"مجھے آپ سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں عفنان شاہ آپ فریش ہو کر آ جائیں۔" اپنی شادی کو ایک سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود یہ ان کی چوتھی بار ہونے والی میٹنگ تھی۔ ابھی کچھ دن پہلے ان کی شادی کی سالگرہ تھی جسے ولید نے سیلیبریٹ کیا تھا۔

"ہاں بولو۔" وہ تولیے سے بال رگڑتا ہوا بیڈ کے دوسرے کنارے پر بیٹھ گیا۔

"عفنان شاہ پہلی بار آپ تین ماہ سے مسلسل ایک ہی لڑکی کے ساتھ ولید شاہ، طوبیٰ شاہ، ماما، پاپا اور چچی کو نظر آ رہے ہیں اس بات کا کیا مطلب لیا جائے۔"

"یہی کہ میں اس سے شادی کرنے والا ہوں۔ تم نے دیکھا ہے اس لڑکی کو۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ اتنے آرام سے بتا رہا تھا جیسے اپنے کسی گہرے دوست کو بتا رہا ہو۔

"وہ کشمالہ یاد ہے تمہیں جسے میں نے ہاسپٹل پہنچایا تھا۔" اس نے کہا تو اس نے چونک کر اثبات میں سر ہلایا۔

"وہ وہی لڑکی تو ہے۔ بہت پیاری بہت خوب صورت اس میں وہ سب کچھ ہے جو میں چاہتا تھا۔"

"مگر آپ تو کبھی شادی کرنا ہی نہیں چاہتے تھے۔"

اس کی ساری پریشانی ختم ہوگئی وہ بڑی ہی ہلکی پھلکی ہوکر اس سے پوچھ رہی تھی۔

"بس یار یہ سمجھو کہ مجھے کشمالہ جیسی کوئی لڑکی کبھی ملی ہی نہیں۔ کسی کو دیکھ کر ساری زندگی اس کے ساتھ گزارنے کا مجھے کبھی خیال آیا ہی نہیں۔"

"میں نے تو پہلی ہی نظر میں جان لیا تھا کہ وہ بہت خوب صورت ہے۔" وہ اپنی جوہری والی نظروں پر اترائی تو وہ ہنس دیا اور تکیہ سیدھا کرکے وہ لیٹ گیا۔

"سچ مچ وہ واقعی خوب صورت ہے اس میں کچھ ایسا ہے جو آپ کو اس سے باندھ لیتا ہے۔"

"تو آپ اپنی شادی میں گھر والوں کو شامل کرنے والے ہیں یا نہیں۔"

"کتنا بے تکا سوال ہے یہ میری شادی میں میرے گھر والے کیوں نہیں آئیں گے۔" وہ ابھی تک کشمالہ حیدر کے حسن میں گم تھا اس کے اس طرح کہنے پر گھور کر اسے دیکھا مگر جیسے کچھ یاد آیا تو وہ رکا۔

"ارے ہاں...... آپ بھی تو موجود ہو گھر میں میری بیوی کے نام سے۔ جو گھر بھر کی بہت لاڈلی بہو اور بھابی ہو۔"

"مجھے وقت گزارنے کے لیے کچھ تو کرنا تھا۔ اس لیے میں نے ان لوگوں سے رابطہ بڑھایا مجھے نہیں پتا تھا وقت اتنی جلدی گزر جائے گا۔"

"رابطہ تم نے بڑھایا اب اسے ختم بھی تمہیں ہی کرنا ہوگا۔" وہ کتنے آرام سے کہہ رہا تھا اس کے دل پر جو گزر رہی تھی اس کا ذرہ بھر اندازہ نہ تھا اس شخص کو۔

"ولید کو لگتا ہے ہمارے درمیان کوئی معاہدہ ہے۔" اس نے ولید کی تمام باتیں بتائیں۔

"یہ ولید کا بچہ بہت ہمدرد ہے۔" وہ چڑ گیا۔

"یاد ہے اس روز کس طرح وہ تمہیں میری گرل فرینڈ سے آگاہ کررہا تھا۔ میرا جی چاہ رہا تھا قہقہے لگا کر ہنسوں۔"

وہ واقعی ہنسا۔

"ویسے اگر میں نے تمہاری موجودگی میں شادی کرلی تو ولید مجھ سے حقیقتاً جھگڑ پڑے گا اسے میری گرل فرینڈز برداشت نہیں ہوتیں بیوی کیسے برداشت کرے گا۔ خوامخواہ ایک غیر لڑکی کے پیچھے ہم بھائیوں کا رشتہ پہلے سے خراب ہوجائے گا۔" غیر لڑکی کے القاب سے یقیناً اسے ہی نوازا گیا تھا۔ اس کے دل پر کڑی گزری۔

"ایک غریب لڑکی کسی محل میں آ کر خوش رہ ہی نہیں سکتی۔" اس نے اذیت سے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔

"عفنان مجھے دو ماہ کا وقت دیجیے۔ اس وقت کے اختتام پر خود آپ کی فیملی کشمالہ کے گھر آپ کا یہ پرپوزل لے جائے گی۔" اس کا لہجہ بڑا مضبوط تھا۔

"اوکے مجھے تمہاری صلاحیتوں پر شک نہیں کرنا چاہیے۔" وہ مسکرایا جب کہ وہ آہستگی سے اٹھی اور صوفے کی طرف بڑھ گئی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

"مما کیا بات ہے جب سے آیا ہوں دیکھ رہا ہوں آپ کچھ پریشان ہیں۔" وہ سب رات کا کھانا کھانے کے بعد فارغ بیٹھے طوبیٰ شاہ کے ہاتھوں کی چائے سے لطف اندوز ہوتے ہنسی مذاق کررہے تھے کہ اچانک ولید شاہ نے کہا تو وہ جو بڑی بے چینی سے بار بار پہلو بدل رہی تھیں چونک گئیں۔

"نہ...... نہیں تو۔" اب سب نے ان کی طرف دیکھا۔ وہ واقعی پریشان تھیں پارس نے کن انکھیوں سے دیکھا تھا جب آج وہ پہلے دن اتنی پریشان تھیں تو باقی 29 دن کس طرح گزاریں گی۔ پارس کو اندر ہی اندر شرمندگی نے گھیرا۔

"واقعی...... یہ بات تو میں نے بھی محسوس کی تھی۔" چچی نے یکلخت کہا۔

"ارے کچھ نہیں ہوا میں ٹھیک ہوں۔"

"پری ایسا کرو بیٹا آپ اپنی مما کے سر میں تیل کا مساج کردو انہیں اچھا محسوس ہوگا۔" پاپا نے کہا تو وہ اٹھنے لگی۔

"ذرا آرام سے چلو۔" مما نے یکلخت اسے ٹوکا تو اس نے چلنے کی رفتار چیونٹی جیسی کردی واپس آئی تو مما نے منع

کر دیا وہ پاپا کو مساج کرنے لگی۔

"واہ.....واہ مزہ آتا ہے بہت۔"

"پری ذرا آج میرے بھی کردو۔" ولید پاپا کے دائیں طرف آ بیٹھا۔

"وہ تھک جائے گی۔" مما کے یوں کہنے پر پارس نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔

"السلام علیکم۔" اس سے پہلے کہ وہ سب مما کو بھرپور حیرت سے دیکھ پاتے ان کے دماغ سن ہوگئے۔ اس بار پارس بھی حیرت سے منہ پھاڑے رہ گئی کیونکہ عفنان شاہ ساڑھے نو بجے گھر آ گیا تھا۔

"وعلیکم السلام بیٹا میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔" مما کی ساری بے چینی بے قراری خوشی میں ڈھل گئی۔

"جس وقت آپ کی کال آئی میں یہاں سے دور تھا۔"

"کوئی بات نہیں بیٹا۔" مما نے مسکرا کر کہا۔ وہ سب بے حد سنجیدگی سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

"آپ نے مجھے کال کیوں کی سب خیریت تو ہے ناں۔"

"آپ پاپا بننے والے ہو۔" سب اچھل پڑے تھے لیکن عفنان شاہ سن سا انہیں دیکھتا رہ گیا۔

"مجھے لگا مجھے یہ خبر سب سے پہلے آپ کو دینی چاہیے اسی لیے میں نے ابھی تک گھر میں کسی کو نہیں بتائی۔"

"کیا میں چاچا بننے والا ہوں۔" ولید اچھل پڑا۔

"اومیں پھوپو۔" طوبیٰ آگے بڑھ کر پری سے لپٹی۔

"طوبیٰ....." مما یکلخت چیخیں تو سب ہی حیران رہ گئے۔

"بیٹا پری کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ پری بالکل بھی نارمل نہیں ہے۔ ہماری ذرا سی بھی غیر احتیاطی بچے اور ماں کی جان کے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔" سب اس بار سن رہ گئے تھے تو عفنان شاہ نے نظریں گھما کر اسے دیکھا۔ جس کے پورے وجود میں ایک بے چینی تھی۔ مما سب سے پہلے اس خبر پر عفنان شاہ

سے شیئر کریں گی۔ یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

"اب اپنی بیوی کا خیال تمہیں خود رکھنا ہوگا۔ اسے بہت سنبھال کر رکھنا ہوگا ہم لوگ جتنا بھی خیال کرلیں تمہاری طرح نہیں کر پائیں گے۔" عفنان شاہ کی نگاہیں اسے خود پر گڑی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ اس کا جی چاہ رہا تھا وہ پل بھر میں یہاں سے غائب ہو جائے مزید شرمندگی اس سے اٹھائی نہیں گئی تو وہ یکلخت اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"میں آتا ہوں۔" کہہ کر وہ فوراً اس کے پیچھے آ گیا۔ وہ کمرے میں نہیں تھی تب وہ ٹیرس کی طرف کھلنے والے دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ دونوں ہاتھ گرل پر لٹکائے دوسری طرف جھکی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ اس نے بازو سے پکڑ کر جھٹکا دیا تو وہ گرل کافی زور سے اسے لگی۔

"بہت احتیاط کی ضرورت ہے تمہیں۔" وہ اسے اسی طرح جھٹکے سے کھینچتا ہوا اندر کمرے میں لے آیا۔

"سوری عفنان شاہ مجھے نہیں پتہ تھا کہ مما آپ کو بلائیں گی یا اس معاملے کے لیے آپ کو پابند کریں گی۔" اس کی نظریں اٹھ نہیں پا رہی تھیں۔

"یہ کیا ڈرامہ ہے ویسے۔" اس نے اسے بیڈ پر پھینکا۔

"میں نے رابطے کے اختتام کی طرف پہلا قدم بڑھا دیا ہے۔ مجھے لگا آخری قدم تک میں خود چلوں گی مگر مما...... مجھے سمجھ نہیں آرہا انہوں نے آپ کو کیوں بلایا اور وہ......" کچھ خیال آتے ہی وہ یکلخت رکی۔

"اوہ نو......اوہ اب سمجھ آیا۔"

"کیا......؟" وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"جب میں پہلے دن آپ کے گھر والوں سے رابطے بڑھانے کے لیے نیچے اتر کر گئی تھی تو آپ کی مما نے مجھے بہو تو تسلیم نہیں کیا لیکن مجھ سے انہوں نے ایک امید باندھ لی تھی کہ میں آپ کو ان کے نزدیک لے آؤں گی لیکن میں ایک سال گزرنے کے باوجود ایسا نہیں کر سکی آپ کو پتہ ہے پچھلے کئی ماہ سے وہ مجھے ڈاکٹر

کے پاس لے جارہی ہیں تا کہ انہیں یہ خوش خبری مل سکے میرا اور آپ کا ریلیشن تو نہیں جلد ہی پتہ چل جاتا اگر وہ ڈاکٹر جیہ نہیں ہوتی۔"

"ڈاکٹر جیہ۔" وہ بری طرح چونکا اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مجھے لگ رہا تھا کہ وہ محض اپنا پوتا یا پوتی دیکھنا چاہتی ہیں جب آپ نے مجھے بتایا کہ آپ کشمالہ حیدر سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو مجھے لگا کہ اب وقت قریب ہے مجھے اس گھر سے چلے جانا ہے تو میں نے اس رابطے کو ختم کرنے کے لیے یہ پلان کیا۔ مگر مما نے آپ کو کیوں بلایا اور یوں پابند کیوں کیا آپ جانتے ہیں کیوں؟" وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیونکہ وہ اپنے پوتا پوتی نہیں آپ کو اپنے پاس دیکھنے کی خواہش مند ہیں۔ وہ آپ کو گھر میں دیکھنا چاہتی ہیں کیونکہ کوئی بھی شخص ہو وہ کسی کے آگے کبھی نہ جھکے اپنی اولاد کے لئے جھکتا ہے۔ اسی لیے وہ آپ کو آپ کی اولاد سے باندھ کر اپنی اولاد کو اپنے سامنے دیکھنا چاہتی ہیں۔"

"کیا ملتا ہے یار گھر میں؟" اس نے منہ بنایا وہ اپنی نوعیت کا واحد شخص تھا۔ جو گھر سے اتنا بے زار تھا۔

"اور اگر میرے ماں باپ کو میری اتنی ہی چاہت تھی تو مجھے نہیں دینا تھا کسی اور کو انہوں نے جو مجھے ماحول دیا میں اب اس ماحول کا عادی ہو چکا ہوں۔ اکیس سال میں نے امریکہ میں گزارے ہیں اور مجھے اس ماحول کی عادت پڑ گئی ہے یہاں آیا تو مما کو میری ہر بات پر اعتراض، میرے آنے جانے پر میری ڈریسنگ پر میرے دوستوں پر میرے کھانے پینے پر، بس یہی ہوتا ہے اس گھر میں اور مجھے یہ سب پسند نہیں۔ مجھے پابند ہو کر رہنا اچھا نہیں لگتا۔"

وہ بیڈ پر سیدھا ہو کر لیٹ گیا اور آنکھوں پر ہاتھ رکھے وہ انتہا کا بیزار تھا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی اس کے ماں باپ نہیں تھے وہ کتنا ترستی تھی لیکن اس کے پاس تھے اور یہ کتنا بیزار تھا۔

"ایک بات کہوں عضنان شاہ آپ برا تو نہیں مانیں گے۔" جواباً وہ کچھ نہیں بولا۔

"آپ نے زندگی کے اٹھائیس سال آزادی کے ساتھ گزارے ہیں۔ اپنی مرضی سے گزارے ہیں۔ کیا صرف اٹھائیس دن اس گھر کے لیے گزار لیں گے صرف اٹھائیس دن پلیز۔" جانے سے پہلے وہ مما کو یہ خوشی دے جاتی تو شاید اس کی طرف سے ملنے والی تکلیف کا کچھ ازالہ ہو جاتا۔ وہ کچھ نہیں بولا تو وہ مایوس ہو کر وہاں سے اٹھنے لگی۔

"انتیسواں دن نہیں ہوگا۔" اس کی آواز پر وہ یکلخت خوشی سے پلٹی۔

"نہیں ہوگا۔ بالکل نہیں ہوگا۔" وہ سرشاری سے بولی۔ جس وقت مما کا فون آیا تھا وہ کشمالہ حیدر کو چھوڑنے ایئر پورٹ گیا ہوا تھا۔ اس کے کسی رشتے دار کی شادی تھی وہ لندن چلی گئی۔ ایک ماہ بعد اس کی واپسی ہونی تھی اور کشمالہ حیدر کے بعد باہر اس کا دل لگنا نہیں تھا اس کا ارادہ لندن جا کر کشمالہ کو سرپرائز کرنے کا تھا مگر اب نہیں......

❁ ❁ ❁

"مما میرا ناشتہ۔" سیڑھیوں سے اترتے ہوئے اس کا کہنا۔ بس لفظوں کی ذرا سی تبدیلی نے سب کو خوشی سے گنگ کر دیا۔

"کیا لو گے ناشتے میں بیٹا۔" مما فوراً اٹھیں۔ اس نے مسکرا کر وہی بتایا جو روز وہ لیتا تھا۔ ناشتہ ہو گیا تو وہ کھڑا ہو گیا۔

"او کے بائے۔" وہ باہر کی طرف بڑھا۔

"پری یہ بہت بری عادت ہے تم اسے دروازے تک جا کر اللہ کے سپرد کیا کرو۔ ہمیشہ یہیں بیٹھی رہتی ہو۔" چچی کے اس طرح کہنے پر اسے زور سے پھندہ لگا۔

"ہاں یہ تو ہے۔" مما نے بھی تائید کی تو اس کے ساتھ ساتھ ولید طوبیٰ پاپا کی بھی آنکھیں پھٹ گئیں۔ حتیٰ کہ خود عضنان شاہ نے بھی پلٹ کر ان دونوں خواتین کو دیکھا۔ وہ آہستہ سے اٹھی اور اس کے قریب آئی۔

"اللہ حافظ۔ ڈنر پر انتظار کریں گے ہم آپ کا۔"

"پانچ بجے میرے لیے چائے تیار رکھنا۔" اس نے پری سے کہا لیکن اس کی نظریں ممار تھیں جن کے چہرے پر خوشی اور آنکھوں میں آنسو جھلکنے لگے۔ وہ پلٹ گیا۔

"بیٹے نے ایک بار مما کیا کہہ دیا آپ تو سچ مچ کی ساس بن گئیں۔" ولید نے اس شاک سے بمشکل نکلتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ولید بہت بولتے ہو تم۔" اور سب کے منہ کھل گئے۔

"یہ عفنان شاہ تو بڑا بھاری پڑ رہا ہے ہمیں۔" اس نے منہ بنایا تو پری اور پاپا ہنس دیئے۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

"مما ہم پوری احتیاط کریں گے پلیز جانے دوناں ہمیں۔" ولید بری طرح سے تنگ آ چکا تھا۔ مما عفنان شاہ کے لیے ہتھیلی بچھائے ہوئے تھیں اور پورے گھر کو بھی تنگ کیا ہوا تھا۔

"نہیں ولید تم پر اعتبار نہیں کر سکتی میں بہت بچنا ہے تمہارے اندر۔" انہوں نے اسے گھورا۔

"اچھا بس لان تک جانے دیں۔" اصل میں وہ پری کو لے کر واک کرنے جانا چاہتا تھا۔

"ایک بار پہلے بھی تم لان کا کہہ کر پورے علاقے کا چکر لگا کر آئے تھے۔" طوبیٰ کی عقل کا کیا کہنا۔

"تم میرے بارے میں بہت اپ ٹو ڈیٹ معلومات رکھتی ہو۔" وہ چڑا۔

"تو کیا پری کی طرح آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاؤں۔" اس نے کہا تو ولید کے ساتھ ساتھ پری کی بھی آنکھیں پھیل گئیں۔ پھر پری نے مسکراتے ہوئے منہ پھیر لیا مگر ولید نے کافی گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

"دال میں کچھ کالا ہے پری۔" ولید بڑبڑایا تو دونوں نے اس کی عقل کا ماتم کیا۔

"یہ دال تم پر لٹو ہے۔" پری نے مسکرا کر کہا۔ ولید نے آنکھیں گھمائیں تو طوبیٰ نے پری کا آنچل اپنے منہ پر پھیلا لیا۔

"لیکن میں تو نہیں اور فدا ہوں۔" اس نے مسکرا کر چھیڑا۔

"فدا ہونے کا اب حق نہیں بچا۔ بیٹا سارے حقوق طوبیٰ کے نام ہو چکے ہیں۔"

"کیا......؟" اس نے چیخ ماری۔

"جی...... چچی اور مما میں یہ بات طے ہو چکی ہے اب جلد ہی کوئی رسم ادا کی جائے گی۔" انکشاف پر انکشاف وہ دم بخود رہ گیا۔

"مما کو کیا نظر آیا اس میں۔"

"جو تم اندھے کو نظر نہیں آیا۔" ساری شرم بھلا کر وہ غصے سے بولی۔

"پری مجھے آپ کے جیسی لڑکی چاہیے۔ دھیمے مزاج والی۔ اپنے شوہر کا بہت خیال کرنے والی۔ سب گھر والوں سے اتنی محبت کرنے والی۔ ایسی بدتمیز لڑکی نہیں۔" وہ بے بسی سے بولا تو طوبیٰ نے اسے گھور کے دیکھا اور پری کی مسکراہٹ یکلخت غائب ہوگئی۔ خود پر قابو پاتے پاتے بھی کوئی درد چہرے کا حصہ بن گیا۔

"ولید ذرا خبریں تو لگانا بیٹا۔" پری نے چونک کر دیکھا پاپا کے ساتھ عفنان شاہ بھی تھا۔ ولید نے ٹی وی آن کر کے پاپا کو ریموٹ تھمایا۔ عفنان شاہ کا چہرہ بتا رہا تھا کہ "اٹس بورنگ۔"

"پری مما تو اب ہمیں باہر جانے نہیں دیں گی پھر کیا کریں۔" وہ عفنان شاہ کو بغور دیکھ رہی تھی اور وہ ٹی وی میں مصروف تھا۔

"ولید کیرم لے آؤ۔" اس کی نظروں کے تعاقب میں ولید نے دیکھا اور پھر اثبات میں سر ہلایا۔

"عفنان بھائی آئیں ہمارے ساتھ کھیلیں۔" طوبیٰ نے آواز لگائی وہ کیرم کے بجائے لیڈو لے آئی تھی پورے ٹیبل پر لیڈو سیٹ کر دیا تھا۔

"کیا......؟" وہ حیران ہوا۔ پری اور ولید ایک دوسرے کے سامنے تھے۔ جب کہ طوبیٰ کے سامنے جگہ خالی تھی۔

"آئیں ناں یہ دونوں پارٹنر ہیں۔ میرا پارٹنر نہیں ہے آپ آجائیں ناں۔" ولید گوٹیں سیٹ کررہا تھا۔

"یہ کیا بچوں والا گیم ہے۔" اس نے منہ بنایا۔

"آپ آئیں تو ایک بار ہماری مرضی سے کھیلیں۔ اگلی بار آپ کا دل نہ چاہے گا تو ہم نہیں کھیلیں گے۔" پری نے مسکرا کر کہا اور مرضی کا نام آتے ہی وہ کچھ سوچتا ہوا اٹھ گیا۔ پھر جو ولید اور پری نے پارٹنر کے نام پر دھاندلی کی تو طوبیٰ حقیقت میں رو دینے کے قریب ہوگئی تھی۔ عفنان شاہ کو گیم آتا ہی نہیں تھا تو وہ فوری طور پر ان کی دھاندلی کو سمجھ نہیں پایا اور جب تک طوبیٰ اسے سمجھاتی وہ دونوں لڑنے پر آجاتے۔ گیم ختم ہوا پری اور ولید جیت چکے تھے اور اب گیم عفنان شاہ کو سمجھ بھی آگیا تھا۔

"او تم دونوں...... ہمیں بے وقوف سمجھ لیا تھا تم دونوں نے۔" وہ خود دوبارہ گوٹیں سیٹ کرنے لگا۔ تینوں نے معنی خیزی سے ایک دوسرے کو دیکھا کیونکہ عفنان شاہ کو خود پتہ ہی نہیں چلا وہ بچوں والا گیم اب شوق سے کھیلنے چلا تھا۔ مما' پاپا' چچی بھی انہیں دلچسپی سے دیکھنے لگی۔

"واٹ نان سینس۔" اس نے کھیل کے درمیان میں یکلخت پری کا ہاتھ پکڑا۔

"کیا ہوا۔" وہ دونوں چونکے۔

"یہ گرین گوٹ ولید کی ہے یہ تمہارے بلیو دائرے میں پہنچ کر کس طرح سے گیم سے باہر جاسکتی ہے۔"

"اوہ یہ تو واقعی گرین گوٹ ہے یہ یہاں کیسے آئی۔" وہ بڑی معصومیت سے بولی۔ ولید نے فوراً اٹھ کر اس کی بلائیں لیں تو مما پاپا بے اختیار ہنس دیے جب کہ عفنان شاہ نے دونوں کو گھورا۔

"پتہ ہے میں تو ان دونوں کے ساتھ کھیلتی بھی نہیں ہوں بھائی اتنی دھاندلی کرتے ہیں یہ دونوں کہ الامان۔" طوبیٰ نے بھی ان دونوں کو گھورا۔

"اگلے گیم میں یہ دونوں پارٹنر نہیں بنیں گے بلکہ پری میری پارٹنر اور ولید تمہارا پارٹنر۔" اس نے تیسرے گیم کا بھی پلان بنالیا تھا۔ پری نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو چھپایا۔ دوسرا گیم بھی ولید کی ٹیم جیت گئی تھی۔

"اب کل کھیلیں گے۔"

"ہاں میرا تو سر بھی دکھ گیا۔" ولید نے بھی ایکشن دکھائے۔

"تم دونوں کی ایسی کی تیسی۔" عفنان نے ایک جھٹکے سے پری کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔

"بیٹا آرام سے۔" مما کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں وہ توازن قائم نہ رکھ سکی اور اچھی خاصی اس کے قریب کھینچ آئی' سب ہی لمحہ بھر کے لیے سن رہ گئے۔

"بیٹا ڈاکٹر نے بہت زیادہ احتیاط بتائی ہے پری کے لیے اس کی کوئی بھی ٹیسٹ رپورٹ نارمل نہیں ہے پلیز بیٹا خیال رکھو۔" مما کے چہرے پر اتنی پریشانی اضطراب تھا کہ عفنان شاہ کا سر بے اختیار اثبات میں ہلا۔

"اب واقعی باقی کا کھیل کل ہی کھیلنا اب تم لوگ آرام کرو۔" چچی نے کہا تو وہ فرماں بردار بچوں کی طرح اٹھ کر چلتا بنا۔

❀ ...... ❀ ...... ❀ ...... ❀

"پری بڑی بری عادت ڈال دی ہے تم نے مجھے یہ مساج کروانے کی۔" وہ صوفے پر پاپا کے پیچھے بیٹھی مساج کررہی تھی۔ عفنان اور ولید کارڈ کھیل رہے تھے مما سب کے لیے ڈرائی فروٹ لے آئی تھیں سب ہی اس سے لطف اندوز ہورہے تھے پری کے منہ میں خود مما ڈال رہی تھیں کیونکہ اس کے ہاتھ تیل میں ہورہے تھے۔

"پاپا مما یہ عادت ختم کروادیں گی اب جلد ہی۔"

"جی بالکل...... دیکھیں پہلے روز کرواتے تھے اب مما نے ایک دن کا گیپ کروادیا ہے۔ پھر دو دن کا کروائیں گی پھر چار دن اس کے بعد بند کروادیں گی۔" ولید نے ہنس کر کہا۔

"ہاں تو تمہارے باپ کو بھی احساس ہونا چاہئے کہ پری کو میں ہر محنت مشقت سے دور رکھ رہی ہوں اور یہ خوامخواہ......" مما نے خفگی سے پاپا کو دیکھا۔

"نہیں بیگم صاحبہ ایسا نہ کرنا مجھے واقعی پری کی عادت

پڑ گئی ہے۔" پاپا نے قدرے پریشان ہو کر کہا تو مما نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے نخرے پن پر ہنس پڑیں۔

"اچھا بیٹا اب آپ آرام کرو میں بھی سونے جا رہا ہوں۔" پاپا کھڑے ہو گئے۔

"پری ذرا ادھر بھی مساج کر دو۔" مما بھی اسے آرام کی ہدایت کر کے پاپا کے پیچھے چلی گئیں۔ وہ اٹھنے لگی تو ولید نے کہا عفنان شاہ نے نظریں اٹھائیں تو ولید کا عفنان شاہ کی طرف اشارہ کرتا ہاتھ اپنی طرف مڑا۔

"نہیں بس اب میں سونے والی ہوں۔" چونکہ وہ اشارہ سمجھ گئی تھی اسی لیے ہنس پڑی پھر ایک منٹ چپ رہ کر وہ عفنان شاہ کے پیچھے آ گئی۔

"آپ کو مساج کروں۔" اتنی چاہت اور محبت سے کہا کہ اگر وہ کارڈز میں گم نہ ہوتا تو اس کے انداز پر ضرور چونکتا مگر گیم میں محو اس نے صرف نفی میں سر ہلایا اور اس کے بعد چند لمحوں میں بازی پلٹ کر ایک اچھا خاصا جیتا ہوا گیم وہ ہار گیا۔

"دیکھا میں کتنا ٹیلنٹڈ ہوں کوئی بھی مجھے ہرا ہی نہیں سکتا۔" ولید خوشی سے جھومتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور وہ اس بات پر حیران ہوتا ہوا اٹھا کہ وہ ہار کیسے گیا لیکن جونہی اس کی نظر پری پر پڑی اسے سمجھ آ گیا اس کے پیچھے آ کر جو پیار سے مساج کرنے کی درخواست کی گئی تھی تو وہ محض اس کے پتے دیکھنے کے لیے تھی۔

"یہ کیا حرکت تھی۔ تم بہت زیادہ ولید کو سپورٹ کرتی ہو۔" وہ دونوں اس کی خفگی پر ہنس دیئے۔

"ہمارے چھوٹے ہمیں ہرا دیں تو بڑی خوشی ہوتی ہے اس خوشی کو محسوس تو کریں۔" وہ مسکرائی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ تو وہ سر جھٹک کر اس کے پیچھے آ گیا۔ وہ کچھ محسوس نہیں کر پاتا تھا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁
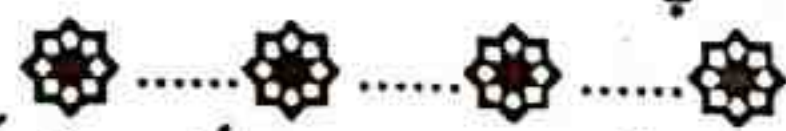
"بھائی...... بھائی جلدی سے باہر آئیں پاپا کو دیکھیں کیا ہو گیا۔" دروازہ بجنے پر پری کی آنکھ کھلی ولید کی آواز پر وہ بوکھلا کر اٹھی تیزی سے اپنا دوپٹہ لیا اور تکیہ اٹھا کے بیڈ پر پھینکا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تب تک عفنان بھی اٹھ بیٹھا تھا۔

"کیا ہوا ولید؟"

"پاپا کی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔" وہ پلٹ گیا تو وہ دونوں اس کے پیچھے بھاگے۔

"تم گاڑی نکال ولید میں پاپا کو لے کر آتا ہوں۔" پاپا ہارٹ پیشنٹ تھے یہ اسے ابھی ابھی پتہ چلا تھا۔

"مجھ سے گاڑی ڈرائیو نہیں ہو گی۔" ولید تو بچوں کی طرح بی ہیو کر رہا تھا۔ عفنان تیزی سے باہر بھاگا گاڑی پاس لایا تب تک ولید مما کے سہارے پاپا کو لا رہا تھا اس نے آگے بڑھ کر دونوں بازوؤں میں پاپا کو اٹھا کر پچھلی سیٹ پر لٹایا' مما کے بیٹھتے ہی گاڑی لے کر نکل گیا۔ ولید اور پری پیچھے اپنی گاڑی میں گئے۔ پاپا کو فوراً آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا۔

"بھائی پاپا ٹھیک تو ہو جائیں گے ناں۔" ولید ہراساں اس سے لپٹ گیا اور اس نے شاید پہلی بار اپنی ذمہ داری کو محسوس کیا اس نے ولید کو اپنے بازو کے گھیرے میں لے لیا۔

"پاپا بالکل ٹھیک ہو جائیں گے تو فکر مت کرو۔" تھوڑی دیر بعد پاپا کے نارمل ہونے کا بتایا گیا تو ان سب کی جان میں جان آئی۔ عفنان شاہ اور مما اندر روم میں پاپا کے پاس چلے گئے تو پری اور ولید باہر ہی رہ گئے زیادہ لوگوں کو اندر جانے کی ابھی ڈاکٹر نے اجازت نہیں دی تھی۔

"ولید یہ کیسا بچپنا ہے پاپا کی پہلی بار تو طبیعت خراب نہیں ہوئی تھی۔" اس نے حیرت سے ولید کو دیکھا افسردہ سا ولید آہستہ سے مسکرایا۔

"پری عفنان کی موجودگی میں مجھ لگ رہا تھا جیسے میں چھوٹا سا بچہ ہوں۔ وہ ہے ناں میرا بڑا بھائی وہ سب سنبھال لے گا۔ مجھے ایک انوکھا سا احساس ہو رہا تھا آپ کے پاس بڑا بھائی ہو یہ کیسی بے فکری کا احساس ہوتا ہے مجھے آج محسوس ہوا پری۔" وہ اس کی طرف مڑا اس کی

خطرناک حد تک پیلی رنگت دیکھ کر وہ اچھل پڑا۔

"پری...... کیا ہوا؟" وہ بوکھلا گیا اس کا لرزتا بدن کپکپاتے ہونٹ دہشت زدہ نگاہیں اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتا وہ بے ہوش ہوگئی پر اس کے بے ہوش ہو کر گرنے سے پہلے اسے کسی نے سہارا دیا۔

"آپ ہوا ان کے شوہر۔" عفنان شاہ کو کمرے سے نکلتے دیکھ کر ڈاکٹر نے غصے سے ولید سے پوچھا۔

"نہیں بھابی ہیں میری۔"

"وہ میری پیشنٹ ہے۔ میں نے آپ کی مدر کو بتایا تھا کہ انہیں کتنی احتیاط کی ضرورت ہے پھر یہ کیا تھا انہیں کچھ ہوگیا تو کون ذمہ دار ہوگا۔" ڈاکٹرنی انتہائی غصے میں تھی۔ وہ اسے پاپا کے برابر والے روم میں لے آئی تھی۔

"اصل میں ہمارے پاپا کی طبیعت خراب ہے ہم انہیں ہی لے کر آئے تھے کہ اچانک بالکل ٹھیک بیٹھی بھابی ایک دم سے گر پڑیں۔" ولید کی پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی جب کہ عفنان شاہ اطمینان سے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"اوہ سوری مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ کے والد کی طبیعت خراب ہے مگر ان کے لیے کوئی پرابلم ان کی جان کو خطرہ ہے۔" ولید کا منہ کھل گیا۔

"اگر اس وقت میں ان کو گرنے سے نہ بچاتی تو امید ہے کہ آپ کو اس وقت ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا۔" ڈاکٹرنی کا لہجہ پیشہ ورانہ تھا لیکن ولید کا سانس رک گیا۔

"ابھی تو یہ ٹھیک ہیں ہوش آجائے تو آپ انہیں گھر لے جائیں۔"

"ولید تم یہاں رکو میں مما سے کہہ دیتا ہوں کہ میں نے پری کو تمہارے ساتھ گھر بھیج دیا ہے۔" عفنان شاہ نے کہا تو ولید چونکا۔

"آپ بھابی کے پاس رکیں میں مما سے یہ کہہ دوں گا۔" وہ ہراساں چہرہ اور آنکھوں میں نمی لیے باہر نکل گیا۔

"میرا بھائی پہلے ہی پریشان تھا اس وقت اس طرح کی سچویشن کری ایٹ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" وہ غصے سے ڈاکٹر جیہ کی طرف پلٹا۔

"تمہیں لگ رہا ہے یہ بے ہوشی کا ڈرامہ کر رہی ہے۔" اس کا بس نہ چلا ورنہ وہ عفنان شاہ کے تھپڑ مار دیتی جو شاید کبھی لوگوں کو سمجھ نہیں سکتا۔

"یہ سچ مچ بے ہوش ہوگئی ہے کیونکہ اس نے یہاں ڈاکٹر نوید کو دیکھ لیا تھا' اور اسے دیکھنے کے بعد اس کے دل کی دھڑکن تک بند ہوسکتی ہے۔ سمجھ میں آئی بات۔" اس نے غصے سے کہا اور دروازے کی طرف بڑھی۔

"بہتر یہی ہوگا کہ اسے یہاں سے ابھی لے جاؤ۔" عفنان یکلخت چونکا یہ وہی اسپتال تھا جہاں وہ کشمالہ حیدر کو لایا تھا۔ پھر ڈاکٹر جیہ خود ہی دو نرسوں کو لے آئی ان کی مدد سے اس نے خود ہی اسے عفنان شاہ کی گاڑی میں لٹایا۔ وہ اسے گھر لے آیا۔ جیہ نے اسے سکون آور انجکشن لگا دیئے تھے جس کی وجہ سے وہ صبح اٹھی تھی خود کو اپنے بیڈ روم میں دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔ عفنان شاہ واپس اسپتال چلا گیا تھا۔

"کیسی طبیعت ہے پری۔" طوبیٰ کی آواز پر وہ چونکی۔

"عفنان بھائی رات کو آپ کو گھر لائے تھے کہہ رہے تھے وہاں آپ کی طبیعت خراب ہوگئی تھی اور اس بات کا تائی امی کو پتہ نہ چلے اسی لیے وہ آپ کو گھر لے آئے مگر وہ خود تایا ابو کی طرف سے بھی اتنے پریشان تھے سو مجھے آپ کے پاس بھیج کر وہ واپس اسپتال چلے گئے۔"

"طوبیٰ مجھے پاپا کے پاس جانا ہے۔" وہ بیٹھتے ہوئے بولی۔

"تایا ابو کو ڈسچارج کردیا گیا ہے وہ واپس آرہے ہیں۔" طوبیٰ نے تسلی دی۔ "آپ فریش ہوجائیں پھر ہم ناشتہ کرتے ہیں۔" طوبیٰ نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

❁......❁......❁......❁

"پاپا میں بہت ڈر گیا تھا آپ کی طبیعت دیکھ کر۔" ولید ان کے دائیں طرف اور عفنان شاہ ان کے بائیں

قریب تھا۔ اس کے گھر والوں کے درمیان جو فاصلہ تھا اسے طے ہونے میں شاید برسوں لگ جاتے لیکن پاپا کی طبیعت نے جیسے وہ طویل فاصلہ ایک ہی جست میں طے کروا دیا تھا۔ وہ آج گھر سے باہر ہی نہیں گیا مسلسل پاپا کے ساتھ تھا۔

''اگر عفنان نہیں ہوتا تو شاید میں بھی بہت پریشان ہو جاتی اس ولید نے تو بالکل حد کر دی آپ کی طبیعت خراب ہوئی تو میں نے اسے آواز دی لیکن یہ تو صرف آپ کو دیکھ کر ہی اتنا بوکھلا گیا کہ حد نہیں۔ میرے بچے نے ہی پھر سب کو سنبھالا۔'' مما کے لہجے میں عفنان شاہ کے لیے بے پناہ فخر تھا۔

''مما سچ بتاؤ میں آپ کا سگا نہیں ہوں کیا۔'' ولید یک دم مصنوعی خفگی سے بولا۔

''سگے کیوں نہیں ہو تم۔ اتنی تو تعریف کرتی ہیں وہ تمہاری جب عفنان بھائی نہیں ہوتے تھے تب بھی تو تم ہی سنبھالتے تھے پھر [illegible]

تھے۔'' طوبیٰ شاہ اور اس کی [illegible] اور عفنان شاہ نے اسے بڑے غور سے دیکھا فاصلے کچھ اور کم ہوئے تھے۔

''یہ پری کہاں ہے ناشتے کے بعد سے نظر نہیں آئی۔'' چچی نے کہا تو ولید چونکا۔

''مما وہاں پری بے ہوش ہو گئیں تھیں ڈاکٹر اتنا غصہ کر رہی تھیں مجھ پر پھر میں نے انہیں بتایا کہ والد کی طبیعت خراب ہے تو......''

''کیا......! یا اللہ ولید تم مجھے اب بتا رہے ہو۔'' مما نے اسے گھور کے دیکھا اور تیزی سے اٹھیں مگر تبھی وہ ایک ٹرے اٹھائے اندر آئی۔

''پاپا میں نے آپ کے لیے سوپ بنایا ہے آپ ٹرائی کریں میں نے آپ کی طبیعت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی تیاری کی ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے ٹرے کو ٹیبل پر رکھا۔

آرام کی ضرورت ہے بتاؤ کیا چاہتی ہو تم...... میں چاہتی ہوں کہ آپ [illegible] وہ سب بھی چونک گئے تھے اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی اور چہرے پر تکلیف پھیلتی چلی گئی وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

''کلثوم یہ کیا طریقہ ہے بچی پہلے ہی پریشان ہے اور آپ بھی ایسا رویہ رکھیں گی تو بھلا کون دیکھے گا اسے۔'' پاپا نے آہستہ آواز میں سرزنش کی تو مما کے بھی لب بھینچ گئے ان سے واقعی زیادتی ہوگئی وہ فوراً باہر نکلیں وہ ڈائننگ ہال کی ٹیبل پر سر رکھے بری طرح رو رہی تھی۔

''پری۔'' وہ شرمندہ ہوئیں۔

''مما میں آپ کو کبھی تکلیف دینا نہیں چاہتی تھی۔ آئی ایم سوری مما آئی ایم ریلی سوری میں آپ کی تکلیفوں کا باعث بن رہی ہوں۔'' وہ ان سے لپٹ گئی اور انہیں افسوس ہوا۔ وہ بے چاری آخر کتنی احتیاط کرے۔ انہیں بہت افسوس ہوا پھر اس کی مسکراہٹ پھیکی پھیکی سی ہونے لگی وہ سب کے درمیان بیٹھ کر بھی وہاں ہوتی نہیں تھی۔ [illegible] وہ ذہنی طور پر نارمل نہ ہو پائی تو ان کی ہر احتیاط بے کار ہے انہوں نے مل کر ولید اور طوبیٰ کی شادی کی تیاری شروع کر دی یہ تیاریاں اسے واقعی ذہنی پریشانی سے نکال لائیں۔

''طوبیٰ کے ڈریسز کے لیے کچھ ڈیزائنر کی البم منگوائی ہے۔'' انہوں نے البم اس کے سامنے رکھے۔ یہ سب ایک دلچسپ مرحلہ ثابت ہوا اس کی جیولری کپڑے ہر چیز کی تیاری کروانے مختلف لوگ گھر آنے لگے تھے وہ واقعی ہر فکر سے آزاد ہو گئی تھی مما نے بھی احتیاط جیسے ڈائیلاگ کم کر دیئے کیونکہ وہ خود بھی بہت زیادہ احتیاط کرنے لگی تھی۔ بظاہر وہ جتنی خوش اور مصروف تھی حقیقتاً ایسا نہ تھا ہر دن ڈوبتے سورج کے ساتھ اس کے اندر بھی کچھ ڈوب رہا تھا۔ ان سب کو دھوکہ دینے کا گناہ ہر گزرتے دن کے ساتھ قریب سے قریب ہو رہا تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ مر جائے مگر مرنا آسان ہوتا تو وہ تب ہی مر چکی ہوتی۔ جب عفنان شاہ اسے اس گھر میں لایا تھا۔ [illegible]

''تمہیں سمجھ نہیں آ رہی [illegible] صرف احتیاط [illegible]

عفنان شاہ کو پا کر خوش تھیں ولید کی شادی کی تیاریوں کے ہر کام میں مما عفنان شاہ کو شامل کر رہی تھیں ابھی شادی کی تاریخ فائنل نہیں ہوئی تھی لیکن ولیمہ کہاں ہونا ہے اور بارات کس ہال میں جانی ہے سب فائنل ہو چکا تھا۔

"آج سے ٹھیک نو دن بعد جب عفنان شاہ واپس اپنی روٹین پر لوٹے گا تب میرے پاس گھر والوں کو دینے کے لیے ایک ریزن کا ہونا ضروری ہے ایک ایسا ریزن جو عفنان شاہ اور کشمالہ کے درمیان سے ہر رکاوٹ کو دور کردے۔" اکیسواں دن شروع ہو چکا تھا۔ وہ پہلے دن سے روز عفنان شاہ کو دروازے تک چھوڑنے آتی تھی آج بھی آئی تھی۔

"اللہ حافظ۔" اس نے ہونٹوں کو مسکراہٹ کے اسٹائل میں پھیلایا ضرور تھا لیکن وہ مسکرائی نہیں تھی۔

"اللہ حافظ۔" وہ آگے بڑھ گیا' وہ وہیں کھڑی رہی آج ولید کو بھی جلدی جانا تھا سو وہ بھی اٹھ کر آ گیا۔

"اللہ حافظ بڑی اپنا خیال رکھنا۔" اس نے پھر مسکرانے کی پوری کوشش کے ساتھ سر ہلایا۔

ولید اپنی اور عفنان اپنی گاڑی لے جا چکے تھے اس کے باوجود گھر میں چار گاڑیاں تھیں۔ طوبیٰ اور پاپا کے جانے کے بعد وہ کھڑی ہوئی۔

"مما میرے سر میں درد ہو رہا ہے اور مجھے کچھ چکر سے محسوس ہو رہے ہیں' میں اپنے کمرے میں آرام کرتی ہوں۔"

"اوہ..... ٹھیک ہے بیٹا آپ آرام کرو زیادہ طبیعت خراب ہے تو ڈاکٹر کو بلا لیں۔" مما یک دم سے گھبرائیں۔

"نہیں مما میں آرام کرتی ہوں معمولی سا سر درد ہے بس۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بہت آرام سے سیڑھیاں چڑھنے لگی مما فکر مندی سے اسے دیکھ رہی تھیں وہ اوپر پہنچ گئی بس ایک سیڑھی باقی تھی وہ تبھی پلٹی تھی۔

"مما میرے لیے دودھ......" لیکن اس کا پیر مڑ گیا اس کے ساتھ مما کی بے ساختہ چیخ نکل گئی مگر مما کی چیخ بھی اسے لڑھکنے سے بچا نہ سکی اس نے خود کو بچانے کے لیے گرل کو پکڑنا چاہا تھا مگر ساتھ رکھے گل دان پر ہاتھ لگا اور وہ اس کے ساتھ لڑھکتا ہوا نیچے آ گیا تھا آخری سیڑھی پر وہ اپنے حواس کھو چکی تھی۔ گل دان اس کے سر پر لگا تھا۔ مما کی چیخوں سے ملازمین اور چچی آ گئیں تھیں مما اس کا سر اپنی گود میں رکھے اس کے چہرے کو تھپتھپا رہی تھیں چچی نے تیزی سے اپنا دوپٹہ اس کے سر پر باندھا جہاں سے خون نکل رہا تھا ڈرائیور نے جلدی سے گاڑی نکالی۔

"مما......" وہ جو گھر پر اپنی بھول جانے والی فائل لینے آیا تھا یہ منظر دیکھ کر سن کھڑا تھا۔

"عفنان جلدی سے دیکھو میری بچی کو کیا ہو گیا ہے۔" مما بلک رہی تھیں اس نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا وہ لوگ اسے قریبی ہاسپٹل لے آئے تھے۔

"آپ کی بہو اب بہتر ہے اس کے سر کی چوٹ کافی گہری ہے۔ لیکن پھر بھی خطرے سے باہر ہے۔" ایک گھنٹے بعد ڈاکٹر نے بتایا۔

"ڈاکٹر ہماری بہو پریگننٹ ہے اور ڈاکٹرز نے اسے بہت زیادہ احتیاط بتائی تھی۔" چچی نے یکلخت کہا یقیناً وہ اس طرف سے بھی مطمئن ہونا چاہتی تھیں۔

"مسز عفنان پریگننٹ ہے؟" ڈاکٹر نے حیرت سے چچی کو دیکھا۔ عفنان کے لب بھینچ گئے۔

"ڈاکٹر اس مریضہ کو دیکھیں جلدی۔" اسی پل نرس باہر آئی تو وہ سب چونکے۔ ڈاکٹر تیزی سے اندر پلٹ گئی تھی پھر وہ کافی دیر سے باہر آئی لیکن اس نے اس بار عفنان شاہ کو بڑے غور سے دیکھا۔

"آپ ان کے شوہر ہیں۔" وہ کچھ نہیں بولا ڈاکٹر کے انداز نے اسے چونکا دیا تھا۔

"میں اس کی ساس ہوں اور یہ ہی شوہر ہے۔" مما نے دھڑکتے دل کے ساتھ کہا۔

"آپ لوگوں کے لیے ایک افسوس ناک خبر ہے آپ کی بہو کبھی ماں نہیں بن سکتی۔" اس کا انداز پروفیشنل تھا لیکن عفنان شاہ کے لیے اس کی آنکھوں میں رشک تھا۔ مما بیٹھتی ہی چلی گئیں چچی نے انہیں تیزی سے سہارا دیا۔

"ویری لکی مین۔ میں نے تمہاری بیوی جیسی لڑکی آج تک نہیں دیکھی۔" وہ قریب آ کر آہستہ سے بولی تو وہ چونکا۔

"ویسے اس کا خیال رکھنا اس کے سر پر آٹھ ٹانگے لگے ہیں۔" وہ آگے بڑھ گئی۔

"بھابی پلیز خود کو سنبھالیں آپ ایسا کریں گی تو باقی سب کو کون دیکھے گا۔" مما اب ہچکیوں سے رونے لگی تھیں چچی نے ولید طوبیٰ کو فون کر دیا تھا وہ سب تھوڑی دیر بعد وہاں پہنچ گئے اور اداسی کی چادر پورے گھر نے اوڑھ لی رات کو طوبیٰ اور ولید وہاں رک گئے تھے صبح وہی دونوں اسے گھر لائے تھے۔ مما نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔

"مت ہاتھ لگائیں مجھے۔" اس نے جھٹکے سے مما کو خود سے الگ کیا۔ "میں نے مار ڈالا اپنے بچے کو قاتل ہوں میں۔ میں نے مار ڈالا۔" وہ دھاڑے مار کر روتے ہوئے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گئی۔

"پری...... پری......" سب ہی بھونچکا رہ گئے مگر اس کی ذہنی حالت ابتر ہوتی چلی گئی وہ سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔ وہ خود بھی روتی رہی گھر والوں کو بھی رلاتی رہی۔

"پری پلیز سنبھالیں خود کو...... مجھے پتہ ہے آپ کی تکلیف بہت بڑی ہے، ہم وہ درد محسوس بھی نہیں کر سکتے جو آپ کو ہو رہا ہے لیکن ہم آپ سے بہت پیار کرتے ہیں اور آپ کو اس حال میں دیکھ کر جو تکلیف ہمیں ہو رہی ہے وہ آپ نہیں سمجھ سکتی، پلیز پری ٹھیک ہو جائیں۔" ولید اس کے لیے کھانا لایا۔ آج دوسرا دن ہو چکا تھا اس نے کچھ نہیں کھایا تھا ولید نے زبردستی نوالہ اس کے منہ میں ڈالا مما بھی آ گئیں تھیں ان سے اس کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ اس نے رونا بند کر دیا تھا وہ چپ ہو گئی تھی بالکل چپ لیکن اس کی طرف سے سب اتنے پریشان تھے کہ کسی نے بھی عفنان شاہ پر دھیان تک نہیں دیا تھا۔ پانچ دن گزرے تو سب کچھ معمول کے مطابق ہونے لگا مگر خاموشی کے ساتھ ہاں ایک تبدیلی آئی اب وہ عفنان شاہ کے پیچھے اسے اللہ حافظ کہنے نہیں جاتی تھی۔ عفنان پانچ بجے شام گھر آ جاتا تھا۔ انتیسواں دن تھا رات نو بج چکے تھے مگر وہ نہیں آیا اور وہ جو پچھلے آٹھ دن سے بالکل چپ تھی مما کے پاس چلی آئی۔

"مما آپ کے پاس لیٹ جاؤں۔" مما اور چچی ساتھ تھیں چونک کر اسے دیکھا۔

"آؤ بیٹا۔" وہ آ کر ان کی گود میں سر رکھ کر نیچے بیٹھ گئی۔

"مما عفنان جلدی آنے لگے تھے ہمارے ساتھ رہنے لگے تھے کتنا اچھا لگتا تھا ناں۔"

"وہ ابھی آ جائے گا بیٹا کسی ضروری کام میں پھنس گیا ہوگا۔" مما کو لگا وہ خود کو اکیلا محسوس کر رہی ہے انہیں عفنان پر غصہ آیا جو جانے کیوں اب تک نہیں آیا تھا۔

"وہ آ بھی جائیں مما تو میرے پاس انہیں دینے کے لیے ہے ہی کیا۔"

"پری......" مما کے ساتھ چچی بھی چونکیں۔

"ایسا نہیں کہو بیٹا۔"

"کیوں نہیں کہوں مما میں نے ان کی قیمتی چیز کی حفاظت نہیں کی۔ میں نے ان کی خوشی کی حفاظت نہیں کی وہ اب میرے پاس کیوں آئیں اور اگر وہ آ بھی جائیں تو مجھے ان کی ہمدردی نہیں چاہیے۔ میں انہیں کچھ نہیں دے سکتی مما میں انہیں ایک اولاد تک نہیں دے سکتی ایک اولاد......" وہ رونے لگی۔

"پری۔" مما کو تکلیف ہوئی۔

"مما انہیں آپ اور میں مل کر بھی باندھ نہیں سکے انہیں ان کے بچوں نے باندھ لیا تھا مگر اب میں نے اپنی بندھن کو کھو دیا، میں نے انہیں کھو دیا......" وہ پھر رو رہی تھی اور مما چچی نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

"عفنان بیٹا یہ جو اچانک سے ایک برا حادثہ ہو گیا ہماری زندگی میں اس سے سب سے زیادہ اثر آپ اور پری پر ہوا ہے۔ ہم لوگ سوچ رہے تھے کہ ولید کی شادی کی ڈیٹ فائنل کر لی جائے تاکہ پری کو خود کو سنبھالنے کا موقع

ملے۔'' مما نے ناشتے کی ٹیبل پر کہا۔
''آپ جو چاہیں کریں مما ایسے مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں۔'' پری نے اس سے جو دو ماہ کا وقت لیا تھا اسے ختم ہونے میں ابھی ایک ہفتہ باقی تھا۔
''بیٹا وقتی طور پر تو ہم ولید کی شادی سے خود کو بہلا لیں گے لیکن بیٹا آپ کا جو نقصان ہوا ہے...... بیٹا آپ میرے بڑے بیٹے ہو میرے گھر کے وارث...... بیٹا دیکھو اگر پری کا صرف مس کیرج ہوا ہوتا تو میں کبھی آپ سے ایسے نہیں کہتی۔'' مما کی ہچکچاہٹ پر وہ قدرے چونکا۔
''امید ہے بیٹا آپ میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو گے اور مجھے غلط نہیں سمجھو گے۔'' مما نے رک کر اسے دیکھا۔
''مما آپ کو جو کہنا ہے کہیں میں آپ کی بات کا ہرگز برا نہیں مانوں گا۔''
''بیٹا میں چاہتی ہوں آپ دوسری شادی کرلیں۔''
''مما...... یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ پلیز مما پری آپ کی بیٹی جیسی ہے۔ پلیز اس کا تو خیال کریں۔'' وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پری نے چونک کر اسے دیکھا۔
''یہ میں نہیں چاہتی ولید' پری نے مجھ سے یہ سب کہنے کے لیے کہا ہے۔'' مما کی بات پر ولید نے چونک کر اور عفنان نے بنا چونکے پری کی طرف دیکھا۔
''واٹ ربش پری آپ ایسا کیسے کہہ سکتی ہیں۔'' وہ غصے سے بولا۔
''تم نے کبھی عفنان شاہ کے ساتھ میرے جیسی لڑکی نہیں سوچی تھی ناں۔ قدرت نے سمجھو ایک موقع دیا ہے بالکل ویسی لڑکی لانے کا جیسی تم نے سوچی تھی۔'' وہ کھڑی ہوکر بہت آہستگی سے بولی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ پیچھے ولید سن رہ گیا۔ اس کے بعد ولید کی شادی کی ڈیٹ فائنل کرلی گئی مگر عفنان شاہ نے فی الحال جواب نہیں دیا تھا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

''عفنان آپ مما کو کشمالہ کے بارے میں کیوں [illegible]

نہیں بتا رہے؟'' ایک ہفتے بعد وہ اسے جاتی ہوئی گی۔
''تمہارے سر کے ٹانکے اب کیسے ہیں۔'' ڈیڑھ ماہ بعد اسے پوچھنے کا خیال آیا۔ آخری دو ٹانکے پیشانی تک آرہے تھے کنپٹی کی سائیڈ پر غور سے دیکھنے پر چوٹ کا نشان واضح ہوتا تھا۔
''اب تو بہتر ہیں لیکن آپ مما کو بتائیں وہ کشمالہ کے گھر جانا چاہتی ہیں۔'' اس کی بے چینی بڑھنے لگی تھی۔ عفنان شاہ نے اسے دیکھا پھر وہ بیڈ کے دوسری طرف آبیٹھا۔
''مما نے ولید کی شادی کی ڈیٹ فکس کردی ہے ہر دن اس کے لیے بے حد انمول ہے بے حد خوشی کا دن اور میں ان خوشی کے دنوں میں کوئی کڑواہٹ نہیں ڈالنا چاہتا۔'' وہ اس کی بات پر حیرانگی سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔
''عفنان آپ کو لگتا ہے کہ آپ کی خوشیاں آپ کے گھر والوں کی خوشیوں میں کڑواہٹ ہیں...... آپ اپنے گھر والوں کو ایسا سمجھتے ہیں؟'' بے پناہ تاسف آ گیا اس کی نظروں میں کتنا عجیب انسان تھا وہ اپنے گھر والوں کو ہی نہیں سمجھتا تھا۔
''ہاں...... میری خوشی میرے گھر والوں کے لیے کرواہٹ ہے اور یہ تمہاری وجہ سے ہے۔'' عفنان شاہ کی ایسی صاف گوئی پر اس کے لب بھنچ گئے۔
''اگر تم نہیں ہوتیں یا تم نے ان سے برا رویہ رکھا ہوتا تو آج میری خوشی ان کی خوشی ہوتی لیکن اب معاملہ دوسرا ہے میرے گھر والوں کو مجھ سے زیادہ تمہاری چاہت ہے ان کے لیے میری خوشی سے زیادہ اہم تمہاری خوشی ہے۔ بظاہر تو سب کو یہی لگتا ہے کہ تم ایک عظیم عورت ہو جو اپنے شوہر کے لیے خود ہی دوسری بیوی کی تلاش میں ہے تو ایسی عظیم عورت کے لیے ولید نے مجھ سے ریکویسٹ کی ہے کہ میں اس کی شادی کو تمہیں بھرپور طریقے سے انجوائے کرنے دوں کیونکہ اسے لگتا ہے تم پہلے ہی پوری لگن سے میری دوسری شادی کروانا چاہتی ہو مگر میری دوسری بیوی کے [illegible] آنے کے بعد تم [illegible] دل سے خوش نہیں [illegible]۔''

عضنان شاہ کہے جا رہا تھا اور ولید کی اس چاہت پر اس کی آنکھیں نم ہوتی چلی گئیں وہ رخ پھیر گئی۔

"اسی لیے میں نے مما کو کچھ نہیں کہا۔ ولید کی شادی ہو جائے پھر میں مما کو کشمالہ کے گھر لے جاؤں گا کیونکہ اگر میں نے ابھی مما کو کشمالہ کے بارے میں بتا دیا تو ولید کو لگے گا میں نے اس کی بات نہیں مانی اور خوامخواہ تمہاری وجہ سے ہم بھائیوں کے درمیان دوری بڑھ جائے گی۔" وہ ولید کی چاہت میں یوں گم تھی کہ عضنان شاہ کی بات پر اسے زیادہ تکلیف تک نہیں ہوئی۔ وہ پہلے بھی بہت دل سے ولید طوبیٰ کی شادی میں حصہ لے رہی تھی اب تو پورے دل و جان سے شریک تھی۔ مما اس کے لیے بہترین تیاری کروا رہی تھیں وہ مما کو منع کیے جا رہی تھی کہ اتنے بھاری کپڑوں میں اسے الجھن ہوگی مگر مما اس کی ایک نہیں سن رہی تھیں۔

"اپنی وائف سے ملواؤ عضنان۔" وہ اس کے دوست کی بیوی تھی۔

"وہ ضرور ملوائے گا...... اگر آج کی تاریخ میں اس کی بیوی فارغ ہوئی تو۔" اس کے دوست نے ہنس کر کہا۔

آج ولید طوبیٰ کی مایوں کی تقریب تھی اور ان کی رسم کے بعد مما پاپا طوبیٰ ولید کے فرینڈ اور فیملی، رشتے داروں کے بیچ وہ سینٹر آف اٹریکشن بن گئی تھی۔ ابھی مما اسے کسی سے ملوا رہی ہوتیں تو پاپا اس کا ہاتھ تھام کر اپنے کسی دوست سے ملوانے لے جاتے۔ ان کی ملاقات مکمل ہونے سے پہلے ولید لے جاتا طوبیٰ لے جاتی۔

"ویسے عضنان ایک بات ہے تمہاری وائف ہے بہت خوب صورت۔" دوسرے دوست کی بیوی نے کہا اور سب نے تائید میں سر ہلایا۔ اس بات پر جن کی اس کی طرف پشت تھی انہوں نے بھی سر گھما کر اس کی بیوی کو دیکھا اور اس نے نظر اٹھا کر دیکھنے کا تکلف بھی نہیں کیا کیونکہ جن نگاہوں میں کوئی بس جائے پھر دوسرا کوئی بھی نہیں سما سکتا اور اس کی نگاہوں میں کشمالہ بس چکی تھی تو پارس کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔

"ارے اس کلثوم کو دیکھو بڑی بہو کے لاڈ ہی ختم نہیں ہو رہے ہیں اس کے تو......" عضنان وہاں سے اٹھنے لگا تھا کہ پچھلی سیٹ سے ایک خاتون کی آواز آئی۔

"ہاں...... حالانکہ اب تو چھوٹی بہو کے نخرے اٹھانے کا وقت ہے مگر بڑی بہو کو ہی لے کر گھوم رہی ہیں۔" دوسری خاتون بولیں۔

"اور اب تو اتنی بورنگ ہوگئی ہے کہ ہر بات چھوڑ کر اپنی بہو کی تعریفیں ہی کرتی ہے۔" عضنان شاہ کے ساتھ بیٹھے دوست نے اسے معنی خیزی سے دیکھا وہ آوازیں یقیناً اسے بھی آ رہی تھیں۔

"ویسے ہے تو تعریف کے قابل ابھی ربیعہ (چاچی) نے بتایا کہ وہ اپنے شوہر کی دوسری شادی کروا رہی ہے تو ابھی تک عضنان نے ہی کوئی لڑکی سلیکٹ نہیں کی ورنہ آج ولید کے ساتھ عضنان کی بھی شادی ہوتی۔" جہاں اس کا دوست اچھلا تھا وہاں پیچھے ٹیبل پر بیٹھی ساری خواتین حیران ہوئیں۔

"مگر وہ شادی کروا کیوں رہی ہے؟" مشترکہ سوال ہوا۔

"ربیعہ نے بتایا ہے کہ وہ کبھی ماں نہیں بن سکتی۔"

"تو کوئی بچہ اڈاپٹ کرلے۔" مطمئن مشورہ آیا۔

"یہ مڈل کلاس لڑکیوں کو ہیروئن بننے کا کچھ زیادہ ہی شوق ہوتا ہے۔" کسی نے کہا اور سب خواتین ہنسنے لگیں۔

"کیا یہ سب سچ ہے عضنان؟" اس کے ساتھ بیٹھے دوست نے حیرت سے پوچھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا اسے سب سے ملواتی مما ان کی ٹیبل کے قریب آ گئیں۔

"ہیلو آنٹی۔" اس کے دوست کی وائف کھڑی ہوئی۔

"ہیلو بیٹا کیسی ہو۔" مما نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"جی آنٹی فائن۔"

"اس سے ملو یہ پری ہے میری بہو۔" مما مسکرائیں۔

"آپ کی بہو بہت پیاری ہے بہت خوب صورت

بھی۔‘‘ اس کے یوں کہنے پر مما کے ساتھ پری بھی کھل کر مسکرائی۔

’’اور پری یہ عضنان کے دوست سعد کی بیوی حرا۔‘‘ مما کے تعارف پر اس کی مسکراہٹ ایک آن میں غائب ہوئی اور وہ نامحسوس انداز میں ٹیبل سے ایک قدم پیچھے ہوئی کیونکہ جس چیئر کے قریب وہ کھڑی تھی عضنان اس پر ہی موجود تھا۔

’’آپ یہاں بیٹھیں ہمارے ساتھ...... ہم آپ کی کمپنی کے زیادہ حق دار ہیں۔‘‘ حرا نے بے تکلفی سے اس کا ہاتھ تھام کر عضنان کے ساتھ والی چیئر پر بٹھایا۔

مما مسکرا کر کسی کی آواز پر ایکسکیوز کرتی آگے بڑھ گئی تھی جبکہ حرا ٹیبل پر باقی موجود لوگوں کے تعارف کروا رہی تھی۔ عضنان کے دوستوں کے درمیان اس پر بے پناہ گھبراہٹ طاری تھی۔ دانتوں کی نمائش کو اگر مسکراہٹ کہا جاتا تو وہ مسکرا رہی تھی۔

’’عضنان بہت لکی ہے کہ اسے آپ جیسی وائف ملی۔‘‘ عضنان شاہ کے برابر والی سیٹ پر بیٹھے شخص نے کہا تو اس کی سیٹ پر گویا کانٹے اگ گئے۔

’’قسمت والی تو میں ہوں کہ مجھے یہ گھر ملا......‘‘ کوئی درد چہرے کا حصہ بننے لگا تو وہ یک دم کھڑی ہوگئی۔

’’ایکسکیوز می میں ذرا طوبیٰ کو دیکھ لوں۔‘‘ وہ کسی کے کچھ بھی بولنے سے پہلے آگے بڑھ گئی۔

’’تمہاری طرف سے ان پر ہم سے ملنے کی پابندی تھی کیا۔‘‘ سعد نے اسے گھورا۔

’’اور کیا......؟ سب سے تو وہ اتنا خوشی مل رہی ہیں۔‘‘ حرا نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا اور اس کے ساتھ عامر نے افسوس بھری نظروں سے دیکھا کیونکہ وہ پیچھے بیٹھی خواتین کی باتیں سن چکا تھا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁
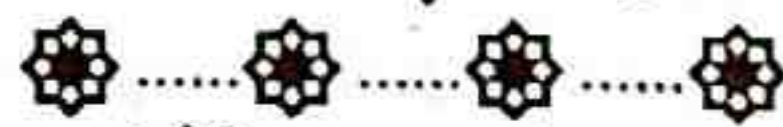
’’ارے......‘‘ وہ واش روم سے چینج کر کے نکلی تو عضنان شاہ کو بیڈ پر جوتوں سمیت نیند میں پا کر حیران ہوئی۔ آگے بڑھ کر اس نے اپنا تکیہ اور کمبل اٹھایا اور صوفے کی طرف بڑھ گئی۔ تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔

’’کون؟‘‘ اس نے ایک نظر عضنان پر ڈالی اور اپنا تکیہ اور کمبل واپس بیڈ پر ڈالا۔

’’ولید۔‘‘ باہر سے آواز آئی تو وہ چونک کر دروازے کی طرف آئی۔

’’خیریت تو ہے ناں ولید۔‘‘ اس نے دروازہ کھولا۔

’’سنا ہے آپ بہت ہی بہادر ہو۔‘‘

’’شش آہستہ...... عضنان سو رہے ہیں۔‘‘ ولید کی آواز ہلکی ہی تھی مگر اسے پھر بھی بلند لگی۔

’’باہر آجاؤ۔‘‘ ولید نے کہا تو وہ ایک نظر عضنان پر ڈالتی باہر نکل آئی۔ جب وہ کمرے سے باہر نکلی تھی تب دو بج رہے تھے اور جب وہ لوٹی تھی تب پانچ بج رہے تھے۔ عضنان مگر اتنی گہری نیند نہیں سویا تھا کہ اپنی روم میٹ کے آنے جانے کا اسے پتہ ہی نہ چل پاتا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

’’بھائی بچاؤ مجھے...... دیکھو یہ بھابی میرے ساتھ کیا کر رہی ہیں۔‘‘ وہ کوٹ سے شرٹ کی کف نکالتا سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ ولید کی آواز پر ٹھٹک کر رکا۔ دلہا بنے ولید کو خواتین نے گھیر رکھا تھا وہ مسکرا کر آگے بڑھنے لگا۔

’’بھائی ادھر آؤ اس بار میرا ساتھ دو۔‘‘ ولید کراہا۔

’’شادی تمہاری ہے درگت بھی تمہاری بنے گی۔ مجھے کیوں پیس رہے ہو۔‘‘ اس نے حظ اٹھایا کل مہندی میں بھی ولید کی بری حالت بنائی گئی تھی۔

’’بھائی پلیز میرا ساتھ دیں۔ ورنہ آج طوبیٰ میرا انتظار کرتی رہ جائے گی اور میں ان کی شرط کی زنجیر میں جکڑا رہ جاؤں گا۔‘‘ وہ روہانسا ہوگیا باقی سب کھلکھلا کر ہنس پڑے تھے وہ قریب چلا آیا۔

’’کہو...... کیا ہوا...... اور میں کیا مدد کر سکتا ہوں۔‘‘

’’یہاں رسم ہو رہی ہے دلہا کو اس کی بھابی مہندی لگا رہی ہیں۔ انہوں نے میری ایک آنکھ میں سرمہ لگا دیا اب دوسری آنکھ کے لیے پچاس ہزار مانگ رہی ہیں۔‘‘

’’اتنا مہنگا سرمہ......‘‘ وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

"بھائی سرمہ لاکھ کا بھی ہوتا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ اس کے ساتھ جو شرائط ہیں وہ بڑی کڑی ہیں۔" اس نے دہائی دی اور سامنے کھڑی پارس نے گھور کر اسے دیکھا۔

"شرط کیسی شرط؟"

"شرط نمبر ایک پیسے میں اپنی جیب سے ادا کروں مما پاپا سے نہ لوں۔ شرط نمبر دو اپنی پاکٹ منی سے ادا کروں میری تنخواہ بھی نہیں ہے۔ شرط نمبر تین یہاں سے ہلے بغیر رقم دوں میری جیب میں تو پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے بھائی۔"

"یہ تو واقعی بڑی سخت شرائط ہیں۔" وہ مزید قریب چلا آیا۔

"اس معاملے میں تو میں بھی تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا میرے بھائی۔" وہ ولید کے اور قریب ہوا۔

"چیٹنگ۔" پارس نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ کوٹ کی آستین سے پکڑا۔

"کیا......!" سب ہی حیران ہوئے۔

"یہ آپ کا ہاتھ ولید کی جیب میں کیا کررہا ہے۔" پارس نے خفگی سے دیکھا۔

"ارے واقعی یہ تو میرا ہاتھ ہے لیکن یہ ولید کی جیب میں کیسے گیا؟" وہ بڑی معصومیت سے بولا تو سارے کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ اس نے اپنا جو والٹ ولید کی جیب میں ڈالا تھا وہ بھی پری نے نکال لیا۔

"پری آپ میرے ساتھ ایسا کریں گی میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔" ولید صدمے سے بولا۔ جب کہ وہ اپنے مصنوعی کالر کھڑے کرتے ہوئے اترائی۔

"اب ہم جو کریں گے وہ انہوں نے سوچا بھی نہیں ہوگا۔" اس نے چونک کر عفنان شاہ کی طرف دیکھا وہ کچھ سمجھی ہی نہیں اور عفنان شاہ کے دائیں ہاتھ میں اس کا دایاں ہاتھ اور بائیں ہاتھ سے اس کا بایاں ہاتھ قابو کرلیا تھا۔ اس کی پشت عفنان شاہ کے سینے سے لگی تھی۔

"ولید دوسری آنکھ میں سرمہ لگاؤ۔" ولید قریب آ گیا سب کے قہقہوں سے ہال گونج اٹھا تھا لیکن اس کے وجود ... جب کہ باقی سب مسکرا رہے۔ اس کی جان نکل گئی تھی۔

"وہ مارا۔" ولید خوشی سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھ میں سرمہ لگایا گیا پھر اسے چھوڑ کر عفنان شاہ نے اسے اپنی طرف گھمایا اس کی نگاہیں فرش سے چپکی ہوئی تھیں۔

"یہ تمہارا نیگ۔" اس نے والٹ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"جیو میرے بھائی۔" ولید کی شوخیاں عروج پر تھیں۔ اس نے خفگی سے ولید کو دیکھا۔

"کیسے قید کرلیا اس پری کو۔" وہ پیر پٹختی ہوئے آگے بڑھ گئی۔ عفنان شاہ کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔ پھر وہ بارات لے کر نکل گئے۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

"منہ دکھائی میں کیا ملا۔" اس سوال پر ہنستی مسکراتی طوبیٰ کی ہنسی غائب ہوگئی اور اس کی نظروں نے فوراً پری کو تلاشا۔

"عفنان بھائی آپ اپنی بیوی کو اپنے قابو میں رکھیں۔" وہ فوراً لڑنے کو تیار ہوئی۔

"آپ کو پتہ ہے رات مجھے منہ دکھائی میں کیا ملا ایک کلرڈ فروگ۔" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا......؟"

"اس مینڈک کو کل ساری رات پکڑنے اور پھر اس پر کلر کرنے میں آپ کی بیگم نے کافی انرجی خرچ کی ہے۔" طوبیٰ نے پری کو گھورتے ہوئے کہا تو وہ جو زیرلب مسکرا رہی تھی اچھل پڑی۔

"ولید...... غلط بات تم نے اسے یہ تک بتا دیا کہ مینڈک میں نے پکڑا۔"

"بیوی سے کوئی بات چھپانی نہیں چاہیے۔" وہ بڑے مزے سے بولا۔

"یہ زندگی کو بلکہ شادی شدہ زندگی کو مزے سے گزارنے کا پہلا اصول ہے۔"

"اور یہ پہلا اصول کہاں سے سیکھا۔" اس نے گھورا

"آپ کے شوہر نامدار سے...... جو آپ سے اپنی گرل فرینڈ تک نہیں چھپاتے۔" ولید کے یوں کہنے پر وہ لمحہ بھر کے لیے سن رہ گئی۔ اس کے چہرے پر درد کا جو تاثر پھیلا وہ ولید کو اپنی بے وقوفی کا احساس دلا گیا۔

"یہ اصول ہے بہت پیارا...... اس کی وجہ سے میں نے مما کو اس لڑکی سے ملوادیا جسے اب تمہاری بھابی بننا ہے۔" وہ آہستگی سے مسکرا کر بولی تو عفنان شاہ بھی چونکا۔ مما خاموش چہرے پر افسردگی لیے پری کو دیکھ رہی تھیں۔ اس کا مطلب تھا وہ کشمالہ سے مل چکی تھیں۔

"آپ آج شام میری ولیمہ پارٹی میں کیا پہنیں گی؟" ولید اس کے جیسا حوصلہ مند نہیں تھا کہ وہ ان باتوں کو سن پاتا جو وہ آرام سے کررہی تھی۔ ولید کے ولیمے کی تقریب کے ایک ہفتے بعد مما پاپا عفنان شاہ کے ساتھ کشمالہ کے گھر ہوآئے۔

ان کا جواب اب سب کو پتہ تھا۔ اس لیے یہاں کوئی بے قرار نہیں تھا۔

❁......❁......❁

"پری کہاں گئی؟" وہ کمرے میں داخل ہوا تو بے شکن بستر دیکھ کر چونکا۔ نظریں پہلے واش روم کے دروازے کی طرف اٹھیں مگر وہ کھلا تھا۔ پھر ٹیرس کے دروازے کی طرف اٹھیں وہ بند تھا۔ اسے ایک دم سے وحشت ہوئی یہ تو ایک سال چار ماہ میں پہلی بار ہوا تھا ورنہ وہ ہمیشہ بیڈ پر موجود ہوتی تھی۔ آج کمرہ بے حد خالی سا محسوس ہوا وہ باہر نکل آیا۔ باقی سب کمروں کی لائٹس آف تھیں۔ مطلب سب سورہے تھے۔ وہ تیزی سے باہر نکلا گارڈ اپنے کیبن میں تھا۔

"آج پارس کہیں گئی تھی۔"

"نہیں صاحب وہ تو کہیں نہیں گئیں۔" گارڈ نے چونک کر اسے دیکھا وہ لب بھینچتا ہوا واپس آیا جب وہ واپس اندر آیا تب مما لاؤنج میں تھیں۔ اسے دیکھ کر یک دم چونکیں۔

"پری کی بہت طبیعت خراب ہورہی ہے... وہ میرے کمرے میں ہے۔"

"کیا ہوا۔" اس نے ان کے کمرے کی طرف نظر ڈالی۔

"پتہ نہیں...... آج کشمالہ کے گھر والے آئے تھے۔ ہم سب بیٹھے باتیں کررہے تھے کہ اچانک فون بیل بجی۔ پری پاس کھڑی تھی اس نے اٹھالیا۔ فون سنتے ہوئے اس کی حالت بدل رہی تھی وہ میں نے ایک نظر میں بھانپ لی۔ فون رکھ کر فوراً کھڑی ہوگئی کہ اپنے کمرے میں ہوں۔ پھر ہم سب کشمالہ کی فیملی سے باتوں میں مصروف ہوگئے۔ دو گھنٹے بعد وہ لوگ گئے تو میں اسے دیکھنے گئی مگر وہ نیچے کارپیٹ پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔" مما از حد پریشان تھیں اور اس کے لب بھنچ گئے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ...... خوف کی وجہ سے بے ہوش ہوگئی ہے اس کے کچھ دماغ کے ٹیسٹ بھی کروانے کے لیے کہا ہے۔"

وہ مما کے کمرے کی طرف آ گیا وہ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے نظریں اٹھائیں۔

"پری بیٹا کچھ کھالو۔" مما نے کھانے کی ٹرے اس کے آگے رکھی۔

"نہیں مما میرا دل......" لیکن عفنان شاہ پر نظر پڑتے ہی باقی الفاظ اس کے منہ میں رہ گئے وہ تیزی سے خود پر سے کمبل ہٹاتے ہوئے اٹھی۔ اس کے چہرے پر صاف لکھا تھا کہ وہ بڑی بے قراری سے عفنان شاہ کی منتظر تھی۔

"آپ آرام کریں مما میں کھانا کھلا دوں گا پری کو۔" اس کے کہتے ہی پری نے تیزی سے بیڈ پر رکھی ٹرے اٹھائی۔

"مما میں ٹھیک ہوں آپ پریشان مت ہوں۔" کہتی ہوئی وہ عفنان شاہ کے پیچھے نکل گئی۔ وہ ٹرے کچن کی ٹیبل پر رکھ آئی تھی۔ کمرے میں آتے ہی اس نے دروازہ لاک کیا۔

"آج کشمالہ کی فیملی آئی تھی۔" وہ بے جان قدموں

سے بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی۔
"تو آپ اس بات کا سوگ منا رہی تھیں۔" اس نے گھور کر اسے دیکھا۔
"اس وقت ہی ڈاکٹر نوید کا فون آ گیا وہ مجھے اس گھر کی بہو بننے کی مبارک باد دے رہا تھا۔" اس نے رونا شروع کر دیا۔
"اسے کیسے پتہ کہ تم یہاں ہو۔" وہ چونکا اس کا چہرہ اس کے بازو کے نیچے تھا۔
"مجھے نہیں پتہ...... مجھے کچھ نہیں پتہ۔" وہ بے آواز روتی رہی۔
"میں مر کیوں نہیں جاتی اتنی پریشانیوں کا سبب ہوں آپ کے پورے گھر کی پریشانیوں کا سبب ہوں۔ جی چاہنے لگا ہے کہ خودکشی کر لوں۔ پتہ نہیں کیوں جتنا چاہتی ہوں کہ کوئی میری وجہ سے پریشان نہ ہو اتنا ہی...... سب کی پریشانی کا باعث ہوں۔ کشمالہ کی مما نے کہا ہے کہ وہ لوگ ہاں تو کر رہے ہیں مگر ان کی ایک شرط ہے کہ کشمالہ کو الگ گھر میں رکھا جائے جہاں اسے میری شکل نہ دیکھنی پڑے اور یہاں مما تو آپ کو پانا چاہتی ہیں۔ آپ کو اپنے سامنے دیکھنا چاہتی ہیں۔ وہ کشمالہ کی فیملی کی اس ڈیمانڈ پر بے حد پریشان ہو گئی ہیں اور میں...... میں ان سے کیسے کہوں کہ وہ کشمالہ کو یہاں اپنے پاس رکھ لیں۔ میں کسی اور گھر میں رہ لوں گی۔ ڈاکٹر نے مما سے پوچھا آج کے علاوہ بھی میں ایسی حالت میں بے ہوش ہوئی ہوں۔ ولید کو یاد آ گیا میں بابا کی ہاسپٹلائز والے دن بالکل اسی طرح بے ہوش ہوئی تھی۔ ڈاکٹر کو لگتا ہے اس خوف سے میرا دماغ متاثر ہو رہا ہے۔ ان میں سے کسی کو پتہ ہی نہیں ہے کہ میری زندگی متاثر ہو رہی ہے۔" وہ بولے جا رہی تھی اتنا ہلکے اتنا دھیمے کہ عضنان شاہ کو سننے میں اپنی پوری سماعت کا زور دینا پڑ رہا تھا۔
"ولید کو لگتا ہے یہ خوف آپ کی شادی کے بعد آپ کی دوری کا ہے۔ شاید اسے ٹھیک لگتا ہے کیونکہ ابھی تو میرے دل کو قرار رہتا ہے کہ اگر وہ عفریت دوبارہ میرے قریب آیا تو آپ ہیں مجھے بچانے کے لیے پھر آپ نہیں ہوں گے تو...... تو کیا ہو گا؟ میرا دل رک رک کر دھڑکتا ہے پتہ نہیں یہ دھڑکنا بند کیوں نہیں کر دیتا میں مر کیوں نہیں جاتی۔ اتنے لوگوں کی پریشانی کا باعث ہوں۔" وہ گٹھڑی بنی بیڈ کے کنارے پر روئے جا رہی تھی۔ عضنان شاہ بس خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ اب اسے ڈاکٹر نوید کے ساتھ کیا کرنا تھا یہ وہ جانتا تھا۔ پھر بہت دیر رونے کے بعد وہ اٹھی۔ اس کا اپنا کون تھا جو اسے چپ کرواتا یا اس کے آنسو پونچھتا اسے اپنے لیے حوصلہ بھی خود ہی لینا تھا اور جینے کے لیے ہمت بھی خود ہی جمع کرنی تھی۔
"آپ نے ہمیشہ مجھ پر احسان کیے ہیں۔ بس ایک احسان اور کر دیں مجھے دنیا کے کسی ایسے کونے میں بھیج دیں جہاں وہ عفریت نہ ہو۔ جہاں ڈاکٹر نوید کی پرچھائی نہ ہو...... میں آپ کی ہمیشہ احسان مند رہوں گی......" آگے اس سے بولا نہ گیا تھا وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اسے دیکھے جا رہا تھا۔ وہ واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

ڈاکٹر نوید نامی عفریت میڈیکل کالج سے اس کے پیچھے پڑا تھا۔ اگرچہ جیہ اس کی دوست نہ ہوتی تو وہ پہلے سال ہی میڈیکل کالج چھوڑ دیتی۔ جیہ ہاسٹل میں اس کی روم میٹ تھی وہ اور نانو ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ نانو نے ہی ماں باپ کے بعد اسے پال پوس کر بڑا کیا۔ گاؤں میں ان کا ایک چھوٹا سا گھر تھا۔ لیکن گاؤں کی بے حد سادہ زندگی میں انہیں کبھی پیسے کا مسئلہ نہ ہوا ایک چھوٹی سی زمین تھی۔ جس کی محدود آمدنی سے ان کی محدود زندگی کے مسائل نانو اچھی طرح سنبھال لیتی تھیں۔
پھر اپنی اور نانو کی خواہش پر اس نے میڈیکل کالج میں ایڈمیشن لے لیا۔ ڈاکٹر نوید اس سے ایک سال سینئر تھا۔ ایک بگڑا ہوا رئیس زادہ جسے اپنی دولت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ میڈیکل کے چوتھے سال نانو کی طبیعت خراب ہو گئی وہ پہلے تو ان کے پاس گاؤں آ گئی۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو وہ انہیں شہر لے آئی۔ نانو کی جو بھی جمع پونجی

تھی وہ خرچ ہونے لگی۔
کالج میں جانے کے بعد ڈاکٹر نوید سے اس کی ملاقات ہوئی پھر نانو کی وجہ سے ہوئی۔ وہ بہت ہیلپ کرنے لگا۔ اس نے کتنی ہیلپ کی یہ اسے نانو کے انتقال کے بعد پتا چلا جب وہ نانو کی بیماری پران کے اوپر لگائے جانے والے اپنے روپوں کا حساب لینے آ گیا۔
دو لاکھ روپے اس کے تو ہوش اڑ گئے۔ وہ کہاں سے دیتی اس کی منت سماجت کچھ بھی اس حیوان نما انسان پر اثر نہ کر رہی تھی۔ اس نے اپنی گاؤں کی زمین بیچ دی مگر اس کی رقم پوری نہ ہوئی وہ مدد کے لیے جیہ کے پاس آئی جو نانو کی ایک سالہ بیماری کے دوران ہاؤس جاب کر کے ڈاکٹر بن چکی تھی۔
''جیہ وہ مجھے شادی کی پیش کش کر رہا ہے۔'' اس نے بے بسی سے کہا۔
''وہ پہلے سے شادی شدہ ہے۔'' جیہ نے مٹھیاں بھینچیں۔
''میں دوسری شادی کے لیے تیار ہو گئی جیہ مگر وہ جاری شخص دو لاکھ کے بدلے مجھے بیچ چکا ہے...... میں بہت مشکل سے وہاں سے بھاگ کر آئی ہوں۔''
''اوہ میرے خدا......'' جیہ نے اپنا سر پکڑا۔ وہ ٹیبل پر سر رکھے بری طرح روتی رہی۔ جیہ کی نائٹ ڈیوٹی تھی۔ وہ وہیں اس کے ساتھ رہی تھی۔ رات ڈھائی بجے جیہ کے کیبن کا دروازہ بجا تو وہ دونوں ہی خوف زدہ ہو گئیں۔
''کک...... کون۔'' جیہ خوف پر قابو پاتے ہوئے بولی۔
''ڈاکٹر جیہ۔'' باہر سے شناسا سا آواز آئی تو جیہ کی جان میں جان آئی اس نے تیزی سے اٹھ کر کیبن کا دروازہ کھولا۔
''عفنان شاہ پلیز کم ہیر۔'' وہ مسکرا کر اندر آیا۔
''خیریت عفنان شاہ کیسے آنا ہوا...... پھر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے ہیں۔'' جیہ نے چھیڑا۔
''ہاں تمہیں تو پتہ ہے ڈاکٹر مجھ پو لیس کیس ہی نہ دیتا ہے۔'' وہ کہتے ہوئے اندر آیا اور اپنی مخصوص کرسی کی طرف بڑھا۔ لیکن وہاں پہلے سے کسی کو موجود پا کر ٹھٹک کر رکا۔
''یہ میری فرینڈ ہے پارس۔'' جیہ فرسٹ ایڈ باکس لے آئی۔
''اوہ......'' اس کا ہاتھ زخمی تھا۔ جیہ بینڈ یج کرنے لگی۔
''تھینکس ڈاکٹر...... کبھی میری مدد کی ضرورت پڑے تو بلا جھجک کہنا۔'' بینڈیج مکمل ہوگئی تو وہ کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔ ڈاکٹر جیہ مسکرا دی وہ دروازے تک گیا تھا کہ جیہ کو کچھ کلک ہوا۔
''عفنان شاہ مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔'' وہ رکا پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔
''زہے نصیب۔'' وہ واپس آ کر بیٹھا۔
''عفنان شاہ مجھے دو لاکھ روپے قرض دے سکتے ہیں۔'' وہ حیران رہ گیا کیونکہ ڈاکٹر جیہ کو وہ اس قدر نہیں جانتا تھا کہ اتنی بڑی رقم کا لین دین کیا جا سکتا۔
''میں جانتی ہوں کہ ہم ایک دوسرے سے محض چند بار ہی ملے ہیں اور اتنی بڑی رقم مانگ رہی ہوں میں آپ سے لیکن آپ کے علاوہ میں کسی ایسے شخص کو ایک پل کے لیے بھی نہیں جانتی جس سے اتنی بڑی رقم مانگ سکوں اور وہ مجھے بغیر اپنے کسی مفاد کے دے دے۔ اصل میں یہ میری دوست ہے پارس۔'' اس کے بعد وہ پارس کے متعلق سب ہی کچھ بتاتی چلی گئی۔
''اس وقت میرے پاس چیک ہے تم چاہو تو کیش کروا لو۔'' وہ بولا اور پارس جو جیہ کے اپنی ہی کہانی سنانے پر بھی لاتعلق بیٹھی تھی بری طرح چونک کر اسے دیکھنے لگی جس نے ایک بار اس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا۔
''نہیں عفنان شاہ چیک نہیں ہمیں کیش ہی چاہیے اور ساتھ ہی تم سے ایک فیور بھی۔'' وہ بے بس تھی۔
''فیور کیا؟'' وہ چونکا۔
''اصل میں، میں اس شہر میں خود ہاسٹل میں رہتی ہوں اگر تم کسی گھر کا انتظام کر دو تو مہربانی ہوگی کیونکہ

ڈاکٹر نوید اسے سب سے پہلے میرے پاس ہی ڈھونڈنے آئے گا اور مجھ پر ہی نظر رکھے گا۔‘‘ اسے اپنی کہی بات کا مکمل یقین تھا۔

’’اوکے۔‘‘ اس نے ہامی بھر لی۔

’’آپ کا بہت بہت شکریہ میں جلد ہی آپ کی رقم لوٹا دوں گی۔‘‘ جیہ اور عغنان شاہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا جو بے تحاشہ روتے ہوئے اس کا مسلسل شکریہ ادا کررہی تھی۔

’’آپ کو...... آپ کو اندازہ نہیں ہے آپ مجھے کتنے بڑے غنڈے سے بچا رہے ہیں۔ اللہ آپ کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے گا۔‘‘ عغنان شاہ نے جیہ کو دیکھا وہ بھی مشکور نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی اور پھر وہ باہر نکل آیا۔ صبح اس نے خود ہی جیہ کو وہ رقم پہنچادی تھی اور پھر شام کو اس نے جیہ کو گھر کے متعلق بتانے کے لیے فون کیا۔

’’عغنان شاہ آج تو نہیں آسکوں گی۔ پارس کو نروس اٹیک ہوا ہے وہ ڈاکٹر نوید سے بہت ڈر گئی ہے اس وقت ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہے۔‘‘ جیہ افسردہ تھی۔

’’اوہ...... مگر رقم تو دے دی تم نے پھر؟‘‘ وہ حیران ہوا۔

’’وہ بے وقوف لڑکی اس سے بہت ڈر گئی ہے۔ اندازہ تو آپ کو بھی ہوگیا ہوگا۔ اس کے اس طرح نروس اٹیک ہونے سے میں اسے ایک اکیلے گھر میں نہیں چھوڑنا چاہتی یہ اسے بنا موت مار دینا ہوگا۔ میں نے اپنے ایک رشتے دار سے بات کی ہے وہ اسے اپنے ساتھ رکھنے پر تیار ہیں۔ لوگوں کے بیچ ہی وہ نارمل رہ پائے گی۔‘‘ جیہ پلان ترتیب دیے بیٹھی تھی۔

’’اس کے اپنے رشتے دار؟‘‘

’’اگر اس کا کوئی ہوتا تو یقیناً وہ اتنے بڑے مسئلے میں نہ گھرتی۔‘‘ جیہ نے افسردگی سے کہا۔ اس کے بعد عغنان شاہ نے کال ڈراپ کردی۔ دوسرے دن صبح اسے ہوش آیا تھا۔ شام تک وہ قدرے بہتر تھی۔ تبھی جیہ اسے اپنے رشتے دار کے متعلق بتانے لگی کہ وہ اس سے ملنے آنے والے تھے۔ وہ جب جانے لگے جیہ کو ... تھی۔ تبھی ... کی دروازے پر دستک ہوئی اور عغنان شاہ کو دیکھ کر جیہ چونک گئی۔

’’کیسی طبیعت ہے؟‘‘

’’بہتر ہے۔‘‘

’’میں تم سے کچھ کہنے آیا تھا۔ یوں سمجھو کہ ایک ڈیل کرنے آیا ہوں۔‘‘ اس کے یوں کہنے پر وہ دونوں چونک گئی تھیں۔ ’’اپنی دوست سے پوچھو کیا وہ مجھ سے شادی کرے گی؟‘‘ اس کے بناء کسی تمہید کے یوں کہنے پر ان دونوں کی آنکھیں پھیل گئیں۔ دونوں کے حیرت سے بگڑے چہرے دیکھ کر اس نے ایک گہرا سانس لیا۔

’’مجھ سے شادی کرکے تمہاری دوست کو یقیناً فائدہ ہوگا۔ ایک ڈاکٹر نوید سے جان چھوٹ جائے گی، دوسرا یہ کہ وہ جو رشتوں کو ترسی ہوئی ہے تو میرے گھر میں اسے ہر رشتہ میسر آئے گا۔‘‘ وہ جیہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔

’’یہ سب کرنے میں آپ کا کیا فائدہ؟‘‘ جیہ کی نظریں اسے جانچنے لگی۔

’’میں فیملی کی پابندیوں سے سخت الرجک ہوں۔ لیکن میری ماما کو میرے لیے ایک عدد بیوی چاہیے جو میں افورڈ نہیں کرسکتا۔ یعنی کوئی میرے پرسنل معاملات میں دخل اندازی کرے یہ میں برداشت نہیں کرسکتا۔ سو جب میں تمہاری دوست سے شادی کرلوں گا تو انہیں گھر اور رشتے دار مل جائے گے۔ میری ماما کو ایک بہو مل جائے گی اور مجھے مکمل آزادی......‘‘ وہ اطمینان سے بولا اور جیہ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ لیکن اس نے فوراً خود کو سنبھالا۔

’’عغنان شاہ بے شک آپ نے بہت بڑی پرابلم میں ہماری مدد کی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں اس لڑکی سے جینے کا حق چھین لوں۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جو آفر آپ کررہے ہیں وہ ایک قید خانہ ہے۔ بلاشبہ آپ کے گھر والے بہت اچھے ہوں گے مگر ساری زندگی اس طرح نہیں گزاری جاسکتی۔ آئی ایم سوری عغنان شاہ ایک بے بس بے سہارا لڑکی سے اتنا بڑا فائدہ نہ اٹھائیں...... اور اپنی رقم کی طرف سے بے فکر رہیں ہم لوگ جلد ہی آپ کو لوٹا دیں گے۔‘‘ جیہ کو

اس پر بہت غصہ آیا تھا۔

"آپ ناراض مت ہوں ڈاکٹر...... میں نے تو بس ایک آئیڈیا پیش کیا تھا اگر پسند نہیں آیا تو اٹس اوکے۔ میرا خیال تھا کہ وہ اور میں دونوں ہی مسئلوں میں گھرے ہیں تو دونوں ہی ایک دوسرے کے اچھے مددگار بن جائیں گے۔" وہ مسکرایا۔ "اور آپ کو رقم کے متعلق کوئی فکر پالنے کی ضرورت نہیں ہے اوکے۔" وہ کہہ کر پلٹنے لگا۔

"میں تیار ہوں۔" کی آواز پر وہ رکا اور جیہ چونکی۔ پھر جیہ تڑپ کر اس کے نزدیک آئی۔

"تم اپنے آج کے لیے اپنے کل کو خراب نہیں کرسکتی...... ساری عمر تم اس طرح کیسے گزار سکتی ہو۔ سہاگن ہو کر بھی...... تم سمجھنے کی کوشش کرو۔" جیہ کو عفنان شاہ کی موجودگی کی وجہ سے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کس طرح وہ کھل کر پارس سے بات کرے۔

"میں آج محفوظ نہ رہ سکی تو میرے لیے کل بیکار ہے۔ جیہ تم سمجھنے کی کوشش کرو۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"پلیز ایک منٹ پہلے آپ دونوں میری بات سمجھنے کی کوشش کریں یہ نکاح ہم صرف پیپر میرج کی طرح کریں گے بعد میں جب پارس اور میری پریشانی ختم ہوجائے گی اور ہمیں اپنی پسند کے لائف پارٹنر مل جائیں گے ہم اس فرضی نکاح کا ڈرامہ ختم کردیں گے۔ میں تمہاری دوست کو تاحیات پابند نہیں کررہا۔ صرف ہیلپ کررہا ہوں۔" جیہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا جو شادی کو بھی بزنس ڈیل کی طرح کررہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ان کا نکاح ہوا جیہ کی ناپسندیدگی کے باوجود وہ اس کے ساتھ آگئی۔ اس کے گھر والے اتنے اچھے ہوں گے اس کا اسے اندازہ نہ تھا۔

❀......❀......❀......❀

"واٹ...... کیا...... کہہ رہے ہو۔" مما، پاپا، ولید، طوبی اور چاچی سب کے حیرت سے منہ کھل چکے تھے۔ اطمینان اگر کسی کے چہرے پر تھا تو وہ "مسٹر اینڈ مسز عفنان شاہ" تھے۔

"آئی ایم سوری مما، میری غلطی ہے میں ہی آپ کو بتا نہیں پائی لیکن اب شاید ایک اچھا موقع ہے میں اسے گنوانا نہیں چاہتی۔" وہ شرمندہ تھی۔ عفنان شاہ نے اس پر ایک بار پھر ایک احسان کردیا تھا۔ اسے آسٹریلیا بھیج رہا تھا اس نے صرف ہاؤس جاب نہیں کی تھی ڈگری تو اس کے پاس اے ون گریڈ کی تھیں۔

مما وغیرہ کو آج پتہ چل رہا تھا کہ وہ ایم بی بی ایس ہے اور پھر اسے بہت ساری نصیحتوں اور دعاؤں کے ساتھ مما اور فیملی نے رخصت کردیا۔ وہ اس کے ساتھ آسٹریلیا تک آیا تھا۔

"عفنان شاہ تھینک یو...... تھینک یو ویری مچ۔" احساس تشکر سے اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ جب کہ وہ اسے مصنوعی خفگی سے دیکھنے لگا۔

"بیسٹ آف لک۔" وہ مسکرایا۔ "اب تم یہاں اپنی لائف میں بہت آگے جانا ہم پھر ملے تو ایسی رونی صورت سے نہ ملیں اوکے......" اس نے کہا تو وہ آنسو صاف کرتی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مسکرانے لگی۔ وہ چلا گیا اور اس کے لیے ایک نئی زندگی کا در وا ہوگیا۔

وہاں بہت سے پاکستانی گھر تھے۔ اس کا کافی میل جول ہوگیا وہ اس گھر میں تنہا رہتی تھی اور رات میں اسے ڈر لگتا تھا۔ تبھی اس نے اپنی یونیورسٹی میں بات کی اور کئی لڑکیاں رینٹ پر اس کے ساتھ رہنے کو تیار ہوگئیں تھیں۔

❀......❀......❀......❀

"سدرہ وہ بوڑھی عورت کس پر غصہ ہورہی ہے۔" اپنے لیپ ٹاپ میں مکمل طور پر گم سدرہ نے چونک کر ندا کو دیکھا۔

"میں کیا اس بوڑھی عورت کی سیکرٹری ہوں جو وہ مجھے بتائے گی۔" سدرہ نے منہ بنایا۔

"سدرہ وہ تم پر غصہ ہورہی ہے۔" ندا نے اسے خفگی سے دیکھا۔

"تم نے پھر ان سے بدتمیزی کی۔" ماہین نے اسے گھورا۔

"میرے خدا...... کتنی اچھی زندگی گزر رہی تھی پتہ نہیں

یہ بوڑھی عورت کہاں سے ٹپک پڑی۔" ان کے فلیٹ کے بالکل سامنے ایک بوڑھی عورت آئی تھی نہیں آئے ایک مہینہ ہو چکا تھا اور ان کی سدرہ سے ہونے والی یہ تیسری لڑائی تھی کیونکہ سدرہ ان چاروں میں سچ مچ انگریز بھی جبکہ ندا امریکن ہونے کے باوجود کپڑوں کی حد میں رہتی تھی لیکن سدرہ کے کپڑے آستینوں کے تو بغیر ہوتے تھے شاید اسے آستینوں کے متعلق پتہ ہی نہیں تھا۔

"ارے...... کتنے دن سے میں فارغ نہیں ہوئی۔ ان خاتون سے ملاقات کرنی تھی ناں مجھے بھی۔" وہ اتنی دیر میں کافی بنا چکی تھی۔

"ان کے سائے سے بھی دور رہو۔ ان کا بس نہیں چلتا اس آسٹریلیا کو پاکستان بنا دیں ہر لڑکی کو برقعہ پہنا دیں اور ہر جگہ کو مسجد بنا دیں۔" سدرہ بولتی جا رہی تھی اور ماہین اسے گھورتی۔ وہ اپنا کافی کا مگ خالی کرکے دھو کے شیلف میں رکھتے ہوئے مسکرا کر سدرہ کو سنتی رہی۔

"اب تو میرا اشتیاق اور بھی بڑھ گیا۔" اس کے کہنے پر سدرہ نے منہ بنا لیا۔

"ایسا کرو بریانی لے جاؤ۔" ماہین پاکستان سے آئی تھی وہ اپنی اسٹڈی کے ساتھ جاب بھی کرتی تھی اور وہ بھی اس سال اپنا ہاؤس جاب کمپلیٹ کرکے ہاسپٹل جوائن کر چکی تھی۔ سو وہ اس وجہ سے کم گھر پر نظر آتی تھی۔ جب کہ سدرہ اور لزا یونیورسٹی کے بعد گھومنے پھرنے کے رسیا تھیں۔ رات دیر تک گھر سے باہر رہنا ان کی ہابی تھی۔ سو وہ چاروں کم ہی گھر پر ہوتی تھیں۔ اس کے باوجود سامنے والی خاتون کو سدرہ کھٹک گئی تھی۔ وہ بریانی لے کر ان کے گھر آ گئی۔

"تم پارس ہو ناں۔" اس کے بیل بجانے سے قبل دروازہ کھلا اور وہ اسے دیکھ کر چونکیں۔

"ارے...... آپ نے کیسے پہچانا۔" وہ بھی حیران ہوئی۔

"ماہین نے بتایا تھا۔" وہ اسے راستہ دیتے ہوئے بولیں۔

"یہ آج ماہین نے بریانی پکائی ہے۔"

"وہ اچھی لڑکی ہے۔" وہ مسکرائیں۔

"تم بیٹھو میں تمہارے لئے کافی بناتی ہوں۔"

"اوہ نہیں...... میں ابھی پی کر آ رہی ہوں۔ بس آپ بیٹھیں ہم باتیں کریں گے۔" وہ بریانی کی پلیٹ سامنے ٹیبل پر رکھ کر فریج سے اس کے لیے جوس کا پیکٹ لے آئیں۔ اس کے منع کرنے پر بھی انہوں نے زبردستی اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"آپ کے ساتھ اور کون رہتا ہے؟"

"میری اولاد نہیں ہے بیوہ عورت ہوں ایک بھتیجا ہے اسی نے فلیٹ خرید کر مجھے دیا ہے۔" ان کے اکیلے پن پر اسے افسردگی نے گھیرا۔ وہ کافی دیر ان کے پاس بیٹھی رہی اس کی گزرتے دنوں میں ان سے بہت بننے لگی اور انہیں اس سے بہت لگاؤ ہو گیا تھا۔

"مجھے لگتا ہے پری تمہارے روپ میں خدا نے مجھے بیٹی دے دی ہے۔" اور وہ بھی اسے بہت عزیز ہو گئیں تھیں۔ ماہین کو اچھا لگا لزا کو کچھ فرق بھی نہ پڑا اور سدرہ اپنے جلاپے کا کھلے عام اظہار کرتی۔

"ان بوڑھی عورت کے ساتھ رہ رہ کر تم بھی ان جیسی بوڑھی ہو گئی ہو۔" سدرہ نے غصے سے کہا تو لزا اور ماہین مسکرا دی تھیں کیونکہ اس نے سدرہ کو کھڑے کھڑے پانی کی بوتل منہ سے لگانے پر ٹوک دیا تھا۔ وہ بھی مسکرانے لگی۔

❀......❀......❀......❀

"یس۔" دو سال ہو چکے تھے اسے آسٹریلیا میں لیکن جتنی خوش وہ ان دو ماہ میں رہنے لگی تھی ایسی خوشی اس نے پہلے کبھی محسوس نہیں کی۔

"مہکتے گلابوں نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔" میل آن کرکے وہ مسکرا دی۔

"سورج آپ کو جگانے کے لیے آیا ہے۔"

"آپ نے چادر سے چہرہ جو باہر نکالا اس سے پہلے تارے چھپ گئے اور چاند شرمایا ہے۔"

"اُف......" وہ بے اختیار ہنس دی۔ پھر اس کے ہاتھ

تیزی سے ٹائپ کرنے لگے۔

"آپ کو نہیں لگتا کہ کچھ وقت آپ کو اپنے ساتھ بھی بتانا چاہیے۔" سات سے لے کر نو بجے تک اس کی پچیس میلز تھیں۔

"تمہارے ساتھ رہوں یا اپنے ساتھ بات ایک ہے تمہیں دیکھتا ہوں تو لگتا ہے آئینہ دیکھ رہا ہوں تم سے بات کرتی ہوں تو لگتا ہے خود سے مخاطب ہوں۔ تم اتنی جلدی اتنے کم وقت میں کیونکر میرے اندر اتر گئیں۔ مجھے خبر نہیں ہے سو تم کیوں اور کیا جیسا کوئی سوال مت کرنا۔ تم سے محبت کی کوئی وجہ نہیں ہے میرے پاس۔" فوراً ہی دوسری طرف سے جواب آیا۔ اس کا سر فخر سے بلند ہوا تھا اور یہ سر اس وقت ہی بلند ہوتا ہے جب کوئی آپ کو سچے دل سے چاہتا ہو اور اس کی سچائی کا دل یقین بھی کرتا ہو اور ایسا کوئی بہت مشکل سے ملتا ہے بلکہ بعض لوگوں کو تو ملتا ہی نہیں ہے۔ وہ اس ہاتھ کو فوراً تھام لینا چاہتی تھی لیکن ایک بہت بڑی رکاوٹ تھی اور وہ رکاوٹ تھی "جان البرٹ" وہ ایک غیر مسلم تھا اور پارس کی زندگی میں خوشی [illegible] تھا۔ چھ ماہ قبل جب اس کی پہلی میل پارس نے پڑھی اور اس کی فرینڈ شپ کو مثبت جواب دیا تب یقیناً اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ شخص اس کے لیے اتنی اہمیت اختیار کر جائے گا۔ شروع کے چار ماہ تک وہ صرف اس کے لیے سوالات کا ایک باکس تھا جو ہر وقت اس سے دین کے متعلق ہی باتیں کرتا رہتا تھا دو ماہ پہلے بہت اچانک باتوں کے درمیان اس نے پوچھا۔

"پارس مجھ سے شادی کرو گی۔" وہ پُرسوچ نگاہوں سے کئی لمحے میل کو دیکھتی رہی۔

"میں کسی جان البرٹ سے شادی نہیں کر سکتی ہاں کسی حاشر، مظاہر، عاشر کے متعلق سوچ سکتی ہوں۔"

"یہ سب کون ہیں۔" وہ حیران ہوا۔

"ہمارے مسلمان لڑکوں کے نام ہوتے ہیں۔" وہ مسکرائی۔

"تمہیں لگتا ہے میں تمہارے لیے اپنا دین چھوڑ سکتا ہوں۔" وہ اس کی بات پر گویا محظوظ ہوا تھا۔

"اوہ ہوں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے تو خوشی ہوگی تم اللہ کے لیے اللہ کے دین میں آجاؤ۔" اور اس نے کافی دیر تک جواب نہیں دیا۔

"تمہیں زیادہ کون سا نام پسند ہے۔" دوسرے دن صبح پہلی میل تھی اور اس نے خوشی سے نہال ہوتے ہوئے حاشر لکھا اور اگلے دو ماہ اس کی زندگی کے سب سے بہترین دن تھے۔ کوئی آپ کو بے پناہ چاہتا ہو یہ احساس ہی خوش کن تھا۔

❁......❁......❁......❁

"رمضان المبارک کا آغاز کب سے ہے۔" سدرہ کی کم علمی اف اف۔

"اگلے ہفتے سے۔" ماہین نے اسے گھورا۔ اس نے موبائل پٹخ دیا اور منہ بنا کر اوندھی صوفے پر گرنے کے انداز میں لیٹی۔

"کیا ہوا۔" لزا نے اس کی پریشانی کو حیرت سے دیکھا اور [illegible] وہ اتنا پریشان تھی۔

"مما نے آڈر دیا ہے رمضان میں ان کے پاس آجاؤں۔"

"ہاں یار میں بھی سوچ رہی ہوں اس رمضان پاکستان جانے کے لیے۔" ماہین بھی اپنی فیملی سے ملنے کے لیے بے قرار تھی۔

"اوہ نو...... کیا ہوتا ہے گھر میں...... پابندی...... پابندی اور صرف پابندی۔" سدرہ کی گھر سے اتنی بے زاریت اسے یک دم دو سال پیچھے لے گئی۔

"کیا ملتا ہے گھر میں۔" جب یہ جملہ اس نے عفنان شاہ کے لبوں سے سنا تھا تو اسے لگا کہ وہ واحد انسان ہے جو گھر سے بیزار ہے مگر نہیں۔ اس جیسے لوگ اس دنیا میں بہت تھے سدرہ بھی اس جیسی ہی تھی پہلے روزہ سے دو دن پہلے وہ دونوں چلی گئیں۔

❁......❁......❁......❁

"عید پر مجھ سے کیا گفٹ لوگی؟" پہلی سحری کی

پہلی میل۔

"تمہاری دید میری عید کا سب سے بڑا گفٹ ہے۔"

وہ مسکرادی لیکن اس کے بعد تو دوسری طرف ایسی خاموشی چھائی کہ انتیس روزے گزر گئے۔ اسے پریشان ہونا تھا لیکن وہ نہیں ہوئی اسے میلز پر میلز کرنی چاہیے تھیں لیکن اس نے نہیں کیں کیونکہ اسے پتہ تھا کہ وہ شخص اس کا ہے کہیں جا ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ اس سے دور جانا ہی نہیں چاہتا اگر وہ اس کا نہیں ہوتا تو کبھی بھی اس کی زندگی میں نہیں آتا۔ وہ اس سے چاہے جتنی بے نیازی برت لے جتنی بھی اس کی طرف سے بے پروا ہوجائے وہ اس کا ہی رہے گا۔ اس سے سایے کی طرح جڑا رہے گا کیونکہ وہ اس سے بے حد پیار کرتا تھا۔ بے حد پیار اور اس کے پیار کا وہ بہت اچھی طرح اندازہ کرسکتی تھی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

"یہ سوٹ میں نے تمہارے لیے آرڈر پر پاکستان سے بنوایا ہے۔" چاند رات کو وہ ثانیہ آنٹی کے گھر آئی تو انہوں نے وائٹ غرارہ سوٹ اس کے سامنے پھیلایا۔

"میں نے اس طرح کے سوٹ کبھی نہیں پہنے۔" وہ مسکرادی۔

"واؤ شاندار...... یہ بہت خوب صورت ہے۔" لزا کی بھی پل بھر میں نگاہیں خیرہ ہوئیں۔ وہ سچ مچ ایک بہت خوب صورت اور نگاہیں چکا چوند کردینے والا سوٹ تھا۔

"لیکن میری بیٹی کے لیے میں نے بنوایا ہے سو وہ انکار نہیں کرسکتی۔" انہوں نے پیار سے کہا وہ مان گئی اور صبح ہی نماز پڑھ کر وہ تیار ہوگئی ساتھ ہی اس نے لزا کو بھی تیار کرلیا ساری عید کی شاپنگ بھی اس نے پہلے ہی کرلی تھی۔ وہ پچھلے سال عید پر اتنی خوش نہیں تھی۔ اس نے کوئی تیاری تک نہیں کی تھی۔ پچھلے سال لیکن اس بار چونکہ دل میں موسم بہار تھا سو عید بھی اچھی لگ رہی تھی۔ نماز کے بعد وہ لزا کو لے کر نیچے کمیونٹی ہال میں آگئی وہاں بہت سی پاکستانی فیملیز جمع تھیں ان سب نے خوب ہلا گلا کیا۔ اس نے چھوٹے بچوں کے ساتھ مل کر خوب انجوائے کیا۔

بچوں کو جب اس نے پکڑم پکڑائی اور پٹھو گرم جیسے کھیل کھلائے تو بچوں کے ساتھ بڑوں نے بھی مزا لیا۔ مغرب کی نماز بھی اس نے نیچے ہی ادا کی پھر اوپر آ کر کھانا کھایا اور عشاء کی نماز ادا کی۔

"آج میں نے بہت انجوائے کیا۔" لزا کافی بنا لائی۔

"تم تو ڈاکٹر کے بجائے جوکر لگ رہی تھیں۔" وہ مصنوعی خفگی سے دیکھتی مسکرادی۔ پھر وہ اٹھی اور چہرے پر ہلکا سا بیس لگا کر آئی لائنر اور لپ اسٹک پھر سے لگائی تو لزا چونک گئی۔

"تم کہاں جارہی ہو۔"

"کوئی لینے آئے گا تو جان لے گا ناں۔" وہ مسکرائی۔

"تمہیں کون لینے آرہا ہے۔" لزا پہلے سے بھی زیادہ بری طرح چونک گئی اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتی دروازے پر بیل ہوئی تو لزا اسے دیکھتی باہر نکل گئی اور اس نے کیچر نکال کر تیزی سے بالوں میں برش پھیرنا شروع کردیا تھا اسے معلوم تھا کہ دروازے پر کون ہے؟ اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔

"پاری تمہارے مریض آئے ہیں کہہ رہے ہیں۔ دانتوں میں درد ہے کوئی پین کلر ملے گا۔" لزا کی آواز پر وہ چونکی یہ کون آگیا اس وقت۔ وہ بالوں میں کیچر لگائے بنا ہی تیزی سے باہر نکلی اور اگلے پل وہ سن سی کھڑی رہ گئی۔ اسے نہیں پتہ تھا کہ اس کے ساتھ ایسا ہوسکتا ہے اس کے قدم لڑکھڑائے تھے اس سے پہلے کہ کہیں وہ گر ہی پڑتی آنے والے نے تیزی سے اسے سنبھالا۔

"او کے لزا صبح ملتے ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ کلائی سے تھامے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

"او کے...... بیسٹ آف لک۔" لزا کی مسکراہٹ کہہ رہی تھی کہ وہ اسے پہلے سے جانتی تھی۔ اس نے سامنے بڑھ کر ثانیہ آنٹی کے فلیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگیا۔ فلیٹ کسی دلہن کی مانند سجا ہوا تھا وہ اتنی شاکڈ تھی کہ اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت گم ہوگئی تھی۔

"آ...... آپ......" وہ اسے صوفے پر بٹھا کر جھک

سے گلاس میں پانی لے کر اس پر گرانا ہی چاہتا تھا کہ وہ بوکھلا کر بولی۔

"اوہ تھینکس تمہیں ہوش آ گیا ورنہ میں پانی پھینکنے والا تھا تم پر۔" اس نے گلاس رکھا۔

"آپ یہاں کیسے اور باقی سب کہاں ہیں مما پاپا' ولید' طوبیٰ اور چچی سب لوگ آئے ہیں آپ کے ساتھ؟" اس نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے نظروں سے سب کو تلاشا۔

"نہیں میں اکیلا آیا ہوں۔" وہ اس کے برابر میں گرنے کے انداز میں بیٹھتے ہوئے صوفے کی پشت گاہ سے سر ٹکا گیا۔

"کشمالہ کہاں ہے..... وہ بھی آئی ہے آپ کے ساتھ؟" اس کے لہجے میں کشمالہ کے لیے بھی اتنی خوشی اور پیار تھا جیسا مما اور پاپا اور ولید کا پوچھتے وقت تھا۔ وہ سیدھا ہو کر اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"میں اپنی کسی بھی گرل فرینڈ کو ملک سے باہر نہیں لے جاتا۔" کشمالہ کے لیے گرل فرینڈ کے الفاظ اسے قدرے چونکا گئے۔

"جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ باہر جا کر میں نئی گرل فرینڈ بنا لیتا ہوں۔" اس بات پر اس کے گال تمتما اٹھے تو کیا وہ یہاں اسے اپنی گرل فرینڈ سمجھ رہا تھا۔ جب کہ وہ اس کے سرخ پڑتے چہرے اور جھلکتی ناگواری کو سنجیدگی سے دیکھنے لگا۔

"میں اپنی ایک گرل فرینڈ کے قصے دوسری کو نہیں سناتا۔" وہ اس کے خیالات کو پڑھ رہا تھا جیسے۔ "یونو میں اپنی فیملی ممبر اینڈ فرینڈ سے بھی اس متعلق بات نہیں کرتا۔" وہ الجھی پھر اس سے کیوں کر رہا تھا وہ نہ تو اس کی فرینڈ تھی نہ فیملی ممبر اور نہ ہی گرل فرینڈ۔

"آپ نے اب تک شادی نہیں کی کشمالہ سے؟" وہ حیران ہوئی۔

"نہیں۔" ازلی بے پروائی سے کہا۔

"مگر کیوں؟" اسے اچنبھا ہوا۔

"اس کی ناک اچھی نہیں تھی۔" ساحر نے بے نیازی سے بے پروائی کو پس پشت ڈال کر وہ بے بسی سے بولا تو پارس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"ناک اچھی نہیں تھی۔" وہ بڑبڑائی۔

"ہاں ناں..... تمہارے جیسی اچھی نہیں تھی۔" وہ جو حیرت کی زیادتی سے اس کے قریب جھک سی گئی تھی اچھل کر پیچھے ہوئی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وجہ اس کی ناک ہوگی۔

"مجھے سونے نہیں دیا مجھے کھانے پینے نہیں دیا۔ مجھے ہر لمحہ پریشان رکھا۔ مجھے کشمالہ کا ہونے نہیں دیا اور ان سب میں جانتی ہو قصوروار کون ہے؟"

"کون.....؟" وہ بالکل گم صم ہوئی۔

"تمہاری یہ ناک اور اس میں چمکتی یہ لونگ۔" اس نے اس کے آگے اپنی ہتھیلی پھیلائی جس میں وہی لونگ تھی جو مما نے اسے پہنائی تھی۔

"تم نے کہا تھا ناں پری کہ اپنوں کو محسوس کیا کریں میں نے انہیں محسوس کیا مگر تب جب بتانے والی نہ رہی ولید کے ہر جانے کی خوشی مما کے ساتھ مل کر ڈھیروں باتیں کرتے ہوئے ان کے چہرے کی چمک' پاپا کے سر پر میں مساج کر کے' چچی کے ساتھ ڈھیر ساری شاپنگ کر کے اور پتہ ہے جیسے تم میرے بجائے ولید کی سائیڈ لیتی تھیں ایسے جب میں ولید کے بجائے طوبیٰ کی بے جا سائیڈ لیتا تو ولید جل کر کہتا' پری کو آنے دو پھر ہم پارٹنر مکمل ہو کر آپ کی ایسی درگت بنائیں گے میں نے ان سب کی خوشیوں کو محسوس کیا۔ میں نے وہی زندگی گزاری پری جو تم چاہتی تھیں۔" وہ سرشار سا بولے جا رہا تھا اور وہ سنجیدہ سی اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"تم حیران ہو ناں؟" وہ مسکرایا وہ جانتا تھا کہ وہ اس کی اچانک آمد پر شاک ہے۔ "تمہیں یقین نہیں آ رہا ناں..... پری مجھے تم سے محبت کا سب سے پہلے احساس ہوا تھا۔ اس احساس نے باقی سب کا احساس کروا دیا۔" وہ مسکرایا لیکن وہ اسی طرح سنجیدگی سے اسے دیکھتی رہی۔

"کیا ہوا پری..... کیا تمہیں اچھا نہیں لگا؟" وہ اس کی

سنجیدگی سے الجھنے لگا وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''آپ نے وہ زندگی گزاری جو میں چاہتی تھی۔'' وہ گیلری کی طرف آ گئی۔ اسے لاؤنج میں ایک عجیب گھٹن ہوئی تھی۔

''تو میں نے بھی وہی زندگی گزاری جو ہماری ڈیل ہوئی تھی۔'' وہ اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ اس کی بات پر چونکا اور ڈیل یاد آنے پر اس کے لب بھنچ گئے۔

''میں نے آج صبح فیملی کو ساری سچائی بتادی کیونکہ میں نہیں چاہتی تھی کہ آپ نے جو مجھ پر احسان کیا ہے بدلے میں آپ کو اپنی فیملی کی مخالفت کا سامنا ہو۔ اسی لیے میں نے انہیں میل کردی۔ جس میں ساری سچائی لکھ دی ہے اور کل میں آپ سے بات کرنے والی تھی کہ مجھے اب آزادی سے جینا تھا آپ کا قرض اتار دیا ہے ان دو سالوں میں محنت کر کے اور رہا آپ کا احسان تو وہ میں ساری زندگی نہیں بھولوں گی۔'' وہ کہتی جارہی تھی اور عفنان شاہ کی سرشاری خوشی سنجیدگی میں بدلتی جارہی تھی۔

''کون ہے وہ؟ جس کے لیے تم نے یہ سب کیا۔''

''جان البرڈ۔'' جواب سن کر اس کی سنجیدگی تناؤ میں بدلی۔ ''لیکن اب وہ جاشر بن چکا ہے۔'' وہ بے حد خوش تھی۔

''کہاں ملا تمہیں۔'' اس نے دانتوں پر دانت جمائے پری کا لہجہ وہی تھا جو کبھی عفنان شاہ کا کشمالہ کے لئے ہوتا تھا محبت لیے خوشی لیے مگر عفنان شاہ کے انداز وہ نہیں تھے۔ جو پری کے ہوا کرتے تھے یعنی دوستانہ مزاج لیے۔

''ہم آج ملنے والے تھے۔'' پھر وہ اسے سب کچھ بتانے لگی۔

''اس طرح سے چیٹنگ کرنے والے پر تمہیں اتنا یقین ہے تمہیں لگتا ہے وہ آئے گا۔'' وہ حیران ہوا۔

''مجھے لگتا نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ وہ آئے گا۔'' اس پر اعتبار کے جتنے بھی الفاظ وہ بول سکتی تھی بول گئی۔

''اور اگر وہ نہیں آیا تو......؟''

''کیا مطلب وہ کیوں نہیں آئے گا۔'' وہ چونکی۔

''اس دنیا میں ہر بات سچ نہیں ہوتی اور یوں انٹرنیٹ اور موبائل کے ذریعے کی جانے والی دوستیاں محبتیں تو بالکل بھی سچ نہیں ہوتیں۔'' وہ اکھڑے اکھڑے بولا۔

''میں آپ کی بات سے اختلاف تو نہیں کروں گی مگر یہ ضرور کہنا چاہوں گی کہ مجھے البرڈ کے متعلق ایسا نہیں محسوس ہوا کہ وہ مجھے چیٹ کررہا ہے۔'' وہ پُریقین تھی۔

''او کے...... اسے آنا تھا آج پھر اب تک وہ کیوں نہیں آیا۔'' وہ واپس پلٹ کر صوفے پر بیٹھ گیا تو وہ بھی گہرا سانس لے کر واپس آ بیٹھی۔

''گھر میں سب کیسے ہیں؟'' اس نے اس کے سوال کو نظر انداز کردیا۔ تو اس کے سوال کا جواب دینا عفنان شاہ نے بھی ضروری نہ سمجھا۔ بس خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ ثانیہ آنٹی کے دیئے غرارے سوٹ میں وہ گویا خود بھی چمک رہی تھی۔

''آپ ثانیہ آنٹی کو کیسے جانتے ہیں۔'' اسے یک دم یاد آیا کہ وہ ثانیہ آنٹی کے گھر میں ہے۔

''وہ میری پھوپو ہیں۔'' اس نے اسے دیکھا وہ اچھی لگ رہی تھی۔ ''اور اس وقت لزا کے پاس ہیں۔''

''سگی پھوپو...... تو پھر میں ان سے پہلے کیوں نہیں ملی۔'' وہ حیران ہوئی۔

''کتنا اشتیاق ہے تمہارے لہجے میں میرے رشتے داروں کے لیے۔'' وہ قدرے خفگی سے بولا۔ وہ چونکی۔

''اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کیا پتہ اسے مجھ سے بھی کوئی لگاؤ ہو۔'' وہ جو اسے دیکھ رہی تھی اس کے اس طرح کہنے پر سٹپٹا گئی۔ ''تمہیں نہیں لگتا تم میرے ساتھ غلط کررہی ہو۔ تم مجھ پر اس شخص کو فوقیت دے رہی ہو جسے تم ٹھیک سے جانتی تک نہیں ہو۔ اس کا نام و پتہ اس کا کام حتیٰ کہ اس کے چہرے سے بھی ناواقف ہو تم۔'' اس کی برہمی برقرار تھی۔

اور پارس کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ عفنان شاہ کو کیسے یقین دلائے کہ اس کے ساتھ کوئی دھوکہ نہیں ہوا کیونکہ جان البرڈ ابھی تک نہیں آیا تھا جب کہ 12 بجنے میں صرف

تین منٹ باقی تھے۔
"اگر وہ آج رات نہیں آیا تو کیا کروں گی؟"
"وہ نہیں آئے گا میں نے ایسا نہیں سوچا پھر آگے کیا کروں گی کیسے کہوں؟"
"تم میرے ساتھ چلو گی؟" اس بے نیازی سے آفر کی کہ وہ چونکی۔
"یہ جان کر بھی کہ میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں۔" وہ اسے بغور دیکھنے لگی۔
"تم نے بھی تو میری سو گرل فرینڈ برداشت کی تھیں میں تمہارا ایک بوائے فرینڈ سہہ لوں گا۔" اس کے لہجے میں اس کی مخصوص بے پروائی تھی لیکن پارس کا چہرہ سرخ ہوگیا۔
"ایکسکیوزمی آپ کی طرح فلرٹی نہیں ہوں میں۔"
"تم نہیں ہو مجھے معلوم ہے تبھی تو آیا ہوں تمہارے پاس مجھے تم جیسی لڑکی ہی چاہیے تھی۔"
"دنیا میں بھرمار ہے مجھ جیسی لڑکیوں کی۔" وہ چڑی۔
"بات مت پکڑو تم جیسی نہیں تم ہی چاہیے ہو مجھے۔" وہ بچوں کے سے ضدی انداز میں بولا۔ اندر سے تو پارس کو بڑی ہنسی آئی مگر بظاہر وہ اسے گھورتی رہی اور وہ اس کے قریب چلا آیا۔
"اتنا پیار کروں گا پری تمہیں کہ تم اس جان وان کو بالکل بھول جاؤں گی۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہتی دروازہ بجا۔
"اوہ لگتا ہے جان مطلب عاشر آگیا۔" وہ چونکی۔
"وہ کیسے آسکتا ہے۔" عفنان شاہ پُریقین تھا کہ وہ آہی نہیں سکتا۔ عفنان شاہ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ دروازے پر ایک کیوٹ سا انگریز لڑکا کھڑا تھا۔
"کون ہو تم؟" عفنان شاہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔
"میں پاری کا دوست ہوں۔"
"عاشر......؟" یک دم وہ تیزی سے دروازے پر آئی تھی۔ وہ لڑکا مسکرایا۔
"یس۔"
"میں حیران تھی کہ آپ کیوں نہیں آئے۔" وہ حیرت زدہ سی ہنس دی۔
"شٹ اپ یہ کوئی عاشر واشر نہیں ہے۔" عفنان شاہ یک دم چیخا تو وہ دونوں ہی چونک گئے۔
"کون ہے تو اور کیوں یہ جھوٹ بول رہا ہے۔" عفنان شاہ نے غصے سے اس کا گریبان پکڑا۔
"پلیز عفنان شاہ چھوڑیں اسے۔ آپ...... آپ اوور ہو رہے ہیں۔" وہ چیخی۔ اس کے ہاتھ سے اس نے عاشر کا گریبان چھڑوایا۔
"یہ جھوٹ بول رہا ہے۔"
"آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں۔" وہ جھنجلائی۔
"مجھے پتہ ہے......وہ پُریقین تھا لیکن کیوں؟"
"کیا پتہ ہے آپ کو۔" وہ حیران ہوئی جب کہ عاشر نامی وہ شخص مطمئن تھا۔
"یہ جان البرڈ نہیں ہے میں کہہ رہا ہوں ناں۔"
"آپ کیوں کہہ رہے ہیں۔ یہ ہی جان البرڈ ہے اس نے مجھے بتایا تھا۔ امریکی ہے اور دیکھیں یہ چہرے سے ہی امریکی لگتا ہے۔" وہ اب نہ حیران تھی نہ پریشان۔ عفنان شاہ نے نوٹ کیا تھا مگر وہ دونوں ہی عفنان شاہ کو پریشان کر کے خط اٹھا رہے تھے۔
"میں نے کب بتایا امریکی ہونے کا۔ آپ کی بات کس نے کی میں تو جان البرڈ کی بات۔"
"ارے وہ میں ہی تھا۔" وہ اس کی بات جھنجلا کر کاٹ گیا۔
"مطلب......آپ مجھے۔" وہ خود ہی رک کر اسے دیکھنے لگی۔
"ہاں......میں ہی جان البرڈ بن کر تم سے باتیں کرتا رہا۔" بچوں کے سے ناراض لہجے میں کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھے وہ رخ پھیر کر کھڑا ہوگیا۔
"تھینکس انتھونی۔" وہ مسکرا کر باہر کھڑے لڑکے کی طرف مڑی تو وہ چونکا مطلب وہ لڑکا البرڈ نہیں تھا۔
"اس اور کے فرینڈ..." کہتے ہوئے وہ عفنان شاہ کی

طرف مڑا۔

"میں لڑکا کا بوائے فرینڈ ہوں میں لڑکا ... ہی ... ملنے آتا تھا
کہ پارس کا میسج آیا کہ میں سامنے والا ڈور بجا کر کہوں کہ
میں پارس کا دوست ہوں اور آگے کیا تماشہ ہوتا ہے میں
مطمئن ہو کر دیکھتا رہوں۔" وہ مسکرایا تو عفنان شاہ نے
پارس کو دیکھا جو جانے کب پلٹ کر صوفے پر جا بیٹھی تھی۔

"ابھی تو میں جا رہا ہوں پارس مگر بتانا بعد میں..... آخر
یہ کیا ڈرامہ تھا۔" وہ پلٹا تو عفنان شاہ نے دروازہ بند کر دیا
اور مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"مجھے آپ کی آئی ڈی پتہ تھی سو میں اکثر آپ کو چیک
کرتی تھی۔" اس کے یوں کہنے پر وہ چونکا۔ اسے اندازہ
تک نہ تھا کہ وہ اس لڑکی کے ہاتھوں مار کھا جائے گا۔

"میرے پاس جان البرڈ کی پہلی میل آئی تو میں کنفیوژ
ہو گئی ایک لڑکے کو میں جواب دینا نہیں چاہتی تھی مگر اس
نے کافی گہرا دینی مسئلہ پوچھا تھا کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا
کروں تبھی میں نے آپ کی پروفائل کو چیک کیا میرے وہم
گمان میں بھی نہ تھا کہ آپ میرے ساتھ جان البرڈ بن کر
بات کر رہے ہیں لیکن وہی میل آپ کے پاس سیو تھی میں
نے جواب دیا تو وہ آپ کے پاس مجھے مل گئی۔ پھر آپ
نے چار ماہ ان مسائل کو مجھ سے پوچھا مجھے یہی لگتا رہا کہ
آپ کو اچھا نہیں لگ رہا کہ آپ عفنان شاہ مجھ سے ایسے
سوال کریں تبھی آپ اپنی پہچان چھپا رہے ہیں لیکن جب
آپ نے کہا 'مجھ سے شادی کرو گی؟' تب میں الجھ گئی لیکن
میں نے پھر بھی اس سلسلے کو جاری رکھا مجھے معلوم تھا کہ آج
آپ آنے والے ہیں لیکن میں یہ نہیں جانتی تھی کہ آپ یہ
سب کیوں کر رہے ہیں۔"

"تمہیں جاننا بھی نہیں چاہئے کہ میں نے یہ سب
کیوں کیا؟" وہ اس کے قریب آ گیا۔

"مگر میں تو جان چکی ہوں۔" وہ استہزائیہ لہجے میں
بولی تو وہ اس سے ایک قدم کے فاصلے پر رکا۔

"آپ یہ چاہتے تھے کہ آپ کا احسان مجھ پر ہمیشہ بنا
رہے کہ میرے بوائے فرینڈ نے مجھے چیٹ کیا اور آپ
اتنے عظیم ہیں کہ میرے بارے میں یہ سب جان کر بھی
مجھے اپنا لیا اور اس طرح میں جب بھی آپ کی گرل فرینڈ کو
کچھ کہتی تو آپ کے پاس بھی میرے لیے ایک طعنہ
ہوتا۔" اس کے منہ بنا کر کہنے پر وہ گہرا سانس لیتا اس کے
قریب چلا آیا۔

"بیوی کو ناں اتنا ذہین ہونا نہیں چاہئے۔" وہ اس کے
برابر میں بیٹھا۔

"لیکن اگر شوہر آپ جیسے ہوں تو یقیناً بیوی کو ایسا ہی
ہونا چاہئے۔" وہ مسکرائی۔

"تم نے مما' پاپا کو سب کچھ سچ بتا دیا۔" یہ بات اسے
بہت چبھ رہی تھی۔

"نہیں۔ میں اپنے اندر ایسی ہمت نہیں پا رہی ہوں۔"
وہ قدرے افسردہ ہوئی۔

"پتہ ہے پری مجھے کب یہ احساس ہوا کہ میں تم سے
پیار کرنے لگا ہوں۔ اس روز جب تم مما کے کمرے میں
تھیں میں اپنے کمرے میں داخل ہوا اور تمہیں نہ پا کر میرا
... جیسے ... گیا ... تمہیں مما کے کمرے کے
علاوہ ہر طرف دیکھ لیا باہر نکل کر واچ مین سے پوچھا۔ چند
ہی لمحوں میں سانس لینا مشکل ہو گیا تھا اور جب میں نے
تمہیں دیکھا تو پری تو تم بہت بے قراری سے میری طرف
بڑھی لیکن تمہاری وہ بے قراری میری ذات کے لیے نہیں
تھی وہ میری محبت نہیں صرف مجھ سے ملنے والا احساس
تحفظ تھا۔ اس وقت جب تم رو رہی تھیں تو میں صرف ایک
بات سوچ رہا تھا اور بات یہ تھی کہ پری کو اپنے احسان کے
ملبے سے مجھے نکالنا ہوگا۔ اسے تحفظ مجھ سے ملے کسی ڈر یا
خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس میں صرف محبت ہو تبھی میں
نے تمہیں یہاں بھیجا ان گزرے سالوں میں تمہارا خوف
ڈر سب ختم ہو چکا تھا۔ اسی لیے اب تمہیں صرف مجھ سے
محبت کرنی ہے اور پتہ ہے میں یہ بھی نہیں پوچھوں گا کہ تم
مجھ سے کتنی محبت کرتی ہو کیونکہ ثابت ہو گیا ہے تم مجھ سے
جانے کب سے محبت کرتی ہو۔" وہ اپنی ہتھیلی اس کے آگے
کرتے ہوئے آخر میں مسکرایا تو وہ جواب سے بغور دیکھ رہی

ی اس کے یوں کہنے پر گڑبڑائی۔ اس کی ہتھیلی پر وہی لونگ جگمگا رہی تھی۔

"یہ سوٹ ثانیہ آنٹی نے پاکستان سے منگوایا ہے؟" اس کے لہجے میں تھا کہ وہ بتا نہیں رہی حقیقت پوچھ رہی ہے۔

"میں نے ثانیہ پھوپو کو لا کر دیا تھا۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا لیکن وہ کڑے تیوروں سے اسے دیکھتی رہی ابھی بہت کچھ تھا جس کے آگے عضنان شاہ جواب دہ تھا۔

"اس لونگ کو لانے کی وجہ؟"

"اس لونگ نے پہلے دن ہی مجھے تمہاری طرف متوجہ کر لیا تھا۔" اس نے بے یقینی سے کہنے والے کو دیکھا مگر وہ سچ کہہ رہا تھا یقین کرنا پڑا۔

"آپ نے کہا تھا کہ آپ اپنی فیملی ممبرز اور اینڈ فرینڈ سے بھی گرل فرینڈ کے متعلق بات نہیں کرتے پھر مجھ سے کیوں کی میں آپ کی کون ہوں۔"

"تم......!" وہ اسے نگاہوں میں محبت چاہت کا ہر رنگ لیے دیکھنے لگا۔

"میرا آئینہ ہو کہا تھا بتایا تھا مت پوچھو کہ اس محبت کی وجہ کیا ہے۔" وہ اس کے سر پر اپنا سر ٹکاتے ہوئے بولا۔ اس کی پلکیں لرز کر جھک گئیں مگر ابھی کچھ اور بھی پوچھنا تھا۔

"مگر وجہ تو آپ نے بتائی تھی کہ میری ناک ہے۔" اس نے وجہ اور ناک کو جما کر ادا کیا تو عضنان شاہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اب میں کیا کروں اگر تمہاری ناک نے ہی مجھے متاثر کیا تو؟" وہ قدرے بے چارگی سے بولا۔

"آپ میرے لیے کیا کیا کر سکتے ہیں۔" وہ آج ہی تفصیلی انٹرویو کرنا چاہتی تھی۔

"کچھ بھی۔"

"تو پھر اس بلڈنگ کا ایمرجنسی ہارن بجا کر آجائیں۔"

"واٹ......!" وہ اچھل پڑا۔

"چلیں ناں۔ بہت مزہ آئے گا۔" وہ بچوں کے سے لہجے میں خوشی سے بولی۔

"میرے خدا۔ میری اس سوہنی وائف کو اس طرح کی حرکت کر کے مزہ آتا ہے...... کہیں میں بے ہوش نہ ہو جاؤں۔" وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اسے ولید یاد آگیا کتنا اچھا پہچانتا تھا وہ اپنے بھائی کو اور وہ محویت سے اسے دیکھتا رہا بلاشبہ وہ بہت خوب صورت نہیں تھی لیکن بہت اچھی ضرور تھی۔ اس لڑکی نے اسے اس کے ہی گھر والوں کے بیچ رہنا سکھا دیا تھا۔

"جب تم سب کچھ جانتی تھیں تمہیں پتہ تھا کہ میں آنے والا ہوں پھر تم اتنا شاک کیوں ہوئیں۔ تم نے میرے ساتھ ڈرامہ ضرور کیا تھا لیکن وہ پہلا لمحہ جو تمہیں شاکڈ کر گیا وہ سچ تھا۔ صحیح بتاؤ کیوں حیران تھیں اتنا مجھے دیکھ کر۔" وہ یک دم سے بولا۔

"ہاں میں شاکڈ تھی۔" وہ چونکی اور پھر مسکرا دی۔

"میں اپنے دل پر شاکڈ تھی میں اس کی ضد پر حیران تھی وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ......" وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا...... بتاؤ ناں؟" وہ الجھا اور اس نے مسکراتے ہوئے اس کے سینے پر اپنا سر رکھ دیا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ آپ کو عید مبارک کہہ دوں۔" وہ چونکا اور پھر ہنس پڑا۔

"تمہیں بھی ایسی خوشیوں بھری ہزاروں عیدیں مبارک ہوں۔" اس نے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا گھیرا کر لیا۔ وہ بہت سی زندگی میں آنے والی لڑکیاں چھوڑ کر اس کے پاس چلا آیا تھا۔ ان کا ملن کہیں آسمانوں میں طے تھا اور جو بات لکھ دی جائے وہ ہر حال میں ہو کر رہتی ہے۔ جیسے اب وہ ہمیشہ کے لیے ساتھ تھے۔ ایک دوسرے کے نام اپنی زندگی کر چکے تھے۔

چراغ خانہ
رفعت سراج

اگر کچھ قیمتی لمحے نکل آئیں کسی صورت
چلو اس دل کی خاطر ہم بھی کوئی کام کر جائیں
کئی شامیں گنوادی ہیں غم حالات میں ہم نے
تمہارے نام اک سندر سہانی شام کر جائیں

﴿گزشتہ قسط کا خلاصہ﴾

مانو آپا پیاری اور عالی جاہ کی شادی کا مشورہ کمال فاروقی سے کرتی ہیں مانو آپا پرائی بچی کی ذمہ داری زیادہ عرصے تک نہیں اٹھا سکتی اس لیے پیاری کو جلد از جلد اس کے گھر کا کرنا چاہتی ہیں۔ کمال فاروقی بھی مانو آپا کی بات سے متفق ہوجاتے ہیں لیکن ایک کھٹکا انہیں دانیال کی طرف سے ہوتا ہے مگر اس وقت کمال فاروقی بہن پر کچھ ظاہر نہیں کرتے۔ دوسری طرف جب کمال فاروقی دانیال سے عالی جاہ اور پیاری کے نکاح کی بات کرتے ہیں تو وہ لمحہ ضائع کیے بغیر ہی پیاری سے محبت کا اظہار کردیتا ہے جبکہ اسپتال میں پیاری کے سامنے اظہار محبت کے لمحات حذف کرجاتا ہے۔ کمال فاروقی دانیال کی بات سن کر ششدر رہ جاتے ہیں انہیں مانو آپا کو نکاح سے روکنا مشکل نہیں بلکہ سعدیہ کو پیاری کے لیے قائل کرنا مشکل امر لگ رہا ہے لیکن پھر بھی دانیال کو تسلی دیتے ہیں۔ سعدیہ پیاری اور دانیال کے نکاح کا سن کر آپے سے باہر ہوجاتی ہیں وہ ان دونوں کی محبت کو بھی کوئی اہمیت نہیں دیتی' سعدیہ کی نظر میں یہ مانو آپا کی سازش ہوتی ہے جو کسی پرانی بات کا بدلہ دانیال اور پیاری کے نکاح کی صورت نکال رہی تھیں سعدیہ دانیال کو بھی آفس فون کرتی ہیں اور نکاح سے انکار کرنے کا کہتی ہیں۔ دانیال سعدیہ کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے ساتھ ہی پیاری سے محبت کا اظہار بھی کرتا ہے اس کی نظر میں اگر وہ شادی کررہا تھا تو قبول بھی اسی کر کرنا تھا۔ کمال فاروقی مانو آپا سے پیاری اور دانیال کے رشتے کی بات کرتے ہیں مانو آپا سعدیہ کی خواہش اس رشتے کے حوالے سے جاننا چاہتی ہیں جس پر کمال فاروقی انہیں یہ کہہ کر مطمئن کردیتے ہیں کہ رشنا سے دانیال کی شادی سعدیہ کی خواہش تھی جبکہ پیاری سے دانیال اپنی پسند سے شادی کرنا چاہتا ہے مانو آپا پیاری کی رضامندی جاننے کا کہتی ہیں اور ایک امید سی بندھ جاتی ہے۔ عالی جاہ کھانے کی ٹیبل پر پیاری کو نا پاکر اس کے حوالے سے مانو آپا سے سوال کرتا ہے جس پر مانو آپا بیٹے کو ٹکڑا توڑ کر جواب دے کر تواضع کرتی ہیں عالی جاہ ماں کے چہرے سے بہت کچھ اخذ کرجاتا ہے اور جواب طلب کرتا ہے جس پر مانو آپا سنبھل کر بیٹے کو باتوں میں الجھا دیتی ہیں۔ کمال فاروقی دانیال کو بے فکر ہونے کا کہتے ہیں ساتھ ہی اسے نکاح کی خوش خبری بھی سنا دیتے ہیں لیکن دانیال ماں (سعدیہ) کے رویے کی طرف سے فکرمند رہتا ہے۔ مانو آپا پیاری کی مرضی جاننے کے لیے اس سے بات کرتی ہیں تب پیاری محبت سے مجبور ہوکر دانیال کے حق میں فیصلہ سنا دیتی ہے جبکہ دوسری طرف عالی جاہ یہ خبر سن کر ناراضگی کا اظہار کرتا ہے مانو آپا بیٹے کی ناراضگی کی پروا کیے بغیر ہی گھر میں نکاح کی تقریب منعقد کرلیتی ہیں۔

نکاح کی تقریب کے دوران ہی دانیال کا سیل فون بجتا ہے ایک انجان نمبر سے مشہود کی کال آتی ہے۔

‹اب آگے پڑھیے›

❁......❁......❁

دانیال بے یقینی کی کیفیت میں اٹھ کھڑا ہوا تو آس پاس بیٹھے ہوئے سب لوگ سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''مشہود...... یار...... واقعی...... مشہود بات کر رہے ہو۔'' عالم تحیر میں اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''اب زمانے بھی نہیں گزرے کہ تم میری آواز ہی بھول جاؤ۔'' مشہود نے کہا۔

''کک...... کہاں سے بات کر رہے ہو۔''

اس کے منہ سے مشہود کا نام سن کر کمال فاروقی بے تاب ہو کر اس کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے اور سر گھما کر کوشش کر رہے تھے کہ وہ بھی کسی طرح مشہود کی آواز سن پائیں۔

''یار میں اس وقت [illegible] ایئرپورٹ کے قریب ہوں۔ پولیس مجھے رہا کرا کر یہاں لے آئی ہے اور تم سے بات کروا رہی ہے گھر فون کیا تھا مگر وہاں کوئی اٹینڈ ہی نہیں کر رہا۔'' مشہود بہت پُرسکون انداز میں بات کر رہا تھا۔

''ٹھیک ہے یار یہ تو اتنی بڑی خوش خبری ہے کہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی جلدی سے بتاؤ مجھے کیا کرنا ہے۔'' اب دانیال فرطِ مسرت سے بے قابو ہو کر کہہ رہا تھا۔

''تمہیں کچھ بھی نہیں کرنا، میں یہاں سے بائی ایئر کراچی ایئرپورٹ پہنچوں گا تم کسی طرح پیاری کو ساتھ لے کر وہاں آ جانا۔ بوا کو تکلیف نہ دینا مجھے اندازہ ہے ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہوگی۔'' مشہود کہہ رہا تھا اور بوا کا ذکر آتے ہی دانیال کے انداز خود بخود بدل گئے مگر اس نے بوا کی دائمی مفارقت کی خبر اس وقت سنانا مناسب خیال نہیں کیا۔

''ٹھیک ہے، تم جب پلین میں بیٹھنے لگو تو فون کر دینا میں پیاری کو لے کر پہنچ جاؤں گا۔'' دانیال نے حاضرین کے حیران پریشان چہروں پر ایک نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔

''ویسے پیاری ٹھیک ہے ناں...... اتنا تو مجھے یقین ہے کہ تم نے میری فیملی کا بہت خیال رکھا ہوگا' ٹھیک ہے پھر ملتے ہیں ان شاءاللہ......''

''اللہ حافظ۔'' رابطہ منقطع ہو گیا۔

دانیال فرطِ مسرت سے کمال فاروقی سے لپٹ گیا۔

''تھینک گاڈ پاپا...... مشہود بالکل خیریت سے ہے۔''

''بہت بہت مبارک ہو، میرا خیال ہے میں یہ خوش خبری پیاری کو سنا دوں، اللہ کا شکر ہے اس کی یہ خوشی ادھوری نہیں رہی اب وہ اس طرح خوش ہوگی جس طرح کہ اسے خوش ہونا چاہیے۔''

''یار فاروقی...... کچھ ہمیں بھی تو پتا چلے کیا سلسلہ ہے یہ۔'' کمال فاروقی کو بے تاب انداز میں روکنے کی کوشش کی۔

''یہ دانیال بتائے گا میں بس پانچ منٹ میں آتا ہوں۔'' کمال فاروقی بے پایا خوشیوں کے حصار میں آگے بڑھ رہے تھے دوست کے سوال نے بھی پابہ زنجیر نہ کیا۔

''بیٹھیے انکل میں بتاتا ہوں۔'' دانیال کی خوشی کا عالم یہ تھا کہ پاؤں دھرتا کہیں تھا پڑتا کہیں تھا۔

❁......❁......❁

پیاری کے اردگرد مانو آپا کی دوستوں کی بیٹیاں بہوئیں وغیرہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ مانو آپا نے خود ہی پیاری کی تنہائی کے خیال سے انہیں کمرے میں بلا لیا تھا۔ جو اتنی سادہ سی دلہن کو دیکھ کر خاصی حیران سی تھیں۔ ڈیلیکس یا بھابیز کی مہربانیوں کے بغیر دلہن کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا تھا ایک دو شادی شدہ لڑکیاں اس کا انٹرویو بھی کر رہی تھیں ان کے سوالات پیاری کو شاق گزر رہے تھے مگر یہ سب کچھ برداشت تو بہرحال کرنا تھا اس وقت مانو آپا ہولائی بولائی سی اندر داخل ہوئیں۔

"پلیز آپ لوگ ذرا دیر کے لیے باہر آجائیں۔"
انہوں نے آتے ہی مہمان لڑکیوں کو مخاطب کیا۔
"ان کے انداز میں اتنی ایمرجنسی ٹپک رہی تھی کہ سب کی سب لمحوں میں اپنی جگہ سے کھڑی ہوگئیں۔
"کمال آجاؤ......" مانو آپا پر بلا کی عجلت سوار تھی انہوں نے لڑکیوں کے باہر نکلنے کا بھی انتظار نہیں کیا اور بھائی کو آواز دی۔ لڑکیوں کو دیکھ کر کمال فاروقی اپنی بے پایاں خوشی سنبھالتے جھجکتے ہوئے اندر آگئے۔ پیاری تو کمال فاروقی کی آمد پر بری طرح بدحواس ہونے لگی۔
کمال فاروقی نے دو تین لمبے قدموں سے دروازے سے پیاری تک پہنچنے کا راستہ طے کیا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔
"مبارک ہو، بہت بہت مبارک ہو۔ آج کی اس خوشی میں بہت برکت ہے ماشاءاللہ۔ مشہود اس خوشی کو بڑھانے بس جلد ہی پہنچ جائے گا ابھی ابھی اس کا فون آیا ہے الحمدللہ خیریت سے ہے۔" وہ خوشی سے بمشکل الفاظ مرتب کر پا رہے تھے۔
پیاری نے آنکھیں پھاڑ کر بے یقینی کی کیفیت میں کمال فاروقی کی طرف دیکھا تھا یوں لگا جیسے کسی خواب کے عمل سے گزر رہی ہو، کچھ دیر پہلے وہ یہی تو سوچ رہی تھی کہ دانیال ہم سفر بن گیا کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہی۔
"انکل...... واقعی...... مشہود بھائی کا فون آیا ہے۔"
وہ خوشی کے غلبے سے کانپ رہی تھی۔
"ہاں بیٹا...... یہ کوئی مذاق کرنے کا وقت تو نہیں۔"
وہ مانو آپا کی طرف دیکھتے ہوئے بولے جو دل تھامے سن رہی تھیں اور فی الحال قوت گویائی سلب سی ہو رہی تھی۔
"وہ کہاں ہیں، مجھے ابھی ان کے پاس لے کر چلیں۔" پیاری جذباتی انداز میں سینڈلوں میں پاؤں پھنسانے لگی۔
"وہ اس شہر میں نہیں ہے بیٹا بلوچستان میں ہے تھوڑی دیر میں پلین پر سوار ہوگا پھر ہم اسے ریسیو کرنے جائیں گے۔" یہ کہہ کر انہوں نے پیاری کا سر اپنے سینے سے لگا لیا، درحقیقت وہ پورے خلوص سے خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ اب مانو آپا بھی سنبھلیں اور آگے بڑھ کر پیاری کو سینے سے لگا کر مبارک باد دی۔
"ایک ہی دن میں اتنی خوشیاں میرا رب بہت رحیم و کریم ہے یا اللہ تیرا احسان ہے تو نے بچی کے آنسو پونچھ دیے۔" یہ کہہ کر انہوں نے پیاری کی پیشانی پر بوسہ دیا۔
پیاری بھی پہلی بار مانو آپا سے لپٹ گئی اور رو پڑی۔
"پھوپو...... یہ کوئی خواب تو نہیں ہے نا۔"
"بیٹا...... شکرانہ پڑھو...... بہت نصیب والی ہو۔ اللہ تمہارے بھائی کو جیتا سلامت رکھے، آمین ثم آمین۔"
پیاری کے خوشی کے آنسو دیکھ کر ان کی اپنی آنکھوں میں بھی نمی اتر آئی تھی۔
"کمال بس اب جلدی سے کھانا کھلوا دو تاکہ مہمان کھانا کھا کر فارغ ہوں۔" وہ پیاری کے آنسو اپنی انگلیوں سے صاف کرتے ہوئے بولیں۔
"جی آپا...... ظاہری بات ہے مشہود کو لینے ایئرپورٹ بھی جانا ہوگا۔" پیاری یہ سنتے ہی مانو آپا سے بچوں کی طرح لپٹ گئی مانو آپا نے بھی اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں کس لیا۔
"اللہ کہتا ہے میری رحمت سے مایوس نہ ہو، میں کہتی تھی ناں دعا کرو، آزمائشیں تو اللہ سے قریب کرنے آتی ہیں بیٹا، ہنستے کھیلتے تو بہت کم لوگوں کو خدا یاد آتا ہے۔"
مانو آپا بشریٰ ملال کی کیفیت میں ضرور تھیں شدید خواہش حسرت بن گئی تھی مگر زندگی بھر کی بامشقت کمائی سے ہاتھ نہیں دھوئے تھے عمر بھر کا سیکھا پڑھا اب بھی سہارا دے رہا تھا خود کو بھی اور دوسروں کو بھی۔
"مشہود کا فون آتا ہے تو میں بتاتا ہوں۔" کمال فاروقی نے جاتے جاتے پھر پیاری کے سر پر دستِ شفقت پھیرا۔

❁......❁......❁

زندگی کے اہم ترین موقع پر مالی کی عدم موجودگی کا

احساس ایک پن کی طرح دماغ کے کسی خاص حساس حصے میں چبھ رہا تھا۔ مگر مشہود کے فون نے یکسر ذہن موجودہ منظر نامے سے ہٹا کر رکھ دیا۔ کھانا کھل گیا تھا بہت زیادہ لوگ تو نہیں تھے بیس پچیس مرد و خواتین کوئی ہلڑ بازی نہیں تھی سب سکون سے کھانا نکال رہے تھے دانیال کے کچھ دوست اب بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھے تھے اور اصرار کررہے تھے کہ وہ دانیال کے ساتھ ہی کھانا کھائیں گے جبکہ دانیال کا ذہن ہر طرف سے ہٹ کر مشہود میں اٹکا ہوا تھا اشتہا انگیز کھانوں کی خوشبوئیں بھی اسے متوجہ کرنے میں ناکام تھیں۔

سچی بات یہ تھی کہ وہ وفورِ مسرت سے ایک بار پیاری کو گلے لگا لینا چاہتا تھا۔ وہ ایک بار اسے چھو کر یقین کرلینا چاہتا تھا کہ وہ واقعی اب اس کی ہے اب ان کے درمیان انا ہے نہ کدورت' نہ غلط فہمی' نہ سماج اور نہ کوئی عالی جاہ ایک بہشت بریں آدم و حوا کے لیے تخلیق ہوگئی ہے دوستوں کی خاطر اسے تھوڑا بہت کھانا پڑا مگر یوں بھی جیسے میڈیسن لینے کی خاطر ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق کچھ کھانا ہوتا ہے، خالی پیٹ میڈیسن لینے کی سختی سے ممانعت ہوتی ہے۔

❁......❁......❁

"بلال...... میں بالکل اکیلی ہوگئی ہوں میرا کوئی نہیں ساری عمر کی محنت کا بہت اچھا صلہ ملا ہے مجھے۔" سعدیہ خود ترسی کی کیفیت میں مبتلا ہوکر بڑے لاچار انداز میں اپنے بڑے بیٹے سے بات کررہی تھیں۔

"امی آپ بالکل غلط ہیں۔" بلال نے ماں پر ترس کھانے کے بجائے ان کے سیدھے کان میں دھماکا کردیا وہ اپنی جگہ سے دو انچ تو لازماً اچھلی ہوں گی۔

"تم کیا کہہ رہے ہو بلال۔" وہ ہکا بکا ہوگئیں۔

"ممی...... آپ انسانی حقوق کے مخالف جارہی ہیں یہاں تو بچوں کو نرسری سے ہی سکھا دیا جاتا ہے کہ آپ نے خود مختار ہونے کی تیاری شروع کرنا ہے' کیونکہ انسان کی لائف کی کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا۔ موت کے لیے زندگی مخصوص نہیں ہوتی...

بچوں کو لائف ٹائم ساتھ لے کر نہیں چل سکتے۔ اتفاقی طور پر کوئی اہم انسان کبھی بھی جدا ہوسکتا ہے۔"

"ہر انسان میں انفرادی طور پر فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے اس لیے کہ فیصلہ تو ہوجاتا ہے مگر بعد میں نتائج کو بھی فیس کرنا ہوتا ہے۔"

"اچھا ہے جس کا فیصلہ ہو وہ خود ہی فیس کرے، اس طرح سے ہر انسان خود کو آزاد محسوس کرتا ہے۔"

"معذرت چاہوں گا ممی لیکن آپ نے دانیال کے ساتھ ہی نہیں اس کی بیگم کے ساتھ بھی بہت زیادتی کی ہے۔" بلال کو بھائی کے ساتھ اتنے اہم اور خوشی کے موقع پر کی گئی زیادتی پر واقعی غصہ آگیا تھا وہ بری طرح رنجیدہ ہوکر مخاطب ہوا تھا۔

"ماں باپ جو اتنی جان مارتے ہیں محنت کرتے ہیں ان کا اولاد پر کوئی حق نہیں ہوتا۔ بچوں کو ان کی خوشی کا خیال رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں؟" سعدیہ شدید دکھ کی لہر سے الجھتے ہوئے سوال کررہی تھیں۔

"ممی...... پل خوشیاں مناتے ہیں تو اللہ انہیں اولاد کا گفٹ دیتا ہے اولاد گفٹ ہوتی ہے اس کو توڑ پھوڑ کر ڈسٹ بن میں نہیں پھینکا جاتا۔ شادی ہر بندے کا ذاتی معاملہ ہے اور لونگ پیرنٹس کا خیال کرنا ڈیوٹی ہے۔ پیرنٹس کو دیکھ بھال کرنا ہوتا ہے ان کے مسائل حل کرنے کے لیے آگے آنا ہوتا ہے ان کی تمام بنیادی ضروریات کا خیال رکھنا ہوتا ہے بس یہی پیرنٹس کا شکریہ ہے۔"

"اچھا بس...... تم نے بھی اپنی پسند سے کرلی اور دانیال نے بھی ماں کے بھی کچھ خواب ہوتے ہیں آخر ماں...... ماں ہے۔" سعدیہ پر کوئی دلیل کارگر نہیں تھی۔

"میں نے اپنا حق استعمال کیا ہے۔ خواب خواب ہوتے ہیں ممی نیند والے خواب پورے ہوجاتے ہیں جاگتے میں خواب دیکھنا تو ویسے بھی یہ خلاف معمول ہے۔ دانیال اور اس کی وائف کو دعا دیں۔ پلیز...... پلیز...... ممی...... خدا کے واسطے۔ میں کار...

لیٹ ہوجاؤں گا، بعد میں آپ سے بات کروں گا۔"
سعدیہ فون بند ہوجانے کے بعد بھی کسی طرح ساکت بیٹھی تھیں گویا غبارے سے ساری ہوا نکل گئی تھی امریکہ میں دن چڑھ رہا تھا انہیں اپنی جذباتی کیفیت میں خیال ہی نہ رہا تھا۔

❀......❀......❀

خوشی کا عالم، بے ساختگی کی کیفیت دانیال تمام مصلحتیں بالائے طاق رکھ کر مانو آپا کے بیڈ روم تک چلا آیا تھا۔ دروازے پر ہلکی سی دستک دی کوئی ردِعمل ظاہر نہ ہوا، اس نے دوبارہ ذرا زیادہ آواز سے دستک دی اب بھی کوئی جواب نہ آیا وہ چند لمحے الجھا پھر پہلے سے زیادہ جوش وخروش سے دستک دی اس کے خیال میں یہ حتمی دستک تھی اس کے بعد اسے اندر داخل ہوجانا تھا۔ اس نے ابھی پر تولے ہی تھے کہ دروازے کا ہینڈل متحرک ہوا اور ساتھ ہی دروازہ معمولی سا وا ہوا، چاند سا مکھڑا چمکا، مگر یہ کیا دروازہ دوبارہ بند ہوگیا وہ دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا مگر اگلے ہی لمحے اس نے بہت جرأت سے دروازہ کھول دیا۔
پیاری بھاگتی ہوئی بیڈ تک گئی اور کنارے پر ٹک کر اپنی بے ترتیب سانسیں درست کرنے لگی۔
دانیال نے بڑے پُرسکون انداز میں دروازہ بند ہی نہیں کیا بلکہ مقفل بھی کردیا وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا کہ کمرے میں پیاری بالکل اکیلی ہے۔ وہ پیاری کی طرف بڑھ رہا تھا اور پیاری کی حالت غیر ہورہی تھی۔ جب وہ اس کے بالکل سر پر پہنچا تو پیاری کی نظر اس کے سلیم شاہی چمکتے جوتوں پر پڑی گھبرا کر سر اٹھا کر دیکھا اس سے پیشتر کہ کچھ اور سوچتی دانیال نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے مقابل کرلیا۔ پیاری کی بدحواسی سوا ہوگئی۔ دانیال نے بے اختیاری کی کیفیت میں اسے گلے سے لگالیا۔
"مبارک ہو، یہ خوشی بہت بڑی خوشی میں بدل گئی ہے، اب کوئی دکھ کا موسم پلٹ کر نہیں دیکھے گا۔"
پیاری پر یہ اچانک حملہ اتنا شدید تھا کہ وہ مزاحمت کی قوت ہی کھو بیٹھی ایک دم، اچانک، غیر متوقع دانیال کا انتہائی قرب اس کی تو زبان گنگ تھی۔ بمشکل خود کو سنبھالا، بدقت دونوں ہاتھوں سے دانیال کو پیچھے دھکیلا۔
"تھینک یو پلیز" آپ یہاں سے جائیں کوئی آ گیا تو..... آپ کو اس طرح نہیں آنا چاہیے تھا انکل خوش خبری سنا چکے ہیں مبارک باد بھی دے دی ہے۔" پیاری نے بڑے حوصلے سے کام لے کر دانیال سے بڑے محتاط انداز میں کہا۔
"انکل..... انکل..... وہ اپنی بہو کو خوش خبری سنا کر گئے ہیں میں اللہ کے انتہائی فضل وکرم سے شوہر بن گیا ہوں، اپنی بیوی کو گلے سے لگا کر مبارک باد دینا میرا فرض ہے اور فرض ادا کرنے سے اب مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔" دانیال نے پھر ہاتھ بڑھایا پیاری بدک کر ذرا پیچھے ہوگئی۔
سہمی سہمی خوشی اب پَر کھول کر ناچ رہی تھی۔
"جائیے آپ یہاں سے تماشا بنائیں گے میرا۔" پیاری پر خوف وحیا کا گہرا اثر تھا بہت گھبرا رہی تھی۔
"جو تماشا بناتے ہیں وہ دلہن نہیں بناتے میں نے تو محبت کے پاؤں چھو کر دلہن بنایا ہے۔"
"دیکھیں.....!" پیاری نے کچھ کہنا چاہا مگر دانیال نے بات اچک لی۔
"دیکھنے تو دو۔ تمہاری حیا نے تو مجھے کبھی جی بھر کر دیکھنے ہی نہیں دیا، اب جب تک میرا جی چاہے گا دیکھوں گا ارے ایک بہت پرانا بہت خوب صورت گیت یاد آیا ہے۔
سامنے تجھ کو بٹھا کر تیرا دیدار کروں
جی میں آتا ہے کہ جی بھر کر تجھے پیار کروں....."
پیاری کے حواس جواب دینے لگے۔
"دیکھیں یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔" اب وہ روہانسی ہونے لگی وہ زمانے گئے محترمہ جب آپ کا دل چاہتا تھا دوڑیں لگوا دیتیں تھیں وہ ہمارے اردو کے لیکچرار اکثر ایک مصرعہ کہا کرتے تھے۔
"حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے"

پیاری نے اب بڑی بے بسی سے اس کی طرف دیکھا تھا دانیال پیاری کی آنکھوں میں آنسوؤں کی چمک دیکھ کر ایک دم سنجیدہ ہوگیا۔

''مشہود کا فون آتے ہی ہم چل پڑیں گے تم چینج کر لینا ایئر پورٹ پر اس ڈریس میں جانا عجیب سا لگے گا۔ پھر مشہود کو بھی یہ خوشی خبری کسی دھماکے کی طرح نہیں سنانا چاہیے۔'' دانیال نے اب سنجیدگی سے بات کی۔

اسی وقت کسی نے دروازے کا ہینڈل گھمایا پھر زور سے دھڑ دھڑا دیا پیاری اچھل کر کھڑی ہوگئی حالت ایسی ہوگئی جیسے چھپنے کے لیے جگہ ڈھونڈ رہی ہو۔ دانیال نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا، سامنے مانو پھوپو تھیں صورت حال دیکھ کر لمحے بھر کو ہونق سی ہوگئیں۔

''ہیں، تم یہاں کیا کر رہے ہو، باہر تمہاری ڈھنڈیا مچی ہوئی ہے۔''

''مبارک باد دینے آیا تھا پھوپو، یہ تو اخلاقی فرض ہے ناں؟'' دانیال نے معصوم سی شکل بنا کر کہا پیاری نے گھبرا کر رخ موڑ لیا۔

''ہوگئے تمہارے فرض ادا، باہر چلو...... میں دلہن کو لاؤنج میں لے کر آتی ہوں کمال نے فوٹو گرافر کو بلایا ہوا ہے دو چار فوٹو بنوالو۔'' دانیال کو تو خود اب ٹھہرنا محال تھا فوراً باہر کی راہ لی۔ پیاری آہستہ سے پھر کنارے پر ٹک گئی۔

''یہ لڑکے بہت بدمعاش ہوتے ہیں تنگ تو نہیں کر رہا تھا'' مانو پھوپو نے اس کے سر پر آنچل ٹھیک کرتے ہوئے رازدار سہیلی کے انداز میں پوچھا۔

پیاری مارے حیا کے سر نہ اٹھا سکی۔

❁......❁......❁
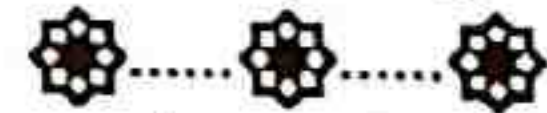
نوکر اپنے کوارٹر میں جا چکے تھے سعدیہ گھر میں پھیلی ہوئی وحشت ناک تنہائی سے گھبرا کر لان میں چلی آئیں ٹھنڈی نرم ہوا کے حریری جھونکوں نے روح میں کچھ ٹھنڈک کا احساس پیدا کیا۔

''دانیال اس لڑکی کو یہاں لے کر آیا تو ہنگامہ

کردوں گی، ایک دن میں نہیں بنا یہ گھر یہ صرف میرا گھر ہے۔'' وہ ضمیر کی چیخیں سن کر کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر بڑبڑا رہی تھیں۔

''ہنگامہ کرنے سے بھی بات نہ بنی تو پھر کیا کرنا ہوگا، کیونکہ دانیال کی پشت پر تو اس کا طاقت ور باپ کھڑا ہے۔'' وہ گرنے کے انداز میں لان کی چیئر پر بیٹھ گئیں۔

''بات کے ساتھ عزت بھی جائے گی پھر تو وہ مکار لڑکی میرے سر پر چڑھ کر بیٹھے گی۔'' سعدیہ منفی خیالات کے حصار میں تھیں منفی خیالات بجائے خود مسئلہ ہوتے ہیں مسئلے کا حل نہیں ہوتے اس لیے جلد ہی سر میں درد کی لہریں دورہ کرنے لگیں۔

''بلال سے کچھ اشک شوئی کی امید تھی بات ہوئی اور یہ امید بھی رخصت ہوگئی احساسِ زیاں کی شدت دوزخ کی حدت بن کر جھلسا رہی تھی بلال تو سالوں سے باہر ہے اس کی سوچ تو امریکیوں جیسی ہی ہوگی میں تو پاکستان میں رہتی ہوں میں ان کی طرح کیوں سوچوں۔'' اب وہ غصے سے دانت کچکچا کر سوچ رہی تھیں۔

❁......❁......❁

ٹھیک ساڑھے دس بجے مشہود کی کال آگئی کہ وہ ایئرپورٹ پہنچ چکا ہے اور دس منٹ بعد فوکر پلین میں سوار ہوجائے گا۔ دو سیکیورٹی اہلکار اس کے ساتھ آرہے ہیں۔ اس کی کال کے بعد نئے سرے سے بھاگ دوڑ شروع ہوگئی کمال فاروقی نے ایک نوکر کو تازہ پھولوں کے ہار لانے کے لیے دوڑا دیا پیاری نے جلدی جلدی عروسی لباس تبدیل کیا سادہ سا شلوار قمیص پہن لیا جیولری مانو پھوپو کے حوالے کی تیز لپ اسٹک صاف کر کے ہلکے گلابی شیڈ کی لگالی، درجنوں چوڑیاں اتار کر واپس بینگل باکس میں رکھ دیں۔ خوشی کے مارے ہاتھ پاؤں پھولے جارہے تھے کہ قدم رکھتی کہیں تو پڑتا کہیں تھا۔

مانو پھوپو بھی ساتھ جارہی تھیں، عالی جاہ کی طرف سے بہت فکر مند تھیں مگر ظاہر نہیں کررہی تھیں دو گھنٹے سے اسے کال کررہی تھیں مگر اس کا سیل پاورڈ آف جارہا تھا۔ ماں ہونے کے ناطے اس کے دل میں تھیں اس کا دل جو کہتا تھا عالی جاہ سے پہلے ماں کو پہنچتا تھا مگر انہیں اس آزمائش سے بڑے حوصلے کے ساتھ گزرنا ہی تھا۔

دانیال اور کمال فاروقی نے کئی بار ان سے عالی جاہ کے بارے میں پوچھا تھا کہ وہ اس موقع پر کیوں نظر نہیں آرہا۔ مانو پھوپو نے یہی کہا کہ پہلے سے کوئی پروگرام تھا وہ دیر سے ہی آئے گا۔ بات اس لیے بھی ہضم ہوگئی کہ تقریب بھی ایمرجنسی میں ہورہی تھی کوئی پہلے سے پلاننگ نہیں تھی۔ دانیال نے یہ سوچ کر کہ گھر آنے جانے میں اچھا خاصہ ٹائم خرچ ہوگا عالی جاہ کا ایک قمیص شلوار پہن لیا جو کسی جمعتہ المبارک کے انتظار میں لٹکا رہتا تھا۔

پھولوں کے ہار آگئے اور تینوں پیاری کو لے کر ایئرپورٹ روانہ ہوگئے راستے میں بار بار پیاری خوشی سے رو پڑتی تھی اور مانو آپا سے لپٹ جاتی تھی۔ بس دونوں بہن بھائی کے درمیان ایک گھنٹہ یا اس سے کچھ زائد کا فاصلہ حائل تھا۔

❁......❁......❁

سعدیہ مچھروں کی بھرمار سے عاجز آکر لان سے اٹھ کر دوبارہ لاؤنج میں آگئیں انہوں نے دیکھا ان کے سیل پر وائبریشن ہورہی تھی جلدی سے آگے بڑھ کر سیل اٹھایا امریکہ سے بلال کی کال آرہی تھی۔ جلدی سے ریسیو کی۔

''ہاں...... ہیلو بلال...... خیریت ہے ناں بیٹا؟''

''ممی آپ ابھی کہاں ہیں؟'' بلال پوچھ رہا تھا۔

''کیا مطلب مجھے کہاں ہونا چاہیے ظاہر ہے گھر پر ہوں۔'' سعدیہ کو اس کا سوال بہت عجیب سا لگا تھا۔

''آپ ابھی تک گھر پر ہی ہیں میں نے آپ کو کیا بولا تھا آپ ابھی تک دانیال کے پاس نہیں گئیں، ممی آپ اس کی خوشی خراب کررہی ہیں لوگوں کے سامنے اس کی انسلٹ کررہی ہیں ممی بندہ شادی لائف میں ایک بار کرتا ہے اور یہ بہت بڑا ایونٹ ہوتا ہے۔ میں بھی اسے ٹرائی کررہا ہوں مگر اس کا سیل بزی مل رہا ہے اور پیا کا

آفریدی ہے۔"

"تمہیں دانیال کی انسلٹ کا بہت خیال ہے اور جو اس نے میری انسلٹ کی ہے اس کا احساس نہیں۔" سعدیہ غصے سے بھڑک کر گویا ہوئیں۔

"وہ خفیہ شادی تو نہیں کر رہا اس نے آپ سے سب کچھ شیئر کیا تھا ناں آپ نے قبول نہیں کیا، آپ راضی نہیں ہوئیں غلطی آپ کی ہے، پلیز آپ فوراً گیدرنگ اٹینڈ کریں دانیال کی دلہن کو خود لے کر آئیں، ممی پلیز...... آپ اس طرح بالکل ہی اکیلی ہو جائیں گی۔ اب آپ ویسے بھی اکیلا پن برداشت نہیں کرسکتی آفٹر ففٹی بندہ میڈیکلی پر چلا جاتا ہے اسے پروپر چیک اپ کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ مجھے نہیں پتا آپ کو ابھی جانا ہے بس اب میں آپ کو پاکستان کے مارننگ ٹائم میں کال کروں گا ٹیک کیئر۔" بلال کی آواز آنا بند ہوگئی مگر سیل ابھی تک سعدیہ کے کان سے لگا ہوا تھا۔

"ہونہہ ہو یہ کمال نے بلال کو میرے پیچھے لگایا ہے۔" شک کے اژدھے نے دل کے کسی خفیہ دروازے سے سوں سوں کر کے سر ابھارا تھا۔ "صرف مجھے نیچا دکھانے کے لیے۔" وہ سیل ٹیبل پر رکھتے ہوئے سوچ رہی تھیں۔

❁......❁......❁

فلائٹ کا ٹائم رات ساڑھے گیارہ بجے کا تھا مہمانوں کے رخصت ہوتے ہی وہ گھر سے نکل پڑے تھے ٹھیک سوا گیارہ بجے وہ ایئرپورٹ پہنچ گئے تھے ایئرپورٹ کرۂ ارض کی الگ ہی دنیا ہوتی ہے روشنیوں میں نہایا ہوا ایئرپورٹ زمان و مکان کی قید سے آزاد مختلف شہروں، براعظموں کے باشندوں کو اپنے وسیع دامن میں سمیٹے ہوئے اس امر کا مظہر تھا کہ آدم کی اولاد کے لیے فاصلے کوئی معنی نہیں رکھتے، ہم وطنی، بے وطنی کے تاثر آنکھوں میں سجائے سب کسی نہ کسی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔

پیاری اور دانیال زندگی کی عظیم ترین خوشیوں کے حصار میں تھے پیاری کے روشن چہرے پر بلا کا اطمینان تھا۔ بھائی اور محبوب دونوں کے قرب کے احساس سے روح شاداں و فرحاں تھی کبھی کسی لمحے دانیال کی طرف چوری سے دیکھنے کی کوشش کرتی تو اسے اپنی طرف ہی متوجہ پاتی، انسانوں کا سیل رواں بھی دونوں کے درمیان کسی فاصلے کی لرزش محسوس نہیں ہونے دے رہا تھا کمال فاروقی جو بیٹے کی ہر خوشی منانے کے لیے مستعد تھے جان بوجھ کر بیٹے اور بہو سے دور دور نظر آرہے تھے مگر مانو آپا کی بے پایاں محبت کباب میں ہڈی بنی ہوئی تھی وہ یوں پیاری کا سایہ بنی ہوئی تھیں مبادا وہ اس رش میں ہاتھ چھڑا کر گم نہ ہو جائے۔

ہر ہونے والی اناؤنسمنٹ پر پیاری کے کان کھڑے ہو جاتے تھے ایک ایک پل صدی کی طرح گزرتا محسوس ہو رہا تھا۔ معاً مختلف خیالات سے گزرتے ہوئے مانو آپا کو خیال آیا جلدی سے بھائی کے قریب جا پہنچیں۔

"کمال...... ذرا ایک منٹ میری بات سننا۔"

"جی آپا۔" کمال فاروقی سیکیورٹی گارڈ اور ایک دیہاتی کی دلچسپ بحث سنتے ہوئے متوجہ ہوئے۔

"ویسے تو میں نے اوپر گیسٹ روم میں ان دونوں کے رکنے کا سارا انتظام کر دیا تھا کیونکہ مجھے لگ رہا تھا سعدیہ فی الحال بہو کے لیے گھر کے دروازے کھولنے کے لیے تیار نہیں، اب اس کی ناک کا اندازہ خود ہی کرلو، بیٹے کی خوشی سے دور اکیلی بیٹھی اپنی آگ میں خود ہی جل رہی ہے۔"

"آپا فی الحال آپ اس کا ذکر نہ کریں بہت مشکل سے میں نے اپنا ذہن کنٹرول کیا ہے اس میں عقل نام کی کوئی چیز ہوتی تو زندگی میں اتنی مشکلات کیوں آتیں۔" کمال فاروقی بدمزہ ہونے لگے۔

"تم پہلے میری بات تو پوری سن لو۔" مانو آپا زچ ہونے لگیں۔

"جی...... جی...... کہیے......" کمال فاروقی نے فوراً خود کو سنبھالا۔

"میں یہ کہہ رہی ہوں کہ میں نے دلہا دلہن کے لیے

کرہ تیار کرالیا تھا مگر اب صورت حال بدل چکی ہے۔ پیاری کا بھائی خیر سے واپس آرہا ہے اب اس تقریب کو تم صرف نکاح کی تقریب سمجھو، اللہ سلامت رکھے بھیا اپنی بہنا کو اب اپنے گھر سے رخصت کرے گا میری تمہاری ذمہ داری ختم ہوئی۔"

"اوہ......!" کمال فاروقی چونک پڑے، یہ نکتہ تو ابھی تک اوجھل تھا۔

"ماشاء اللہ آپ نے اس وقت بالکل درست پوائنٹ پر اپروچ کی ہے، گھر سے نکلتے ہوئے میں یہی سوچ رہا تھا کہ بچی کو ایک دم سعدیہ کے سامنے نہیں لے کر جاؤں گا، وہ بڑی آسانی سے انتہا پر چلی جاتی ہے خوشی کے موقع پر بچی کو دکھ دینا اچھی بات نہیں ہوگی، مگر آپ کا یہ پوائنٹ بہت اہم ہے جب بھائی موجود ہے تو رخصتی اسی کے ہاتھوں ہونا چاہیے۔"

"تو ٹھیک ہے ہم پیاری اور مشہود کو ان کے گھر چھوڑ کر آجائیں گے، دو چار دن گزر رہیں گے تو پھر مشہود کے ساتھ بیٹھ کر آرام سے بات ہوگی۔" مانو آپا نے اگلا لائحہ عمل بتادیا۔

"جی بالکل یہی ہونا چاہیے ہوسکتا ہے۔ اس دوران دانیال بھی اپنی ماں کو سمجھا بجھا کر راضی کرلے، میری بات تو اس کی سمجھ میں نہیں آتی اب اولاد ہی کچھ کرسکتی ہے تو کرے۔" کمال فاروقی نے بولتے بولتے اناؤنسمنٹ کی طرف بھی توجہ دی۔

"اللہ اسے عقلِ سلیم دے، آمین۔" مانو پھوپو اپنی شیفون کی ساڑھی کے اڑتے آنچل کو سنبھالتی پھر پیاری کی طرف بڑھیں جو کرسی پر بیٹھی دانیال کے "روحانی اشارے" وصول کرنے میں مصروف تھی۔ جس کو شاعر دل کو دل سے راہ کہتے ہیں۔ دانیال ابھی پر ہی تول رہا تھا کہ جب تک باپ اور پھوپی مذاکرات میں لگے ہوئے ہیں وہ ذرا کی ذرا پیاری کے پہلو میں جا بیٹھے مگر مانو پھوپو واحد خالی کرسی پر بڑے سکون سے براجمان ہوگئیں اور پیاری کو بڑی محبت بھری نظروں سے دیکھنے لگیں۔

❁......❁......❁

"اماں جان کہاں ہیں؟" عالی جاہ سارے گھر میں مانو آپا کو ڈھونڈنے کے بعد بالآخر مانو آپا کی منہ چڑھی دیرینہ ملازمہ سے پوچھنے پر مجبور ہوا۔ شکورن نے اپنی تھکن سے چور ٹانگوں کو سنبھالتے ہوئے منہ سا بنایا۔

"وہ تو دولہا دلہن کے ساتھ ایئر پورٹ گئی ہیں۔"

"ہیں......!" عالی جاہ پر کوئی بجلی سی گری تھی۔

"ایئر پورٹ کیا وہ لوگ ہنی مون کے لیے سوئٹزر لینڈ جارہے ہیں۔" وہ خود کلامی کے انداز میں گویا ہوا۔

"اب مون سون کا تو مجھے پتا نہیں چھوٹے صاحب دلہن کے بھائی آرہے ہیں سب ان کے استقبال کو گئے ہیں، ہار پھول بھی منگائے تھے، جیسے حج عمرہ کرکے آرہے ہیں، بیگم بہت جلدی میں تمہیں میں پوچھتی رہ گئی بس یہی بتا کر نکلی ہیں جو میں نے آپ کو بتایا۔"

"اچھا اچھا......ٹھیک ہے۔"

"کھانا لگواؤں چھوٹے صاحب بیگم بول کر گئی ہیں آپ گھر آجائیں تو کھانے کا پوچھو۔"

"کھانا کھا کر آیا ہوں۔" یہ کہہ کر عالی جاہ جانے کو پلٹا۔

"شادی کا کھانا چھوڑ کر باہر کھانا کھالیا۔" شکورن کے منہ سے نکل گیا ساتھ ہی ڈر بھی گئی، عالی جاہ کی مزاج آشنا تھی مانو آپا تمام ملازمین کو یاددہانی کراتی رہتی تھیں کہ اس سے صرف کام کی بات کی جائے اپنی عزت اپنے ہاتھ والا معاملہ ہے یہاں مگر سٹھیائی ہوئی پرانی نمک خوار تھی کبھی کبھی چوک جاتی تھی۔ عالی جاہ کا موڈ تو پہلے ہی خراب تھا ایک دم بھڑک اٹھا۔

"نوکروں سے بولو لان کی صفائی کرکے سوئیں حشر کیا ہوا ہے۔" یہ کہہ کر حتمی طور پر اپنے راستے پر ہوا تھا راہ میں پڑے ہوئے آرائشی موڑھے سے ٹکرا گیا، زور سے لات رسید کی وہ پنگ پانگ کی گیند کی طرح لڑھکتا چلا گیا شکوران تو خوف سے اپنی جگہ دبک گئی، یوں لگا گویا اسے [illegible] ہو۔

❁ ……❁…… ❁

مشہود کا پلین لینڈ کر چکا تھا بے تابیاں، بے قراریاں نقطہ عروج پر تھیں پیاری اچک اچک کر جھانک جھانک کر Exit کی طرف دیکھ رہی تھی۔ دانیال اور کمال فاروقی اضطراری کیفیت میں بار بار رسٹ واچ پر وقت دیکھ رہے تھے۔ پھر کچھ سیکیورٹی کے لوگ آپس میں باتیں کرتے باہر آتے دکھائی دیے ان کے پیچھے پولیس یونیفارم میں ملبوس دونوجوان ایک وہیل چیئر کو پش کرتے ہوئے باہر آرہے تھے۔ دانیال نے وہیل چیئر پر بیٹھے مشہود کو ایک نظر میں پہچان لیا جبکہ پیاری بھائی کو دوڑ لگا کر آتا ہوا تصور کررہی تھی اس کی نظریں ابھی دور دور ہی دوڑ رہی تھیں، مشہود نے دانیال کے ہاتھ اونچا کرتے ہی خود بھی پُرجوش انداز میں ہاتھ اونچا کرکے ہلانا شروع کردیا تب پیاری نے غیرارادی طور پر نگاہ کی تھی پھر یوں لگا اس کی اپنی ٹانگیں بے جان ہوگئی ہوں۔

اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ مشہود کو دیکھ رہی ہے مشہود کی سیدھی ٹانگ پر پلاسٹر چڑھا ہوا تھا۔ چہرے پر گہرے زخموں کے نشان تھے گردن پر کالر چڑھا ہوا تھا، سر کے بال بالکل چھوٹے چھوٹے تھے جیسے سر پر سیاہ مخمل کا ٹکڑا چپکا دیا گیا ہو استرا پھرانے کے بعد جو بال نکلتے ہیں وہ تاثر جم رہا تھا۔

مانو آپا دانیال کو مشہود کے گلے لگتے دیکھ کر راز خود سمجھ گئی تھیں انہوں نے پریشان ہوکر اپنے پہلو میں کھڑے ہوئے کمال فاروقی کی طرف دیکھا جن کے چہرے پر دکھ اور افسوس کے تاثرات نمایاں ہورہے تھے۔ پیاری ششدر سی حواس سے بے گانہ ہوکر مشہود کی طرف بڑھی اور لپٹ کر بری طرح رونے لگی۔

''میرے پیارے بھائی یہ کیا ہوگیا آپ کو اتنی تکلیف میں تھے آپ مشہود بھائی آپ نے اتنی تکلیفیں اٹھائیں۔'' پیاری بری طرح تڑپ کر روئی کہ اردگرد کھڑے لوگوں کے دل بھی پگھل پگھل گئے۔

کمال فاروقی نے آگے بڑھ کر بڑی شفقت سے مشہود کے سر پر ہاتھ رکھا۔

''اپنوں میں واپسی مبارک ہو، نئی زندگی مبارک ہو۔'' یہ کہہ کر پھر پیاری کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

''بیٹا اللہ کا شکر ادا کرو بھائی زندہ سلامت واپس آگیا ہے۔''

''اور نہیں تو کیا گھر جاکر سب سے پہلے شکرانے کے نفل ادا کرنا۔ اللہ نے مصیبت دور کی۔ اللہ اچھا ہی کرے گا۔'' مانو آپا نے پیاری کا بازو پکڑ کر بزورِ قوت اسے مشہود سے الگ کیا۔

''یہ میری پھوپو ہیں عالی جاہ کی مدر۔'' مشہود کی سوالیہ نگاہیں پڑھتے ہی دانیال نے جلدی سے تعارف کرایا جس سے یہ اندازہ بھی ہوا کہ مشہود عالی جاہ سے بھی متعارف ہے۔ مشہود نے ہاتھ پیشانی تک لے جاکر مانو آپا کو سلام کیا۔ ان پر رقت طاری ہورہی تھی مگر پھر بھی خود کو بڑی مہارت سے سنبھال کر مشہود کے سر پر دستِ شفقت پھیرا۔

سیکیورٹی آفیسر جو مشہود کے ہمراہ آیا تھا کچھ پیپرز ہاتھ میں پکڑے تیز تیز چلتا ان کے قریب آگیا تھا دونوں سپاہیوں نے اسے سیلیوٹ کیا اور فاصلے پر کھڑے ہوگئے۔

کمال فاروقی اپنی عمر کے اعتبار سے اسے مشہود کے گارجین محسوس ہوئے فوراً چوکس انداز میں گرم جوش مصافحہ کیا۔

''مبارک ہو۔'' پھر مشہود سے پوچھا۔

''یہ آپ کے والد ہیں مشہود۔''

''نہیں انکل ہیں، پاپا تو وفات پاچکے ہیں۔'' مشہود نے مزید مطلع کیا۔

''اوہ یس…… آف کورس پیپرز میں ''لیٹ'' لکھا ہوا ہے۔ آئی ایم سوری۔'' اس نے معذرت کی۔

پیاری اب تین اجنبی اشخاص کی وجہ سے محتاط ہوکر خود کو سنبھال رہی تھی۔

''یہ بہت لکی ہیں کیونکہ یہ تین دن تک ایک گہری

کھائی میں رہے ایک ہیلی کاپٹر مفرور قیدی کی تلاش میں
ادھر چکر لگا رہا تھا مشہود نے اپنی شرٹ اتار کر لہرائی تو
اسے بچالیا گیا۔ کڈنیپرز سے تو انہوں نے جان چھڑالی
تھی ماشاءاللہ بہت باہمت نوجوان ہے۔" یہ کہہ کر آفیسر
نے مشہود کا کندھا تھپتھپایا آفیسر بول رہا تھا اور پیاری دم
بخود مشہود کی طرف دیکھے جارہی تھی، کلیجہ تھا کہ جیسے شق
ہورہا تھا۔

"یہ معجزے مقبول دعائیں کراتی ہیں تم دن رات
بھائی کے لیے دعائیں کررہی تھیں نا دیکھو پھر اللہ کس
طرح سنتا ہے۔" مانو آپا نے پیاری کو اپنی بانہوں کے
گھیرے میں لے کر اس کی دل جوئی کی تاکہ وہ اس
روحانی اذیت سے باہر نکلے۔

ضابطے کی کارروائی مکمل کرنے کے لیے اور مشہود کی
میڈیکل فائل حوالے کرنے کے لیے آفیسر کمال فاروقی
کو اپنے ساتھ لے کر چلا گیا جبکہ دونوں سپاہی اپنی اپنی
جگہ مستعد کھڑے تھے۔

"بوا کو ساتھ کیوں نہیں لائیں پیاری۔ انہوں نے
راتوں کو جاگ کر میرے لیے دعائیں کی ہوں گی۔"
جذباتی مناظر کے رنگ ہلکے پڑے تو مشہود کو ایک دم بوا کا
خیال آیا۔ پیاری نے مدد طلب نظروں سے دانیال کی
طرف دیکھا۔

"یار خود سوچو بوا ایک درجن بیماریوں سے دوستی کیے
بیٹھی تھیں یہ جو کچھ ہوا وہ برداشت کرسکتی تھیں...... وہ
وہاں ہیں جہاں سب کو جانا ہے۔" دانیال نے بہت سلیقے
سے بوا کی مفارقت کی اطلاع بہم پہنچائی۔

مانو آپا کو بھتیجے کی خوش کلامی نے موہ لیا دل ہی دل
میں ماشاءاللہ بولا کتنے سلیقے سے اندوہ کی خبر رسانی کی
تھی۔ مشہود کو زبردست جھٹکا لگا تھا، چند ثانیے تو گنگ
سارہ گیا۔

"اناللہ وانا الیہ راجعون" پھر آہستہ سے کہا۔

"تم نے اور انکل نے جس طرح اس کرائسس میں ...

کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے نظریں پیاری کے
چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ لاشعوری طور پر پیاری نے گھبرا
کر دانیال کی طرف دیکھا۔

"بس بیٹا جو ہوا سو ہوا، شکر ہے کہ مشکل وقت گزر گیا
اب پلٹ کر نہ دیکھو بس آگے دیکھو بہت سی خوش خبریاں
آپ کا انتظار کررہی ہیں۔" پیاری مانو آپا کے اظہارِ
مسرت پر جانے کیوں کانپ سی گئی۔ جیسے مشہود کو کچھ پتا
چلا تو مسئلہ ہوجائے گا۔ دانیال نے مشہود کی نظر بچا کر مانو
پھوپو کا ہاتھ آہستہ سے دبا کر آگے بولنے سے روک دیا۔

مانو آپا نے چونک کر دانیال کی طرف دیکھا وہ اس معنی
خیز اشارے کو سمجھنے سے قاصر تھیں دانیال نے نظر چرا کر
دوسری طرف دیکھنا شروع کردیا اشارہ ہوگیا تھا کافی تھا
اب مانو آپا کو محتاط تو ہوہی جانا تھا۔ پیاری کی آنکھوں میں
آنسو چمک رہے تھے اس کا ذہن ہر طرف سے ہٹ کر
صرف مشہود ہی کی طرف لگا ہوا تھا۔

"سب ٹھیک ہوجائے گا پیاری اتنے باہمت بھائی
کی بہن ہو، یہ تو ہمت دکھانے کا وقت ہے۔" مشہود سے
اس کے آنسو چھپ نہ سکے، بہت محبت سے دلاسہ دینے
لگا پیاری آنسوؤں کے بیچ مسکرانے لگی۔

"آپ واقعی بہت بہادر ہیں مشہود بھائی میں پتا نہیں
کس پر گئی ہوں ایک دم سے ہمت ہار جاتی ہوں۔" وہ
بہت محبت بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی اور بے ساختہ
انداز میں مشہود کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

مشہود نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر آہستہ
سے دبا دیا۔

دانیال اور مانو آپا بہت دلچسپی سے دونوں بھائی بہن کا
لاڈ پیار دیکھ رہے تھے دانیال کو مختلف خیالات نے اپنے
حصار میں جکڑا ہوا تھا ابھی تو مشہود کو بہت سی خبریں دینا
ہیں ردِعمل کا سامنا کرنا ہے۔ مشہود کو جب اس نکاح کا پتا
چلے گا تو کیا ہوگا، کام تو برا نہیں ہوا مگر ہوسکتا ہے وہ پیاری
کے بارے میں کسی اور انداز سے سوچتا ہو ...

مگر ایک عجیب سی بے چینی لاحق تھی۔
''میں تمہارا بہت احسان مند ہوں۔'' خاموش کھڑے ہوئے دانیال پر مشہود کو ایک دم سے پیار آ گیا اور شکریہ ادا کیا پیاری نے پلٹ کر لاشعوری طور پر دانیال کی طرف دیکھا دانیال طرح دے گیا۔

''کیوں شرمندہ کررہے ہو یار، میری جگہ کوئی بھی ہوتا یہی کرتا۔'' دانیال آرام سے چلتا ہوا مشہود کے بالکل قریب آ گیا۔

''ضروری نہیں، یہ دنیا بہت مطلبی ہے ہر دوست دانیال نہیں ہوسکتا۔'' مشہود نے ہاتھ بڑھا کر دانیال کا ہاتھ تھام لیا، پیاری اور دانیال اب پہلو بہ پہلو کھڑے ہوئے تھے مشہود ایک نظر میں دونوں کو دیکھ رہا تھا، ایک سوچ سی اس کی آنکھوں میں لہرائی تھی اس سے بیشتر کچھ اور سوچتا کمال فاروقی آفیسر کے ساتھ واپس آ گئے۔

مانو آپا جو کرسی پر بیٹھ چکی تھیں گڑبڑا کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوگئی تھیں، صبح سے تقریب کے انتظامات میں لگی ہوئی تھیں، اب بہت تھکن محسوس کررہی تھیں اس لیے بات بھی کم کم کررہی تھیں۔ کمال فاروقی کے ہاتھ میں سیاہ لیدر کی فائل تھی۔
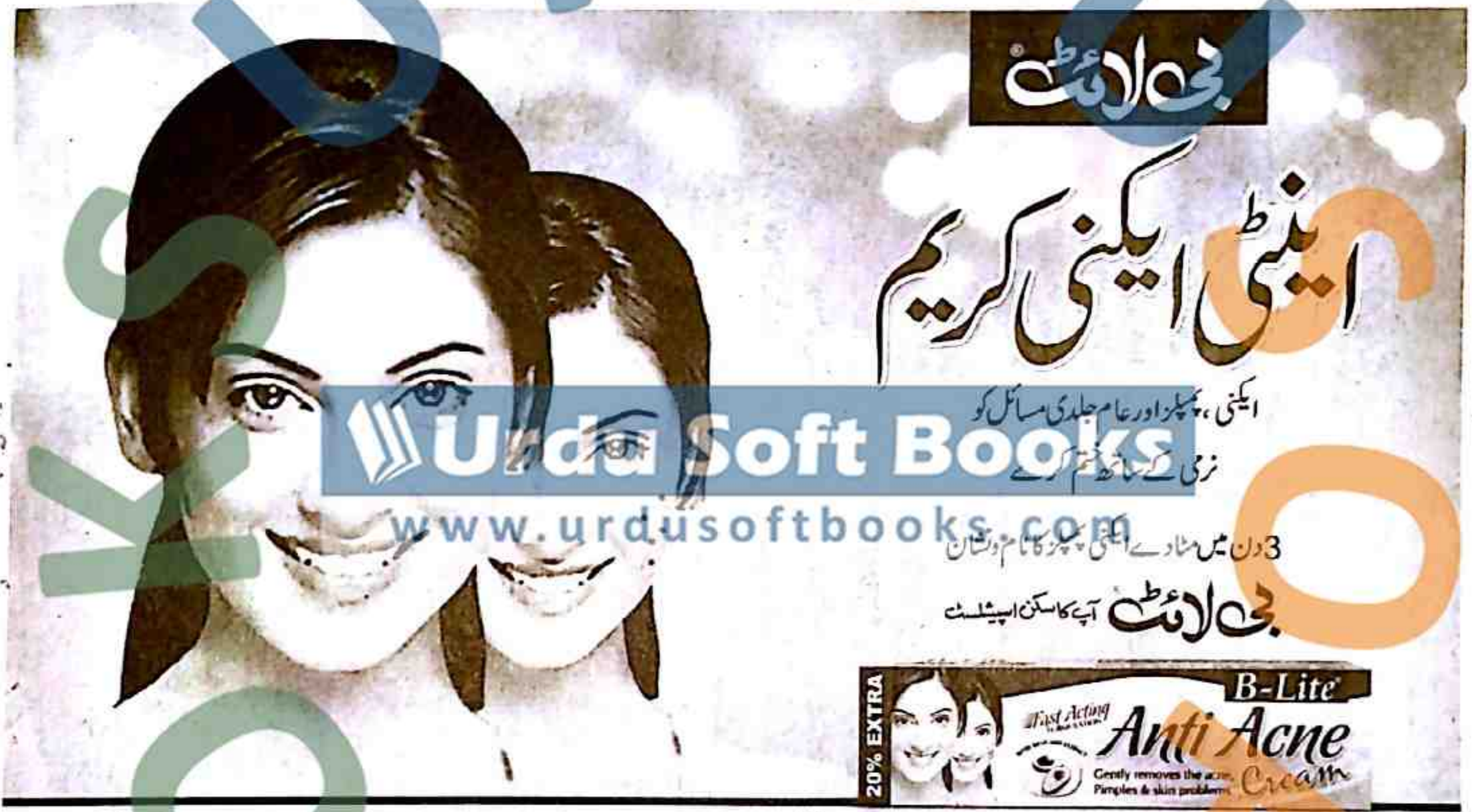
''او کے جینٹل مین۔'' آفیسر نے مشہود کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''ایک بار پھر مبارک باد۔'' وہ بہت فریش موڈ میں کہہ رہا تھا۔ ''آپ...... اب اپنی فیملی کے ساتھ ہو، اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔''

''تھینک یو آفیسر۔ آپ سب نے جس طرح اپنی ڈیوٹی دی ہے اس کے لیے آپ سب کو تھینک یو ویری مچ۔'' مشہود نے بھی اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھ میں دبا کر بہت گرم جوشی سے کہا۔

''اب چلیں۔'' مانو آپا پر اب عجلت سوا ہوگئی۔ بحران کے خاتمے کے احساس کے ساتھ ہی اپنے ادھورے کام یاد آنے لگے ان کے تو بڑھاپے کے اعصاب تھے نیند و تھکن سے مغلوب ہورہے تھے۔

''ٹھیک ہے دانیال تم اپنی گاڑی میں مشہود اور پیاری کو لے جاؤ میں آپا کو ڈراپ کرکے گھر چلا جاؤں گا، پھر صبح ملتے ہیں۔'' کمال فاروقی نے دانیال سے کہا۔ آفیسر جاچکا تھا سیکیورٹی گارڈز ابھی تک روبوٹ کی طرح فاصلے پر کھڑے ہوئے تھے۔

''سر آپ گاڑی لے آئیں ہم مشہود صاحب کو گاڑی میں بٹھانے کے لیے آپ کی مدد کریں گے۔'' ایک گارڈ اپنی جگہ کھڑے کھڑے دانیال سے مخاطب ہوا۔

''بیٹا میں صبح آپ سے ملنے آپ کے گھر آؤں گی ان شاء اللہ آپ بہت جلدی اپنے دونوں پیروں سے چلیں گے۔'' مانو آپا نے مشہود کے سر پر الوداعی دستِ شفقت پھیرتے ہوئے کہا۔

''جی ضرور میں آپ کا انتظار کروں گا۔'' مشہود نے بھی قدر دانی کے جذبات میں ڈوب کر جواب دیا تھا۔

پہلے کمال فاروقی نے دانیال، پیاری اور مشہود کو رخصت کیا پھر بہن کو لے کر روانہ ہوئے دونوں گاڑیوں کی منزل مخالف سمتوں میں تھی۔

''اللہ کی شان ہے، انسان سوچتا کچھ ہے ہوتا کچھ ہے میں نے تو دلہا دلہن کا کمرہ تازہ گلابوں سے سجایا تھا۔'' مانو آپا بھائی کے پہلو میں بیٹھی خود کلامی کے انداز میں کہہ رہی تھیں۔

❁......❁......❁

عالی جاہ گیسٹ روم کا دروازہ کھولے بڑی حیرت سے کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ سینٹر ٹیبل، سائیڈ ٹیبلز، بیڈ کے سرہانے سرخ وگلابی گلاب کے پھولوں کی بہار تھی۔

''اوہ...... میرے گھر میں گولڈن نائٹ...... مگر کیوں...... دانیال کے اپنے گھر کو کیا ہوا؟'' عالی جاہ سچ مچ ورطۂ حیرت میں تھا۔ سعدیہ کا معاملہ اس کے کانوں تک نہیں پہنچا تھا حیران ہونے میں حق بجانب تھا۔

''اگر مجھے یہ پہلے سے پتا ہوتا تو میں کبھی الاؤ نہیں کرتا۔'' پہلے سے سارے معاملات چل رہے تھے، میرا دماغ خراب کرنے کے لیے اسے یہاں لاکر بٹھادیا گیا

رستم، بڑے آرام سے ہاتھ دکھا گیا بلکہ اچھا خاصا ماموں بنا گیا۔

عالی جاہ کو یہ ہزیمت کسی طرح ہضم ہوکر نہیں دے رہی تھی، چاروں طرف سجے گلاب اسے بڑے بڑے انگارے دکھائی دے رہے تھے۔ بھائی کو لینے ایئرپورٹ گئے ہیں شکورن کی آواز آس پاس سے سنائی دینے لگی۔

”یعنی کہ اب کوئی بھائی صاحب بھی یہاں آ کر پڑاؤ ڈالیں گے، یہ گھر ہے یا کوئی گیسٹ ہاؤس، آ جائیں اماں جان پتا کرتا ہوں آخر مسئلہ کیا ہے؟“ اس نے ہینڈل پکڑ کر کھینچا اور دھاڑ کی آواز سارے گھر میں گونجی۔

❁......❁......❁
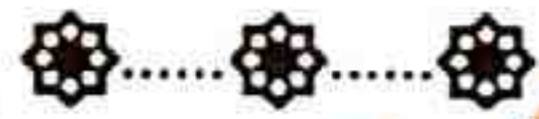
”گھر تو کافی دنوں سے بند پڑا ہے اگر دن میں پتا چل جاتا تو میں آکر صفائی کرا لیتی۔“ پیاری اس وقت بہت خوش تھی بہت ہلکی پھلکی ہوکر بات کررہی تھی۔

”بند پڑا تھا، کیا مطلب؟“ مشہود دانیال کے ساتھ اگلی سیٹ پر تقریباً نیم دراز تھا اس نے مڑ کر پیاری کی طرف دیکھنے کی کوشش کی تھی مگر یہ امر محال تھا کیونکہ کالر کی وجہ سے گردن گھمانا ممکن نہیں تھا پیاری کے جملے نے دانیال پر اتنا اثر کیا کہ کار ایک سیکنڈ کے لیے روڈ پر لہرا گئی دن میں پتا چل جاتا تو دن لگنے کے بجائے ”لد“ جاتے، وہ انگریزی میں سوچ رہا تھا جس کا آسان ترین ترجمہ یہی ہوسکتا تھا۔ ”وہ میں تو دانیال کی پھوپو کے گھر چلی گئی تھی ناں۔“ پیاری نے شارٹ کٹ میں بتایا اسپتال بیماری، افراتفری سب درمیان سے گول ہوگئے۔

”او آئی سی۔“ مشہود نے برجستہ کہا۔

”لیکن تم وہاں کیوں چلی گئی تھیں؟“ مشہود نے گردن کے بجائے نظریں گھمانے کی کوشش کی۔

پیاری نے جواب میں قدرے توقف کیا کہ شاید دانیال کوئی مناسب جواب دے مگر وہ خاموش تھا ہاتھ اسٹیئرنگ پر اور نظریں ونڈ اسکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

”وہ سب کہہ رہے تھے تمہارا گھر میں اکیلے رہنا [illegible]

ہیں ان کے کیا پلان ہیں۔“

”اوہ اچھا اچھا لیکن مجھے یہ سن کر عجیب سا لگا کہ تم دانیال کے گھر کے بجائے اس کی پھوپو کے گھر کیوں گئیں اصولی طور پر تو دانیال کے گھر جانا چاہیے تھا میری تو پھوپو سے آج پہلی ملاقات ہوئی ہے دانیال کی مدر ہیں بہت لونگ نیچر کی ہیں میں جب بھی ان سے ملا ہوں انہوں نے بہت اچھی طرح بات کی۔“ مشہود بری طرح الجھ رہا تھا سارے قصے میں پھوپو کا گھر کہاں سے آ کر گھس گیا تھا۔

”یہ بھی ایک لمبی کہانی ہے تم فی الحال اپنے ذہن پر بوجھ مت ڈالو، آرام سے گھر میں بیٹھ کر بات کریں گے تمہیں ساری تفصیل بتائیں گے کہ تمہارے اغوا ہونے کے بعد یہاں کیا کیا ہوا۔“ اب دانیال کو بہرحال مداخلت کرنا پڑی اس لیے کہ اسے اندازہ ہو رہا تھا پیاری مشہود کے بہت سے سوالوں کے جواب نہیں دے پائے گی۔

”ہاں یار...... یہ تو فیکٹ ہے، اِدھر پرابلم تو بہت آئی ہوں گی، بوا کی حالت بہت خراب ہوگی وہ تو آل ریڈی بہت بیمار رہتی تھیں سوچ رہا ہوں بوا کے بغیر گھر کیسا لگے گا۔“ مشہود کو فوراً احساس ہوگیا کہ اس کے بغیر اِدھر حالات کیا رہے ہوں گے۔

وہ تو اتنا عرصہ سب کچھ بھلا کر صرف زندگی بچانے کی جدوجہد میں لگا رہا، وحشیوں کی وحشتوں کو جھیلتا رہا، زخموں سے نڈھال ہوکر کئی کئی گھنٹے بے ہوش رہا آنکھ کھلتے ہی پہلا خیال آتا زندگی کس طور بچائی جاسکتی ہے۔ زندگی بچانے کا شعور تو رب العالمین نے ایک ذرا سی چیونٹی کو بھی دیا ہوا ہے، وہ بھی خطرہ محسوس کرکے پنجوں سے اناج کا دانہ جھٹک کر دوڑ لگاتی ہے۔

”تم لوگوں کی بھی سنوں گا اپنی بھی سناؤں گا، اندر سے بالکل بوڑھا ہوکر واپس آیا ہوں ساری حیرتیں ختم ہوگئیں بس ایک حیرت باقی ہے کہ میں زندہ کیسے ہوں، [illegible]

رقت طاری ہوگئی، اس نے ابھی تک خود کو بڑی ہمت سے سنبھالا ہوا تھا گزرے وقت کی فلم ذہن کی اسکرین پر چلنے لگی تو ضبط کا بندھن بھی ٹوٹنے لگا۔

''ایسی باتیں نہ کریں بھائی بس اب اچھی اچھی باتیں کریں اللہ کا احسان ہے کہ میں آپ کو دیکھ رہی ہوں۔'' پیاری کی آواز بھی بھیگنے لگی، مشہود نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر دانیال کے کندھے پر رکھ دیا۔

''یار میں تمہارے احسان کا بدلہ کس طرح چکاؤں گا، رات کے کسی پہر مجھے پیاری کا خیال آتا تو ساتھ تم بھی یاد آجاتے اس گھپ اندھیرے میں دل کو عجیب سی تسلی ہوتی کہ چلو میرا دوست تو ہے اللہ نے شاید اسی دن کے لیے مجھے تم سے ملایا تھا۔'' مشہود کے لہجے میں دنیا جہاں کا پیار امڈ رہا تھا۔ یہ جملے پیاری کو بہت تقویت پہنچا رہے تھے اس کے اندیشوں کو پھونکوں سے اڑا رہے تھے۔

''شکر ہے بھائی کے دل میں دانیال کے لیے اتنے خوب صورت جذبات ہیں، جب ان کو پتا چلے گا کہ دانیال نے زندگی بھر کے لیے میری ذمہ داری لے لی ہے تو بہت خوش ہوں گے۔ شاید دانیال گھر پہنچ کر آج ہی بھائی کو بتا دیں۔'' وہ مطمئن ہو کر سوچ رہی تھی، اب دانیال کی قربت کا احساس ازسرنو گہرا ہونے لگا تھا۔

مگر ایک بات بہت فطری تھی گزرے ہوئے ان چند گھنٹوں کے دوران ایک مرتبہ بھی اسے دھیان نہیں ہوا کہ آج اس کا نکاح ہوا ہے اور یہ شب، شب زفاف ہے جو ان گنت لاشمار خوابوں کا ماحاصل ہوتی ہے یہ خواب جو دوشیزگی کے رنگین ریشم سے بنے جاتے ہیں۔ خوشی انتہا پر تھی مگر یہ خوشی خون کے رشتے کے اردگرد چکرا رہی تھی، ابھی تک نہیں سوچا تھا کہ کچھ دیر پہلے اس نے عروسی ملبوس زیب تن کیا تھا وہ عروسی ملبوس جس میں بھائی کی جدائی کی مہک رچی ہوئی تھی۔

''آپ کا بیڈ روم تو صاف ہی ہوگا بس تھوڑی سی ڈسٹنگ کرنا ہوگی، صبح کو مختاراں کو فون کرکے بلالوں گی، وہ اپنی بیٹی کے لیے ...گی اور سارے گھر کی صفائی کروں...

گی۔'' پیاری اپنی ادھیڑ بن میں لگ گئی۔

''میری نئی نویلی دلہن کس قدر خود غرض ہے ابھی کچھ دیر پہلے اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہہ چکی ہے کہ دانیال فاروقی کو اپنا بنالیا ہے اور خود کو اس کے حوالے کردیا ہے اور دیکھو کتنے آرام سے صفائی ستھرائی کے منصوبے سوچ رہی ہے۔'' دانیال کی حس رومانیت پر پیاری کی بے اعتنائی سے لاشعوری طور پر ایک ضرب سی پڑی تھی۔ وہ مرد تھا تمام تر نازک صورت حال کے باوجود اسے یاد تھا کہ آج تاریخی ملن کی رات تھی جو کسی پردیسی کی طرح راستے ہی میں لٹ گئی تھی۔

دوسری طرف ایک اطمینان بھی لاحق تھا کہ اداسیوں کے دن لد گئے کم از کم اب جب جب ملیں گے کھل کر تو ملیں گے۔ محبوب کی اداسیاں رفع کرنا بھی تو ایک کارِ مشقت ہے ورنہ ظالم محبوب تو مخالف حالات کی آڑ لے کر بیٹھے پر ہاتھ ہی دھرنے نہیں دیتا، وہ پیاسی خواہش کے درمیان سکھ کے موتی بھی چن رہا تھا مشہود کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں وقفے وقفے سے اس کا سر ڈھلک جاتا تھا بہن اور بوا سے ملنے کی تڑپ میں جانے کب کا جاگا ہوا تھا کار میں اب خاموشی طاری تھی۔ دانیال نے دھڑکنوں کو راستہ بتایا کہ اب وہ پیچھے بیٹھی ظالم معشوقہ کے دل پر دستک دیں جو مختاراں اور اس کی بیٹی کی یاد میں کھوئی ہوئی ہے۔

''وہ بھائی کے لیے راستے میں کچھ لے لیں۔'' پیاری واقعی اپنی دنیا میں جم کر بیٹھی ہوئی تھی، ہچکچاتے ہوئے اسے دانیال کو مخاطب کرنا ہی پڑا۔

''میں نے پلین میں ڈنر کرلیا تھا اب کچھ نہیں کھاؤں گا۔'' مشہود نے غنودگی میں جواب دیا جس کا مطلب تھا وہ نیند کے ساتھ حالت جنگ میں ہے۔ دانیال نے ذرا گردن موڑ کر مشہود کی طرف دیکھا تھا۔

''لیکن صبح ناشتہ تو کریں گے ناں گھر میں تو صرف ...پورتج ہی رکھا ہوگا انڈے اور بریڈ لے لیتے ہیں... کچھ ...سناپس تو اس وقت کھلی ہوتی ہیں۔'' پہلی رات کی دلہن

انڈے ڈبل روٹی کے ناشتے کی باتیں کر رہی تھی۔

''یہ دن بھی دیکھنا تھا۔'' دانیال نے ٹھنڈی سانس لے کر بیک مرر میں پیاری کا دیدار کیا جو کھڑکی سے باہر جھانک کر اندازے لگا رہی تھی کہ گھر پہنچنے میں مزید کتنا وقت لگے گا۔

❁......❁......❁

''ماموں جان کی دو ہزار گز کی کوٹھی کے لان میں سیاسی جماعت کا جلسہ ہوسکتا ہے میرے گھر میں شور شرابا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔'' احساس ناکامی و نامرادی اس درجہ شدید تھا کہ عالی جاہ ماں کی تھکن سے چور حالت زار کو بھی خاطر میں نہ لایا۔ یوں بھی وہ ہر وقت جذبات کے نقطہ عروج کو چھوتا نظر آتا تھا، پُر جوش، ہنگامہ پرور ہر ادا میں دھوم دھام۔

''یہ صرف تمہارا گھر نہیں ہے اللہ بخشے تمہارے باپ کا گھر ہے اس طرح سے میرا بھی ہوا، کیوں نہ ہر [illegible] رہے ہو، کھانا کھا کر سو گئے ہو [illegible] مانو آپا کو بھی اس کے بے محل غصے پر غصہ آ گیا کوئی منطقی اعتراض بنتا ہو تو بھی ہضم ہو جاتا۔

''کھانا کھا کر آیا تھا آپ کا ویٹ کر رہا تھا اتنی رات کو آپ گھر سے باہر ہوں گی تو پریشانی تو ہوگی ناں۔'' عالی جاہ اسی خراب موڈ میں اظہارِ محبت کر رہا تھا۔

''ارے...... جزاک اللہ جیتے رہو...... شکر ہے ماں کا احساس تو رہتا ہے۔''

''ایک ہی تو ماں ہے میری' فکر نہیں ہوگی کیا۔'' عالی جاہ نے اپنے مخصوص بے ڈھب انداز میں پریشانی کی وجہ بتائی۔

''ارے چندا میرے' جب باپ زندہ تھے تو ان سے فرمائش کیوں نہ کی، دو تین مائیں لے آتے تمہارے لیے، اچھا اب رات کالی کرنے کی ضرورت نہیں دکان، بڑھاؤ، دو چار گھنٹوں پیچھے پھر ایک نیا دن منہ پھاڑے کھڑا ہے۔ جا [illegible] عقل آئے گی [illegible] کے لڑکے بچے صلا رہے ہیں۔'' مانو آپا اب [illegible] کے باعث گرنے کو ہورہی تھیں بخت بے زاری سے گویا ہوئیں۔

''وہ آپ کا لشکر کہاں ہے' سنا ہے کوئی قافلہ لے کر گئی تھیں آپ ایئر پورٹ؟'' عالی جاہ کو غصہ اترتے ہی کچھ خیال آیا۔

''میں کیا محاذ پر گئی تھی جو قافلہ لے کر جاتی، بچے اپنے گھر چلے گئے، میں اپنے ٹھکانے آ گئی اللہ اللہ خیر صلا۔''

''بچے کون بچے؟'' عالی جاہ حیران ہوا۔

''صبح بات کروں گی تمہیں کچھ بتانا نہ بتانا ایک برابر ہے۔'' مانو آپا کی بس ہوگئی چل پڑیں اس انداز میں کہ ایک لاکھ سوال کرلو جواب صبح ہی ملے گا۔

❁......❁......❁

پیاری نے دس منٹ میں مشہود کے کمرے کی ضروری جھاڑ پونچھ کرلی تھی دانیال نے ضروری امور نمٹانے میں اس کی پوری مدد کی اور پھر سہارا دے کر اس کو بیڈ پر لٹا دیا دوائیاں نکال کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی تھیں پانی کا جگ گلاس اس کے قریب ہی رکھ دیا تھا۔ واکر ساتھ آئی تھی ایک مرتبہ اٹھ کر بیٹھنے کے بعد واکر کی مدد سے چل پھر سکتا تھا۔

مشہود گہری نیند سو گیا تو دانیال کو تجسس ہوا پیاری کافی دیر سے منظر سے غائب تھی۔ اِدھر اُدھر دیکھتا اس کے بیڈ روم کی طرف بڑھا دروازہ بند تھا اس نے دھیرے سے دستک دی دروازہ فوراً ہی کھل گیا تھا وہ اپنے کمرے کی صفائی کر رہی تھی۔

''آپ ایسا کریں مشہود بھائی کے روم میں ہی سو جائیں۔'' وہ نظریں جھکا کر بولی۔

دانیال نے اس کا بازو دبوچ ہی لیا تھا پیاری چکرا کر رہ گئی۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

راشدہ رفعت

میں چاہتا نہ تھا جواب دینا اسے
ورنہ جواب میرے پاس اس کے ہر سوال کا تھا
اس کی جیت سے ہوئی خوشی مجھ کو
یہی جواز میرے پاس اپنی ہار کا تھا

''توبہ ہے بھئی ہما کی ساس نے تو لگتا ہے طنزیہ بات میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے۔ پندرہ منٹ کے لیے ان کے پاس بیٹھی تھی اور انہوں نے ان پندرہ منٹوں میں ذومعنی فقروں اور طنزیہ باتوں کے سوا کوئی سیدھی بات نہ کی۔ ہمت ہے ہما کی جو ایسی ٹیڑھی ساس کو برداشت کیے جارہی ہے۔'' تارہ آپی نے ہما کے کمرے میں آکر ہما کی برداشت کو سلام پیش کیا' ہما کے چہرے پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی وہ عام شادی شدہ عورتوں کی طرح سسرال والوں کی برائیاں میکے میں کرنے کی عادی نہ تھی یہ سبق اسے اس کی مرحومہ ماں نے پڑھایا تھا وہ کہتی تھیں۔

''شوہر اور شوہر کے گھر والوں کی اِدھر اُدھر برائیاں کرنے سے عورت صرف اپنا بھرم کھوتی ہے لوگ یا تو ترس کھاتے ہیں یا پھر چسکے لے کر مزید کن سوئیاں لیتے ہیں اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے گھریلو مسئلے، گھر کی چار دیواری سے باہر نہ نکلنے دیے جائیں اور ویسے بھی وقت گزرنے کے ساتھ عورت کے قدم سسرال کی سرزمین پر مضبوطی سے ٹک جاتے ہیں اور چھوٹے مسئلے مسائل خود بخود دم توڑ دیتے ہیں۔'' ہما نے تو ماں کی یہ نصیحت پلوں سے باندھ لی تھی اس نے کبھی میکے والوں کے سامنے سسرال کی کوئی برائی نہ کی تھی لیکن میکے میں کوئی بھی رشتہ دار اس سے ملنے سسرال آتا تو اسے چند منٹوں میں ہی سسرال میں ہما کی اوقات کا پتا چل جاتا، اپنا بھرم ٹوٹنے پر ہما کے پاس چہرے پر پھیکی سی مسکراہٹ سجانے کے سوا کوئی چارہ نہ رہتا۔ آج اس کی خالہ زاد بہن تارہ آپی چھوٹی بھابی کو ساتھ لے کر اس سے ملنے اس کے سسرال آئی تھیں وہ عرصہ دراز سے بیرون ملک مقیم تھیں برسوں بعد پاکستان آئیں ان کا قیام اپنے جیٹھ کے ہاں تھا۔

سب رشتہ دار ان سے ملنے ان کے پاس پہنچتے رہے جو جاتا انہیں اپنے ہاں آنے کی خصوصی دعوت دے کر جاتا، صرف ہما کو ہی تارہ آپی کے پاس جانے کی فرصت [illegible] تارہ آپی [illegible] تو اس

کی خالہ زاد بہن تھیں لیکن ہما کو وہ سگی بہنوں کی طرح ہی عزیز تھیں۔ ہما کے بچپن میں تارہ آپی نے اس کے بہت لاڈ اٹھائے تھے وہ شادی کے بعد کینیڈا جا بسی تھیں برسوں بعد ان کا پاکستان چکر لگتا وہ جب بھی پاکستان آتیں ہما سب سے پہلے ان سے ملنے پہنچتی لیکن یہ اس کی شادی سے پہلے کی بات تھی اس بار تارہ آپی کو آئے بیس دن سے زیادہ ہوگئے تھے ہما باوجود خواہش کے ان سے ملنے نہ جا پائی تھی تارہ آپی چھوٹی بھابی کو ساتھ لے کر خود ہی ہما سے ملنے اس کے سسرال پہنچ گئی تھیں وہ ہما اور ثاقب کے لیے ڈھیروں تحفے لائی تھیں ہما تارہ آپی کو اچانک دیکھ کر پہلے تو بے تحاشا خوش ہوئی لیکن اگلے ہی لمحے اس خوشی پر بوکھلاہٹ نے غلبہ پالیا تھا امی جان لاؤنج میں آن نکلی تھیں اور ان کی شکل دیکھ کر ہما کے اوسان ویسے ہی خطا ہوجاتے تھے اس [illegible] فوراً ہی تارہ آپی سے ساس کا تعارف کرایا تھا۔

''کتنی دیر سے اپنے کمرے میں لیٹی تھی کانوں میں آوازیں تو پڑ رہی تھیں، بہو کی چہکتی آواز سن کر اندازہ تو ہوگیا تھا کہ کوئی خاص مہمان ملنے آئے ہیں پہلے تو ہم منتظر رہے کہ کوئی ہم سے ملنے ہمارے بھی کمرے میں جھانکے گا پھر سوچا کیوں بہو کے معزز مہمانوں کو اپنے کمرے تک آنے کی زحمت دوں خود ہی سلام کرنے حاضر ہوجاتی ہوں۔'' چہرے پر مسکراہٹ سجا کر امی جان پرتپاک انداز میں تارہ آپی سے ملی تھیں لیکن ان کا طنزیہ لہجہ کسی طور نظر انداز کرنے کے قابل نہ تھا ایک لمحے کو تو تارہ آپی بھی چپ کی چپ رہ گئی تھیں ہما کی تو ایسے کسی بھی موقع پر خود بخود بولتی ہی بند ہوجاتی تھی آخر بھابی نے ہی ان سے ان کی طبیعت کے متعلق استفسار کر کے گفتگو کا موضوع بدلنے کی کوشش کی۔

رکھی ہے کہ اپنے کام لشم پشم خود ہی نمٹا لیتے ہیں کسی کا احسان لینے کی نوبت نہیں آتی۔'' سیدھے سے سوال کا پھر ٹیڑھا سا جواب ملا تھا چھوٹی بھابی خود خاصی تنک مزاج تھیں انہوں نے ہما کی ساس کو مزید لفٹ کرانا مناسب نہ سمجھا۔

''چلو اپنے بیڈ روم میں جا کر اے سی آن کرو، میں تمہارے بیڈ پر دو گھڑی لیٹ کر کمر سیدھی کرلوں، اب تو زیادہ دیر نہ تو کھڑا ہوا جاتا ہے نہ بیٹھا جاتا ہے۔'' بھابی نے ہما کو مخاطب کیا ان کی پریگنینسی کا آخری مہینہ چل رہا تھا تارہ آپی جانے کیا سوچ کر انہیں ساتھ لے آئی تھیں ان کی ہیئت دیکھ کر ہما کو خود ہی شرم سی آ گئی وہ فوراً انہیں ساتھ لیے اپنے بیڈ روم میں آ گئی، تارہ آپی مروت میں اس کی ساس کے پاس لاؤنج میں ہی بیٹھ کر گپ شپ لگانے لگی تھیں۔ شکر ہے ثاقب کسی کام سے گھر سے باہر گئے ہوئے تھے چھوٹی بھابی [illegible] پاؤں پسار کر بیڈ پر لیٹ گئی تھیں۔

''آپ گھر پر ریسٹ کرتی بھابی تارہ آپی کے ساتھ کسی اور کو بھیج دیتیں۔'' اس نے رسانیت سے انہیں مخاطب کیا۔

''گھر پر تمہاری بڑی بھابی کے میکے والوں نے ہلہ بول رکھا تھا بڑی بھابی کو میری طبیعت کی کب پروا ہوتی ہے اپنے پورے خاندان کو ٹھہرانے پر مدعو کیا وہ تو شکر ہے تارہ باجی آ گئی میں تو فوراً ان کے ساتھ نکل آئی، اب تمہارے ہاں سے فارغ ہو کر آصفہ چچی کے ہاں جانے کا ارادہ ہے۔'' چھوٹی بھابی نے بتایا تو ہما نے اثبات میں سر ہلایا پھر انہیں ٹی وی کا ریموٹ دے کر خود خاطر تواضع کا سامان کرنے کچن میں جا گھسی تھی۔ کولڈ ڈرنکس اور اسنیکس کی ٹرے لے کر جب وہ واپس بیڈ روم میں آئی تو تارہ

''گھٹنوں اور جوڑوں کے درد نے عاجز کر رکھا [illegible] آپی بھی ویسے آ گئی تھیں اور اب اس کی ساس کی [illegible]

عہد

عہد گر تم کرو مجھ سے
ہمیشہ ساتھ رہنے کا
تو اے جاناں......!
میں اپنی زندگی ساری
تمہارے نام کردوں گی
میں چلتی سانسوں کی سرگم پر
تمہارا نام لکھ لوں گی
میں پلکوں کی چلمن پہ تمہارے
نام کے جگنو سجالوں گی
اپنی غلافی آنکھوں میں تمہارے ساتھ کے
ڈھیروں خواب بن لوں گی
عہد گر تم کرو مجھ سے
ہمیشہ ساتھ دینے کا
تو اے جاناں......!
سماج کی فرسودہ روایات کے خلاف
آواز بغاوت میں اٹھاؤں گی
ان کی سخت مخالفت سے بھی میں
ٹکرا ہی جاؤں گی
یہ جو بھی سزا دیں گے
میں ہنس ہنس کے سہہ لوں گی
محبت کی پجارن ہوں
محبت کو ہی پاؤں گی
عہد گر تم کرو مجھ سے
ہمیشہ ساتھ چلنے کا
تو اے جاناں......!
تمہارے راہ کے سب کانٹے
میں اپنی پلکوں سے چن لوں گی
تمہاری زیست کی تاریک راہوں میں
اپنی چاہت کے چراغ جلاؤں گی
اگر عشق میں جاناں
جان دینی پڑی مجھ کو
تو پوری ہستی مٹادوں گی
جان اپنی گنوادوں گی
پر یہ اس وقت ممکن ہے
عہد گر تم کرو مجھ سے
ہمیشہ ساتھ رہنے کا
ہمیشہ ساتھ دینے کا
ہمیشہ ساتھ چلنے کا

شمع مسکان......جام پور

''ثاقب اپنی ماں کو ایسی باتوں پر نہیں ٹوکتا کیا بندہ گھر آئے مہمان کا ہی کچھ لحاظ کر لیتا ہے تمہارے بارے میں مستقل طنزیہ فقرے بولتی رہیں، میرے جی میں تو آیا کہ کہوں کہ ہمارے خاندان کی سب سے بھولی بھالی بچی سے بھی اگر آپ کو شکایت ہے تو پھر آپ کا اللہ ہی حافظ ہے بڑی بی، پھر یہ سوچ کر خاموش رہی کہ میں تو ذرا سی دیر میں چلی جاؤں گی بعد میں تمہیں ان کی اور الٹی سیدھی برداشت کرنا پڑے گی۔'' تارہ آپی کو ہما کی خرانٹ ساس سے مل کر ٹھیک ٹھاک غصہ آ گیا تھا۔

''امی جان دل کی بری نہیں آپی، بس ان کی عادت ہی کچھ ایسی ہے۔'' ہما نے خوامخواہ ساس کی صفائی پیش کرنے کی کوشش کی۔

''دل میں کون جھانک کر دیکھ سکتا ہے چندا، بندے کی اچھائی برائی کا زبان سے ہی پتا چلتا ہے۔'' تارہ آپی نے گہری سانس اندر کھینچی تھی ہما خاموش ہوگئی، تارہ آپی اور چھوٹی بھابی ذرا سی دیر میں واپس چلی گئی تھیں ہما نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ بہت جلد ثاقب کے ساتھ ان سے ملنے آئے گی، ثاقب واقعی اسے دو دن بعد تارہ آپی سے ملوانے لے گیا تھا۔

''بہت سمجھدار اور صابر شاکر بیوی ہے تمہاری ثاقب میاں، اس کی قدر کیا کرو۔'' تارہ آپی نے ثاقب کو نصیحت کی تو ثاقب نے مسکرا کر اثبات میں

سر ہلا دیا، وہ بھلا انس شخص تھا ہما سے محبت بھی کرتا تھا اور اس کا خیال رکھنے کی اپنی سی ہر ممکن کوشش بھی کرتا تھا لیکن اپنی ماں کی ہر وقت طنز کرنے والی عادت کا اس کے پاس بھی کوئی توڑ نہ تھا، وہ بیوی کو ہی برداشت کی تلقین کرتا ہما میں برداشت کا مادہ بہت تھا لیکن جب کسی دوسرے کے سامنے عزت افزائی ہوتی تب ضبط کرنا مشکل ہو جاتا اس روز وہ دوپہر کے کام نمٹا کر ذرا ستانے لیٹی تو جلد ہی گہری نیند نے آن گھیرا، روز کی نسبت خاصی دیر سے آنکھ کھلی وہ بوکھلا کر کمرے سے نکلی، امی جان کی چائے کا وقت تھا اور انہیں اپنے کسی بھی کام میں ذرا سی بھی دیر سویر گوارا نہیں تھی۔

کچن میں جانے سے پہلے لاؤنج سے گزر ہوا تو پڑوس کی فاطمہ آنٹی کو ان کے پاس بیٹھے دیکھا، اس نے رک کر انہیں سلام کیا۔

''اٹھ گئی بیٹی، آؤ ذرا دو گھڑی کو یہاں فاطمہ کے پاس بیٹھو میں چائے بنانے جا رہی ہوں اور تم صرف چائے پیو گی یا ساتھ کوئی کیک بسکٹ بھی لاؤں۔'' وہ پاؤں میں سلیپر ڈال کر بہو سے استفسار کر رہی تھیں۔

''آپ بیٹھیں امی میں دو منٹ میں چائے بنا کر لائی۔'' ہما شرمندہ ہوتے ہوئے بولی۔

''ارے ہم تو گھنٹے بھر سے بیٹھے ہی ہوئے تھے کب سے چائے کی طلب ہو رہی تھی پھر تمہاری فاطمہ آنٹی بھی آ گئیں انہیں اکیلا بٹھا کر کچن میں جاتی اچھی لگتی کیا' بس اسی لیے تمہاری منتظر تھی۔ تم جاگ گئی ہو تو بیٹھو، خوب سوئی تھکن تو اتر گئی ہو گی باقی گرما گرم چائے پی کر اتر جائے گی، ابھی تمہیں چائے بنا کر پلاتی ہوں۔ بس دو منٹ کی مہلت دو۔'' وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے اپنے مخصوص طنزیہ انداز میں مخاطب تھیں۔

''میں چائے لاتی ہوں امی آپ بیٹھیں۔'' ہما دھیرے سے کہہ کر کچن میں چلی گئی وہ ... سے بیٹھ...

کر پڑوسن سے گپیں لگانے لگی تھیں، مقصد بہو کو شرمندہ کرنا تھا سو وہ مقصد پورا ہو گیا تھا۔

''ثاقب کی دلہن تو بہت سیدھی ہے زینب، یہ بتاؤ سرمد کے لیے لڑکی کی تلاش مکمل ہو گئی کیا۔'' فاطمہ بیگم پوچھ رہی تھیں۔

''ثاقب کی دلہن اتنی سیدھی نہیں ہے گنوں کی پوری ہے میرے بھولے بھالے بیٹے کو اپنی مٹھی میں کر رکھا ہے، حالانکہ نہ شکل، نہ صورت، میکہ بھی تگڑا نہیں ہے وہ تو میری مت ماری گئی تھی جو میں نے اپنے ہیرے جیسے بیٹے کی یہاں قسمت پھوڑ دی، سرمد کے لیے لڑکی کا انتخاب خود چھان پھٹک کر کروں گی دو ہی تو بیٹے ہیں میرے اب بہو کے انتخاب میں غلطی کی گنجائش ہی کہاں بچتی ہے۔'' وہ نخوت بھرے انداز میں بولی تھیں، فاطمہ بیگم نے بھی ہنکارا بھرا تھا۔

اور پھر درجنوں لڑکیاں مسترد کرنے کے بعد زینب بیگم نے چھوٹی بہو ڈھونڈ ہی لی تھی، خوب امیر کبیر فیملی تھی لڑکی بھی بہت خوب صورت تھی خوب دھوم دھام سے ہما کے دیور کی شادی ہوئی اور نازک اندام شازمین دلہن بن کر سسرال پہنچ گئی، زینب بیگم نے شروع شروع میں نئی بہو کے خوب چاؤ چونچلے اٹھائے بلکہ یہ چونچلے ہما کو ہی اٹھانے پڑے کہ امی جان کو تو صرف حکم دینا آتا تھا پھر شادی کے دو برس بعد اللہ نے ہما کو خوشخبری سے نواز دیا، ہما کا رواں رواں اپنے رب کا شکر گزار تھا ثاقب کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانہ نہ تھا گائناکولوجسٹ نے ہما کی ویکنیس کی وجہ سے اسے بھرپور ڈائٹ اور مکمل ریسٹ کی تلقین کی تھی۔ ثاقب نے گھر آ کر ڈاکٹر کی نصیحتیں من و عن دہرا دی تھیں۔

''ہاں بھئی انوکھا بچہ پیدا کرنے چلی ہیں بہو بیگم۔'' زینب بیگم بھی خوش تو تھیں لیکن طنزیہ فقرہ بولے بنا نہ رہ پائیں۔ بہرحال انہوں نے چھوٹی

دلہن کو گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کی ہدایت کردی تھی سچ بھی یہی تھا اس نے نہیں شاز مین کا ہر وقت کمرہ بند کرکے آرام کرنا کھلنے لگا تھا شاز مین نے گھر کے کاموں میں حصہ لینا شروع تو کردیا تھا لیکن وہ گھریلو کام کاج میں اناڑی تھی۔

ہما سے طریقے پوچھ کر کوکنگ کرتی چیز اچھی پک جاتی تو فراخدلی سے اس کا کریڈٹ سب کے سامنے ہما کو ہی دیتی، دیورانی کے حوالے سے ہما کے ذہن میں جو خدشات تھے وہ اب دم توڑ چکے تھے شاز مین اچھے مزاج کی لڑکی تھی وہ ہما کو جیٹھانی نہیں بلکہ بڑی بہن کا درجہ دیتی تھی، ہما کا بھی اس ہنس مکھ اور لاابالی سی لڑکی سے بہت محبت والا تعلق استوار ہوگیا تھا شاز مین کے مزاج میں بہت بچپنا بھی تھا ہما اس کی اکثر بے وقوفیوں پر ہنس ہنس کر دہری ہوجاتی لیکن پھر اسے عقل سے کام لینے کی ہدایت بھی کرتی، دونوں دیورانی جیٹھانی کا تعلق دیکھ کر زینب بیگم بے چین سی رہتیں، ہما پر انہیں اس قدر غصہ نہ آتا البتہ شاز مین کے طور طریقے ان کی برداشت سے باہر ہوتے جارہے تھے سرمد تو ثاقب سے بڑھ کر زن مرید ثابت ہورہا تھا زینب بیگم بیوی سے اس کا التفات دیکھ کر پہروں کڑھتیں، اب ان کی توپوں کا رخ شاز مین کی جانب ہوگیا تھا لیکن شاز مین میں ہما جیسی برداشت نہ تھی، اس روز جب شاز مین اور سرمد شام کو سیر سپاٹے کے لیے نکل رہے تھے زینب بیگم کو جلال چڑھ گیا انہوں نے روز روز کے سیر سپاٹوں پر بیٹے، بہو کو بے نقط سنائی سرمد تو ماں کے پاس بیٹھ کر ان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتا رہا شاز مین واپس اپنے کمرے میں چلی گئی۔

''میرا گھٹنا پکڑ کر کیوں بیٹھا ہے جا کر اپنی بیوی کو منا دیکھا نہیں کیسے تن فن کرتی گئی ہے۔'' انہوں نے سرمد کو جھڑکا۔

''پہلے آپ کو تو منالوں پھر بیوی کو بھی منالوں گا

مرد بے چارہ تو چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پستا رہتا ہے۔'' سرمد نے ٹھنڈی سانس بھر کر خود کلامی کی زینب بیگم بیٹے کو گھور کر رہ گئی۔ رات تک شازمین کمرے سے باہر نہ نکلی، زینب بیگم کو بہو پر مزید تاؤ چڑھتا رہا، صبح شازمین کمرے سے نکلی تب بھی اس کے چہرے کے زاویے بگڑے ہی ہوئے تھے کوئی بہو بھی یوں تیور دکھا سکتی ہے یہ زینب بیگم کے لیے نیا تجربہ تھا سرمد اور ثاقب آفس چلے گئے تو زینب بیگم نے بہو کی طبیعت صاف کرنے کی ٹھانی، شازمین ہنوز منہ پھلائے اپنے حصہ کے کام نمٹاتی پھر رہی تھی جب زینب بیگم نے اسے آواز دے کر بلایا۔

''جی امی کوئی کام ہے کیا؟'' اس نے لٹھ مار انداز میں پوچھا۔

''میری ایسی مجال کہاں کہ تمہیں کسی کام کا کہوں، میں نے تو تمہیں معافی مانگنے کے لیے بلایا ہے، معاف کردو بھئی ہمیں کل تمہاری شان میں کچھ گستاخی کردی تھی، تمہارے چہرے کے زاویے درست ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے مان لیا بھئی بہت بڑا قصور سرزد ہوگیا تھا مجھ سے آئندہ ہماری توبہ جو تمہیں کسی بات پر ٹوکا، ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتے ہیں تم سے۔'' وہ اپنے مخصوص طنزیہ انداز میں بہو سے مخاطب تھیں، ہاتھ بھی جوڑ دیے، پاس بیٹھی ہما نے بوکھلا کر پہلے ساس اور پھر دیورانی کو دیکھا اسے پتا تھا کہ شازمین اب بری طرح سٹپٹا جائے گی کیسی ناراضگی، کہاں کی ناراضگی، اسے اپنے کردہ، ناکردہ جرم کی فوراً معافی مانگنی پڑے گی، ساس کے جڑے ہاتھ کھولتے ہوئے اسے کتنی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

''حد کرتی ہیں آپ امی جان کیوں مجھے گنہگار کررہی ہیں آپ بڑی ہیں ڈانٹ ڈپٹ اور روک ٹوک کا اختیار رکھتی ہیں آئندہ آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔'' ہما منتظر تھی کہ شازمین کچھ الٹا طرح کے فقرے بولے گی مگر وہ بولی تو کیا۔

''مجھے اندازہ تھا امی جان کہ آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوجائے گا اب اس بات کو جانے دیں بس آئندہ خیال کیجیے گا۔'' بہت بے نیازی سے ساس کی جانب فقرہ اچھال کر شازمین کچن میں گھس گئی، زینب بیگم کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، بے ساختہ قہقہے کا گلا گھوٹنے کا جتن کرتے ہوئے ہما کے دانت بھینچ گئے تھے اور آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا اس وقت تو اس نے جیسے تیسے ضبط سے کام لیا مگر اپنے کمرے میں جا کر دل کھول کر ہنسی تھی بعد میں اس نے شازمین کو سمجھایا ضرور تھا۔

''آئندہ ایسی بے وقوفی مت کرنا امی بڑی ہیں تمہیں ان کا ادب، لحاظ، ملحوظ رکھنا چاہیے تھا، ایسی حرکتوں سے وہ تم سے مزید برگشتہ ہوجائیں گی۔'' اس نے شازمین کو رسانیت سے مخاطب کیا۔

''جانتی ہوں ہما بھابی، آئندہ احتیاط کروں گی لیکن میں بھی کیا کرتی امی جان کی طنزیہ باتیں اب میری برداشت سے باہر ہوتی جارہی تھیں، اب کچھ دن تک میں اپنی زبان قابو میں رکھوں گی تو کم از کم امی جان بھی کوئی طنزیہ بات کہنے سے پہلے تین بار تو ضرور سوچیں گی۔'' شازمین مزے سے بولی تب ہما نے اسے تادیبی انداز میں گھورنا چاہا تھا مگر اگلے ہی پل وہ ہنس پڑی تھی۔

شازمین کے طرز عمل سے اختلاف سہی مگر جینے کا یہ انداز اس کے من کو بھا گیا تھا۔

❁

پہلے موم کے گھر بنائے نہیں جاتے
بن جائیں تو سورج سے بچائے نہیں جاتے
مانا کہ جیت ہمارا مقدر ہے مگر
وہ سامنے آجائیں تو ہرائے نہیں جاتے

گزشتہ قسط کا خلاصہ

زیبا کو بیٹے کی جدائی بخار میں مبتلا کر دیتی ہے نتھی اسے سمجھانے کی کوشش کرتی ہے۔ شرمین عبدالصمد کو زیبا سے ملوانے لاتی ہے اور اسے بے انتہا کمزور دیکھ کر حیران ہو جاتی ہے جبکہ عبدالصمد اپنی ماں کو بیماری میں بھی پہچان لیتا ہے زیبا عبدالصمد کو اپنے پاس رکھنے کی ضد کرتی ہے جس پر شرمین اسے سمجھا کر عبدالصمد کو واپس لے آتی ہے شرمین صفدر سے بات کرنا چاہتی ہے لیکن وہ گھر پر نہیں ہوتا۔ اس لیے شرمین جہاں آرا بیگم اور عبدالصمد کو گھر ڈراپ کر کے اپنے گھر آجاتی ہے عارض نے اس کے ہاتھ کے پلاسٹر کی وجہ سے کل وقتی ڈرائیور دے رکھا تھا۔ اذان عارض کے گھر پر رہنا چاہتا ہے اور اس بات پر وہ شرمین سے ضد کرتا ہے جس پر شرمین اسے تھپڑ مار دیتی ہے اذان خود کو واش روم میں بند کر لیتا ہے شرمین کے لیے ایک نئی مشکل آن کھڑی ہوتی ہے شرمین مجبوراً عارض کو فون کرتی ہے۔ فون پر عارض شرمین سے الجھ جاتا ہے اور اذان کی بات ماننے کا کہتا ہے۔ جس پر شرمین انکاری ہو جاتی ہے عارض اذان کی خاطر اس کے گھر آجاتا ہے اور اذان کو آواز دیتا ہے۔ اذان عارض کی آواز سن کر خفا سا واش روم سے نکلتا ہے اور بیڈ پر گر کر سو جاتا ہے جس پر عارض شرمین کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے اور اذان کو باہر لے جانے کی بات کرتا ہے شرمین اذان کی خوشی کے لیے مان جاتی ہے لیکن اذان ضد میں آ کر نہیں جاتا۔ صفدر عبدالصمد کو زیبا کو دینا چاہتا ہے لیکن جہاں آرا غصہ ہو جاتی ہیں صفدر انہیں سمجھانے کی کوشش کرتا ہے اور ساتھ ہی بلقیس (ملازمہ) کو عبدالصمد کی پیکنگ کرنے کا کہتا ہے۔ نتھی کو زیبا کے گھر سے آئے ہوئے دو تین روز ہو جاتے ہیں وہ زیبا کی عیادت کی غرض سے جانا چاہتی ہے۔ جس پر اصغر اپنی ماں کا بتاتا ہے کہ وہ بھی زیبا کی طبیعت پوچھنا چاہتی ہیں نتھی کو یہ بات بری لگتی ہے۔ جس پر اصغر اور نتھی کا جھگڑا ہو جاتا ہے۔ اصغر نتھی کو وہاں جانے سے منع کر دیتا ہے۔ شرمین کشف کی بلیک میلنگ کا صفدر کو بتاتی ہے اور اس سے مشورہ مانگتی ہے۔ جس پر صفدر شرمین کو نئے سرے سے زندگی شروع کرنے کا کہتا ہے شرمین کے لیے یہ بات قابل قبول نہیں ہوتی ہے۔ صفدر اسے اذان کو سب کچھ بتا دینے کو کہتا ہے اور اذان کے وکیل سے بات کرنے کا کہتا ہے۔ جس پر شرمین خاموش ہو جاتی ہے۔ صفدر عبدالصمد کو زیبا کے پاس چھوڑنے کے لیے عارض کو بلاتا ہے۔ صفدر عارض کو شرمین کی پریشانی سے آگاہ کرتا ہے اور جلد کوئی فیصلہ کرنے کو کہتا ہے۔ دوسری طرف شرمین زیبا سے حلالہ کرنے کا کہتی ہے۔ جس پر زیبا صفدر کے رویے کے بارے میں شرمین کو بتاتی ہے شرمین افسردہ ہو جاتی ہے۔ آغا جی کی الماری کے خفیہ خانے سے شرمین کے نام ایک لفافہ نکلتا ہے۔ جس پر عارض چونک جاتا ہے عارض حاکم بابا سے اس کے حوالے سے پوچھتا ہے لیکن وہ لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں اور لفافہ شرمین کو دینے کا کہتے ہیں۔ شرمین عارض کے دفتر آتی ہے عارض اسے

Join Us on Facebook

Get Notificatons of Newly Uploaded Books

Follow below Image to Get Notifications of Newly Uploaded Books

اچانک سامنے دیکھ کر متحیر رہ جاتا ہے اور اسے گھر چلنے کا کہتا ہے ساتھ ہی اسے آغا جی کے لفافہ کا بھی بتاتا ہے لیکن شرمین ٹال جاتی ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

♥...... O ......♥

شرمین کی پوری بات سن کر وہ اس کے ساتھ اذان سے ملنے آ گیا...... دونوں اپنی اپنی گاڑی میں پہنچے تھے۔ اذان کمرے میں صبیح احمد کی تصویر سامنے رکھے جانے کیا باتیں کر رہا تھا کہ عارض نے مسکرا کر تصویر اٹھائی دیکھا اور پھر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ بالکل اس کے قریب بیٹھ گیا۔ وہ کچھ نہ بولا کیونکہ شاید وہ اپنے اندر یہ تہیہ کر چکا تھا کہ اب عارض انکل سے قریب نہیں ہونا۔ عارض نے اس کی خاموشی کا مطلب بھانپ لیا تھا...... ویسے تو وہ شرمین کو کچھ دیر پہلے یہ کہہ چکا تھا کہ چاہ کر بھی اذان کو اب اپنے پاس نہیں رکھا جا سکتا' اگر اس کی پھوپو گفت و شنید کے بعد رہنے کی اجازت دیدے' یا پھر بڑا ہونے پر اذان خود یہ کہہ دے کہ وہ شرمین کے پاس رہنا چاہتا ہے تو رہ سکتا ہے۔ شرمین کو اس نے پوری طرح یہ سمجھا دیا تھا وہ متفق بھی ہو گئی تھی۔

"یار...... یہ کیا' ہم سے کوئی بات تو کرو۔"

"میرے بابا کو بلا دیں' میری بات کرا دیں۔" وہ ایک دم بڑے سادہ سے لہجے میں بولا۔

"اگر میں یہ کہوں کہ نہ وہ آ سکتے ہیں اور نہ بات کر سکتے ہیں تو......" عارض نے بہت سوچ کر بات شروع کی۔

شرمین دانستہ کمرے سے چلی گئی۔

"کیوں......؟"

"وہ مجبور ہیں آ نہیں سکتے۔" اس نے پیار سے اس کے بال سنوارے۔

"مجھے بات کرنی ہے۔"

"اذان...... آپ بہت اچھے بچے ہو' سمجھدار ہو' جب کوئی اللہ تعالیٰ کے پاس جاتا ہے تو پھر واپس نہیں آتا۔" وہ یہ کہہ کر ذرا دیر کو رکا تاکہ اذان کے تاثرات جان سکے...... وہ حیران نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"میرے بابا نہیں آ سکتے' آپ جھوٹ بول رہے ہو۔"

"اذان آپ کو ہرٹ نہ کرنے کی وجہ سے بابا نے ہی کچھ نہ بتانے کا کہا تھا۔"

"سچ کہتی ہیں کشف پھوپو آپ جھوٹے ہو' ماما بھی جھوٹی ہیں۔" وہ چلایا۔

"اذان...... ہم نے جھوٹ نہیں بولا آپ کی بہتری کے لیے جیسے آپ کے بابا نے کہا تھا ویسے ہی کیا۔ وہ مرتے وقت آپ سے دور تھے۔"

"آئی ہیٹ بابا' آئی ہیٹ ماما......" وہ روتے ہوئے بیڈ سے اترا اور بھاگنے لگا تو عارض نے اسے لپک کر بانہوں میں قید کر لیا۔

"اذان...... آپ کو بات سننی چاہیے' سچ اسی لیے نہیں بتایا گیا کیونکہ آپ برداشت نہیں کر سکتے تھے دیکھو' آپ کو غصہ آ رہا ہے۔"

"چھوڑیں مجھے...... مجھے بات نہیں کرنی۔"

"اذان...... سچ کو سننا اور برداشت کرنا بہادروں کا کام ہے۔"

"اور مجھے نہیں سننا۔" وہ چیخا۔ "او کے ریلیکس' پھر بات کریں گے۔"

''نہیں......ابھی بات ہوئی اذان آپ کو سننا ہے، سچ یہ ہے کہ میں آپ کی ماما بھی نہیں، مجھے تو آپ کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا آپ کے بابا نے اپنی دل میں آپ کو میرے پاس چھوڑا، میں نے آپ کی بہتری کے لیے آپ کو اصلیت نہیں بتائی۔ مگر بتانی تھی، صرف آپ کے بڑے ہونے کا انتظار تھا...... آپ کے بابا کی ایک ایک چیز محفوظ ہے، وکیل صاحب موجود ہیں، وہ آپ کو حقیقت بتائیں گے۔'' شرمین کو جانے کیا ہوا، وہ ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ گئی۔ اذان کے لیے یہ بات زیادہ دھماکہ خیز تھی۔ وہ ہونق بنا دیکھتا رہا اور پھر شدت سے آنسو بہاتا ہوا تکیے میں منہ دے کر لیٹ گیا۔

''اذان......'' شرمین نے پکارا تو عارض نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا اور خود بولا۔

''اذان...... شرمین نے آپ کو ماما جیسا پیار دیا ہے تو ماما تو ہیں نا۔''

''نہیں...... نہیں مجھے میری ماما سے ملنا ہے۔'' وہ روتے روتے بولا...... وہ دونوں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

''کہاں ہیں میری ماما؟'' وہ اٹھ کر بولا...... تو شرمین لاجواب ہو کر پھر کمرے سے باہر چلی گئی۔

''اذان...... میں بتا سکتا ہوں لیکن اس وقت جب آپ تسلی سے میری بات سنیں...... ہم باہر چلتے ہیں، آئس کریم کھائیں گے۔''

''نہیں یہیں بتائیں۔'' وہ اڑ گیا۔

''بیٹا...... میں اور شرمین آپ کے بابا کے فرینڈز ہیں، آپ کی ماما تو آپ کی پیدائش کے وقت فوت ہو گئی تھیں...... پھر بابا نے کیسے آپ کو سنبھالا، یہ ہمیں نہیں معلوم...... ہمیں اس بارے میں نہیں پتا، بس شرمین کو انہوں نے خط لکھا، وکیل کو ہدایت کی اور بس...... تب سے آپ یہاں ہو۔'' عارض نے آرام سے بتا دیا۔

''یو مین...... میری ماما بھی نہیں ہیں۔'' وہ سسکیاں بھرنے لگا۔

''ہاں...... رئیل والی نہیں ہیں، لیکن......''

''بس جائیں آپ......'' وہ چلایا۔

''اذان...... دیکھو آپ کی ماما کو، بابا کو اللہ نے اپنے پاس بلایا اس میں کسی کا کوئی قصور نہیں، شرمین نے آپ کو اصل ماما کی طرح پیار دیا، یہ تو آپ جانتے ہو نا۔'' عارض نے کہا، وہ کچھ نہ بولا، چپ ہو گیا۔ بالکل چپ......

''اذان......''

''مجھے بات نہیں کرنی۔'' اس نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

❤......○......❤

''سب غلط ہو گیا، اسے سب کچھ اتنی تیزی سے نہیں بتانا چاہیے تھا۔'' شرمین بہت اپ سیٹ تھی۔ عارض نے کچھ دیر سوچا اور پھر اعتراف کیا۔

''نہیں، اچھا ہوا آخر کب تک لٹکا کے رکھتے، یہ سب ہضم ہونے میں وقت ضرور لگے گا لیکن یہ ضروری تھا...... بہتر تو یہ تھا کہ تم پہلے دن ہاسٹل سے آتے ہی اسے سچ بتاتیں۔'' عارض نے کہا۔

''بس یہ غلطی ہو گئی، کشف وغیرہ کا مجھے اندازہ نہیں ہوا، صبیح احمد کی غلطی بھی تھی کہ انہوں نے میری زندگی خراب کر دی۔'' وہ بولی۔

''صبیح احمد بھی عجیب شخص تھے، کیسی محبت کی تھی تم دونوں نے۔'' غیر ارادی طور پر عارض کے منہ سے نکل گیا۔

شرمین کا چہرہ سرخ ہو گیا۔
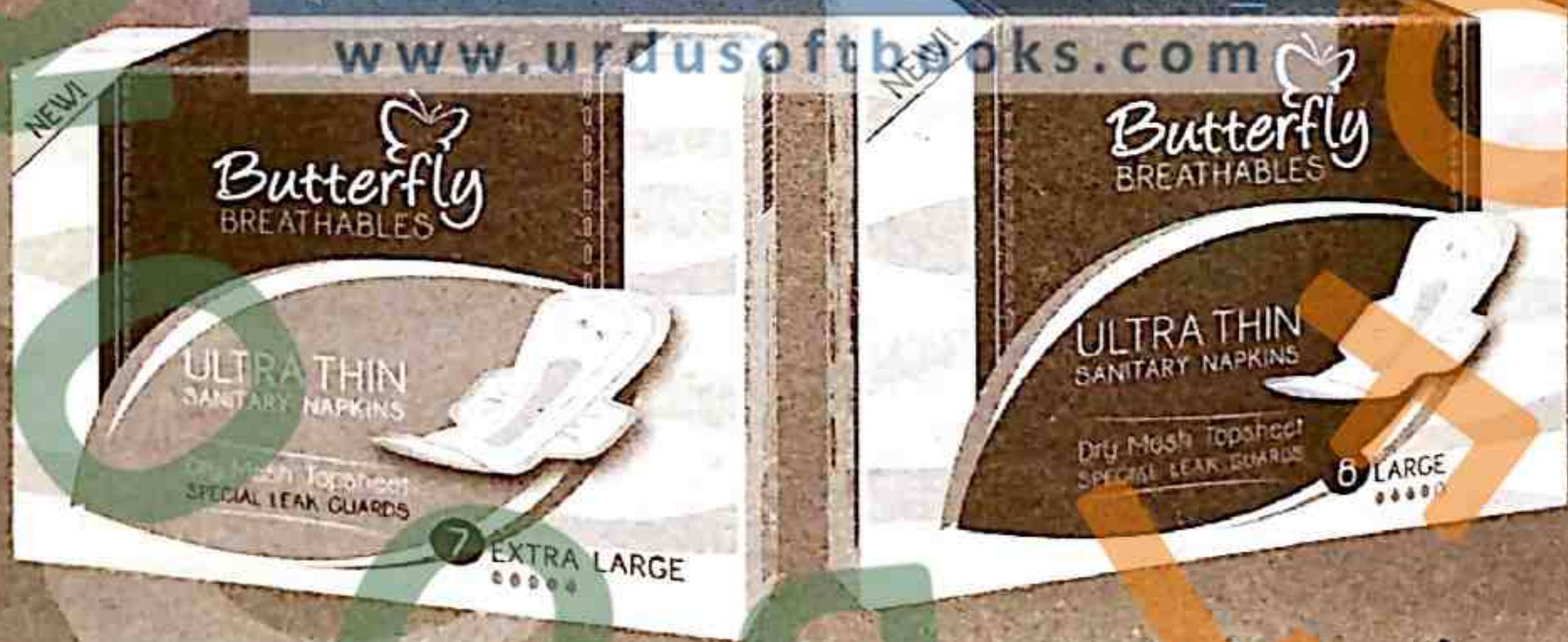
GIRL
TALK

"پلیز..... پرسنل ہونے کی ضرورت نہیں۔"
"سوری میرا مطلب تھا کہ......" وہ اٹکا۔
"محبت تو آپ نے بھی کی تھی۔" وہ بولی۔
"تھی کیا...... ہے کرتا ہوں۔"
"اچھا اب اذان کا کیا ہوگا؟"
"وقتی اثر سے نکلنے میں کچھ وقت لگے گا۔"
"اور پھر......"
"اسے میں ساتھ لے جاتا ہوں بات کرتا رہوں گا۔" اس نے صلح دی۔
"لگتا ہے کہ اذان مجھ سے دور ہو جائے گا۔" وہ رو دی۔
"دیکھو...... ہر طرح کے حالات کے لیے تیار رہو اذان بچہ ہے اسے یہ صدمہ برداشت کرنا ہے مشکل ہے اس کے لیے مگر کوشش تو کرتے ہیں نا۔" اس نے سمجھایا۔
"اذان کو آج پتا چل ہی گیا کہ میں اس کی اصل ماما نہیں۔" وہ رونے لگی۔
"یہ مشکل کام لگ رہا تھا مگر اچھا ہوا آج ہی اسے پتا چل گیا۔"
"وہ چلا گیا تو میں کیسے زندہ رہوں گی؟"
"ہمارا اپنا بچہ آجائے گا۔" عارض نے شرارت سے کہا تو وہ روتے روتے گھور کر بولی۔
"بیکار بات مت کیا کرو اذان کو میں کسی کو بھی نہیں دے سکتی۔"
"ان شاء اللہ...... اذان اچھا فیصلہ کرے گا میں اسے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ دیکھو ایک بات طے ہے کہ جذباتی فیصلے جذبات میں کیے جاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اذان تمہارا کچھ بھی نہیں تم نے صبیح احمد کی آخری خواہش کا احترام کیا یہ تمہارا ظرف ہے باقی اسے اپنی پھوپو سے دور نہیں کیا جا سکتا اور یار اب تو کوئی چیز ہمارے درمیان نہیں آسکتی...... اذان کے بعد تو ہم ایک ہو جائیں......" عارض نے اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگا لیا۔
"کتنے مطلبی ہو؟ تم اس لیے اذان کو دینے کا مشورہ دے رہے ہو۔" وہ برا مان گئی۔
"نہیں آنی سوئیر اذان مجھے بہت عزیز ہے میں تو اسے اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔"
"پتا نہیں اب کیا ہوگا؟"
"اچھا ہوگا اذان کو سمجھانے کی ضرورت ہے اچھا ہوا اسے بتا دیا...... یہ دن ایک حقیقت بن کر آنا ہی تھا۔"
"اب وہ لان کے آخری کونے پر پڑی بینچ پر گھٹنوں میں منہ دے کر بیٹھا ہوگا۔"
"کوئی بات نہیں اسے سوچنے کا موقع دینا چاہیے۔"
"وہ مجھ سے نفرت کرنے لگا ہوگا۔"
"پھر یہ نفرت محبت میں بدل جائے گی۔ میں اسے ساتھ لے کر جا رہا ہوں تم بعد میں آجانا...... وہ آغا جی والا لفافہ بھی تو دینا ہے۔"
"عجیب بات ہے وہ اگر آغا جی نے رکھا تھا تو کچھ بتاتے...... بس ویسے ہی کچھ لکھا ہوگا۔" وہ بولی۔
"پتا نہیں شاید انہیں مہلت نہیں ملی یا پھر وہ خود رکھ کر بھول گئے ہوں۔"
"خیر اس کی کوئی جلدی نہیں ہے فی الحال آپ اذان کو سمجھاؤ۔"

''ویسے کشف سے بات کرنی چاہیے اسے کہو کہ مقدمے بازی کی ضرورت نہیں اذان آپ کا بھتیجا ہے اسے صبیح احمد کا خط دکھا دو کہ تم اذان کو کیوں لائی تھیں؟ اب چاہو تو اپنے ساتھ رکھو۔''

''اور میں...... میں کیسے جیوں گی؟''

''شرمین...... اذان کے لیے دل کڑا کرلو وہ صبیح احمد کا بیٹا ہے اسے اپنوں میں جانا ہے صبیح احمد نے غلط فیصلہ کیا تھا تمہاری زندگی مشکل میں ڈالی پلیز خود سوچو۔'' عارض نے کھڑے ہوکر اس کے نازک کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے تو اس نے اس اونچے لانبے عارض کو سر اٹھا کر دیکھا وہ بہت اپنا اپنا سا لگا...... بڑے دنوں بعد اسے یوں دیکھنا اچھا لگا...... نظروں کی دھند ہلکی سی چھٹی تھی جو کہ عارض کے لیے خوش آئند تھی۔

♥...... ○ ......♥

''عارض اور صفدر بھائی ٹھیک ہی کہتے ہیں۔ صبیح احمد نے کم فہمی اور ناسمجھی کا ثبوت دیا اور اپنا بیٹا اسے سونپ دیا یہ بات جانتے ہوئے بھی کہ ان کی لالچی اور چالاک بہنیں موجود ہیں وہ کبھی یہ برداشت نہیں کرسکتی تھیں کہ بھتیجے کے ذریعے ملنے والی دولت کسی بھی طرح شرمین کے پاس رہے...... پھر کیوں صبیح احمد نے یہ کیا...... اور اب جو حالات بن گئے ہیں ان کا ذمہ دار کون ہے؟ میں دل پر پتھر رکھ کے اذان کو کشف کے حوالے کردوں کیا اسے بھول پاؤں گی؟''

''شرمین بھولنا ہوگا یا پھر کم از کم اسے اپنے سے الگ کرنا ہوگا آخر اس بے مقصد لڑائی کا کیا فائدہ؟ تمہیں تو یہ بات پہلے دن ہی سمجھ لینی چاہیے تھی۔ اپنی زندگی کو دیکھو عارض کو کس بات کی اب تک سزا دے رہی ہو؟ دل پر ہاتھ رکھ کے سوچو کہ کیا تم عارض کو معاف نہیں کرچکیں...... پہلے تو اذان کی وجہ سے فاصلہ رکھ رہی تھیں...... اب...... اب جبکہ اذان چلا گیا تو پھر کیا سبب رہ جائے گا کہ تم عارض کو ٹھکراؤ...... شرمین خود سوچو عارض کیسی کیسی تمہاری بے اعتنائی اور سرد مہری کو جھیل کر بھی تمہارے احساس کے جاگنے کا منتظر ہے اس کی آنکھوں میں جھانکو تو محبت کا سمندر ہے...... وہ اپنی محبت کی سچائی ظاہر کرچکا ہے پھر کیوں اسے معاف نہیں کرتیں...... یا سچ تو یہ ہے کہ تم بھی معاف کرچکی ہو بس بناوٹ سے کام لے رہی ہو...... چھوڑ دو شرمین بیگ عارض کے بعد نہ محبت رہے گی اور نہ محبت کرنے والا...... اسے بہت سزا مل چکی ہے۔ اگر تمہیں اس سے محبت نہ ہوتی تو یہ رابطے کیوں رہتے؟ بہانے بہانے سے زندگی اسے تمہارے اور تمہیں اس کے سامنے لاتی رہی ہے...... اب بھی تم فارغ رہ کر اسے کیوں سوچ رہی ہو؟'' اذان کے ساتھ اگر کوئی سوچ تھی تو وہ عارض کی تھی۔ اذان عارض کے پاس تھا اس کا دل مچلا فون ملا لیا......!

''ہیلو...... ہاں وہ......''

''بولو کیا کہنا ہے۔'' عارض چہکا۔

''وہ بس اذان......'' وہ ہکلائی۔

''شرمین۔'' اس نے پکارا۔

''ہنہ......''

''یونہی تم مجھ سے بات کرتی ہو

یا کوئی پیار کا ارادہ ہے......'' وہ لہک لہک کر گانے لگا۔

''اوہ...... توبہ ہے۔'' وہ دل کی چوری پر شرمندہ ہوئی مگر غصہ ظاہر کیا۔

''شرمین بات کرو۔''

''اذان کا بابا...

”اذان گھر پر ہے اور میں آفس میں۔“

”اچھا ٹھیک ہے۔“

”ایسا کرو گھر آ جاؤ ساتھ لنچ کریں گے۔“

”وہ......میں......“

”ہاں......یہی پیار ہے ہاہاہاہا۔“ اس نے چھیڑا اور ہنستے ہوئے فون بند کردیا۔ اس کی باتوں کا سحر تھا کہ وہ سب چیزیں وائنڈ اپ کر کے ہینڈ بیگ کندھے پر ڈال کے آفس سے جانے کو تیار ہوگئی تھی۔

♥......⊙......♥

کافی دیر سے زیبا فون پر نتھی سے بات کررہی تھی۔ حاجرہ بیگم دو تین مرتبہ کوئی بات کرنے کی غرض سے اس کے کمرے میں آئیں، لیکن اسے مصروف دیکھ کر لوٹ گئیں۔ کچھ دیر بعد عبدالصمد سوتے سوتے ڈر کے چیخا تو زیبا نے فون بند کیا۔ حاجرہ بیگم اس وقت آئیں۔

”خیر تھی ایسی کیا باتیں تھیں جو ختم نہیں ہو رہی تھیں۔“

”اماں......ضروری بات تھی۔“

”پتا تو چلے......“

”ایک آئیڈیا ہے میرے ذہن میں۔“

”وہ کیا......؟“

”اماں ہم کہیں کسی کالونی میں رہائش کے لیے کرائے کا مکان لے لیں اور یہاں اسکول بنالیں تو کیسا رہے گا؟“

”کیا......؟“

”ہاں کچھ تو کرنا ہے کرائے کے پیسوں سے زندگی تو جیسے تیسے گزار لیں، مگر مجھے مصروفیت چاہیے، عبدالصمد کے لیے اچھا مستقبل چاہیے۔“ وہ ساتھ ساتھ عبدالصمد کو تھپکیاں دے رہی تھی۔

”اور اس طرح تمہاری پہاڑ سی زندگی گزر جائے گی؟“ وہ غصے سے بولیں۔

”اماں میری زندگی میرے بیٹے کے لیے ہے۔“

”یہ بتاؤ عارض کیسا ہے؟“

”کیا مطلب کیسا ہے؟“

”وہ آج کل میں عبدالصمد کو لے کر جائے گا ملانے تو اس سے ایک بات کرنی ہے۔“

”کیسی بات؟“

”غیر شادی شدہ ہے، اگر اس سے رشتے کی بات کروں؟“

”اماں......! کیا ہوگیا ایسا سوچا بھی کیوں؟“

”دونوں گھروں کے حالات جانتا ہے، طلاق والی بات سے واقف ہے، اگر......“

”اماں چپ کر جائیں، ایسی فضول بات ہرگز نہ کرنا، ورنہ میں گھر چھوڑ کے چلی جاؤں گی۔“ وہ غصے سے بولی۔

”برائی کیا ہے؟“ وہ چیخیں۔

”پہلی بات تو یہ کہ مجھے شادی نہیں کرنی اور عارض میرے لیے بھائی جیسا ہے۔“

”اوہو...... بات [illegible] کر کے تو دیکھا جاسکتا ہے۔“

"کہاناں کہ نہیں وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے' ثمرین سے شدید محبت کرتا ہے' آپ نے ہرگز ایسی بات کیل کرنی۔" وہ بولی۔

"ٹھیک ہے' میرے بعد پچھتاؤ گی۔"

"اگر پچھتاوے مقدر میں ہوں تو مقدر سے کون لڑ سکتا ہے؟"

"تو تم اسکول بناؤ گی؟"

"ہاں۔"

"اکیلی؟"

"ننھی میرا ساتھ دے گی' اصغر بھائی کویت جا رہے ہیں فیکٹری مالکان بھیج رہے ہیں انہیں۔"

"اچھا تو ننھی نہیں ساتھ جا رہی۔"

"فی الحال تو نہیں...... اصغر بھائی نے اسے اجازت دے دی ہے۔" اس نے بتایا۔

"بڑی اچھی بات ہے' لیکن جیون ساتھی کی تو پھر بھی ضرورت ہوتی ہے۔" حاجرہ بیگم بولیں۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے' زندگی کا ایک تجربہ کافی ہے اور پھر آپ اب یہ تکرار چھوڑ دیں۔" وہ بولی۔

"ٹھیک ہے جیسے چاہو کرو' مگر صفدر نے بیٹا واپس لے لیا تو......"

"نہیں بیٹا تو کسی قیمت پر واپس نہیں دوں گی' صفدر نے ایک ماں کی محبت کو چیلنج کیا تو منہ کی کھانی پڑے گی۔" وہ آہنی لہجے میں بولی۔ حاجرہ بیگم کے پاس چپ کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

❤...... ○ ......❤

اسے دیکھ کر اذان عارض کے پاس سے اٹھ کر کمرے سے جانے لگا تو عارض نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔

"بری بات' یار ابھی تو آپ کو سمجھایا ہے کہ دل میں غصہ نہیں رکھتے۔" وہ کچھ نہیں بولا' دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"بیٹا' آپ اپنے ڈیڈی کا خط دیکھ کر' سب کچھ سمجھ جاؤ گے' یہ ثمرین آنٹی ہیں' آپ جہاں جس کے پاس رہنے کا فیصلہ کرو گے' انہیں کوئی اعتراض نہیں۔" عارض نے دھیرے دھیرے کہا۔ وہ تب بھی منہ پھلا کے کھڑا رہا۔

"بیٹا' میں نے آپ کو اس لیے کچھ نہیں بتایا تھا کہ آپ ہرٹ ہوں گے۔" ثمرین بولی۔

"آپ کی ماما نہ ہو کر بھی انہوں نے آپ کا خیال رکھنے میں کوئی کمی تو نہیں چھوڑی۔"

"مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔" وہ ہاتھ چھڑا کے باہر بھاگا۔

"دیکھا تم نے۔" ثمرین آبدیدہ ہوگئی۔

"نیچرل ہے' وہ ہرٹ ہوا ہے' دو صدمے ایک ساتھ' حوصلہ دیکھو وہ پھر بھی چپ ہے۔" عارض بولا۔

"کیا سمجھایا اسے؟"

"بہت سمجھایا ہے' مجھ سے اس موضوع پر بات کوئی نہیں کی' بس سنتا رہا' کھانا کھایا' آئس کریم کھائی' ابھی وقت دو' اچھا فیصلہ کرے گا۔"

"چلو' جو ہونا ہے' میرا تو مقدر ہی ایسا ہے۔" وہ نمناک لہجے میں بولی۔

"دیکھو حقیقت کو جتنی جلدی تسلیم کرلو اتنا ہی بہتر ہے۔" عارض نے اس کی ٹھوڑی اوپر اٹھا کر بہت سنجیدگی سے کہا۔

"بس سب ٹھیک ہے' میں ہی مس فٹ ہوں۔" اس نے اس کا ہاتھ ہٹا کر کچھ رنجیدگی سے کہا۔

"میری زندگی میں فٹ ہو جاؤ' تمہارے علاوہ [illegible] مس فٹ ہوں۔" وہ شوخ ہوا۔

"پلیز...... میں اس وقت کوئی فضول بات نہیں سن سکتی۔" وہ چڑ سی گئی۔

"ٹھیک ہے، میں فضول، میری باتیں فضول۔" وہ برا مان گیا۔

"میرا خیال ہے مجھے چلنا چاہیے۔"

"کھانے سے تو نفرت نہیں ہے نا۔"

"کھانے کے آثار دکھائی نہیں دے رہے۔"

"میں دیکھتا ہوں۔" وہ اٹھ کر جانے ہی والا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی اور حاکم چاچا اندر آ گئے۔

"کھانا لگا دیا ہے، اذان بابا پچھلے برآمدے میں بیٹھے ہیں کوئی جواب نہیں دے رہے۔" انہوں نے بتایا۔ وہ تڑپ اٹھی، عارض بھی لپکا۔

"عارض پلیز...... آپ ڈائننگ ٹیبل پر جاؤ، میں اسے لے کر آتی ہوں۔" شرمین یہ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔ وہ برآمدے کے ستون سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

"اذان...... آپ میرا تماشا بناؤ گے، یہ میں نے سوچا ہوتا تو میں آپ کو اپنے پاس نہ لاتی۔"

"میرے ڈیڈی کو کیوں قتل کروایا؟" وہ پلٹ کر غرایا...... تو وہ حیران رہ گئی۔

"وہاٹ...... قتل......؟" وہ دہاڑی۔

"آپ نے میرے ڈیڈی کو قتل کروایا، بدلہ لیا۔" وہ اٹھ کر برابر کھڑے ہو کر چلایا۔ اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"میں نے اور قتل، یہ کس نے کہا اور میں بدلہ، کس بات کا؟"

"میرے ڈیڈی نے آپ سے شادی نہیں کی تو......" وہ جزبز بے باکی سے کہہ گیا اور یہ وہ مقام تھا کہ شرمین گردن تک زمین میں دھنس گئی۔ آنکھوں سے جو ساون برسا تو جل تھل ہو گیا۔ اس کو اپنی ہستی اتنی حقیر اور بے وقعت دکھائی دی کہ جی چاہنے لگا ابھی زہر پی کر زندگی سے نجات پا لے...... ہچکیوں سے روتے ہوئے سسکتی چلی گئی۔ تب عارض نے اپنا مضبوط ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا۔

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں، میں قاتل ہوں، اذان کہتا ہے میں نے اس کے ڈیڈی کا مرڈر کروایا ہے۔" وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

"اس میں غلط کیا ہے۔" عارض بولا۔

"کیا؟" غم و غصے سے اس نے دیکھا۔

"میرا مطلب وہ مرتے دم تک تم پر مرتا تو تھا۔" وہ ہنسا۔

"پرے ہٹو۔" وہ جھٹکا دے کر آگے بڑھ گئی۔

"یار مذاق کر رہا تھا۔" وہ سامنے آ گیا۔

"اذان مجھ سے متنفر ہے، میں اس سے اتنا پیار کرتی ہوں اور وہ......" وہ پھر بے بسی سے رقت بھرے لہجے میں بولی۔

"وہ بچہ ہے اس کی پھوپو نے جو کہا وہ اس نے تسلیم کر لیا، تم نے جو سچ اسے اب بتایا ہے اسے ہی توڑ پھوڑ کے نئے انداز میں کشف نے بتایا ہوگا، سو وہ اب تمہیں برا سمجھ رہا ہے۔" عارض نے کہا۔

"مطلب میری کوئی حیثیت نہیں۔"

"سچ ہی ہے۔"

"تو پھر......"

"میں اس سے جاننے کی کوشش کررہا ہوں۔"

"کشف نے اسے بدل دیا ہے۔"

"ہاں۔"

"ٹھیک ہے پھر میں بھی دل پر پتھر رکھ لوں گی۔"

"اذان چھوٹا ہے، معصوم ہے اُسے اپنے دوست دشمن کی پہچان کے لیے وقت لگے گا۔"

"تو کیا اس وقت تک میں ایسے رہوں گی؟"

"نہیں تمہیں اپنے اور اپنے ساتھ میرے بارے میں غور کرنا چاہیے۔" اس نے چھیڑا۔

"میں جارہی ہوں، سخت ڈسٹرب ہوں۔"

"کھانا ٹھنڈا ہورہا ہے۔" وہ چلایا۔

"نہیں کھانا، مجھے۔"

"رکو پلیز۔" وہ پیچھے لپکا۔

♥...... ○ ......♥

"بہت دشوار ہوتا ہے کسی کو یوں بھلا دینا کہ جب وہ جذب ہوجائے رگوں میں خون کی مانند۔" وہ اذان کی تصویر دیکھتے ہوئے بڑبڑائی۔

رات کے آخری پہر تک جاگتے ہوئے وہ اذان کی تصویر کو سینے سے لگائے بیٹھی تھی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اذان ایسا بھی کہہ سکتا ہے...... ایسا بھی سوچ سکتا ہے...... اچٹتی سی نظر صبیح احمد والی تصویر پر پڑی تو اسے نفرت سی محسوس ہوئی...... زمانوں پہلے جس شخص کی محبت کا فریب کھایا تھا، اس نے کس قدر برے طریقے سے اس کو اس کے جذبوں کو پامال کیا تھا۔ اس کی زندگی کے سب تروتازہ لمحے صبیح احمد ہی چاٹ گئے تھے۔ عارض نے بھی صبیح احمد کی وجہ سے اپنے اور اس کے رشتے میں دوری پیدا کی تھی۔ اس نے بڑی بے مہری سے صبیح احمد کی فوٹو اٹھا کر دور فرش پر دے ماری۔

"صبیح احمد...... تم نے مجھے بہت دکھ دیئے، جب ہمارے احساس کو بہت بری طرح روندھا جاتا ہے تو پھر کسی سے احساس کا رشتہ بھی جوڑنے کی ضرورت نہیں۔ تم سے، تمہارے بیٹے سے میرا کوئی رشتہ نہیں، میں عشق میں تو سرخرو ٹھہری ہوں، مگر اب مجھے زندگی سے ہی خطرہ درپیش ہے۔" وہ خود کلامی سے اپنے ذہن کے بوجھ کو ہلکا کررہی تھی۔

"دھوکے ہی دھوکے کھائے...... اور اب اذان تمہارے لیے مشکل آزمائش بن گیا ہے۔"

"کوئی بات نہیں...... میں شرمین ہوں...... جھیل جاؤں گی...... ہر جدائی...... ہر صدمہ...... اگر مقدر میں یہی لکھا تھا تو پھر رونا کیسا؟" اس نے ہتھیلی سے رگڑ کر آنکھیں صاف کیں اور پھر بیڈ پر لیٹ گئی۔

مگر اور جیسے کسی نے اسے تھپکی دے کر سلا دیا۔ ایک طاقت اور توانائی سے بھرپور ہاتھ نے اسے تھپک تھپک کر سلا دیا۔ اذان کی جگہ خالی تھی...... اس کا تکیہ اس نے اپنے چہرے کے قریب کر رکھا تھا۔

♥...... ○ ......♥

اتوار کا دن اس حوالے سے بہت اہم ہوتا تھا کہ عارض کی صبح کا آغاز لان کی پُرفضا خوشبو میں رچی بسی ہوا کو سانسوں میں اتارتے ہوئے ہوتا تھا۔ سلیپنگ سوٹ پر گاؤن پہنے وہ لان میں پہنچا تو ٹھٹکا...... اذان بینچ کی کرسی پر

پہلے سے موجود تھا۔

''ہیلو، گڈ مارننگ لٹل ماسٹر۔'' وہ خوش دلی سے اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔

''گڈ مارننگ۔''

''کیا بات ہے اتنی صبح لان میں آ گئے؟''

''بس نیند نہیں آ رہی تھی۔''

''ماما کے بغیر۔''

''وہ میری ماما نہیں ہیں۔'' وہ چڑ کر بولا۔

''چلیں آنٹی ہی سمجھ لیں۔''

''وہ جھوٹی ہیں، میرے ڈیڈی کو مارا ہے۔''

''بالکل غلط، جس نے بھی آپ کو یہ کہا ہے غلط کہا ہے، آپ کے ڈیڈی سے تو بہت عرصے سے ان کی سلام دعا ہی نہیں تھی...... آپ کے ڈیڈی نے اپنی طبیعت خرابی کے باعث آپ کو شرمین کے حوالے کیا اور آپ کے ڈیڈی ہارٹ پیشنٹ تھے مجھے امریکہ میں ملے تھے...... آپ شرمین کے خلوص کے بارے میں اس طرح سوچتے ہو؟''

''بس مجھے کچھ نہیں سننا۔'' اس نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔

''آپ نے اپنی پھوپو کے پاس جانا ہے شوق سے جائیں، آپ کا سب کچھ محفوظ ہے، شرمین کو کوئی لالچ نہیں، آپ ان کے خلوص کا مذاق نہیں اڑا سکتے۔''

''مجھے ہاسٹل جانا ہے۔ بس ڈیڈی، پھوپو اور آنی کی بات نہ کریں۔'' وہ بولا۔

''اذان...... یہ بیڈ مینرز ہیں، آپ ایک سلجھے ہوئے حقیقت پسند بچے ہیں۔ آپ کے ڈیڈی کی حقیقت ہم جانتے ہیں، شرمین آنٹی تو بہت اچھی دوست تھیں ان کی جو بہت پہلے ان کی راہ سے ہٹ گئی تھیں، پھر آپ کے ڈیڈی نے ایک امیر ترین خاتون سے شادی کی، پھر ان کے کوئی بے بی نہیں ہوا ویسے بھی بہت سے اختلافات ہوئے ڈیورس ہو گئی، تب آپ کی ماما سے انہوں نے شادی کی، وہ آپ کی پیدائش پر مر گئیں اور پھر آپ شرمین تک پہنچے۔''

''مگر شرمین آنٹی میرے ڈیڈی کو پسند کرتی تھیں۔''

''بچے اتنی بڑی باتیں نہیں کرتے، شرمین آنٹی کی تو مجھ سے منگنی ہوئی ہے، وہ آپ کے ڈیڈی کی نہیں میری منگیتر ہیں۔ آپ کی وجہ سے وہ قربانی دے رہی ہیں کہ شادی نہیں کر رہیں۔''

''پھر مجھے کیوں یہ سب نہیں بتایا؟''

''یار...... وہ یہ سوچتی رہیں کہ آپ چھوٹے ہو، ہرٹ ہو گے۔''

''ہنہ...... ہرٹ تو اب ہوا ہوں، اب کیوں بتایا؟''

''آپ جانتے ہو کہ آپ کی پھوپو نے سب فساد کھڑا کیا ہے۔ تاکہ آپ اپنی ساری دولت سمیت ان کے پاس جا کر رہو۔'' عارض نے کہا تو وہ ایک ٹک اسے دیکھتا رہا اور پھر اٹھ کر اندر چلا گیا۔

عارض جانتا تھا کہ برف اتنی تیزی اور آسانی سے نہیں پگھلے گی، اس کے لیے کچھ وقت معصوم اذان کو دینا ہوگا...... وہ خود اپنی حساسیت کے مطابق فیصلہ کرے گا تو وہی بہتر ہوگا، وہ فیصلہ جو بھی ہوا شرمین کو قبول کرنا پڑے گا۔

......

پروڈکشن یونٹ کے ساتھ اس کی میٹنگ چل رہی تھی۔ عارض اس کے آفس میں بیٹھا انتظار کر رہا تھا...... اس نے

اپنے آفس میں کچھ ضروری کام تھے مگر اس وقت دو مقاصد تھے ایک تو آغا جی کا اس کے نام چھوڑا لفافہ تھا' دوسرا اذان کے حوالے سے بات کرنی تھی۔ کیونکہ اذان نے آج صبح ناشتے کی میز پر اپنا فیصلہ سنا دیا تھا اور فیصلہ کافی حد تک پریشان کن تھا۔ وال کلاک کی سوئیاں تواتر سے چل رہی تھیں...... مگر وہ تنہا آفس کے دروازے تکتے تھک گیا تھا۔ اسے یہاں آئے تقریباً سوا گھنٹہ ہو گیا تھا۔ اللہ اللہ کر کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں...... وہ ہلکے گلابی اسٹائلش لباس میں خوشبو کے جھونکے کی مانند اندر داخل ہوئی...... لباس فریش نیس کے لیے پہنا گیا تھا' وگرنہ چہرہ کملایا ہوا تھا' آنکھوں کے گرد حلقے نمایاں تھے۔ آنکھوں میں ویرانیاں ڈیرے ڈالے بیٹھی تھیں' اسے دیکھ کر وہ مسکرائی...... تو وہ اٹھ کر اس کے چہرے کے قریب ہو کر بڑے دکھ سے بولا۔

''کیا یہی وہ میری شرمین ہے؟''

''اسے تو آپ پچھلے کسی گمنام اسٹیشن پر چھوڑ آئے ہیں۔'' وہ کرسی پر ٹک گئی تو وہ اس کے قریب آ کر بڑبڑایا۔

''میں خود بھی اسی اسٹیشن کی بھول بھلیوں میں اپنی شرمین کو آوازیں دے رہا ہوں۔''

''پلیز...... یہ آفس ہے' کرسی پر بیٹھیں۔'' وہ کچھ اتھل پتھل دھڑکنوں کے ساتھ بولی۔

''شرمین...... معاف کر دو مجھے' میری بانہوں میں تمہارا بانکپن آج بھی محفوظ ہے...... یہ سب غم' سب پریشانیاں مجھے دے دو......''

''کیسے آنا ہوا؟''

''شرمین...... تمہارے بعد ہر گھڑی میں نے تمہارے ساتھ ہی گزاری ہے۔''

''پلیز کیسے آنا ہوا؟''

''یہ...... یہ لفافہ تمہیں دینا تھا اور اذان کی بات کرنی تھی۔'' اس نے جیب سے وہی لفافہ اس کے سامنے رکھ دیا۔

''کیا ہوا اذان کو؟''

''اس نے بڑی عجیب سی بات کی ہے۔'' وہ سامنے کرسی پر ٹک گیا۔

''بتا دو مجھے جینا آتا ہے' بہت کچھ کھویا ہے زندگی میں' مگر مری تو ایک دفعہ بھی نہیں۔'' وہ بولی۔

''شرمین...... جانتی ہو ہماری نیت کی پیمائش اس وقت ہوتی ہے جب ہم کسی ایسے شخص کے ساتھ بھلائی کریں جو ہم کو کچھ بھی نہیں دے سکتا۔ ہمارے کسی کام نہیں آ سکتا' ہم پھر بھی اپنی نیت میں کھوٹ نہیں لاتے کیونکہ ہمارے عمل کا دارومدار نیتوں پر ہی تو ہوتا ہے اور نیت تمہاری محبت ہے...... محبت مرتی نہیں......'' عارض نے اس کا حوصلہ بڑھانے کے لیے اچھے اور خوبصورت جملوں کا انتخاب کیا...... مگر وہ درد سے مسکرا دی۔

''یہ محبت ہی ہے' دیکھو زندہ ہوں سلامت ہوں' اذان جیسا چاہے وہ کرنے کو تیار ہوں' کچھ نہیں ہوگا مجھے' بھلائی اور صلے کی تمنا کبھی نہیں کی میں نے' یہ محبت کی سوداگری کرنے والے طلب کرتے ہیں' میں سوداگر نہیں' اذان کی وجہ سے مجھے کچھ نہیں ہوگا۔''

''مگر اذان کی بات سن کر تم دنگ رہ جاؤ گی۔''

''دنگ رہنے کا بڑا مختصر سا فیز ہوتا ہے۔''

''مگر تم ہل کے رہ جاؤ گی۔''

''پلیز...... مجھے کچھ کام کرنے ہیں۔''

''اچھا یہ بات پھر کر لیں گے۔'' وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس وقت ہرٹ ہو۔

عارض میں نے ارادہ باندھ لیا ہے کہ مجھے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔
"شرمین اذان ہاسٹل جانا چاہتا ہے اسلام آباد یا پھر اپنے ڈیڈی کے اپارٹمنٹ میں۔ وہ تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتا' وہ میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتا۔" وہ بولا۔
"کب؟" اس نے ہچکولے کھاتے دل کو جکڑ کر پوچھا۔
"شرمین یہ سلوشن ہے کیا؟" اسے حیرت ہوئی۔
"تو کیا کریں؟"
"اسے پھوپو کے پاس ہی کم از کم رہنا چاہیے۔"
"تو بات کرلو۔ تمہارے ساتھ بھی نہیں' میرے ساتھ بھی نہ رہے تو پھوپو کے ساتھ تو رہے۔"
"تم کرلو۔"
"نہیں مجھے تو بس یہ بتانا کہ اسے وکیل کے ذریعے کب اور کس کے حوالے کرنا ہے۔" وہ بالکل اجنبی سی لگ رہی تھی۔ عارض کو حیرت تھی کہ اذان کے لیے بے قرار اور پریشان رہنے والی شرمین اتنی بے حس کیسے ہوسکتی ہے؟ یا پھر اس کے اندر اٹھنے والے طوفان کو وہ دیکھ نہیں سکا تھا۔

♥...... ○ ......♥

شرمین بیٹی......

نہ یہ خط ہے نہ وصیت بس یہ فرمائش ہے' اس امید پر کہ دنیا ادھر سے ادھر ہوسکتی ہے تم میرے عارض کی زندگی سے کہیں نہیں جاسکتیں' یہ تحریر تو حفظ ماتقدم کے تحت محفوظ کررہا ہوں' آج کل میں دینا چاہتا ہوں' اگر نہ دے سکوں تب بھی یقین ہے کہ تم میری خواہش کا احترام کرو گی...... عارض نے بہت بڑی غلطی کی' تم نے وہ غلطی ٹھیک کرنی ہے' ہری پور میں ہماری آبائی حویلی ہے' ملازمین کے سوا وہاں میرے پرکھوں کی خوشبو رچی بسی ہے' اس حویلی کو عبدالمعید صاحب میموریل ٹرسٹ بنا کے آباد کرنا' عارض کی اس کوتاہی کا ازالہ ادا کرنے کی اس کوشش میں تم میرا ساتھ دینا تاکہ کوئی عبدالمعید ناکردہ گناہ کی سزا میں نہ مارا جائے...... میرے وکیل کے پاس سب احکامات موجود ہیں...... جہاں رہو خوش و آباد رہو' لیکن میرے وفادار ملازم عبدالمعید کی روح کو خوش ضرور کرنا' میں نے تاحیات تمہیں اس ٹرسٹ کا چیئرمین متعین کیا...... یہ سب باتیں مجھے تمہارے پاس بیٹھ کر کرنی چاہئیں تھیں لیکن دل نے مجبور کیا تو یہ سب لکھ کے حاکم الدین کے حوالے کررہا ہوں' وہ جب یہ لفافہ دے گا تو میں سمجھ لوں گا کہ ہم آمنے سامنے بیٹھ کر باتیں کررہے تھے۔

تمہارے آغا جی!

"آغا جی' اتنا بھروسہ' اور حاکم چاچا کو لفافہ دے دیا' وہ امین بنے رہے' اوہ آغا جی!" وہ سسک اٹھی...... بھیگی آنکھوں سے بار بار وہ آغا جی کی تحریر پڑھتی جارہی تھی' اسے بہت رنج ہورہا تھا آغا جی نے عارض کی کوتاہی کا ایسے بدلہ سوچا یہ تو اس کے تصور میں بھی نہیں تھا۔ اس سے اچھا اور کیا طریقہ ہوسکتا تھا' مگر میں' میں کیسے اتنا بڑا کام کرسکتی ہوں...... میں تو عارض سے دور ہوں' اپنے مسائل میں تن تنہا گھری لڑکی' جسے اپنے مسائل سے باہر نکلنے کی فرصت نہیں وہ آغا جی کے اتنے عظیم کام کو کیسے پورا کرپائے گی؟" وہ لفافہ بند کرکے ایک نئی الجھن کے ساتھ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل رہی تھی کہ شبانہ آگئی...... اس کا چہرہ پڑھ کر بولی۔
"خیریت تو ہے......"
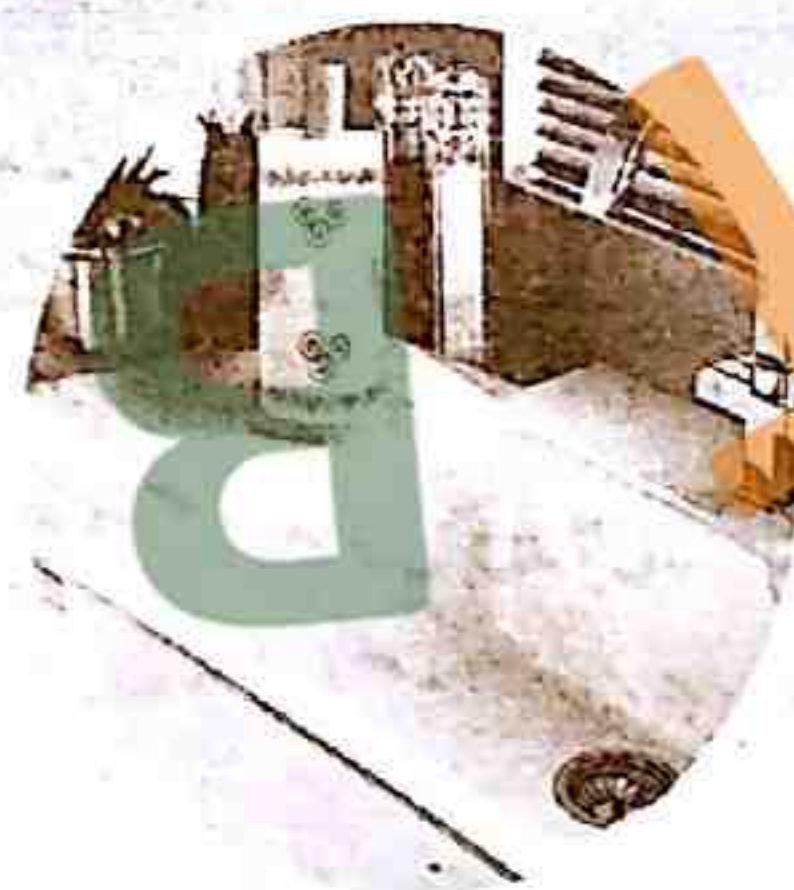
''ہاں بالکل خیریت ہے۔'' وہ مسکرائی۔

''اذان نظر نہیں آ رہا۔''

''جی گیا ہوا ہے' آپ بتاؤ کیسے آنا ہوا؟''

''ہمارا گھر مکمل بن گیا ہے' ہم اس ہفتے اپنے گھر میں شفٹ ہو جائیں گے' آپ کسی اور کرائے دار سے بات کرنا چاہیں تو بے شک کرلیں۔'' شبانہ نے بتایا۔

''مبارک ہو' اللہ مبارک کرے۔'' اس کو شبانہ کے جانے کی اطلاع اچھی لگی...... وہ بھی اذان کے معاملے سے ہر وقت باخبر رہنے کی کوشش کرتی رہتی تھی۔

''آپ ہمارے گھر آنا ضرور۔''

''ضرور۔'' وہ مسکرائی...... شبانہ اٹھ کر چلی گئی تو اس نے اطمینان بھری سانس لی۔

♥ ...... ○ ...... ♥

صفدر نے دو تین فارن کمپنیز کو سی وی ای میل کی تھی۔ کیونکہ دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ یہاں رہتے ہوئے عبدالصمد کی جدائی ناقابل برداشت تھی۔ ماں کی حالت بھی دیکھتے ہوئے وہ مجرم سا بن جاتا تھا۔ ایسے میں اس کے ذہن میں یہی خیال آیا کہ ملک ہی چھوڑ دیا جائے...... امی سمیت کہیں اور کسی نئی دنیا میں جا کر غم غلط کیے جائیں...... آج ایک ملائیشیا کی ملٹی نیشنل کمپنی کی طرف سے اس کی سی وی کا جواب آیا تھا...... اس کا اسکائپ پر انٹرویو تھا۔ مزید معاملات بعد میں طے ہونے تھے۔ اس نے او کے لکھ کر گویا اپنی رضامندی دے دی تھی۔ اسی وقت بلقیس کے ساتھ عبدالصمد' امی اور ننھی اندر آ گئے۔ وہ خوش ہو کر عبدالصمد کو اٹھا کر پیار کرنے لگا۔

''کیسے ہیں صفدر بھائی؟'' ننھی نے پوچھا۔

''آں' ہاں ٹھیک ہوں' شکریہ عبدالصمد کو لانے کا۔''

''ظالم باپ سے ملوانے کا شکریہ۔'' جہاں آراء جل کر بولیں۔

''صفدر بھائی...... دراصل خالہ حاجرہ نے وہ گھر بیچ دیا ہے۔ کہکشاں کالونی میں کوٹھی کرائے پر لی ہے' آج عبدالصمد کو لانے کا مطلب یہ بھی تھا کہ آپ میں سے کوئی اگر ملنے آئے تو پریشان نہ ہو۔'' ننھی نے تفصیل سے بتایا تو جہاں آراء پھٹ پڑیں۔

''اب چھین کر ہمارا بچہ کہیں بھی جا بسو' بھئی خوب بدلہ لیا ہے زیبا نے۔''

''بلقیس چائے بناؤ۔'' صفدر نے بلقیس کے سامنے بدمزگی سے بچنے کے لیے اسے بھیج دیا۔ جب وہ چلی گئی تو صفدر نے جہاں آراء سے کہا۔

''امی...... گھر بدلا ہے' آپ کو بتانے آئی ہے اور کیا فرق پڑتا ہے کہیں بھی رہیں۔''

''تم اپنی بات نہ کرو' تمہیں اپنی اولاد سے محبت ہی نہیں۔'' وہ عبدالصمد کو لے کر پیار سے چومتی ہوئیں کمرے سے چلی گئیں تو ننھی کو بات کرنے کا موقع ملا۔

''دراصل میں اور زیبا ایک چھوٹا سا اسکول بنا رہے ہیں۔''

''گڈ۔''

''عبدالصمد سے جب ملنا ہو تو فون کر دیجیے گا' پتا بھی سمجھا دوں گی اور ملوانے بھی لاؤں گی۔''

''ٹھیک ہے' مگر اب شاید طویل عرصے تک ایسی ضرورت نہ پڑے [illegible]'' وہ بولا' ننھی کی بات

سمجھ نہ سکی۔
"شکریہ۔"
"اخراجات وغیرہ۔"
"آپ کے بیٹے کا روپیہ پیسہ وہ خرچ نہیں کر رہی۔"
"خرچ کرنے کے لئے دیتا ہوں۔"
"بس اس کا اپنا خیال ہے......"
"خیر، عبدالصمد کا خیال رکھنے میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا۔" اس نے کچھ سنجیدگی سے کہا۔
"تو بہتر فیصلہ کرتے۔" نھی بولی۔
"یہ بہتر فیصلہ ہی ہے۔"
"اچھا اب اجازت دیں۔" نھی نے مزید بحث نہیں کی، صفدر تو ویسے بھی اس موضوع پر کیا بحث کرتا...... مستقبل قریب میں جو وہ کرنے جا رہا تھا اس کے بارے میں وہی جانتا تھا۔

♥...... ○ ......♥

اذان کی ناراضی کا یہ عالم تھا کہ وہ کئی روز گزر جانے کے باوجود واپس لوٹنے کو راضی نہیں ہوا تھا۔ عارض نے سمجھانے کا عمل جاری رکھا ہوا تھا۔ وہ اس حد تک کارگر ثابت ہوا تھا کہ وہ فی الحال اس کے پاس رہنے کو راضی تھا۔ شرمین کو اس کی ناراضی بے وجہ نہیں محسوس ہو رہی تھی وہ جانتی تھی کہ وہ ہرٹ ہوا ہے اسی جھوٹ پر غصہ ہے باپ کی موت کا صدمہ ہے، اس کا رشتوں پر سے اعتبار اٹھ گیا ہے اور یہ اعتبار اب شاید وہ اسے کبھی نہ دلا سکے۔ عصر کی نماز پڑھتے ہوئے وہ اللہ سے اس کی خوشی اور سکون کی دعا کر رہی تھی...... دروازے پر دستک ہوئی اور پھر مخصوص خوشبو کا احساس کمرے میں داخل ہوا تو اسے اندازہ ہو گیا کہ عارض آیا ہے۔ عارض کو اس کے چہرے پر پھیلی شبنم بتا گئی کہ وہ کیوں اور کس کے لیے رنجیدہ خاطر ہے۔
"گاتے رہو، گنگناتے رہو، زندگی کے دکھوں پہ مسکراتے رہو۔" اس نے سیٹی کے انداز میں دھن پیش کی تو وہ جائے نماز سے اٹھتے ہوئے بولی۔
"مجھے معلوم ہے۔"
"کیا......؟"
"میں زندگی کو دکھوں سے بالاتر ہو کر دیکھتی ہوں۔"
"جانتا ہوں، کٹھور ہو......" اس نے چھیڑا۔
"کیوں آئے ہو؟"
"حد ہے تمہاری خاطر آیا ہوں۔"
"میری خاطر کچھ بھی نہ کرو۔"
"دل سے کہہ رہی ہو۔"
"جی۔"
"میرے بابا نے کیا لکھا؟"
"میرے نام لکھا سو تمہیں بتانا ضروری نہیں۔"

"پھر بھی۔"

"اذان نہیں آیا۔"

"ہنہ۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"مطلب......"

"یار میں نے سمجھایا ہے تو فی الحال وہ میرے پاس رہنے کو راضی ہوا ہے وہ بس یہی کہہ رہا ہے کہ شرمین آنٹی نے جھوٹ بولا۔"

"حالانکہ یہ جھوٹ نہیں مصلحت تھی۔"

"ہاں مگر وہ ناسمجھ ہے اس کو سمجھنے میں وقت لگے گا۔"

"مگر اب سب کچھ پہلے جیسا نہیں ہوسکتا۔"

"ہاں ایک کام کے سوا۔"

"وہ کیا؟"

"تم اور ہم اگر ایک ہوجائیں تو سب کچھ پہلے جیسا ہوجائے۔" وہ شوخی سے بولا۔

"مذاق مت کرو۔"

"یار اس میں حرج کیا ہے؟ مجھے کب تک تڑپانا ہے؟" وہ زچ آ گیا۔

"مجھے نہیں معلوم۔"

"دیکھو اذان کی فکر چھوڑ دو، اس کا تم سے ایسا رشتہ نہیں کہ تم اس کی وجہ سے زندگی برباد کرو۔ ہوسکتا ہے ہم ایک ساتھ رہیں تو وہ ہمارے ساتھ رہے۔"

"مجھے ایسی کوئی خوش فہمی نہیں...... میں نے اس کے لیے بھی صبر سے کام لیا ہے۔" وہ بولی۔ عارض نے منت کی۔

"پلیز...... شرمین میرے لیے دل نرم کرلو۔" اس نے غور سے دیکھا اور پھر نظریں چرالیں۔

❤...... ○ ......❤

کشف سے ملنے کے لیے اس کے گھر پہنچی تو کشف نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراہٹ کے ساتھ اسے خوش آمدید کہا۔

"کافی دیر لگادی تم نے آنے میں۔" اس کے ٹی وی لاؤنج میں بیٹھنے کے بعد کشف نے کہا۔

"بس مصروفیت ہی ایسی تھی۔" اس نے جواب دیا۔

"مصروفیت تھی یا منصوبے بن رہے تھے؟"

"کیسے منصوبے؟"

"خیر...... بہت اپ سیٹ لگ رہی ہو میں جوس منگواتی ہوں۔" وہ بہت اتراہٹ کے ساتھ بولی اور ملازمہ کو بلانے ہی والی تھی کہ اس نے منع کردیا۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں، بس تم سے بات کرنی ہے۔"

"ہاں بولو، ویسے اذان کو ساتھ نہیں لائیں۔"

"دیکھو کشف، میرا مزاج لڑائی جھگڑے والا نہیں ہے، میں نہ حقیقت سے نظریں چراتی ہوں، اذان سے میرا خونی رشتہ نہیں، مجھے اس کے ہونے نہ ہونے کا بھی علم نہیں تھا، مجھے کیسے اور کیوں صبیح نے رابطے میں لیا اور وہ کیوں اذان کو

میری ذمہ داری بنا گئے یہ مجھے نہیں معلوم ہم دونوں کے درمیان کوئی رابطہ نہیں تھا باقی میرے نام لکھا گیا خط اور بعد میں سامان کا بھیجنا ان کا اپنا فیصلہ تھا' سب محفوظ ہے' ان کے وکیل ایم ایم عالم صاحب موجود ہیں ان سے مل کر تفصیل معلوم کرلو۔"

"ہمیں صرف ہمارا بھتیجا چاہیے۔" اس نے بات کاٹی۔

"میری بات مکمل تو ہونے دو۔"

"بولو۔"

"اذان سے بات کرلو وہ تمہارے پاس رہنا چاہے رکھو' اس کا سب روپیہ پیسہ' حساب کتاب وکیل صاحب سے لے لو' میں نے اس کی پائی بھی نہیں چھیڑی۔ تم نے اذان کے کانوں میں زہر بھرا کہ میں قاتل ہوں تو یہ تم نے بہت بڑا جھوٹ بولا ہے...... بہر کیف' اذان سے مل سکتی ہو۔"

"تو لے آئیں۔"

"وہ میرے پاس نہیں ہے' نفرت کرنے لگا ہے مجھ سے۔" اس نے سچ بولا تو کشف کھل اٹھی۔

"تو جھوٹ نہ بولتیں۔"

"اس کی بہتری کے لیے تھا جھوٹ نہیں۔"

"پھر اذان سے کب ملوں؟"

"وہ جن کے پاس ہے ان سے ان کے گھر جا کر مل لینا...... وہ فون کر کے وقت دے دیں گے۔"

"سوری شرمین...... اب تم کیا کرو گی؟"

"محبت کرتی ہوں اذان سے تو محبت ہی کروں گی۔"

"میرا مطلب؟"

"میری فکر نہ کرو' بس اذان کا خیال رکھنا۔" وہ یہ کہہ کر اٹھنے لگی تو کشف بولی۔

"تمہارا بہت شکریہ۔"

"کس بات کا؟"

"ہمارے بھتیجے کا اتنے دن خیال رکھا۔"

"کوئی نئی بات کرو' یہ تو میری عادت ہے۔" وہ طنزیہ مسکرا کر واپسی کے لیے باہر کی طرف آ گئی...... کشف فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھتی رہی تھی اس کا مقصد پورا ہو گیا تھا۔

♥...... ○ ......♥

صفدر کا طے شدہ وقت کے مطابق بڑا اچھا انٹرویو ہو گیا تھا۔ اسے پوری امید تھی کہ جواب پوزیٹو ہو گا۔ اس کو ویٹ کرنے کا سگنل دیا گیا تھا۔ ذہن کچھ ہلکا ہوا تو وہ عارض کے آفس آ گیا۔ عارض خاصا مصروف تھا مگر اسے دیکھ کر سب کام روک کے اچھی سی چائے اور کچھ کھانے کو منگوالیا۔

"اچھی بات ہے تم کاروبار پر توجہ دے رہے ہو۔" صفدر بولا۔

"ہنہ' بس آغا جی کے سامنے یہ شعور نہ آیا۔"

"دیر آید درست آید۔" صفدر نے چائے کی چسکی لی۔

"بڑے دنوں بعد میری یاد آئی۔"

''یار! بس ذہنی الجھن اور امی کی جلی کٹی کے ہاتھوں مصروف تھا۔'' اس نے کچھ عجیب سے انداز میں کہا تو عارض کو ہنسی آ گئی۔

''تو اب فرصت مل گئی۔''

''ہاں کچھ کچھ' کیونکہ میں نے حل تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔''

''وہ کیا؟''

''یہاں سے باہر جانا بہتر ہے۔''

''وہاٹ؟''

''ہاں' یہاں رہتے ہوئے امی کو سنبھالنا مشکل ہے اور میں خود بھی ارادے کی مضبوطی کو متزلزل نہیں کرنا چاہتا۔''

''کیا مطلب؟''

''عبدالصمد کی یادستانی ہے' اسے دے دیا ہے مگر واپس چھین لینے کو دل مچلتا ہے' میں زیبا کو یہ صدمہ نہیں دینا چاہتا تو بہتر یہی ہے کہ باہر آباد ہو جاؤں۔''

''واہ...... کیا زبردست پلاننگ ہے اور ماں کو یہ صدمہ بھی دے جاؤں' ونڈر فل یار۔'' عارض نے تمسخر اڑایا۔

''امی کو تو ساتھ لے جانا ہے' پہلے حج کی سعادت اور پھر جہاں روزگار ملا وہاں۔''

''یار...... اللہ تمہیں نیک مقصد میں کامیاب کرے' مگر کاش تم نے درگزر سے کام لیا ہوتا...... اس آصف کو تو مرے ہوئے بھی دس دن ہو گئے' اس کی سزا بھابی کو دے ڈالی۔'' عارض نے کہا تو صفدر کو سچ مچ پچھتاوا ہوا' مگر ہنس کے ٹال گیا۔

''جو ہو گیا' سو ہو گیا' میں اب اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔''

''خالہ جان تو ہرگز نہیں جائیں گی۔''

''مشکل سے جائیں گی۔''

''عبدالصمد میں ان کی جان ہے۔''

''مگر وہ میرے ساتھ جائیں گی۔ اللہ انہیں سلامت رکھے۔'' وہ وثوق سے بولا۔

''آمین...... ویسے کس طرف نکلنے کا پروگرام ہے؟''

''دیکھو ملائیشیا کی توقع ہے۔''

''ویسے یہ آج کے دن کی افسوسناک خبر ہے میرے لیے۔'' عارض دکھی ہو کر بولا۔

''اور میرے لیے شاید عمر بھر کی سزا ہے' اپنا ملک' اپنا بیٹا چھوڑ کے جانا۔''

''تو مت جاؤ' یہاں عبدالصمد کے ملنے پر تو پابندی نہیں تھی نا۔''

''امی کی ناراضی بہت شدید ہے وہ مجھے دیکھتی تک نہیں۔''

''ہنہ...... تمہارا خیال ہے وہ تمہارے ساتھ ملک سے باہر چلی جائیں گی۔'' عارض نے کہا۔

''یار' حوصلہ پست نہ کرو' وقت کے ساتھ ساتھ نئے لوگوں میں نئے ماحول میں سب کچھ بھول جائیں گی۔''

''اللہ کرے۔'' عارض نے کہا۔

♥...... O ......♥

کشف کو عارض نے اپنے آفس کے قریبی ریسٹورنٹ میں لنچ پر انوائٹ کیا تھا...... کیونکہ گھر پر اذان تھا' اذان کی

موجودگی میں وہ کشف سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا...... کشف نے بلا چوں و چرا اس کی دعوت قبول کرلی تھی۔ عین وقت پر وہ انٹر ہوئی...... عارض نے گرم جوشی سے استقبال کیا۔

''شکریہ آپ میرے بلانے پر تشریف لائیں۔''

''کوئی بات نہیں۔''

''ہم اچھے ماحول میں مختصر بات کریں تو مناسب ہوگا۔'' عارض نے کہا۔

''جی۔''

''اذان آپ کا بھتیجا ہے، ہم اس بحث میں نہیں پڑیں گے، شرمین کو اذان لوٹانے میں کوئی اعتراض نہیں، مگر میں نے اس میں آپ کے لیے ایک پیشکش رکھی ہے اگر آپ اس پر غور کریں تو مجھے ایک فون کال کر دیجیے گا۔'' عارض نے بات کرتے ہوئے ویٹر کو کھانا سرو کرنے کا اشارہ کیا۔ سرو کرنے کا مکمل آرڈر وہ پہلے سے دے چکا تھا۔

''اس میں کیا ہے۔'' کشف نے بند سفید لفافے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میری پیشکش۔''

''کیسی پیشکش؟''

''اگر زبانی یہاں بتائی جا سکتی تو میں لفافے میں بند کیوں کرتا؟''

''دیکھیے، مجھے میرا بھتیجا چاہیے۔''

''جی بالکل، ساتھ میں بھائی کی وہ ساری دولت چاہیے جو وہ چھوڑ گئے ہیں؟'' عارض نے اسے کھانا شروع کرنے کا اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

''وہ ہمارے بھائی کی دولت......''

''جی بالکل، وہ آپ کی دولت ہے۔''

''تو مسئلہ کیا ہے؟''

''نوٹس وٹس کی ضرورت نہیں، آپ جو چاہیں گی ویسا ہوگا۔'' اس نے ملائی تکہ اپنی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''مطلب اس لفافے میں ہر سوال ہے۔''

''ہر سوال کا جواب۔''

''شرمین تو اذان کو دینا نہیں چاہتی۔''

''او چھوڑیں جی اسے، وہ تو جذباتی ہو رہی تھیں، یہاں کسی کی قربانی، جذبات کی کیا اہمیت؟'' وہ سرسری سے انداز میں بولا۔ کشف کو حیرت کے ساتھ کچھ ندامت سی ہوئی۔

''دراصل شرمین ہمارے بھائی سے شادی کرنا چاہتی تھی۔''

''اوں ہنہ...... غلط، صبیح احمد کے بٹوے میں آخری وقت تک شرمین کی فوٹو تھی، وہ شادی کرنا چاہتے تھے اور شادی سے پہلے محبت آتی ہے جو کہ دونوں ہی کرتے ہوں گے...... مگر آپ لوگوں نے محبت کامیاب ہونے نہیں دی۔'' وہ بڑے سادہ سے انداز میں اسے شرمندہ کر گیا۔ وہ چپ سادھے کھانا کھاتی رہی، پھر ایک لفظ نہیں بولی...... باتیں تو سب سچ تھیں، جھوٹ تو وہ تھے جو اذان سے اس نے بولے تھے۔

''آپ پلیز بے فکر ہو کر کھانا کھائیں، آپ اذان کی پھوپو ہیں، ہمارے دل میں آپ کی بڑی عزت ہے۔''

''ایک بات پوچھوں؟''

"جی۔"
"آپ اور شرمین؟" وہ رکی۔
"دونوں ساتھ ساتھ ہیں۔" اس نے مسکرا کر ذو معنی جملہ ادا کیا۔

♥...... ○ ......♥

عارض کو اندازہ تھا کہ شرمین اذان کے لیے جو کچھ کہہ رہی ہے' جو ظاہر کر رہی ہے وہ سب دکھاوا ہے' سچ تو یہ ہے کہ وہ اس کی جدائی کے صدمے سے زرد پڑ گئی تھی۔ مصنوعی سی زندگی جی رہی تھی۔ اذان اتنا خفا تھا کہ ہفتے سے زیادہ ہو چلا تھا وہ عارض کے پاس ہی تھا۔ اسے کچھ اندازہ نہیں تھا کہ اذان کی پڑھائی کیسی ہو رہی ہے؟ وہ باقاعدگی سے اسکول جا رہا ہے کہ نہیں...... دل چاہ رہا تھا کہ جائے اور اسے منا کے لے آئے' مگر اذان کی ناراضی اور بے رخی کے سبب اس کا سامنا کرنے کی ہمت تھی اور نہ اچھا لگ رہا تھا۔ وہ کل کا بچہ کس طرح اس سے متنفر ہوا تھا یہ بڑی توہین تھی اس کی۔

شبانہ کی فیملی اپنے نئے گھر منتقل ہو گئی تھی۔ کچھ موٹا موٹا سامان پیک حالت میں پڑا تھا۔ باقی سارا پورشن خالی ہو چکا تھا۔ ویرانی اور سناٹا تھا' مالی لان میں کام کر رہا تھا' وہ اس طرف لان میں برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھی خاموشی کو سن رہی تھی کہ مالی نے اچٹتی سی نگاہ سے اس کی اداسی کو' تنہائی کو دیکھا تو اس کے قریب آ گیا۔

"بی بی جی۔"
"ہنہ...... آں۔" وہ چونکی۔
"گھر تو بالکل ویران لگ رہا ہے۔"
"ہاں' لوگ گھر آباد کرتے ہیں' اب یہاں اس وقت ہم دو ہیں۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں جواب دیا۔
"بی بی آپ اکیلی ہیں' میں تو کام ختم کر کے چلا جاؤں گا۔"
"وہ چوکیدار بھی تو ہے۔" اس نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔
"جی...... چھوٹے میاں کہاں گئے؟"
"کہیں نہیں' وہ کہیں کیوں جائے؟" وہ اس بات پر بھڑک اٹھی۔
"جی' اللہ نہ کرے میرا مطلب یہ نہیں تھا۔" مالی نادم ہو گیا۔
"جائیں اپنا کام ختم کریں۔" اس نے بیزاری سے کہا۔ وہ چلا گیا تو وہ اٹھ کر خالی کمروں میں چکر لگانے لگی۔ کوئی آواز نہیں تھی۔ طبیعت اچاٹ ہوئی تو اپنے حصے میں آ گئی۔ یہاں اذان کا احساس موجود تھا۔ اس کی تصویریں لگی تھیں۔ اس کے لباس موجود تھے۔ بستر پر وہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے بلاوجہ ہی وارڈروب کھولی اذان کے کپڑے ہاتھوں سے چھوئے' لبوں سے چومے اور آنکھوں سے لگائے۔

"شرمین' جب یہ سب کپڑے سوٹ کیس یا بیگ میں بند ہو جائیں گے تو کیسا محسوس ہو گا؟" یہ سوال ذہن میں کلبلایا اور ساتھ ہی بہادری اور ضبط کے سب مضبوط بند ٹوٹ گئے۔ وہ رونے لگی' ایک ایک چیز کو چھو کر' چوم چوم کر آبدیدہ ہو گئی...... ایسا لگنے لگا کہ سب چیزیں جن کو اذان سے نسبت تھی' وہ اس کے ساتھ مل کے رو رہی ہیں۔

"تم سب چھوڑ جاؤ گی' چلی جاؤ گی۔" اس پر رقت طاری ہو گئی۔ صوفے پر نڈھال سی اذان کے فوٹو سینے سے لگائے لیٹ گئی۔ پتا ہی نہ چلا کب آنکھ لگ گئی۔

عارض دبے قدموں کمرے میں داخل ہوا' کمرے میں گھپ اندھیرا تھا اس نے لائٹ آن کی' وہ صوفے پر سوئی تھی۔ جانے کب سے سوئی ہوئی تھی مگر آنکھوں کے کونے اب تک نمناک تھے۔ اس نے سینے پر رکھے ہاتھ کے نیچے

سے اذان کی فوٹو نکالی اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں اسے قریب فرش پر دوزانو بیٹھا پا کر وہ بوکھلائی۔

”اوں ہنہ... اس احسان فراموش کی تصویر سے کیا حاصل؟ اس کو پروا بھی نہیں اور تم آنسو بہا رہی ہو۔“ اس نے تصویر بیڈ پر اچھال دی۔ تو وہ صاف مکر گئی۔

”میں اتنی کمزور نہیں۔“

”کمزور ہونا بھی نہیں چاہیے۔ اسی لیے ہم اچھا سا ڈنر کرنے جا رہے ہیں۔“ وہ محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس کے قریب بیٹھ گیا۔

”تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے۔“

”کیوں؟“ اس کا نارنجی شیفون کا دوپٹا آدھے سے زیادہ اس کی مٹھی میں تھا۔

”اذان کے ہوم ورک وغیرہ کے لیے......“ اس نے بہانہ بنایا۔

”بڑا ضدی بچہ ہے میں زیادہ بات کروں تو مجھ سے بھی خفا ہوتا ہے۔“ وہ ایک دم سنجیدہ سا ہوگیا۔

”بچہ ہے‘ خیر کشف سے ملاقات ہوئی یا نہیں۔“ وہ بھی سنجیدہ ہوگئی۔

”وہ تو ہوگئی تھی‘ بڑی لالچی خاتون ہے‘ ایک ہی بات کرتی رہی کہ ہمارا بھتیجا‘ ہمارا پیسہ چاہیے۔“ اس نے بتایا۔

”تو دے دیتے ہیں۔“

”ہنہ......مگر وہ تو ہاسٹل یا ڈیڈی کے اپارٹمنٹ کی ضد لگائے بیٹھا ہے۔“

”وہاں اب کون سا اپارٹمنٹ پڑا ہے؟“

”او چھوڑو یار......تم جو بہت جھوٹ گئی ہے۔“

”میرا کہیں جانے کا موڈ نہیں۔“

”مگر جانا تو ہے۔“

”میرا دل نہیں چاہ رہا۔“ اسے بلاوجہ رونا آ رہا تھا۔

”اذان کو بھول جاؤ۔“

”بھول گئی ہوں۔“

”جھوٹ‘ پھر یہ آنسو۔“

”انسان جانور پالتا ہے تو اسے بھی فوراً بھول نہیں سکتا کچھ وقت تو لگتا ہے ناں۔“

”وہ تو ہر صورت جائے گا۔“

”جائے‘ چلا جائے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“

”اور میرے لیے......؟“

”کیا؟“

”میرے ہونے نہ ہونے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا؟“

”میں اب اپنے لیے جیوں گی‘ صرف اپنے لیے۔“

”مطلب‘ اذان کا بدلہ مجھ سے لوگی۔“

”ایسا ہی سمجھو۔“ وہ اٹھ کر واش روم میں گھس گئی۔

”ٹھیک ہے اذان کی طرح میں بھی جا رہا ہوں۔ میں نہیں پوچھوں گا کہ آغا جی کے لفافے میں کیا تھا میں اب

نہیں ہوں گا کہ تم صرف مجھ سے پیار کرو...... تم جھوٹ بولتی ہو اذان کے جانے کا صدمہ ہے نہیں...... مگر وہ تو جائے گا۔ میں بھی جارہا ہوں۔ گڈ بائے۔" وہ ایک سانس میں بولتا چلا گیا۔ جب خاموشی چھا گئی تو اس نے واش روم کا دروازہ کھولا۔ سچ یہی تھا کہ وہ آج کل صرف اذان کی جدائی کے خوف سے ہراساں تھی۔

♥...... ○ ......♥

اکثر اوقات زندگی میں کیے گئے غلط فیصلے بہت مہنگے پڑتے ہیں۔ ان کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ صفدر نے اپنے مستقبل کا فیصلہ رات ملائیشین کمپنی کے اوکے رسپانس کے جواب میں اوکے کر کے کردیا تھا۔ صبح ناشتہ کرنے کے بعد وہ سیدھا امی کے کمرے میں آ گیا۔ وہ حسب معمول دیوار کی طرف منہ کیے لیٹی تھیں...... وہ پیروں کی طرف بیٹھ گیا...... انہیں اندازہ تو ہوگیا تھا مگر کوئی توجہ نہیں دی، وہ اٹھ کر جانے لگا تو انہیں بلانا پڑا۔

"پھر کوئی نیا عذاب لائے ہو گے۔"

"امی...... ماؤں کے پاس ثواب ہوتا ہے عذاب کو ثواب میں بدل دیا کریں۔" اس نے بھی گہری بات کی۔

"ہاں بولو اب کیا کرنا ہے؟" وہ بہت سنجیدہ تھیں۔

"آپ کا پاسپورٹ بنوانا ہے۔" وہ جھجکتے ہوئے بولا۔

"کہاں پھینکنا ہے مجھے؟"

"حج کی سعادت...... پھینکنا ہے؟"

"مطلب؟"

"ہم حج کے لیے جائیں گے۔" وہ پھر مختصر کہہ کر چپ ہو گیا۔

"اچانک۔"

"دراصل حج کی تمنا تو آپ کو بہت ہے۔"

"ہاں۔"

"تو اس لیے آپ تیار ہو جائیں پاسپورٹ کے لیے چلتے ہیں۔"

"آگے کا پلان بھی بتادو۔"

"پلان؟"

"ہاں اور پھر کیا ہوگا؟"

"پھر ہم ملائیشیا چلے جائیں گے، پورے پانچ سال کے لیے۔"

"مطلب ماں کی ہڈیاں بیگانوں میں دبا آؤ گے۔" وہ طنزیہ ہنسیں۔

"اللہ نہ کرے۔"

"اللہ کیا نہ کرے، مجھے دور لے جانے کی دو ہی وجوہات ہیں۔" وہ بولیں۔

"وہ کیا؟"

"عبدالصمد کی جدائی برداشت کرانا اور کرنا۔"

"ہم آتے جاتے رہیں گے، ایسا کیا ہو گیا؟"

"بوڑھی ماں کو یہ فریب نہ دو۔"

"میری اچھی ملازمت پر آپ کو خوش ہونا چاہیے۔" انہوں نے گھور کر اسے دیکھا اور رخ موڑ لیا۔

صفدر کو یہ انداز نشتر کی مانند چبھا مگر سہہ گیا' اس کے جذبات واحساسات کا کسی کو پاس نہیں تھا' وہ کچھ دیر کھڑا رہا پھر بڑے صبر کے ساتھ کمرے میں آ گیا۔ اتنا بھی کافی تھا کہ آج وہ جانے کی خبر سنا آیا تھا...... یا یوں سمجھ لو کہ اپنی سزا بتا آیا تھا۔ جانتا تھا کہ پانچ سال طویل عرصہ ہوتا ہے' پانچ سال کس نے دیکھے؟ عبدالصمد کو دور کردینے کے لیے امی کو اذیت دینے کے لیے اور خود کو دکھ دینے کے لیے یہ پانچ سال کا عرصہ بہت طویل تھا۔ اور اس طویل مدت کے بعد جانے کیا ہونا ہو؟'' وہ سگریٹ کے دھوئیں میں کافی دیر کھویا سوچتا رہا تھا۔

♥...... ○ ......♥

دو روز سے مسلسل بارش ہو رہی تھی' گلیوں میں پانی کھڑا تھا' شرمین کو آفس جانا تھا مگر گیٹ کے باہر دور تک پانی ہی پانی تھا۔ اس نے ارادہ ترک کردیا اور لیپ ٹاپ کھول کے بیٹھ گئی ایک دو فائلز دیکھیں اور پھر اسے اذان کا غم ستانے لگا۔ کس قدر ڈھٹائی تھی کہ عارض بھی لاتعلق ہو گیا تھا' اذان تو جیسے اسے بھول گیا تھا۔ اس نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر خود فون ملایا ہی تھا کہ گیٹ کھلا اور اذان عارض کے ڈرائیور کے ساتھ اندر آ گیا۔ وہ خوش ہو گئی...... مگر وہ روٹھا روٹھا سا بولا۔

''مجھے اپنے سارے کپڑے لے کر جانے ہیں۔''

''کہاں...... مجھ سے عزیز عارض انکل ہو گئے ہیں۔'' اس نے محبت سے اسے بازوؤں میں بھرنا چاہا مگر وہ سخت مزاحمت کے ساتھ الگ ہو گیا۔

''مجھے سامان لے جانا ہے بس۔''

''کس نے کہا؟''

''میں خود آیا ہوں۔'' وہ وارڈ روب کھول کے کھڑا ہو گیا۔

''میں اتنی بری ہوں۔''

''ہاں۔'' وہ تڑخ کے بولا۔

''آرام سے بیٹھ جاؤ میں خود سارے کپڑے نکال دیتی ہوں۔'' اس نے کچھ دکھ اور غصے سے الماری سے اس کے کپڑے نکال کر بڑے سے بیگ میں ڈال دیئے۔

''اذان...... اسکول جا رہے ہو؟'' وہ چپ رہا۔

''میرے پاس رہنے میں کیا مسئلہ ہے؟''

''آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔''

''یہ کشف پھوپو نے کہا یا عارض انکل نے۔''

''ہٹو...... بس۔''

''کچھ دیر تو رہو میرے پاس۔''

''نہیں' ہم نے جانا ہے۔''

''کہاں جانا ہے؟''

''ہم نے جانا ہے بس۔''

''کہاں؟''

''کیوں بتاؤں؟'' وہ فوراً باہر گیا اور کچھ دیر بعد ڈرائیور کو بیگ اٹھوانے کے لیے ساتھ لایا۔ شرمین نے ڈرائیور

سے پوچھا۔

''کہاں جانا ہے؟''

''گھر۔''

''میرا مطلب اذان کہہ رہا ہے کہ ہمیں جانا ہے۔''

''جی' وہ ہری پور جا رہے ہیں۔''

''آپ کے صاحب۔'' اسے آغا جی کے لفافے کی یاد آئی۔

''کیونکہ حاکم چاچا نے بھی ساتھ جانا ہے۔''

''چلو ڈرائیور انکل۔'' اذان نے تحکم سے کہا اور آگے نکل گیا۔

ڈرائیور پیچھے پیچھے چل دیا اسے بہت غصہ آیا کہ عارض اذان کا مختار کل بن گیا...... اسے بالکل متنفر کر دیا...... مشتعل ہو کر فون ملایا مگر عارض نے کاٹ دیا...... اس نے پھر ملایا' تو اس نے پھر کاٹ دیا...... تین بار ایسا ہوا تو اس نے تلملا کر فون بیڈ پر پھینک دیا' چند منٹ بعد فون بجنے لگا تو اس نے عارض کا نمبر دیکھ کر شدید غصے میں کہا۔

''تو تم اذان کو مجھ سے متنفر کر رہے ہو؟''

''کون ہیں آپ اور کون ہے اذان؟'' الٹا جواب آیا تو وہ چلائی۔

''تم...... تم ہی اسے نفرت سکھا رہے ہو۔''

''میں آپ کو جانتا نہیں اور اذان اپنی مرضی سے ہمارے ساتھ آج ہری پور جا رہا ہے۔'' وہ بڑے دھڑلے سے بولا۔

''تم ایسا نہیں کر سکتے۔''

''پلیز میڈم دماغ نہ چاٹیں' ہمیں سفر پر جانا ہے۔'' اس نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا تو اس کا خون کھول اٹھا۔ حاکم چاچا سے بات کی تو پتا چلا کہ وہ اپنے بیٹے کی شادی کی تاریخ طے کرانے جا رہے ہیں۔ دو روز بعد آ جائیں گے۔'' وہ مطمئن تو ہو گئی مگر غصہ قائم رہا۔ اگلے چار روز اندر ہی اندر سلگتی رہی' عارض کے فون کا انتظار کرتی رہی مگر کوئی فون نہیں آیا۔

❤ ...... ○ ...... ❤

حاکم الدین چاچا کے بیٹے قادر کی شادی تھی۔ بارات ہری پور جانی تھی' کوٹھی میں ولیمے اور مہندی کی تقریب ہونی تھی۔ حاکم چاچا اسے مدعو کرنے آئے تو اس نے پہلے تو صاف انکار کر دیا...... مگر پھر انہوں نے اپنے غریب نوکر ہونے کی بات کی تو اس نے مہندی اور ولیمے میں آنے کی رضامندی ظاہر کی...... وہ اس پر بھی خوش ہو گئے اس نے اور کچھ نہ پوچھا تو وہ خود آغا جی کے لفافے کے حوالے سے بولے۔

''شرمین بی بی وہ لفافہ......؟''

''ہاں...... وہ آپ کے باوفا اور با اعتماد ملازم ہونے کا ثبوت ہے۔ میں غم دوراں سے نکل کر وہاں جاؤں گی۔'' اس نے بڑی سمجھداری سے جواب دیا۔

''معافی بی بی' دراصل آغا جان نے یہ لفافہ مجھے دیا ضرور تھا مگر دینا وہ خود چاہتے تھے۔ یہ بات چھوٹے صاحب کو نہ بتایئے گا۔''

''کون سی بات؟''

''کہ لفافہ میرے پاس تھا۔''

''نہیں بتاؤں گی۔ اذان کیسا ہے؟''

''بہت اچھا' خوش۔''

''اچھا' مطلب......''

''بس چھوٹے صاحب اس کو خوش رکھتے ہیں لیکن وہ......''

''لیکن وہ......''

''بس بچہ ہے نا......وہ نہ سمجھ......''

ان کے ساتھ وعدہ تو کرلیا کہ مہندی اور ولیمے میں آئے گی مگر عارض اور اذان دونوں کی وجہ سے ہچکچا رہی تھی۔ خیر شادی میں ابھی چار دن باقی تھے۔ اس نے کارڈ دیکھ کر دراز میں رکھ دیا۔ مگر کمپنی کا آڈٹ ہونے کے باعث اس کے ذہن سے نکل گیا کہ آج مہندی ہے۔ وہ رات نو بجے تک اپنے آفس میں مصروف تھی' ایسے ہی سیکریٹری شہلا کی شادی کا تذکرہ ہوا تو وہ چونکی' وال کلاک پر نظر پڑتے ہی اچھل پڑی۔ یاد آیا حاکم چاچا کے بیٹے کی مہندی کا ٹائم نو بجے تھا' پہلے آٹھ بجے ڈنر کا انتظام تھا۔

''اوہ مائی گاڈ!'' وہ پی اے کو سب کچھ بتا کر خود نکل آئی' کیونکہ وہ جانتی تھی کہ حاکم چاچا بہت دکھی ہوں گے' ویسے تو وہ پسند نہیں کرتی تھی کہ مہندی' مایوں کی رسموں میں شرکت کرے' لیکن یہاں معاملہ مختلف تھا......ٹریفک کے اژدھام سے نکل کر گھر پہنچنے تک سوا دس ہو گئے تھے۔ ابھی تیاری باقی تھی۔ گیٹ پر چوکیدار کو جاگتے رہنے کا کہہ کر بھاگم بھاگ کمرے میں پہنچی اور وارڈروب کھول کر مزید پریشان ہوگئی۔ کیا پہنے کیا اچھا ہے؟ کیا ہونا چاہیے؟ یہ سوچنے میں اور کچھ وقت سرک گیا۔ ایک دم ہی دیکھا نظر گھڑی پر پڑی تو گھبرا کر بیٹھ گئی۔ جانے کیسے بہت بجا گی اور پھر تیاری کی غرض سے اٹھی۔

♥...... ○ ......♥

گیٹ سے اندر تک روشنیوں کا راج تھا مگر چاروں طرف ویسے مکمل خاموشی تھی۔ لان میں کھانے کے بعد کا سامان سمیٹا جا رہا تھا۔ تھوڑی سی کرسیاں ظاہر کر رہی تھیں کہ چند مہمان ہوں گے صرف حاکم چاچا کے کوارٹر کی طرف سے آوازیں آرہی تھیں۔ وہ گاڑی سے اتر کر شرمندہ سی نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبائے دیکھ رہی تھی......گولڈن اور پیچ کلر کے کنٹراس کے ساتھ اسٹائلش سی میکسی میں بالوں کو کھلا چھوڑ کے گولڈن آویزے پہنے بلاشبہ وہ حسین ترین لگ رہی تھی۔ شدت سے منتظر عارض نے بالکنی سے اسے دیکھا پھر اسے تنہا دیکھ کر نیچے آ گیا۔ وہ واپسی کا ارادہ کر رہی تھی کہ وہ کچھ بن کر بولا۔

''میڈم......غریبوں کو یوں شرمندہ نہیں کرتے۔''

''حاکم چاچا......'' وہ ہکلائی۔

''وہ شاید اب تک سو گئے ہوں گے۔''

''سوری......میں لیٹ ہوگئی۔''

''ہنہ' مجھ سے کیوں سوری؟ میری مہندی تو نہیں تھی۔'' وہ جل کر بولا اور اس کے سراپے کو نظروں سے چوما۔

''اوکے۔'' وہ بھی جل بھن گئی۔

''ذرا وقت دیکھیں محترمہ رات کے ساڑھے بارہ بجے اس تیاری کے ساتھ آپ جائیں گی تو کیسا لگے گا؟''

"کچھ نہیں لگے گا۔"

"میں حاکم چاچا کو بلاتا ہوں، وہی سمجھائیں گے مجھے منہ ماری کا شوق نہیں۔" وہ یہ کہہ کر کوارٹر کی طرف گیا..... اور کچھ دیر میں حاکم چاچا آنکھیں ملتے ہوئے بھاگے چلے آئے۔

"بی بی، بی بی صاحبہ..... آئیں نا بیٹھیں، دیر ہوگئی۔ چند مہمان ہی تو تھے چھوٹے صاحب کی مرضی سے اتنا انتظام کرانا پڑا۔" حاکم چاچا شرمندگی کے ساتھ ایک سانس میں بولتے چلے گئے۔

"ایسی مصروفیت ہوگئی تھی کہ میرے ذہن سے نکل گیا......" وہ بولی۔

"حاکم چاچا، ان سے ذرا پوچھیں کہ ان کے ذہن میں ہے کیا؟ جو اور کچھ نکل جاتا ہے۔" عارض نے ترچھی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے حاکم چاچا سے کہا۔

"اذان، اذان کہاں ہے حاکم چاچا۔" وہ دانستہ بات ٹال گئی۔

"بتادیں، وہ سوگیا ہے۔" وہ بولا۔

"مجھے ملنا ہے چاچا۔"

"وہ تو سخت ناراض ہے، ملنا چاہتا ہی نہیں۔" اس نے بتایا۔

"اچھی دھونس ہے اسے قبضے میں کر رکھا ہے۔" وہ غصے میں آ گئی۔

"تمہیں کیا، تمہیں کیا لینا دینا؟ اسے چھوڑ چکی ہو۔" وہ سینہ ٹھونک کر سامنے آ گیا۔

"مجھے بحث نہیں کرنی، جا رہی ہوں۔" وہ تلملائی۔

"حاکم چاچا بولتے کیوں نہیں کہ اس طرح اس وقت جانا مناسب نہیں۔" وہ جلدی سے بولا۔

"ہاں، ہاں بیٹا آپ رات [illegible] جائیں۔" حاکم چاچا نے اس کا رٹا رٹایا سبق پڑھا۔

"اب کون جائے گا، ڈرائیور جا کر سو گیا اور آپ کو تو گاڑی چلانی آتی نہیں۔" وہ تیزی سے بولا۔

"تو کوئی مسئلہ نہیں، گاڑی میں چلاؤں گی، حاکم چاچا آپ کو چلنا ہے تو چلیں۔" وہ یہ کہہ کر آگے کی طرف بڑھی، حاکم چاچا اور عارض ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے۔ مگر پھر عارض نے ایک آخری کوشش اور کی۔

"حاکم چاچا، ہم نے کچھ دیر میں بارات لے کر نکلنا ہے، دیر ہو جائے گی۔"

"ہاں...... یہ تو ہے۔"

"حاکم چاچا، آپ رکیں......" شرمین نے اس کا داؤ نہ چلنے دیا...... حاکم چاچا کو چھوڑ کے وہ گاڑی نکال لے گئی۔

"دھت تیرے کی۔" عارض نے زور سے اپنی گاڑی کے بونٹ پر مکہ مارا، ہزار جتن کے بعد بھی وہ اسے روک نہ سکا...... وہ تو چاہتا تھا کہ شرمین رک گئی تو اسے بارات کے ساتھ لے جائیں گے، بارات ہی کتنی تھی صرف پانچ افراد اور چھٹا اذان...... مگر شرمین کہاں جانے والی تھی، ناراضی دکھا کر بھی کچھ حاصل نہیں ہوا تھا...... وہ اور بھی برہم ہوگئی تھی۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ شمارے میں)

چاند رات

طلعت نظامی

ایسی آنکھوں سے تو بہتر تھا کہ اندھے ہوتے
ہم جنہیں آئینہ سمجھے وہی پتھر نکلے
جن کو نفرت سے ہَوا راہ میں چھوڑ آئی تھی
آسماں پر وہی ذرّے مہ واختر نکلے

آج چاند رات تھی عید پورے جوش وخروش کے ساتھ اپنے دامن میں ڈھیروں خوشیاں سمیٹے نمودار ہونے کو تھی۔ اس بار تیس روزے پورے ہوئے تھے اس لیے کل کی عید تو فکس تھی' کھڑکی کے باہر جو جھانکا لوگوں کا ایک تانتا بندھا ہوا تھا' ہر کسی کو جلدی تھی اپنے اپنے حصے کی خوشیاں بٹورنے کی اور افطار کے بعد یہ ہجوم اور چہروں پہ سجی بے قراریاں اور خوشیاں دگنی ہوجاتی تھیں۔ ایک تہی دامن تھا تو میں۔

کیونکہ عید کے تیسرے دن میری بیٹی نے مایوں بیٹھ جانا تھا' لڑکے والوں نے تاریخ ہی ایسی مقرر کی تھی کہ مجھے ہر حال میں سر جھکانا تھا کیونکہ ایک تو میں ''لڑکی والا'' تھا دوسرا غریب بھی جو سب سے بڑا جرم ہے' آج کے دور میں۔ ہم جیسے طبقے کے لوگوں کو دنیا موم کی ناک کی طرح جدھر چاہے ادھر موڑ دیتی ہے۔ دولت تو ہوتی نہیں جس کے بل بوتے پر ہم بھی اپنی آراء کا اظہار کرسکیں اور کچھ بولیں گے بھی تو سنے گا کون؟ وقت ... بھی تو نہیں ہوتی غریبوں کے الفاظ کی۔

بیٹی کی رخصتی کی اس وقت مجھے خوشی ہونی چاہیے تھی لیکن یہ خوشی بھی بااختیار لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جس کا بال بال قرضے میں جکڑ چکا ہو اور آگے مسئلے کا کوئی حل بھی نہ ہو تو خوشی مفقود اور بے چینی و پریشانی سر چڑھ کر بول رہی ہوتی ہے۔ ایک ایک پیسہ سامان' جیولری' کپڑوں پر لگ چکا تھا' یہاں تک کہ ہال کی بکنگ اور کھانے کے ایڈوانس پر رہی سہی کسر پوری ہوچکی تھی اور قرضے کی ایک بھاری رقم میرے شانوں کو جھکا چکی تھی۔ جو جانے کب ادا ہوتی۔ بقایا جو زندگی رہ گئی تھی اس میں تو ممکن نہیں تھا۔ موت کے بعد یہ بوجھ میرے اکلوتے بیٹے پر آ جاتا' ساڑھے تین لاکھ کا قرضہ تھا کوئی معمولی بات نہیں تھی مجھ جیسے آدمی کے لیے۔

زہرہ (میری بیوی) دوسرے لفظوں میں میری چڑ' بڑی سرعت کے ساتھ کام نمٹانے میں مصروف تھی۔ ایسی عورت جسے اپنے شوہر کی اندرونی کیفیت کی خبر ہی نہ ہو اس کی پریشانیوں میں حصہ دار نہ ہو ایسی خود غرض

عورت سے "چڑ" ہوجانا ایک فطری سی بات ہے۔

"سنیں آج کیا پکاؤں؟ دوپہر سے پوچھ پوچھ کر تھک چکی ہوں۔ افطار کے بعد تو حوصلہ ہی نہیں ہوتا کہ چولہے کے پاس جاؤں۔" وہ خود پرست عورت اس وقت ایسے لگاؤ کا اظہار کررہی تھی جیسے ہر کام مجھ سے پوچھ کر کرنے کی عادی ہو۔ مجھے شدید اکتاہٹ اس لمحے محسوس ہوئی تھی۔ کندھے پہ اس کا ہاتھ کوئی ناگوار شے محسوس ہورہا تھا۔ میں کسی اور ہی فکر میں غلطاں تھا اور یہ کھانے پکانے کی الجھنوں میں گرفتار تھی۔

"کچھ بھی پکالو افطار کے بعد کس نے چولہے کے پاس جانے کو کہا ہے۔ افطار کے بعد ویسے بھی کچھ کھانے کو دل نہیں چاہتا۔" رکھائی سے کہتے میں نے اس کا ہاتھ ہٹایا۔

"ٹھیک ہے کل کی بریانی بچی ہے' میں اور کرن کھالیں گے اور ہادی تو افطار کے بعد کچھ نہیں کھاتا اس لیے پکانے کی ضرورت ہی نہیں۔" ایک طرح سے مطمئن ہوکر اس نے فیصلہ سنادیا۔

"ہنہ...... تم سے اور توقع بھی کیا ہوسکتی ہے۔" وہ جاچکی تھی اور میں پھر سے اپنی سوچوں کے تانے بانے میں الجھ چکا تھا' کوئی سرا ہی نظر نہیں آرہا تھا اس جال سے نکلنے کا۔

جانے آج کل کی شادیاں اتنی مشکلات لیے کیوں انجام پاتی ہیں۔ آخر ہمارے پیغمبروں نے بھی تو اپنی صاحبزادیوں کو بیاہا ہے' کس سادگی' وقار اور تمکنت کے ساتھ کہ مثال نہیں ملتی اور آج کل کی شادیاں تو جیسے روپے پیسے کے بل بوتے پر ہورہی ہیں۔ دولت نے جہاں اسلامی اقدار وروایات کو فراموش کرنے پر مجبور کردیا ہے وہاں تکلفات نے انسان کو نت نئی پریشانیوں میں بھی جکڑ لیا ہے۔ جن کے در پر امارت سینہ سپر ہوکر کھڑی ہے ان کے لیے ہر راہ سہل ہے اور جہاں غربت ہاتھ باندھے کھڑی ہو ان کے لیے قدم قدم پر مسائل کے انبار ہیں۔

اندھی تقلید اور دنیا دکھاوے کے لیے مجھے بھی اس دوڑ میں شریک ہونا پڑا' پر بہت تھک گیا۔ لوگ کہتے ہیں میرے بال وقت سے پہلے سفید ہوگئے ہیں۔ قبل از وقت میرے کاندھے جھکتے جارہے ہیں لیکن انہیں کیا پتہ غریب کے لیے ایک بیٹی کا بوجھ بھی پہاڑ کی طرح ہوتا ہے اور اس کا احساس مجھے اسے بیاہتے ہوئے بخوبی ہوچلا تھا۔ ہم جیسوں کی سفید پوشی کا بھرم رکھنے والے لوگ شاید ہی پیدا ہوئے ہوں' پھر میری یہ معصوم بچی کرن جس نے شاید ہی زندگی میں مجھ سے کوئی فرمائش کی ہو۔ اسے بے دلی سے رخصت کرتے ہوئے دل کٹتا تھا۔ میٹرک کے بعد حالات کو دیکھتے اور سمجھتے ہوئے اس نے خود تعلیم سے انکار کردیا تھا۔ میں نے اپنے شوق سے اسے انٹر کرایا تھا' ایسے میں اس کا ایک بہت اچھی جگہ سے رشتہ بھی آگیا تو میں گومگو کی کیفیت میں پڑ گیا۔ بمشکل دال دلیہ چلا کر پاس بچتا ہی کیا تھا جو میں ہامی بھرتا لیکن زہرہ نے جھٹ ہامی بھرلی جیسے چاروں طرف سے ہن برس رہا ہو۔ اس عجیب عورت کی منطق مجھے کبھی سمجھ نہیں آئی تھی۔ جو اپنے آگے میری کبھی نہیں چلنے دیتی تھی میں اس کی ضد کے آگے ہمیشہ بے بس ہوجایا کرتا تھا۔

"ہاں تو کبھی نہ کبھی شادی کرنی ہی ہے نا تو اس وقت کہاں سے دولت برسے گی' حالات تو ایسے ہی رہیں گے۔ بچی کی یہ عمر گئی تو رشتہ بھی اچھا نہیں ملے گا۔ خدا کا شکر ہے پہلا رشتہ ہے وہ بھی اتنا اچھا۔" اس کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں' اس کی بات سے انکار نہیں تھا۔ بس مجھے اس کی ہر بات سے چڑ محسوس ہوتی' یہ وہ عورت تھی جو شوہروں کی مجبوری کو خاطر میں نہ لاکر اس کے اعصاب پر حکمرانی کرنا جانتی تھی' کبھی میری مجبوری کا احساس نہیں کیا کہ میری جیب میں پھوٹی کوڑی بھی ہے کہ نہیں' جوں ہی مہینے کے پیسے مجھے ملتے وہ موٹر سائیکل کا خرچہ ہاتھ میں دے کر سب

کے سب اپنے قبضے میں کرلیتی۔ شروع میں احتجاج کیا تو اس عورت کی بھوک ہڑتال اور پھولے ہوئے منہ نے میرے اعصاب اور کشیدہ کردیئے اس روز گھر میں چولہا بھی نہیں جلا' گویا اتنا سخت معرکہ تھا اس کے خیال میں گھر میں چلاتی ہوں تو خرچا بھی میں اپنے ہاتھ میں ہی رکھوں گی۔ آخر اسے اپنی جمع پونجی کا حق دار بنانا ہی پڑا جس سے وہ پورا مہینہ گھر چلاتی' یہ نہیں کہ وہ اپنے اوپر خرچ کرتی' بیش بہا شاپنگ کرتی' یا گھومنے پھرنے اور سیر سپاٹوں کی شائق تھی یا طرح طرح کی ڈشز پکا کر ہر وقت کے دسترخوان کا لطف اٹھاتی اور میرا دل جلاتی' ایسا کچھ نہیں تھا وہ نپا تلا پکاتی اور فرض محال کوئی ڈش بچ جاتی تو دوسرے دن اسے ایک نئی طرز پر پکا کر مجھے اور بچوں کو کھانے پر مجبور کردیتی کہ میرا دل جلبلا جاتا۔ دن بھر کی تھکن کے بعد جب کبھی یہ نولکھا قسم کا کھانا ملتا تو دل کرتا یہ عجوبہ اس کے سر پر الٹ دوں اور وہ اسی اطمینان سے کھا رہی ہوتی جیسے فائیو اسٹار ہوٹل میں بیٹھ کر طرح طرح کی ڈشز کا مزا لوٹ رہی ہو۔ کپڑے بھی اتنے ہی سادہ اور گھسے ہوئے پہنتی کہ جوانی میں ہی عمر رسیدہ بڑھیا لگتی۔ مجھے لگتا تھا جیسے وہ اپنے میکے والوں کو چوری چھپے یہ پیسے دیتی ہے بوڑھی ماں اور کنواری بہن کی ڈھکے چھپے مدد کرتی ہے یا یہ خیال اضطراب میں مبتلا کرتا کہ اپنے دھانسو قسم کے بھائیوں کے گھر آئے دن منعقد ہونے والی تقریبات میں ان کے ہم پلہ گفٹ نوازتی ہے یہ خیال آتے ہی میرا خون اندر ہی اندر کھول اٹھتا لیکن غم و غصے کا یہ سیلاب مصلحت کے بند کے آگے بے بس تھا۔ پتہ تھا ذرا سا بھی ان خیالات کا اظہار اس کی بحث کو ایسی ہوا دیتا کہ میں برسوں جلتا رہتا۔ اس وقت بھی بڑے مزے سے وہ کرن کے دوپٹے میں بیل لگا رہی تھی۔ میری اچٹتی نگاہ گاہے بگاہے اس کے بے فکر وجود کا طواف کرلیتی۔

"اس گھر میں میری بچی کی آخری عید ہے"

اچھی طرح تیار کروں گی میں کتنی کم عمری میں بیاہی جارہی ہے ورنہ خاندان میں ابھی اس عمر کی بچیاں کدکڑے لگاتی پھررہی ہیں' خدا نے وقت سے پہلے میری بچی میں فہم وفراست بھی اتار دیا۔" لہجے میں پیار کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

"خدانا خواستہ کیوں ہوگی آخری عید' ایسی بہت ساری عیدوں میں آتی جاتی رہے گی۔ شادی کے بعد کوئی اس پر گھر کے دروازے بند تھوڑی ہوں گے۔" میری چڑ نے مزاج میں بھی درشتگی پیدا کردی۔ جان بوجھ کر اس کی بات سے مجھے اختلاف پیدا ہوا۔

"ارے میں کنوار پن کی عید کی بات کررہی ہوں وگرنہ اللہ رکھے ہنستی بستی میاں کے سنگ آئے گی پل بھر کو پھر چلی جائے گی۔ ماں باپ کے سنگ تو نہیں رہے گی نا۔"

"ہنہ......" میری مجبوریوں کے برعکس کتنی سرخوشی میں ہے یہ۔ دوپٹے پر آخری ٹانکا لگا کر تیزی سے اندر چلی گئی۔ پتہ تھا اب اسے اوڑھا کر دیکھے گی اور نظروں ہی نظروں میں بلائیں اتارے گی۔ عورت کی اس صفت سے میں حد درجے کا خار کھانے لگا تھا۔ میرا بال بال قرضے میں جکڑ چکا تھا اور یہ اپنی خوشیوں اور من مانی کے تانے بانوں میں الجھی ہوئی تھی۔ کاش ان دو معصوم اور فرمانبردار بچوں کا ساتھ نہ ہوتا تو آغاز سے ہی اس عورت کے مزاج ٹھکانے لگا دیتا' لیکن بچوں کے سامنے اس سے الجھنا اپنی زندگی کو ملیامیٹ کردینے کے برابر تھا۔

کتنے اچھے تھے شادی کے آغاز کے دن' قلیل تنخواہ تھی پر سب پر تصرف میری ذات کا تھا۔ اپنی مرضی اور حاکمیت سے اسے ایک مخصوص رقم پکڑا کر سب اپنی پاکٹ میں رکھتا' گھر آئے مہمانوں' دوستوں پر اپنی مرضی سے دل کھول کر خرچ کرتا' پھر گھر آئے مہمان بھی میری دریا دلی سے واقف تھے اس لیے کچھ زیادہ ہی میرا گھر گیسٹ ہاؤس کا منظر پیش کرتا رہتا۔ پھر یہ کایا زہرہ بیگم نے پلٹ دی۔ میری تنخواہ کسی بھتہ خور کی طرح اپنے ہاتھ میں لے کر میری خواہشات پر راج کرنے لگی تھی۔ ایک ایک پیسہ جوڑتے اور کماتے ہوئے کس طرح میرا رواں رواں دکھتا یہ صرف میرا دل جانتا' روزی روٹی کے چکر میں کس طرح پسینہ بہانا پڑتا ہے یہ اس عورت کو احساس ہوجاتا تو ملنگ بنی اپنی زندگی نہ جی رہی ہوتی۔ کرن کمرے میں داخل ہوئی تھی' ہاتھ میں دو تین استعمال شدہ جوڑے تھے۔

"بابا آپ نے تو کپڑے بھی نہیں سلوائے' کل کون سا سوٹ پہنیں گے۔" میں نے ایک نظر اس کے معصوم چہرے پہ ڈالی۔ پینتالیس سال کی عمر میں میں خود کو بہت عمر رسیدہ اور ضعیف الاعصاب محسوس کررہا تھا۔

"میری بچی پہن لے گی سمجھو میں نے پہن لیا اور تم آرام کرو بیٹا میں کپڑے پریس کرلوں گا جاؤ شاباش۔"

"کام سے [illegible] آرام ہی کرنا ہے' میں یہ سوٹ پریس کررہی ہوں' میں نے آپ کی نئی ٹوپی وغیرہ سب الماری کے دوسرے خانے میں ترتیب دے دیئے ہیں۔" اس نے ایک انگوری کلر کا سوٹ میرے سامنے کیا۔

شادی کو چار دن رہ گئے تھے اس اسٹیج میں لڑکیاں آرام کرتی ہیں' آنے والے وقت کے سہانے خواب دیکھتی ہیں' یا بیوٹی سروسز کے چکر میں ہلکان رہتی ہیں' لیکن میری بیٹی گھر اور گھر والوں کے چکر میں ہلکان تھی۔ غربت اور سفید پوشی بھی کیا چیز ہے ارمانوں اور امنگوں کو بھی سفید چادر سے ڈھک کر عزت رکھ لیتی ہے۔ میں نے پھر ایک نگاہ غلط زہرہ پہ ڈالی جو مستعدی سے محلے دار کا سوٹ سینے میں مگن تھی' تاکہ رات کو پیسے لے سکے' خدا جانے یہ کیا کرتی ہے پیسوں کا' ساری زندگی ایک مہذب ڈکیت کی طرح میری جیب کا صفایا کرتی رہی مجھے کنگال کرکے خود غرضی کا اعلیٰ ثبوت دیتی

رہی سسک سسک کر زندگی گزارتے ہوئے بھی اس نے مجھے مقروض کر دیا۔ بیٹے نے اتنی سی عمر میں ایک میڈیکل اسٹور پر پارٹ ٹائم جاب کر کے ستر ہزار روپے جمع کیے تھے جو رات ہی اس نے مجھے دے دیئے تھے لیکن یہ رقم ساڑھے تین چار لاکھ کا مداوا نہیں کر سکتی تھی۔ لائٹ چلی گئی تھی اور زہرہ پسینے میں ڈوبی ہوئی ہاتھ کی مشین سے سوٹ سینے میں مصروف تھی۔

کیسی یہ چاند رات تھی اور کیسی عید جو مجھے قرض دار ہونے کی نوید سنا رہی تھی۔ لوگ آخری افطار کا انتظار کر رہے تھے تاکہ اس کے بعد شاپنگ کے مزے لوٹ سکیں کہیں کسی چیز کی کمی نہ رہ جائے۔ وہ لمحہ بھی آ گیا' آخری روزہ مسلمانوں کو سوگوار کرتا اپنی منزل کی طرف روانہ ہونے کو تھا۔ اب کچن سے پکوڑے تلنے کی خوشبو آ رہی تھی۔ کرن اپنی مصروفیت میں مگن آخری روزے کے اہتمام میں لگی ہوئی تھی۔ اس لمحہ مجھے اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔ ایک سعادت مند بیٹی ہونے کا فرض وہ آخری دم تک نباہ رہی تھی۔

مسجد سے اذان کی پُرتاثیر آواز گونجی' کہیں وسل بھی بجی' رحمتوں بھرا مہینہ اپنی آخری ساعتوں سمیت آنکھیں نمناک کر گیا۔ مسجدوں میں نماز کے بعد الوداع پڑھی گئی تو بہت سے دلوں پر بھی رقت طاری ہوگئی تھی۔ میں بھی سجدے میں گرا اپنے وجود کو آنسوؤں کے سیلاب میں گھرا محسوس کر رہا تھا۔

"اے اللہ! قرض آسانی سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرما' تو جانتا ہے کس مقصد کے لیے میرا رواں رواں مقروض ہوا ہے۔ میرے بعد میرے بیٹے کو ان پیسوں کا غلام مت بنانا۔" دل تو ہچکیاں لے لے کر رونے کو چاہ رہا تھا۔ بہت مشکلوں سے خود پر ضبط پا کر خالی قدموں سمیت گھر آیا تھا۔ زہرہ اور کرن کچن کی صفائی کر رہی تھیں۔

میں کمرے میں آ کر خالی الذہن بیٹھا ہوا تھا۔ چاند نکلتے ہی پورا شہر ٹولوں پر اُمڈ آیا تھا اور یہاں میں

تھا اور میرے قرض دار شانے بیٹی کا گھر بس جانے کی خوشی سے زیادہ مقروض ہونے کا غم ستائے جا رہا تھا۔ شاید ایک غریب کی یہی اوقات ہوتی ہے۔ دل نے پھر سسکی لی اور شانوں پر کسی کے ہاتھ نے مجھے چونکا دیا۔ زخم خوردہ نگاہوں سے پشت پر کھڑی زہرہ کو دیکھا جس کی مسکراہٹ ہمیشہ کی طرح اپنا مذاق اڑاتی لگی۔ مسلے ہوئے کپڑے، ہلکے گیلے ہو رہے تھے۔ ابھی صفائی ستھرائی سے فارغ ہو کر جو آئی تھی۔ ململ کا دوپٹہ سلیقے سے چہرے کے گرد تنا ہوا تھا۔ ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مخملی بٹوہ تھا۔

''اکیلے پریشان ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا' جب تک کہ مل بانٹ کر حل نہ نکالا جائے' مجھے پتہ ہے یہ چہرہ کیوں لٹکا ہوا ہے۔''

''ہنہ...... نجومی کی جانشین جو ٹھہری۔'' میں نے رخ موڑا وہ دوزانو ہو کر چیئر کے پاس نیچے بیٹھ گئی۔

''یہ لیں...... میری عمر بھر کی کمائی۔'' اس نے بٹوہ میری طرف بڑھا دیا۔

''کیا ہے یہ......؟''

''آپ کے لیے کاغذ کے چند نوٹ اور میری اٹھارہ سال کی ضد' ہٹ دھرمی' ضبط نفس کا صلہ اور مصنوعی ڈرامہ بازی کا ڈراپ سین۔ یہ وہ بچت ہے جو گھر چلا کر میں جمع کرتی رہی' آپ سے لڑ جھگڑ کر گناہ گار بن کر وصول کرتی رہی۔'' اس کی آنکھیں نم ہو چلی تھیں۔

''پورے ڈھائی لاکھ روپے ہیں' کچھ کپڑے سی کر جمع کیے تھے۔'' میں اس وقت ہونق ہو چلا تھا۔

''مجھے معاف کر دیں اٹھارہ سال آپ کی جیب پر حکمرانی کرتی رہی۔ آپ سے لڑتی جھگڑتی رہی صرف اس بچت کے لیے جو آج آپ کے سامنے ہے کیونکہ گھر تو آپ بھی چلا لیتے لیکن آپ کی شاہ خرچیاں یہ بچت نہ کر پاتیں' میں آپ کی بے موقع فضول خرچیوں سے تنگ آ گئی تھی اور کرن کے پیدا ہوتے ہی میری آنکھیں کھل گئیں کہ قلیل آمدنی میں گھر جیسے تیسے گھسیٹ کر چلا لیا جاتا ہے' پس انداز نہیں کیا جا سکتا۔ آپ پیسہ پانی کی طرح بہانے والے تھے جوڑنے والوں میں سے نہیں تھے' صرف اس لیے کہ دوسرے آپ کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھیں۔ آپ کے اس طرز عمل سے میں نے لڑاکا بیوی کا روپ دھار لیا ورنہ آپ مجھے گھر چلانے کا مستحق نہیں سمجھتے۔ اصولاً تو یہ پیسے مجھے کرن کی ڈیٹ فکس ہوتے ہی آپ کے حوالے کر دینے چاہئے تھے لیکن آپ شاپنگ کے سلسلے میں یاروں دوستوں کے ساتھ جاتے' بساط سے بڑھ کر خرچ کر ڈالتے' اس لیے میں نے چند دنوں کا انتظار اور کر لیا۔ آپ کو پریشان دیکھ کر دل کٹتا لیکن وہ وقت زیادہ پُر آزمائش ہوتا جب یہ پیسے بھی ہمارے پاس نہیں ہوتے اور ہم سچ مچ کے مقروض ہو جاتے۔'' وہ بول رہی تھی اور میں سن رہا تھا۔ وہ مخملی بٹوہ اب میری مٹھی کی گرفت میں تھا۔

''مجھے معاف کر دیں۔'' اس کی آنکھوں سے موتی ٹپکے تھے' میرے پاس کہنے کو کچھ نہیں رہا تھا۔ اب جان پایا تھا کہ وہ کیا چیز تھی۔ کس طرح اپنی خواہشات کا گلا گھونٹ کر اس نے یہ پیسے اکٹھے کیے تھے۔ مجھے اپنا آپ اس کے آگے بہت بے وقعت سا لگا' اس عظیم عورت کے آگے۔ راہیں سہل ہو گئی تھیں' چاند اب صحیح معنوں میں میرے گھر کو منور کر رہا تھا یہ سب دلی کرشمے تھے۔ آج سچ مچ چاند میرے آنگن میں نکلا تھا۔ اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے۔

''نہیں...... تم مجھے معاف کر دو۔''

❂

خیانت

رضوانہ پرنس

میں کیوں نہ ترک تعلق کی ابتدا کرتا
وہ دور دیس کا باسی تھا کیا وفا کرتا
وہ میرے ضبط کا اندازہ کرنے آیا تھا
میں ہنس کے زخم نہ کھاتا تو اور کیا کرتا

کہتے ہیں کہ کبھی کبھی انسان کا کہا ہوا کوئی جملہ اس کی کوئی سوچ قدرت کچھ اس طرح اس کے منہ پر دے مارتی ہے کہ وہ حیران رہ جاتا ہے۔ اسی لیے تو یہ محاورہ لوگوں کے تجربات کے بناء پر شاید ایجاد ہوا ہے کہ Never Say Never اور اس پر بھی یہ محاورہ کچھ ایسا صادق آیا تھا کہ وہ اپنی ہی کہی ہوئی بات پر اب شرمندہ سی رہتی تھی۔ اس نے تو اپنی کزنز اور دوستوں سے بھی ملنا جلنا کم کردیا تھا کہ اسے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ان کی نگاہوں میں اس کے لیے عجیب سا تمسخر ہے اور وہ نگاہیں کچھ نہ کہتے ہوئے بھی اسے بہت کچھ یاد دلا دیتی تھیں۔ اسے بہت مان سے کہے ہوئے جملے خود اپنے اوپر ہنستے ہوئے محسوس ہوتے اور وہ دل مسوس کر رہ جاتی۔

اس وقت بھی وہ بہت بھاری دل کے ساتھ اپنی نئی نئی شادی کے سلسلے میں دی گئی ایک دعوت سے ابھی ابھی واپس لوٹی تھی اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی بہت خوبصورت سے انداز میں اپنی جیولری اتار رہی تھی تبھی سمیر اس کے نزدیک چلا آیا۔

''کیا بات ہے بھئی' ہماری پیاری بیگم اتنی چپ چپ سی کیوں ہیں؟ یار! راستے میں بھی تم میری ہر بات کا جواب بس ہوں ہاں میں دے رہی تھیں۔'' سمیر نے بہت محبت سے اس کے شانوں پر اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے آئینے میں عکس کو دیکھا تو ایک بجھی بجھی ہوئی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

''نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں' بس سر میں درد ہو رہا ہے۔''

''اوہ تو پہلے کیوں نہیں بتایا میں ابھی سر درد کی ٹیبلٹ لاتا ہوں۔'' وہ کچھ پریشان سا ہوکر پلٹا۔ وہ منع ہی کرتی رہ گئی لیکن کچھ ہی دیر میں وہ ٹیبلٹ مع ایک گلاس پانی لیے اس کے پاس کھڑا تھا۔

''آج تم ماشاء اللہ کچھ زیادہ ہی حسین لگ رہی تھیں' سوفیصد تمہیں نظر لگ گئی ہے۔'' کتنے وثوق سے وہ کہہ رہا تھا' علینا کلس کر رہ گئی۔

''وہ پہلے بھی حسین لگ رہی تھی' وہاں تو ایک نظر بھی

مجھ پر ڈالنے کی فرصت نہیں ملی خواتین میں راجہ اندر بنے بیٹھے رہے اب گھر آ کر میرا خیال آرہا ہے۔" وہ دل ہی دل میں سوچتی ہوئی کچھ الجھ کر کھڑی ہوگئی۔ سمیر کی ہتھیلی پر دھری ٹیبلٹ اٹھا کر منہ میں رکھی اور پھر پانی کا گلاس ایک سانس میں خالی کر کے سمیر کے ہاتھوں میں واپس تھما کر وہ منہ دھونے واش روم میں گھس گئی۔ پتا نہیں منہ دھونا تھا یا وہ آنسو چھپانے تھے جو لاکھ روکنے کے باوجود ایک ضدی بچے مانند کی آنکھوں میں آنے کے لیے مچلے جارہے تھے۔

❀......❀......❀

دیکھو علینا! یہ تم بلاوجہ کی تنقید کرنا چھوڑ دو' ارے زینی کا شوہر اسے اتنا چاہتا ہے وہ خوش ہے تو پھر بھلا تمہیں کیا پرابلم ہے۔" انیلا نے کچھ الجھ کر اسے ٹوکا تو وہ مزید جوش میں آگئی۔

"ارے واہ یہ کیسا چاہنا ہوا بھلا' آج اپنی پہلی شادی کی سالگرہ پر بھی اتنی خوب صورت بیوی کی موجودگی میں سارے فنکشن اس کا دھیان بس ہم ہی لوگوں کی جانب رہا۔ چلو شوہر بہت ہینڈسم ہو اور بیوی معمولی شکل وصورت کی ہو تب اگر وہ حسرت سے سہی کسی خوب صورت لڑکی کو دیکھے تب بھی عقل تسلیم کرلے لیکن اتنی پیاری بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری لڑکیوں کو ترستی نگاہوں سے دیکھنا مجھے تو چھچھورپن لگتا ہے۔" اس نے دانت پیس کر کہا تو انیلا کو ہنسی آگئی۔

"افوہ عیشا آخر تم کب تک مردوں کی اس عادت سے الجھتی رہوگی۔ یہ ننانوے فیصد مردوں کی نیچر ہوتی ہے کہ وہ لڑکیوں کو گھورتے ضرور ہیں اور بھئی خوب صورت لڑکیوں کے لیے تو کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ "اچھی صورت بھی کیا بری شے ہے' جس نے ڈالی بری نظر ڈالی۔" انیلا نے مذاق میں بات کو ختم کرنا چاہا لیکن علینا کی سوئی تو وہیں پر اٹکی ہوئی تھی۔

"[illegible] مردوں کی اس عادت کو نہیں بدلا [illegible]

جا سکتا لیکن شوہروں کو تو کم از کم اپنی بیویوں کے احساسات کا خیال کرنا چاہیے۔ مجھے تو زینی پر ترس آرہا تھا کہ اس کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی اس کا شوہر کس طرح ہم لوگوں کے گرد ہی منڈلاتا رہا تھا۔ قسم سے یہ زینی کی محبت' اس کی شخصیت اور حسن کی انسلٹ تھی۔" اس کے لہجے میں چھپی نفرت کو محسوس کر کے انیلا نے شرارت سے اسے دیکھا۔

"اور اگر خدانخواستہ تم کو کوئی ایسا شوہر مل گیا تو پھر کیا کرو گی تم؟"

"اللہ نہ کرے میرا لائف پارٹنر ایسا ہو۔" علینا نے بے اختیار جھرجھری سی لی۔

"اللہ کی قسم انیلا...... میں تو اس قسم کے شوہر کے ساتھ شاید دو دن بھی نہ رہ پاؤں۔" علینا کی اس بات پر انیلا نے بے حد حیرانی سے اسے دیکھا۔

"یعنی اگر تمہارا شوہر تمہاری موجودگی میں کسی خوب صورت لڑکی کو دیکھے گا یا اسے کچھ زیادہ لفٹ کرادے گا تو تم اتنی سی بات پر اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ دو گی۔ چاہے وہ بے شک تمہیں بے پناہ چاہتا ہو؟"

"ہاں۔" وہ قطعیت سے بولی۔ "اور پھر اگر اس کی محبت سچی ہوگی تو وہ صرف اور صرف میرا ہی ہوگا نہ بھلا اسے پھر کیوں دوسری عورتوں کی خوب صورتی میں کوئی دلچسپی ہوگی۔ اس کی ستائش بھری نگاہیں صرف میرے لیے ہی اٹھیں گی۔" اس کے لہجے میں کچھ ایسا مان تھا کہ انیلا کچھ کہہ ہی نہیں سکی بس الجھی الجھی سی نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گئی تب علینا نے اسے چھیڑتے ہوئے ٹاپک بدلا۔

"بھئی ہم دونوں کے نام میں کتنی مماثلت ہے یعنی انیلا اور علینا لیکن خیالات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یار کبھی میری باتوں کی گہرائی میں جا کر دیکھو سب سمجھ میں آجائے گا' چلو اسی بات پر میں [illegible] تمہیں گرما گرم چائے پلاتی ہوں۔"

ناسمجھ

او پگلے دیوانے لڑکے
کیسے بتاؤں تم کو یہ کہ
محبت مر کر بھی زندہ ہے
محبت تو دل میں ہوتی ہے
ذرا سمجھو تم
جب تم برف پر تڑپتی تتلی کو
ہتھیلی پر رکھتے ہو
اس میں ایک امید جاگتی ہے
پھر جب تم اس کو
پھول پر رکھتے ہو تو
جیسے وہ جی اٹھتی ہے
کیونکہ معلوم ہے تم کو
تتلی کی محبت پھول ہے شاید
گر غور کیا ہو تم نے
چند پل کا ملن جو
میسر ہے اسے مگر یہ بھی
یہ بھی اس کی خوشی کے لیے کافی ہے
او پگلے دیوانے لڑکے

یہی بات جو تم سمجھ جاؤ
پھر کچھ پوچھنے کو باقی نہ رہے
چاہے تم دور ہونا چاہو
تمہاری محبت تو
میرے دل میں ہے
تمہارے دل میں ہے
پھر یہ فاصلے یہ دوریاں
سب بے معنی ہیں
او پگلے دیوانے لڑکے
چند پل جو گزرے تیرے ساتھ
ان لمحوں کو یاد رکھنا
یادوں میں یاد رکھنا تم
یہی میری محبت کا وصول ہوگا
تمہاری محبت سرخرو ہو جائے گی
اسے کے سمجھ جاؤ تم
او پگلے دیوانے لڑکے
او پگلے دیوانے لڑکے

دعا رانی...... ڈموک پراچہ ضلع اسلام آباد

علینا کو ہمیشہ سے ہی اس بات سے شدید چڑ رہی تھی کہ اپنی بیوی کے ساتھ ہونے کے باوجود مرد دوسری عورتوں کو کیوں گھورتے ہیں اور اکثر و بیشتر اپنی اس بات کا اظہار اپنی فرینڈز کے سامنے کرتی رہتی تھی لیکن افسوس اس بات کا تھا کہ اس کی کوئی بھی دوست اس بات کو سنجیدگی سے نہیں لیتی تھی۔

اس دن وہ کالج سے واپس آئی تو امی نے تمتماتے ہوئے چہرے کے ساتھ اسے بتایا کہ شام کو فوزیہ پھوپو اپنی نند کے ساتھ ان کے گھر اس کے رشتے کے سلسلے میں آ رہی ہیں۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں امی! ابھی تو میں نے پڑھنا ہے۔" وہ تو جیسے ہی سے اکھڑ گئی۔

"کیا مطلب پڑھنا ہے، ارے اللہ کا شکر ادا کرو اتنا بہترین رشتہ آیا ہے تمہارے لیے۔ سمیر کو تم نے اکثر تقاریب میں دیکھا ہوا ہے ماشاء اللہ لاکھوں میں ایک نظر آتا ہے۔ کتنی اچھی پوسٹ پر فائز ہے بینک میں، خاندان بھی دیکھا بھالا ہے۔ رشیدہ آپا اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ رہتی ہیں، اسلام آباد میں تم مزے سے اپنے گھر میں راج کرنا۔" انہوں نے جو اس رشتے کے خصائص بیان کرنے شروع کیے تو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں، علینا نے زچ ہو کر انہیں دیکھا۔

"لیکن امی ابھی تو میرا بی اے بھی مکمل نہیں ہوا ہے۔" اس نے کمزور سا احتجاج کیا۔

"ہاں تو ہم کون سا فوراً ہی شادی کی تاریخ دے دیں گے‘ تین ماہ بعد تمہارے ایگزام ہیں بس ان شاء اللہ اس کے بعد ہی کی تاریخ فکس کریں گے۔" انہوں نے بہت اطمینان سے جواب دیا۔

"امی میں تو سمیر کو اچھی طرح سے جانتی بھی نہیں ہوں‘ نہ ان کی عادت واطوار اور نہ ہی ان کے نیچر کے بارے میں مجھے کچھ پتا ہے۔" اس نے بہت الجھ کر انہیں دیکھا تو مانو کسی نے انہیں آگ ہی لگا دی ہو۔

"کیوں آفتاب بھائی کے بیٹے کی شادی میں نہیں دیکھا تھا تم نے اسے؟ اور اگر تم یہ چاہتی ہو کہ ہم تمہیں شادی سے پہلے اس کے ساتھ ڈیٹ پر بھیجیں تاکہ تم اس کی عادات واطوار سمجھ سکو تو بی بی یہ ہمارے خاندان کی روایت نہیں۔ ہوتا ہوگا تمہاری فرینڈز کے یہاں یہ سب کچھ لیکن تمہارے ابو اس معاملے میں کتنے سخت ہیں تم تو جانتی ہی ہو۔" کافی سخت لہجہ تھا ان کا۔ علینا بس بے بسی سے انہیں دیکھ کر رہ گئی تب اس کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھ کر نہ جانے کیوں انہیں اس پر ترس آنے کے ساتھ ساتھ پیار بھی آ گیا۔

"دیکھو بیٹا‘ زندگی کی اصل حقیقتیں تو شادی کے بعد ہی کھل کر سامنے آتی ہیں‘ اگر ایسا نہ ہوتا تو آج ہر لومیرج کامیاب ہوتی اور ایک سمجھدار اور محبت کرنے والی بیوی میں اتنے گٹس ہوتے ہیں کہ وہ اپنے شوہر کو اپنے خیالات کے مطابق ڈھال سکے اور میری بچی تمہاری دو چھوٹی بہنیں بھی ہیں جو کچھ ہی دنوں میں تمہارے قد کے برابر آ جائیں گی ابھی ان کی ذمہ داری بھی ہمارے سر پر ہے۔ علینا‘ میری فکروں کو بانٹنے کی بجائے ان میں اضافہ تو مت کرو بیٹا۔" بہت محبت سے اسے سمجھاتے ہوئے آخر میں ان کی آواز بھرا گئی تو علینا بے اختیار ان کے گلے لگ گئی۔

"سوری امی...... آپ جو کہیں گی ویسا ہی ہوگا‘ جیسا آپ ریں ۔۔۔ مت ۔۔۔"

وہ جو کہتے ہیں نہ کہ جس بات کا ڈر ہو وہی بات سامنے آ جاتی ہے تو ایسا ہی کچھ علینا کے ساتھ ہوا تھا یوں تو سمیر اس سے بے پناہ محبت کرتا تھا لیکن علینا کی قسمت کہ وہ بلا کا نظر باز بھی تھا اور دوسری بات جو کہ علینا کے دل کو ایک اذیت سے دوچار کیے رکھتی تھی۔ وہ یہ تھی کہ سمیر خواتین کی کمپنی کو بے حد انجوائے کرتا تھا‘ جب کبھی علینا کی فرینڈز اس کے گھر آتیں تو علینا سے زیادہ تو وہ پیش پیش رہتا۔ اتنی گرم جوشی سے ان کا استقبال کرتا کہ علینا دل مسوس کر رہ جاتی۔ خاطروں کی انتہا کر دیتا تھا اس کی زندہ دلی‘ اس کی دلچسپ باتیں اور شاندار شخصیت علینا کی فرینڈز کو جیسے اپنے سحر میں جکڑ لیتیں لیکن علینا اس دوران جیسے کانٹوں پر لوٹتی رہتی۔ ہائے کیسے کیسے دعوے کیا کرتی تھی وہ کہ اگر اس کا شوہر اس ٹائپ کا ہوا تو وہ دو دن بھی نباہ نہ کر پائے گی لیکن آج دو ماہ ہونے کو آئے تھے لیکن وہ بظاہر ٹھیک ٹھاک ہی گزارا کر رہی تھی بس دل ہی دل میں اندر گھٹتا رہتا تھا۔

سہما سہما ڈرا سا رہتا ہے
جانے کیوں جی بھرا سا رہتا ہے

یوں تو سمیر اسے بے حد چاہتا تھا اس کی ناز برداری بھی کرتا‘ شکی مزاج بھی بالکل نہ تھا لیکن اس کی یہ خصوصیات اس وقت علینا کو بالکل پس پردہ محسوس ہونے لگتیں جب وہ علینا کو بالکل اگنور کر کے محفل میں دوسری خواتین کی طرف متوجہ رہتا تب وہ دکھ اور اذیت کے گہرے سمندر میں اپنے آپ کو ڈوبتا ہوا محسوس کرتی۔ کاش سمیر سخت مزاج ہوتے چلو شکی بھی ہو جاتے لیکن اس نیچر کے نہ ہوتے جس سے وہ ہمیشہ سے نفرت کرتی آئی تھی اس نے پہلے ماں باپ کی ذمہ داریاں بانٹنے کے لیے شادی کی تھی اور اب ان کی اور خاندان کی عزت کی خاطر ہنسی خوشی نبھا کرنے کی کوشش میں وہ اندر ہی اندر گھٹ رہی تھی کر ۔۔۔ سمیر زیادہ روک ٹوک اور تنقید سے کافی چڑ سا جاتا تھا

اور وہ شروع شروع کے دنوں میں کوئی بدمزگی نہیں
چاہتی تھی۔ ڈرتی تھی کہ سمیر اس کی خفگی سے آہستہ
آہستہ کہیں بے زار نہ ہوجائے ویسے بھی امی نے
اسے نصیحتیں بھی تو بہت خوف ناک قسم کی تھیں۔
"بیٹا..... شوہر کا گھر ہی اب تمہارا اصل گھر ہوگا'
کبھی کوئی ایسی بات نہ کرنا جو ہم لوگوں کا سر جھکا
دے۔ علینا بیٹا' اگر تم بہترین بہو اور بیوی ثابت
ہوئیں تو پھر اس کا اثر تمہاری بہنوں کے مستقبل پر
بہت اچھا پڑے گا۔ تمہاری کامیاب زندگی کی روشنی
بہت اچھے اچھے گھرانوں کے رشتے اس گھر میں پہنچا
سکتی ہے بیٹا۔" یہ سب باتیں امی شادی طے ہوجانے
کے بعد وقتاً فوقتاً اس کے کانوں میں ڈالتی رہی تھیں
اور ان کی یہی نصیحتیں اب اس کے پیروں کی زنجیر اور
لبوں کا قفل بن کر اس کی خاموشی کا سبب بن گئی تھیں۔

❁......❁......❁

اس دن اچانک ہی اس کے کالج کی دوست انعم
اس سے ملنے آگئی جو ملک سے باہر ہونے کی وجہ
سے اتفاقاً اس کی شادی میں شریک نہیں ہوسکی تھی۔
انعم بہت حسین لڑکی تھی علینا نے دل ہی دل میں شکر
ادا کیا کہ سمیر گھر پر موجود نہیں تھا' دونوں بہت گرم
جوشی سے ملیں۔
"آؤ انعم' میں تمہیں اپنی شادی کی البم اور مووی
دکھاؤں۔" کچھ دیر اِدھر اُدھر کی گپ شپ کے بعد
اس نے انعم کے ہاتھ میں البم تھمایا۔
"چلو انعم پہلے تم یہ البم دیکھو پھر اس کے بعد ہم
شادی کی مووی دیکھیں گے۔" اس وقت وہ واقعی
اپنی عزیز دوست کے یوں اچانک آجانے سے
بہت خوش تھی اور اس پر مستزاد سمیر کے آفس میں
ہونے کا سکون اسے دہری خوشی دے رہا تھا۔ اس
وقت اس کے آنے کا کوئی امکان نہیں تھا ورنہ وہ تو
اپنی دوست سے کم ہی بات کر پاتی اور سمیر اپنی
شخصیت کا جادو جگانے میں اپنی زبان کی ساری
طاقت صرف کردیتا۔ انعم نے بڑے شوق سے البم
اور پھر شادی کی مووی دیکھی۔
"یار علینا! ماشاء اللہ تمہارا میاں تو بہت ہی گڈ
لکنگ اور ہینڈسم ہے۔ زبردست کپل ہے تم دونوں
کا۔" اس کے منہ سے بار بار یہ جملہ نکل رہا تھا لیکن نہ
جانے کیوں یہ جملہ اسے عجیب سی کسک سے دوچار
کررہا تھا۔ پچھلے دنوں جب اس کی دوست اریبہ اس
سے ملنے آئی تھی تو سمیر بھی اتفاق سے گھر میں موجود تھا
اور مجال ہے جو ایک منٹ بھی ان لوگوں کے پاس
سے ہٹا ہو بلاوجہ ہی فری ہونے کی کوشش کرتا رہا تھا وہ
اریبہ سے اور وہ دل ہی دل میں جز بز ہوتی رہی تھی۔
اریبہ سے نگاہیں چراتی رہی تھی کہ اس طرح کے
مردوں کے لیے اس کے ریمارکس اریبہ کو یقیناً یاد
آرہے ہوں گے اور جب کسی وجہ سے کچھ دیر کے
لیے ان لوگوں کے درمیان سے ہٹا تھا تو اریبہ نے
سرگوشی میں اسے سمجھایا تھا۔
"میں نہ کہتی تھی کہ ننانوے فیصد مرد ایک
جیسے ہوتے ہیں لیکن تم نہیں مانتی تھیں لیکن اب تمہیں
میری ایک بات ضرور ماننی ہوگی اور وہ یہ کہ سمیر تمہیں
بہت چاہتے ہیں۔ یہ بات میں نے اتنی سی دیر میں
نوٹ کرلی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں تمہارے
چہرے کے ایکسپریشن سے تمہارے احساسات بھی
محسوس کررہی ہوں۔ دیکھو علینا...... اللہ نے تمہیں
بہت سی خوشیوں سے نوازا ہے محض سمیر کی اس عادت
کی وجہ سے انہیں برباد مت کرو۔ ان کی اس عادت کو
درگزر کرنے کی کوشش کرو ورنہ ساری زندگی تم ایک
الجھن ایک خلش میں گزار دوگی۔" اریبہ بہت خلوص
سے اسے سمجھا رہی تھی لیکن علینا جیسے ندامت سے
گڑھی جارہی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے
محبت اور ہمدردی کی آڑ میں اریبہ اس کا مذاق اڑا رہی
ہے اور اس وقت جب انعم بڑے کھلے دل سے سمیر کی
تعریف کررہی تھی تو علینا کو بے اختیار اریبہ یاد آرہی

ہی اگر انعم کی ملاقات بھی سمیر سے ہوجاتی تو وہ بھی یقیناً اس کے بجھے بجھے سے شرمندہ چہرے کو دیکھ کر بڑا لطف اٹھاتی۔

⚙......❀......⚙
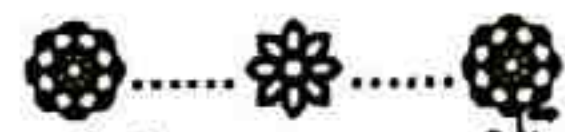
اس بار وہ تلخی ہے کہ روٹھے بھی نہیں ہم
اب کے وہ لڑائی ہے کہ جھگڑا نہ کریں گے

دوپہر کے دو بج رہے تھے اور ان دونوں کی باتیں تھیں جو ختم ہونے میں ہی نہیں آرہی تھیں تبھی علینا کو ہی اچانک خیال آیا۔

''افوہ انعم! دو بج رہے ہیں' نذیراں بے چاری کب سے کھانا تیار کرکے بیٹھی ہوئی ہے لیکن ہم دونوں کو تو باتوں سے ہی فرصت نہیں ہے۔'' وہ جلدی سے دروازے کی جانب بڑھی تو انعم نے شرارت سے اسے پکارا۔

''لگتا ہے بہت مزے دار لنچ تیار کروا دیا ہے میرے لیے۔''

''جی جناب تمہارا فیورٹ چکن پلاؤ بنوایا ہے اور ساتھ میں مزیدار شامی کباب اور رائتہ بھی ہے جو سوائے نذیراں کے کوئی ایسا نہیں بنا سکتا۔'' علینا نے مسکراتے ہوئے اسے مینو بتایا اور کچن کی جانب چلی گئی۔ انعم پاس رکھا ہوا البم اٹھا کر دوبارہ دیکھنے لگی تبھی بیڈ پر پڑا ہوا علینا کا موبائل گنگنا اٹھا۔

⚙......❀......⚙

ٹیبل پر کباب کی ڈش رکھ کر وہ پلٹی ہی تھی کہ انعم مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئی۔

''سوری یار علینا...... ابھی ہمیں کھانے پر مزید ایک مہمان کا انتظار کرنا ہوگا' اس لیے فی الحال ابھی کھانا نہیں لگاؤ ورنہ ٹھنڈا ہوجائے گا۔'' علینا نے اسے دیکھا۔

''کیا مطلب کون آرہا ہے؟'' انعم بے اختیار کھلکھلا کر ہنس دی۔

''بہت ہی خاص مہمان ہے جس کا نام سن کر ہی تمہارے چہرے پر گلاب کھل اٹھیں گے۔ ارے محترمہ تمہارے شوہر نامدار بھی پندرہ منٹ میں تشریف لارہے ہیں۔ ابھی جب تمہارا موبائل بجا تو اسکرین پر سمیر بھائی کا نام دیکھ کر میں نے کال ریسیو کرلی اور......''

''تم نے کال ریسیو کرلی؟'' علینا نے ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں بھئی سالی ہونے کے ناطے ان کو ستانے کا دل چاہ گیا تھا اور وہی ہوا' میری آواز سن کر ایک دم ٹپٹا گئے۔ پریشان ہوکر پوچھنے لگے کہ آپ کون ہیں یہ نمبر تو علینا کا ہے' خیر تھوڑا ستا کر میں نے اپنا تعارف کروا ہی دیا۔ بہت خوش ہوئے' ان کا بھی لنچ ٹائم تھا سو کہنے لگے' لنچ بھی کرلوں گا اور آپ سے بھی ملاقات ہوجائے گی۔'' انعم بڑی خوشی نظر آرہی تھی' علینا نے دل ہی دل میں اپنے آپ کو کوسا' کاش وہ اپنا موبائل وہیں بیڈ پر نہ چھوڑ آئی ہوتی۔ اپنی کوفت پر مسکراہٹ کا لبادہ اوڑھ کر وہ بظاہر خوش نظر آرہی تھی لیکن دل میں عجیب سے سناٹے اترتے ہوئے محسوس ہورہے تھے۔

''رئیلی علینا...... مجھے اتنی ایکسائٹمنٹ ہورہی ہے تمہارے دلہا میاں کو دیکھنے کی۔'' انعم کے پرجوش لہجے پر وہ جبراً ہنس دی پھر تھوڑی دیر بعد ہی سمیر ہنستا مسکراتا اندر چلا آیا۔ علینا نے دل ہی دل میں کھولتے ہوئے لیکن بظاہر خوش دلی سے اس کا تعارف انعم سے کرایا۔

''سمیر ان سے ملیے' یہ میری بہت پیاری دوست انعم ہے۔''

''او ہو بھئی یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے' یہ تو مجھے بھی نظر آرہا تھا کہ یہ بہت پیاری ہیں۔'' سمیر نے ستائش بھری نظروں سے انعم کو دیکھا تو انعم کے چہرے پر شرمگیں مسکراہٹ دوڑ گئی۔

”سمیر بھائی بیوی کے سامنے کسی اور لڑکی کی تعریف کرنا بڑی زیادتی ہے۔“ اس نے دزدیدہ نگاہوں سے علینا کی جانب دیکھا۔

”نہیں بھئی ہماری بیوی اتنی نیرو مائنڈڈ نہیں ہے بلکہ اپنی دوست کی تعریف جو خوش ہونے والوں میں سے ہیں‘ ہے نہ علینا؟“ سمیر نے شرارت سے دیکھا تو وہ مسکرا بھی نہ سکی جبکہ انعم نے معنی خیز ہنسی کے ساتھ علینا کی جانب کچھ اس طرح دیکھا گویا اسے کچھ یاد دلا رہی ہو۔ علینا کا دل چاہا کہ زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے۔ کتنی اذیت سے گزر رہی تھی وہ اس وقت‘ اس کے کہے ہوئے بڑے بول اسے اپنے اوپر قہقہے لگاتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

”ایسا کرو علینا...... اب تم جلدی سے کھانا لگادو‘ بس میں تمہاری دوست کی خاطر آدھے گھنٹے کے لیے آیا ہوں جب تک ہم انعم صاحبہ سے کچھ گپ شپ کرلیتے ہیں۔“ سمیر اس کے چہرے پر بکھرے کرب کو محسوس ہی نہیں کررہا تھا‘ وہ ایک جھٹکے سے مڑی اور کچن میں چلی آئی۔

نذیراں سے وہ کھانا گرم کرنے کو کہہ ہی رہی تھی تبھی کال بیل کی تیز آواز نے اسے چونکا دیا۔ اس وقت کون ہوسکتا ہے اس نے بے دلی سے سوچا تبھی اس کے کان میں جواد بھائی کی آواز آئی۔

”واہ سمیر مجھے آفس میں بلا کر خود تشریف لے آئے‘ عجیب بے مروت آدمی ہو تم بھی۔“ وہ کافی خفگی سے سمیر سے کہہ رہے تھے۔

”ارے جواد بھائی بس اچانک ہی گھر میں مہمان آجانے کی وجہ سے ایمرجنسی میں آنا پڑا‘ میں نے آپ کو میسج تو کیا تھا۔“ سمیر دروازے سے ان کو اندر لاتے ہوئے اپنی صفائی میں کہہ رہا تھا۔

”ہاں وہ میسج اتفاق سے میں نے آفس پہنچ کر ہی پڑھا‘ خیر چلو آج اسی بہانے تمہارے گھر کا چکر بھی لگ

کیا۔'' انہوں نے مسکراتے ہوئے کچن کے دروازے پر کھڑی علینا کو دیکھا اور سر کے اشارے سے اسے سلام بھی کیا۔ جواد سمیر کے پھوپی زاد بھائی تھے' اللہ نے اولاد کی رحمت سے محروم رکھا تھا اس لیے بیوی سے کافی بے زار سے رہا کرتے تھے۔ علینا کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں ایک چمک سی آجاتی تھی جو علینا کو کافی ناگوار گزرتی تھی۔ وہ ان سے کافی ریزرو سی رہتی تھی لیکن آج پہلی بار ان کی آمد اسے بے حد اچھی لگی۔ اس نے بہت گرم جوشی سے ان کے سلام کا جواب دیا شاید وہ سوچ رہی تھی کہ اب سمیر کی توجہ بٹ جائے گی۔ سمیر ان کو لیے لاؤنج میں آگیا اور علینا کو موقعہ دیئے بغیر خود ہی ان کا تعارف انعم سے کرانے لگا۔ علینا کڑھ کر دوبارہ کچن میں چلی آئی۔ نذیراں ٹیبل پر پلیٹیں وغیرہ سیٹ کر رہی تھی' مائیکرو ویو میں اس نے کبابوں کو دوبارہ گرم کرنے کے لیے رکھا ہی تھا کہ جواد بھائی اندر کچن میں چلے آئے۔

''واہ بھئی آج تو اپنی دوست کے لیے بڑا اہتمام کیا ہوا ہے۔'' وہ اس کے نزدیک چلے آئے اس نے گھبرا کر مائیکرو ویو سے کبابوں کی پلیٹ نکالنی چاہی تو تیز گرم پلیٹ کو چھوتے ہی اس کا ہاتھ جل گیا۔

''سی......'' اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''ارے ارے آپ کا تو ہاتھ جل گیا۔'' انہوں نے بظاہر گھبرا کر بے اختیار اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کا ہاتھ تھام لیا۔ علینا ایک لمحے کو تو شاکڈ رہ گئی تبھی بالکل اسی لمحے نہ جانے کس بات پر سمیر اور انعم کے بے اختیار کھلکھلا کر ہنسنے کی آواز نفرت کی ایک شدید لہر بن کر اس کے سارے وجود میں پھیل گئی پھر پتا نہیں کیوں اس نے جواد بھائی کے ہاتھوں میں دیا اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش ہی نہیں کی بلکہ اس سچوئشن پر اس کے دل کو ایک عجیب سے سکون کا احساس ہوا' اسے یوں محسوس ہوا جیسے لاؤنج میں انعم کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہوئے سمیر سے اس نے اپنے سارے دکھوں اور اذیتوں کا حساب بے باق کر دیا ہو۔

''علینا...... یہاں تمہارے ہاتھ پر کوئی مرہم لگا دوں۔'' جواد بھائی نے بہت محبت سے پوچھا۔

''نہیں جواد بھائی' میں ٹھیک ہوں۔'' اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھوں کی گرفت سے چھڑا لیا۔

''آپ باہر چلئے میں کھانا لگواتی ہوں۔'' جواد بھائی لاؤنج میں چلے گئے جہاں سے سمیر کی باتوں کی آواز مستقل آرہی تھی' وہ کچھ دیر یونہی گم صم کھڑی رہی۔ نذیراں کبابوں کی ڈش کب نکال کر لے گئی اسے پتا ہی نہیں چلا پھر اسے نہ جانے کیا ہوا کہ وہ تیزی سے سنک کے پاس آگئی اور نل کھول دیا پھر صابن سے دونوں ہاتھ مل مل کر وہ دھوتی ہی چلی گئی۔ ایک لمحے کو سہی اس کے یہ ہاتھ جواد بھائی کے ہاتھوں میں تھے۔ اسے اپنے اوپر غصہ آنے لگا صرف سمیر کی ضد میں وہ اپنی سطح سے کیوں نیچے اتر آئی تھی۔

''سمیر...... آج میں نے بنا سوچے سمجھے اپنے کردار کو کچھ لمحوں کے لیے جس پستی کی جانب دھکیل دیا تھا اس کے قصوروار آپ ہیں۔ بہت بڑے مجرم ہیں آپ میرے' میں اللہ سے اپنی غلطی کی معافی مانگ لوں گی لیکن آپ سے نہیں کیونکہ آپ نے ہی تو مجھے اس چھوٹی سی خیانت کرنے پر مجبور کیا ہے۔ کاش آپ نے کبھی میرے جذبات اور احساسات کو سمجھنے کی کوشش کی ہوتی لیکن شاید یہی فرق ہوتا ہے ایک عورت اور ایک مرد میں۔'' اس نے گہری سانس لی اور ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئی جہاں سمیر اسے آوازیں دے رہا تھا۔

❁

شبِ ہجر کی پہلی بارش
نازیہ کنول نازی

سب فسانے ہیں دنیاداری کے
کس نے کس کا سکون لوٹا ہے
سچ تو یہ ہے کہ اس زمانے میں
میں بھی جھوٹا تو بھی جھوٹا ہے

گزشتہ قسط کا خلاصہ

ملک فیاض کا بیٹا عبدالہادیٰ شہزاد سے گاڑی خراب ہونے کی بابت پوچھتا ہے اور مدد کا کہتا ہے جس پر شہزاد ماں کی بات کو ذہن نشین کرتی ہوئی مدد لینے سے انکاری ہوجاتی ہے تب ہی شہزاد کے سیل پر مریہ کی کال آتی ہے اور خیریت جاننے کے بعد شہزاد مریہ کو گاؤں کی کچی سڑک پر گاڑی خراب ہونے کا بتاتی ہے۔ شہر بانو مریہ کو بتاتی ہے کہ شہزاد صیام کو پسند کرتی ہے مریہ شہزاد سے اس حوالے سے بات کرتی ہے جس پر شہزاد اقرار کرلیتی ہے۔ ملک فیاض عبدالہادیٰ کو شہر سے میرب کو لانے کا کہتے ہیں جس پر عبدالہادیٰ ہمیشہ کی طرح سر تسلیم خم کردیتا ہے اور عائشہ بیگم کو شہزاد کے حوالے سے بتاتا ہے جس پر عائشہ بیگم (عبدالہادیٰ کی ماں) پریشان ہوجاتی ہے اور عبدالہادیٰ کو اس سے دور رہنے کا کہتی ہے جبکہ عبدالہادیٰ انتقام کی آگ میں جل رہا ہوتا ہے وہ اپنی ماں (عائشہ بیگم) کو بھی اس سے آگاہ کردیتا ہے، جس پر عائشہ بیگم قسمیں دے کر اسے باز رکھنے کی اپنی سی کوشش کرتی ہیں۔ پرانی حویلی پر ٹوٹنے والی قیامت کی خبر مریہ کو اس وقت ہوتی ہے جب زاویار آٹھ ماہ کا ہوتا ہے۔ کرنل شیر علی وطن واپسی کے بعد اظہار ملک سے ملنے گاؤں جاتے ہیں اور واپسی پر کرنل شیر علی مریہ کو پرانی حویلی کے اجڑ جانے کی خبر دیتے ہیں، پرانی حویلی کے اجڑ جانے کا دکھ مریہ کے اندر چپ بکھیر دیتا ہے۔ صمید حسن مریہ کا نمبر تبدیل کردیتا ہے جس کی وجہ سے مریہ عمر عباس سے رابطہ نہیں کرپاتی اور اپنے گھر واپس آجاتی ہے۔ سارا کچن میں کھانا پکا رہی ہوتی ہے۔ مریہ کی غیر موجودگی میں سارا مریہ کے کمرے میں ہی رہ رہی ہوتی ہے۔ سارا کی تیاری دیکھ کر مریہ اس سے استفسار کرتی ہے جس پر سارا جب ملنے کا بتاتی ہے اور مریہ کے کمرے میں جاتے ہی سارا صمید حسن کو فون پر اس کے گھر آنے کی اطلاع دیتی ہے۔ چیوا میں سدید کا کام مکمل ہوتا ہے اس کا ایک آدمی را کی تحویل میں ہوتا ہے چیوا میں قیام کے دوران وہ یہ پتا لگالیتا ہے کہ اس کا آدمی کس جیل میں قید تھا سدید اپنے ساتھیوں کے ساتھ پانڈی پورہ سے لولاب اور اجس بازی پورہ کے دشوار گزار پہاڑوں اور گھنے جنگلوں کو ہمت و مردانگی سے عبور کرتا ہے۔ منزل قریب ہوتی ہے سدید اپنے ساتھی افسران کے ساتھ پہاڑی چوٹی عبور کررہا ہوتا ہے جب برف کے کوہساروں سے اس کا پیر پھسل جاتا ہے اور اس کے پاس سنبھلنے کا کوئی موقع بھی نہیں رہتا۔ مریہ رحمان کو لندن میں کچھ کام ہوتا ہے لہٰذا وہ دبئی سے لندن آجاتی ہے مریہ لندن کی مصروف شاپنگ مال سے شاپنگ کررہی ہوتی ہے کہ اسے زاویار نظر آتا ہے اور مریہ اسے کہیں بیٹھ کر بات کرنے کا کہتی ہے جس پر زاویار کے دوست حیران رہ جاتے ہیں۔

(اب آگے پڑھیے)

ضروری نہیں ہے
جو ساحل کی گیلی خنک ریت پر
ہاتھ میں ہاتھ دے کر
سفر اور تلاطم کے قصے سنائے
جزیروں، ہواؤں اور ان دیکھے موسم
آنکھوں سے اوجھل کناروں پر بکھرے ہوئے
منظروں، ذائقوں اور رنگوں کی باتیں کرے
وہ ان وارداتوں سے گزرا بھی ہو!
اگر وہ کہے......
آؤ ہم ان پریشان موجوں کا پیچھا کریں
جو تیرے اور میرے پاؤں کو چومتی ہیں
تلاطم ہی بے نام منزل گزریں
یہ دیکھیں ہوائیں کسے ڈھونڈتی ہیں
تو چلنے سے پہلے ذرا سوچ لینا
ضروری نہیں ہے
جو ان دیکھے راستوں کی خبریں سنائے
وہ ان راستوں کا شناسا بھی ہو
کہیں یہ نہ ہو تم سمندر میں اس کو ڈھونڈو اور وہ
ساحلوں پر کھڑا مسکراتا رہے!

❀......❀......❀......❀

مریرہ رحمان نے اپنے بیٹے زاویار کو Tayyabs میں رات کھانے کی دعوت دے ڈالی تھی جسے زاویار نے بنا کوئی سوال کیے فوراً قبول کرلی تھی۔ انڈین پاکستانی اور ایشیائی کھانوں کا مرکز Tayyabs لندن میں اس کا سب سے پسندیدہ ریسٹورانٹ تھا۔ وہ فاسٹ فوڈ اور باربی کیوز کا دیوانہ تھا اور یہ بات مریرہ بہت سالوں سے جانتی تھی۔ تب ہی اس نے اسے اگلے روز رات کے کھانے کے لیے Tayyabs میں بلایا تھا۔ زاویار نے اس سے کہہ دیا تھا کہ وہ اگلے روز ضرور آئے گا۔

اپنے دوستوں کے ساتھ وہ Oxford-street سے سیدھا بار کلب آیا تھا جہاں جولی رابرٹ نے اس سے پوچھا۔

''کیا تم اس عورت کو جانتے ہو زی؟''

''نہیں۔'' زاویار نے اس کی طرف دیکھے بغیر بے حد سرد لہجے میں جواب دیا۔ تب ہی ایبک بول اٹھا۔

''اگر تم اسے نہیں جانتے تو تم نے اس کی دعوت کیوں قبول کی؟''

''کیونکہ وہ رو رہی تھی اس لیے؟''

''شیور؟ تم اتنے نرم دل کب سے ہوگئے کہ کسی کے آنسو دیکھ کر پگھل جاؤ۔'' ایبک کی ہنسی میں طنز پنہاں تھا۔ زاویار نے

سامنے دھرا گلاس ایک بڑے سے گھونٹ میں خالی کردیا۔

"ہمیشہ سے ہوں۔"

"اوہ.....خاصی حیران کن اطلاع ہے یہ۔"

"کیوں تمہیں میری رحم دلی پر شک ہے؟"

"کیونکہ ہم نے ہوزان کے معاملے میں تمہاری سنگ دلی کی انتہا دیکھی ہے۔"

"میں ہوزان کو پسند نہیں کرتا۔"

"مگر وہ تمہیں جنون کی حد تک پسند کرتی ہے۔"

"یہ اس کا مسئلہ ہے میں نے کبھی اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔"

"تم کبھی کسی بھی لڑکی کی حوصلہ افزائی نہیں کرسکتے۔" اس بار جولی نے چڑ کر کہا۔ زاویار مسکرادیا۔

"تم لوگ کیوں چاہتے ہو کہ میں لڑکیوں کی حوصلہ افزائی کروں؟"

"ہم نے لڑکیوں کی بات نہیں کی۔ ہم صرف ہوزان کی بات کررہے ہیں اس نے تمہارے لیے اپنا مذہب بھی چھوڑ دیا۔"

"سو واٹ؟ میں نے اسے ایسا کرنے کے لیے نہیں کہا اور پلیز تم لوگ ذرا اس کی وکالت کم کیا کرو مجھے پسند نہیں۔"

"اوکے لیکن کیا تم سچ میں کل Tayyabs جاؤ گے۔"

"ہوں۔"

"ہمیں ایسا لگتا ہے زی جیسے وہ عورت تمہاری کوئی رشتہ دار ہیں تمہاری موم تمہاری خالہ ممانی پھوپو کچھ بھی۔"

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ اس موضوع سے کچھ بیزار تھا۔ [illegible]

❁......❁......❁......❁
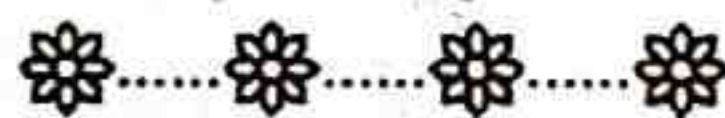
رات کے تقریباً ساڑھے تین بجے وہ اپنے اپارٹمنٹ میں واپس آیا اور بستر پر آتے آتے چار بج گئے۔ اس کا دماغ کثرت شراب نوشی کے باعث سن ہو رہا تھا۔ مگر پھر بھی اسے نیند نہیں آئی۔ اس کا سن دماغ مریرہ رحمان کے تصور کو جھٹکنے میں قطعی ناکام رہا تھا۔ پچھلے تین ماہ اس نے جس اذیت میں بسر کیے تھے صرف وہ ہی جانتا تھا۔ کتنی مفاد پرست عورت تھی اس کی ماں کہ جس نے صرف اپنی محبت کو پانے کے لیے اپنی اولاد کی بھی پروا نہیں کی تھی۔ کتنا رویا تھا وہ پچھلے تین ماہ میں یہ جان کر کہ سارا منیر حسین اس کی سگی ماں نہیں اور جو سگی ماں تھی اس کا حوالہ کتنا شرمناک تھا۔ اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ سورج کو گھما کر رات کی تاریکی کو دن کے اجالے میں بدل دیتا اور پھر دن ڈھلتے ہی Tayyabs پہنچ جاتا۔ بہت سے حساب تھے جو اس عورت کی طرف نکلتے تھے۔ بہت سالوں کا قرض تھا جو اس عورت پر واجب تھا۔ رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی اور وہ رو رہا تھا۔ ایک مدت کے بعد ہی سہی بلآخر اس عورت کو اپنا بیٹا یاد آ گیا۔ زاویار نے سوچ لیا وہ انہیں آسانی سے معاف نہیں کرے گا۔

❁......❁......❁......❁

وہ ایک سرخوش گوار صبح تھی۔ درمکنون کی آنکھ کھلی تو اس کا بخار بہت حد تک کم ہو چکا تھا۔ تازہ پانی سے شاور لینے کے بعد وہ ابھی کمرے سے نکلنا ہی چاہتی تھی کہ اس کا سیل بج اٹھا۔ اجنبی نمبر تھا۔ اسے نا چاہتے ہوئے بھی کال پک کرنی پڑی۔

"السلام علیکم۔"

آپ کے ممتا بھرے جذبات
کس کی تلاش میں؟
وومنز کارڈیل
جو ضعفِ رحم کو زائل کرکے استقرارِ حمل اور حفاظتِ جنین میں مدد دے۔
کثرت و بے قاعدگی ایام، استحاضہ، نفاس کی زیادتی، لیکوریا،
ان سے پیدا شدہ کمزوری اور دردِ کمر کا ازالہ کرے۔
لیکورول
سیلان الرحم اور ورم رحم میں مفید ہے۔
عضلات رحم کی سختی اور درد کمر کو زائل کرتا ہے۔
041-8847601-2 Fax: 041-8847607
info@ashraflabs.com www.ashraflabs.com
اشرف لیبارٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
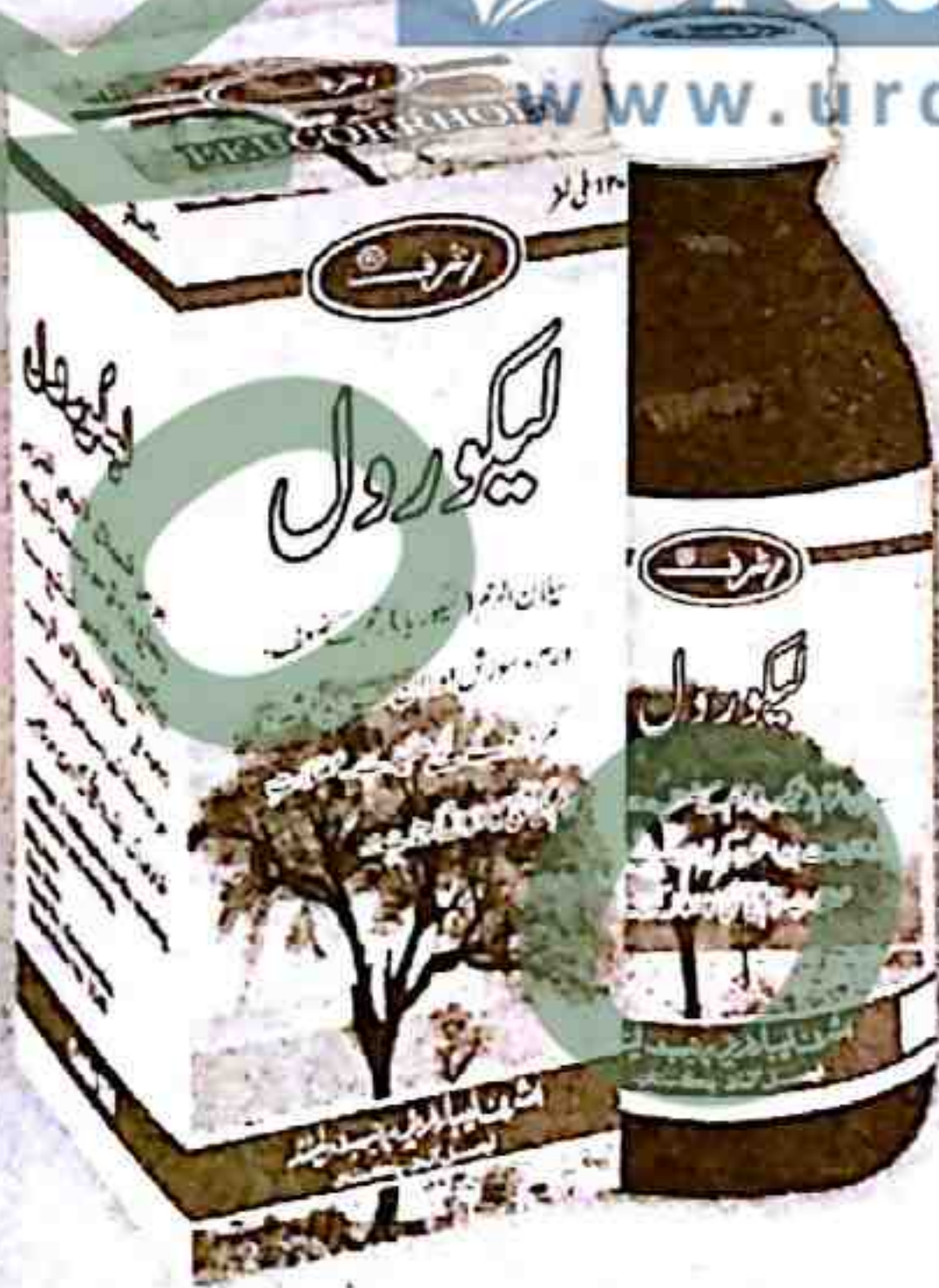
"وعلیکم السلام کیسی ہو؟" دوسری جانب موجود شخص کی آواز لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔ تبھی خوش گوار لہجے میں بولی۔

"میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو اور کہاں ہو؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں اور تمہارے، بہت پاس ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب جب کمرے سے باہر نکلو گی سمجھ جاؤ گی۔" ساویز کا لہجہ بھی بے حد خوش گوار تھا۔ وہ مسکرادی۔

"کیا تم پاکستان میں ہو۔"

"جی ہاں۔"

"ٹھیک ہے میں آرہی ہوں۔" مسکرا کر کہتے ہوئے جیسے ہی کمرے سے باہر نکلی ساویز آفندی نے اس کی سر پر ہلکی سی چپت لگاتے ہوئے اسے حیران کردیا۔

"تم یہاں؟" وہ اسے سامنے دیکھ کر حیران رہ گئی تھی جب کہ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"جی ہاں...... ابھی میری شہرت اتنی خراب نہیں ہوئی کہ ہوٹل والے میرے یہاں داخلے پر پابندی عائد کردیں۔" وہ پہلے سے زیادہ خوب صورت اور نکھرا نکھرا سا دکھائی دے رہا تھا۔ درمکنون کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"کیا تم میرا پیچھا کرتے ہوئے یہاں آئے ہو؟"

"جی نہیں۔" وہ چڑا۔ "تم ابھی اتنی اچھی نہیں ہوئی کہ تمہاری تلاش میں دربدر کی خاک چھانتا پھروں۔"

"اچھا تو پھر یہاں تشریف آوری کیسے ہوئی؟"

"ویسے ہی میٹنگ اٹینڈ کرنے آیا تھا۔"

"ہوں گڈ میری یہاں موجودگی کا کیسے پتہ چلا؟"

"بس دیکھ لو دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔"

"اوکے تو جناب کی آج کیا مصروفیات ہیں؟"

"کچھ نہیں آج سارا دن اسلام آباد کی سڑکیں ناپیں گے گپ شپ کریں گے بس۔"

"ٹھیک ہے۔" ساویز کی پلاننگ پر درمکنون نے فوراً اثبات میں سر ہلادیا۔

وہ دونوں بے حد مسرور انداز میں لفٹ کی طرف بڑھ رہے تھے ہوٹل کی لابی میں کھڑے صیام آفندی نے انہیں بے حد اچنبھے سے دیکھا تھا۔ درمکنون اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔ وہ ساویز آفندی کے ساتھ باتوں میں مصروف اس کے قریب سے گزر گئی تھی۔ صیام کو لگا جیسے اس کی رگوں میں دوڑتا خون سیاہ لاوہ بن گیا ہو۔

❀......❀......❀......❀

کبھی عشق ہو تو پتہ چلے
جو یہ روگ سے ہیں چھپے ہوئے پس دوستاں
تو یہ کون ہیں؟
یہ جو روگ سے اس چھپے ہوئے پس جسم و جاں تو یہ کس لیے
یہ جو کان ہیں میرے آہٹوں پر لگے ہوئے تو یہ کیوں بھلا؟
یہ جو ہونٹ ہیں صف دوستاں میں سلے ہوئے تو یہ کس لیے؟
یہ جو سنگ سا کوئی آ گرا ہے جمود میں تو یہ کس لیے

غور طلب

□۔آپ خواہ کوئی اور کچھ بھی ہوں اس چیز سے ضرور اتفاق کریں گے کہ جہاں ہر شخص بزعم خود "کچھ" ہوتا ہے وہاں دوسرا کوئی "کچھ" نہیں ہوتا۔ (گلبرگ)

□۔اگر سارے ماہرین کو ایک قطار میں بٹھا دیا جائے تو وہ فیصلہ یا نتیجے کی حد تک نہ پہنچیں گے۔ (برناڈ شا)

□۔ظاہری صورت پر اعتبار کرنا بسا اوقات باعث پشیمانی ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض گندم نما جو فروش اپنے چلن پر پردہ ڈالنے کے لئے زہر کی بوتل پر جوہر حیات لکھ دیتے ہیں۔ (مکسے)

□۔دیوار کا ہر ایک پتھر خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو اپنی قیمت رکھتا ہے۔ (لانگ فیلو)

□۔لکڑیاں ایک ایک جلاؤ تو دھواں دیتی ہیں اکٹھی جلاؤ تو روشنی پیدا ہوتی ہے۔ (کارلٹن)

□۔اس دنیا میں کسی کام کے اندر اس وقت تک تبدیلی پیدا نہیں ہوتی جب تک کوئی شخص اس میں خود تبدیلی پیدا نہیں کرتا۔ (گارفیلڈ)

□۔پہلے گناہ پر لطف معلوم ہوتا ہے پھر وہ آسان ہو جاتا ہے پھر اس سے مسرت ہونے لگتی ہے پھر بار بار کیا جاتا ہے پھر وہ عادت بن جاتا ہے پھر آدمی گستاخ بن جاتا ہے اور کبھی نہ پچھتانے کا تہیہ کر لیتا ہے۔ اور پھر وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ (جان ملٹن)

□۔سکھ اور مسرت ایسے عطر ہیں جنہیں جتنا زیادہ آپ دوسروں پر چھڑکیں گے اتنی ہی زیادہ خوشبو آپ کے اندر سے آئے گی۔ (ایمرسن)

(گڑیا شاہ، کہروڑ پکا)

یہ جو دل میں درد چھڑا ہوا ہے لطیف سا یہ کب سے ہے؟
یہ جو آنکھ میں کوئی برف سی جمی ہوئی ہے تو کس لیے؟
یہ جو دوستوں میں نئی نئی کمی ہوئی ہے تو کس لیے؟
یہ جو لوگ پیچھے پڑے ہوئے ہیں فضول میں
انہیں کیا پتہ انہیں کیا خبر؟
کسی راہ کے کسی موڑ پر جو انہیں ذرا
کبھی عشق ہو تو پتہ چلے!

شہر زاد نے اپنی ماں شہر بانو کی شرط پوری کر دی تھی۔ مائی جیراں کی زندگی کی کہانی سننے کے بعد اپنے وعدے کے عین مطابق وہ گاؤں سے شہر مریرہ رحمٰن کے گھر شفٹ ہو گئی تھی۔ پرانی حویلی کے پچھواڑے میں بنی آخری آرام گاہوں کا راز، پھر راز رہ گیا تھا۔ مگر وہ اتنی آسانی سے اپنے مقصد سے پیچھے ہٹنے والی نہیں تھی۔ شہر بانو نے اسے گاؤں سے شہر شفٹ ہونے کا حکم دیا تھا۔ گاؤں سے ہمیشہ کے لیے تعلق توڑنے کا نہیں۔ لہٰذا اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ گاؤں کے چکر لگانا ترک نہیں کرے گی۔ شہر بانو نے مریرہ رحمٰن کو اس کی شہر میں رہائش کی اطلاع دے دی تھی۔ وہ خوش تھی۔ درمکنون اور صیام کی واپسی سے پہلے وہ گاؤں کا ایک اور چکر لگانا چاہتی تھی لہٰذا اپنی ماں کو ایئرپورٹ سی آف کرکے بعد وہ گاؤں چلی آئی۔

❀ ❀ ❀ ❀

عبد الہادی اس وقت کیاریوں کی چنوائی کروانے میں مصروف تھا جب اس نے شہر زاد کو دیکھا۔ وہ کسی کی تلاش میں تھی۔

شاید اسی لیے رک رک کر پاس سے گزرنے والے ہر فرد سے کچھ پوچھ رہی تھی۔ عبدالہادی کی توجہ کام سے ہٹ گئی۔ شہرزاد اسی کی طرف آرہی تھی وہ چہرے پر آیا پسینہ صاف کرتے ہوئے قریبی درخت کے نیچے دھری چار پائی پر ٹک گیا۔

''ایکسکیوزمی۔'' عبدالہادی نے یوں پلٹ کر دیکھا جیسے اس کی آمد کی خبر ہی نہ ہو۔

''جی؟''

''کیا آپ ملک فیاض کے بیٹے ہیں؟'' وہ اب اس کے مقابل آ کھڑی ہوئی تھی۔ عبدالہادی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''نہیں۔''

''تو پھر نئی حویلی سے کیا تعلق ہے آپ کا؟''

''میں ملازم ہوں جی نئی حویلی کا فرمائیں کیا حکم ہے میرے لائق؟''

''ملازم۔'' شہرزاد نے خاصی حیرانی سے اس کے لباس اور پرسنلٹی کو دیکھا وہ کہیں سے نئی حویلی کا ملازم نہیں لگ رہا تھا تبھی وہ بولی۔

''لگتا تو نہیں ہے کہ آپ نئی حویلی کے ملازم ہیں۔''

''حسن نظر ہے جی آپ کا' ورنہ حقیقت یہی ہے کہ مجھے ملک فیاض سائیں نے اپنی اکلوتی بیٹی میرب فیاض کی ڈرائیوری کے لیے ہی حویلی میں جگہ دے رکھی ہے' میرب بی بی کے حکم پر حویلی کے سارے ملازمین بھی بہت عزت کرتے ہیں۔''

''ہوں' کیا اسی گاؤں کے رہنے والے ہو؟''

''ہاں جی۔''

''پھر تو مائی جیراں کا بھی پتہ ہوگا تمہیں؟''

''آہو جی سارا پتہ ہے' بے چاری جوانی میں ہی بیوہ ہوگئی تھی۔ سنا ہے اس کے گھر والا حویلی کا خاص مزارع تھا۔''

''ہوں' اس کے بیٹے اور جوان بیٹی کے ساتھ ملک فیاض اور اس کے باپ نے جو کیا یقیناً وہ بھی بتایا ہوگا کسی نے تمہیں؟''

''ہاں جی سب پتہ ہے۔''

''ان دنوں وہ گاؤں میں کس کے پاس رہتی ہیں بتا سکتے ہو؟''

''ہاں جی' ملک فیاض کے چھوٹے بھائی ملک اعجاز کے بیٹے کے پاس رہتی ہے جی۔''

''یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کیا ملک اعجاز کا بیٹا نئی حویلی میں نہیں رہتا؟''

''رہتا تو حویلی میں ہی ہے جی مگر مائی جیراں کو اس نے خصوصی محبت کے ساتھ کہیں اور رکھا ہوا ہے۔''

''کہاں؟''

''پتہ نہیں جی یہ تو ملک اعجاز سائیں کا بیٹا ہی بتا سکتا ہے' ویسے آپ اگر ناراض نہ ہوں تو ایک بات پوچھ سکتا ہوں؟''

''ہوں پوچھو؟'' سامنے کھڑے شخص کی حیثیت بدلی تھی تو شہرزاد کا لہجہ بھی بدل گیا تھا۔ نئی حویلی کے کسی ملازم کے لیے اس کے لفظوں اور جملوں میں عزت نہیں تھی۔ عبدالہادی اب اس سے پوچھ رہا تھا۔

''آپ مائی جیراں کو تلاش کررہی ہیں؟''

''ہوں۔''

''مگر وہ تو اپنا دماغی توازن کھو چکی ہیں آپ ان سے مل کر کیا کریں گی؟''

''چیک کروں گی' کیا واقعی انہوں نے اپنا دماغی توازن کھویا ہے یا پھر یہ صرف کہانی ہی ہے۔''

''اچھا جی تو پھر آئیں میرے ساتھ' مائی جیراں ابھی پرانے قبرستان والے کھو (کنواں) کے قریب بیٹھی ہے میں نے تھوڑی دیر پہلے دیکھا تھا جی۔''

''ٹھیک ہے چلو۔'' اس وقت وہ اپنی ماں کی نصیحت کو قطعی طور پر بھول چکی تھی۔ دماغ پر اگر کوئی دھن سوار تھی تو صرف اور صرف...... پرانی حویلی کے راز جاننے کی' ماضی کی کتاب کے اوراق پلٹنے کی۔ لہٰذا عبدالہادی کی آفر پر وہ اس کے ساتھ چل دی تھی۔

❁......❁......❁......❁

فضا میں خنکی تھی۔ عبدالہادی کی ہمراہی میں وہ پرانے قبرستان والے کھو کے قریب پہنچی تو وہاں کچی سڑک کے اس پار واقعی مائی جیراں موجود تھی۔ بکھرے ہوئے کھچڑی زدہ بالوں کے اوپر اوڑھی ہوئی چادر کئی جگہوں سے پھٹ چکی تھی مگر اسے احساس نہیں تھا۔ کچی سڑک کے اس پار مٹی کے ڈھیلوں کے قریب بیٹھی وہ کسی چھوٹے سے بچے کی طرح ہی کھیل رہی تھی۔ عبدالہادی ذرا فاصلے پر رک گیا تھا۔ شہرزاد ست قدموں سے چلتی اس کے قریب آرکی۔ قریب آکر اس نے دیکھا تھا کہ مائی جیراں نے اس وقت مٹی کی دو چھوٹی چھوٹی ڈھیریاں ایک دوسرے کے برابر میں بنائی ہوئی تھیں اور وہ باری باری ان دونوں ڈھیریوں پر بہت محبت سے ہاتھ پھیر رہی تھی۔ شہرزاد سمجھ گئی کہ اپنی دانست میں وہ اپنے بچوں کی آخری آرام گاہیں بنا کر انہیں پیار کر رہی تھی۔ اس وقت نا چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ مائی جیراں نے اس کے قریب آنے اور بیٹھنے کا کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔ وہ اپنے بچوں کے تصور میں اتنی منہمک تھی کہ اسے وہاں کسی کے بھی آنے اور آکر بیٹھنے کا کوئی احساس نہیں ہوا تھا۔

تبھی وہاں کچی سڑک سے ملک فیاض کی گاڑی گزری تھی۔ شہرزاد نے دیکھا کہ مائی جیراں کی سماعتوں میں جیسے ہی گاڑی کی آواز اتری وہ بپھری ہوئی ناگن کی طرح پھنکار کر اٹھی اور ہاتھوں میں موجود مٹی گاڑی کی طرف پھینکنا شروع کر دی۔ مٹی کے بعد اس نے پاس پڑے پتھر اٹھا اٹھا کر گاڑی پر پھینکنے شروع کر دیئے تھے مگر اس سے پہلے کہ کوئی پتھر گاڑی پر لگتا گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔

مائی جیراں کا غصہ پھر بھی کم نہیں ہوا۔ وہ اب زور زور سے چلا رہی تھی۔ کبھی ہاتھ تو کبھی جھولی اٹھا اٹھا کر اوپر آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے منہ سے رال بہہ رہی تھی مگر پھر بھی وہ چیخنا اور چلانا نہیں بھولی تھی۔ شہرزاد جانتی تھی دیہاتوں میں ایسی کتنی ہی کہانیاں روز جنم لیتی تھیں اور دم توڑ دیتی تھیں۔ تعلیم کے فقدان کے باعث دیہاتی ماحول میں پرورش پانے والے افراد میں جذباتیت جیسے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ چھوٹی چھوٹی معمولی باتوں پر مشتعل ہو کر اپنی جان دے دینا اور کسی دوسرے کی قیمتی ترین جان لے لینا دیہی علاقوں میں عام تھا۔ تعلیمی فقدان اور شعور کی قلت نے سینکڑوں دیہاتوں میں کیسے قیمتی ترین زندگیوں کو داؤ پر لگایا تھا وہ جانتی تھی۔ اس کے علم میں تھا کہ جرائم کی شرح دیہی علاقوں میں زیادہ ہونے کے باعث اندھے قانون کی بھینٹ چڑھنے والوں میں بھی زیادہ تعداد دیہاتی نوجوانوں ہی کی تھی۔ اسے ایک ایک قیمتی جان کا دکھ تھا مگر...... وہ بے بس تھی۔ اس کے اختیار میں نہیں تھا کہ وہ گاؤں گاؤں جا کر وہاں جہالت اور جذباتیت کا گلہ گھونٹ سکتی۔ بڑے بڑے وڈیروں نمبرداروں اور چوہدریوں کو ان کی نام نہاد خدائی سے باز رکھ سکتی۔ تبھی بے حد ملول اور بے چین تھی۔ عبدالہادی نے دیکھا وہ مائی جیراں کو بے حد تکلیف سے دیکھ رہی تھی۔ تبھی وہ قریب آیا۔

''کیا آپ کا مائی جیراں سے کوئی خاص رشتہ ہے؟''

ذرا ہنس کر تو دکھائیں!

ایک بڑی بی نے بتیسی فٹ کروائی تو وہ منہ میں صحیح طرح نہ لگی' کچھ دیر کے بعد پھسل پھسل جاتی تھی۔ بڑی بی کو ایک پارٹی میں جانا پڑ گیا تو اپنے ملازم کو ساتھ لے جاتے ہوئے بولیں۔ جب بتیسی وہاں باتوں کے دوران ڈھیلی ہونے لگے تو تم کہنا ملک صاحب آ گئے' یہ طے کر کے وہاں پہنچی تو باتوں میں ایسی مگن ہوئیں کہ اس بارے میں بھول گئیں۔ ملازم نے تین' چار دفعہ کہا کہ "بیگم صاحبہ ملک صاحب آ گئے۔" لیکن بڑی بی باتوں میں محو رہیں۔ کافی دیر بعد خیال آیا تو ایک دم ملازم سے پوچھا۔ "ہاں وہ تم کیا کہہ رہے تھے۔"

"بیگم صاحبہ میں کہہ رہا تھا کہ ملک صاحب آ گئے' لیکن اب تو وہ شوربے میں بھی گر چکے ہیں۔" ملازم بے چارگی سے بولا۔

(ہالہ سلیم......کراچی)

"ہاں۔" گاڑی کے پیچھے دیوانہ وار بھاگتی جیراں پر نظریں ٹکائے اس نے بے حد دھیمے لہجے میں جواب دیا تھا۔ جب وہ چونک اٹھا۔

"کیا......کیا خاص رشتہ ہے آپ کا؟"

"انسانیت کا' ہمدردی کا خلوص کا' جس کے لیے اللہ رب العزت نے انسان کی تخلیق کی تھی وگرنہ اپنی عبادت کے لیے تو اسے فرشتے بھی کم نہیں تھے۔"

"ہوں' لگتا ہے خاصا دردمندانہ دل رکھتی ہیں آپ۔" وہ بولا مگر اس بار شہرزاد نے اس کی بات کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔ اس کا دل وہاں ہر چیز سے اچاٹ ہو چکا تھا۔

مائی جیراں اگر اپنا ذہنی توازن کھو چکی تھی تو اس کا وہاں گاؤں میں در بدر بھٹکنا بے کار تھا۔ وہ وہاں ایسے کسی فرد کو نہیں جانتی تھی جو اسے ماضی کے رازوں سے آگاہ کر سکتا۔ تبھی وہ آگے بڑھی تھی کہ عبدالہادی نے پکار لیا۔

"آپ کہاں جا رہی ہیں؟" شہرزاد رکی مگر اس نے پیچھے پلٹ کر دیکھنا گوارہ نہیں کیا۔

"واپس شہر۔"

"مائی جیراں سے کیوں ملنا چاہتی تھیں؟"

"تم سے مطلب؟" وہ اس کی جرأت پر حیران ہوتی پلٹی تھی جب وہ بولا۔

"مجھے ایسا لگتا ہے جیسے آپ کو مائی جیراں سے کوئی بہت خاص کام تھا۔"

"ہوں تھا خاص کام لیکن اگر وہ اپنے ہوش و حواس میں ہوتیں تب۔"

"ایسا کیا کام تھا جو صرف مائی جیراں ہی کر سکتی تھی؟"

"تم جان کر کیا کرو گے؟"

"کچھ نہیں مگر ہو سکتا ہے میں آپ کے کسی کام آ جاؤں۔" وہ کہہ رہا تھا۔

شہرزاد بہت توجہ سے اس کی ذہین آنکھوں میں دیکھتی سر ہلا گئی۔ کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔

"نئی حویلی اور پرانی حویلی کی جنگ کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"آپ کیا جاننا چاہتی ہیں؟" اس کے سوال کے جواب میں اس نے سوال جڑ دیا تھا۔ شہرزاد گہری سانس بھرتی قریب ہی ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

''میں جو جاننا چاہتی ہوں تم مجھے وہ سب بتاسکو گے؟''

''ہوں کوشش کروں گا۔''

''پرانی حویلی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟'' درخت کے تنے سے ٹیک لگائے وہ بے حد مطمئن بیٹھی تھی۔ عبدالہادی قدرے فاصلے پر بیٹھ گیا۔

''پرانی حویلی کے بارے میں تو سارا گاؤں جانتا ہے۔ سائیں اظہار ملک کی حویلی تھی وہ جن کے تین جوان بیٹوں نے ان کی زندگی میں وفات پائی تھی۔''

''صرف بیٹوں نے نہیں پرانی حویلی کے تمام مکینوں نے ان کی زندگی میں ہی موت کا ذائقہ چکھ لیا تھا۔ مگر سوال یہ نہیں ہے سوال یہ ہے کہ انہیں کس نے مارا اور کیوں؟'' عبدالہادی کی تصیح کرتے ہوئے وہ ہمیشہ کی طرح جذباتی ہوئی تھی۔ عبدالہادی نے نظریں پھیر لیں۔

''سارا گاؤں جانتا ہے نئی حویلی اور پرانی حویلی کے درمیان دشمنی پڑ گئی تھی نئی حویلی اور پرانی حویلی کے مکین اسی دشمنی کی نذر ہوگئے۔''

''نئی حویلی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟''

''نئی حویلی اظہار ملک سائیں کے بڑے بھائی ملک وقار کی رہائش گاہ تھی ملک وقار کے تین بیٹے ملک نیاز ملک اعجاز اور ملک ریاض دشمنی کی اسی آگ میں بھسم ہوگئے ملک اعجاز سائیں کا تو کوئی قصور بھی نہیں تھا۔ نئی حویلی ان کا مسکن نہیں تھی وہ شہر میں رہتے تھے اپنے باپ اور بھائیوں کے فیصلوں کے خلاف آواز اٹھاتے تھے مگر پھر بھی انہیں نئی حویلی اور پرانی حویلی کے درمیان بھڑکی دشمنی کی آگ میں جل جانا پڑا۔''

''ہوں نئی حویلی کے وارثین میں کون کون ہے اب؟''

عبدالہادی جو بات سناتے ہوئے ازحد رنجیدہ ہوگیا تھا شہزاد کے لیے وہی بات بے حد معمولی حیثیت کی حامل رہی تھی۔ عبدالہادی اب اسے بتا رہا تھا۔

''نئی حویلی میں ملک فیاض ان کی بیگم ایک بھابی اور بھتیجا رہتے ہیں۔ ان کے تین بیٹے ملک سے باہر ہیں جب کہ اکلوتی بیٹی میرب شہر میں پڑھتی ہے۔''

''ہوں اور ملک نیاز ملک ریاض اور ملک اعجاز کی فیملیز؟''

''ملک اعجاز کا صرف ایک بیٹا ہے جو حویلی میں ہی اپنی ماں کے ساتھ رہتا ہے جب کہ ملک نیاز اور ملک ریاض کے بچے نئی حویلی اور پرانی حویلی کے درمیان دشمنی کے بعد دیار غیر کے ہی ہوکر رہ گئے۔ ملک وقار نے اپنی زندگی میں ہی انہیں دیار غیر میں محفوظ کردیا تھا۔''

''ہمم...... کیا تم پرانی حویلی کے پچھواڑے میں بنی آخری آرام گاہوں کا راز جانتے ہو؟ کیا تم اس تاریک رات کے بارے میں جانتے ہو جس نے حویلی کے سارے چراغ بجھا دیئے تھے؟'' اس بار شہزاد کا سوال عبدالہادی کے لیے قطعی حیران کن تھا۔ کیونکہ اس کی ماں نے بچپن سے اب تک اسے پرانی حویلی کی کسی تاریک رات کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔

''کیا وہ بے خبر تھیں یا اسے بے خبر رکھنا چاہتی تھیں؟'' وہ الجھا اور اس نے قطعی حیرانگی کے ساتھ شہزاد کی طرف دیکھا تھا۔

''کیسی تاریک رات؟ میری معلومات میں پرانی حویلی کی کوئی تاریک رات نہیں ہے۔''

محبت، نفرت اور شک کی آمیزش سے مزین ایک ناقابل فراموش کہانی
بنتے بگڑتے رشتوں سے آراستہ ایک معاشرتی و رومانی دلکش تحریر
حسد کی آگ میں دوسروں کی زندگی جھلسا دینے والوں کا دردناک انجام
ڈھل گیا ہجر کا چاند
حجاب کے صفحات پر بہت جلد ملاحظہ فرمائیں
انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ نفرت بو کر محبت کے پھول نہیں پا سکتا
نفرت کے آنگن میں محبت کے پھولوں کو کھلنے سے کون روک سکتا ہے
گمراہی سے ہدایت تک کا سفر، بنتے بگڑتے رشتوں کی اچھوتی داستان
امید اور ناامیدی کے درمیان پرورش پاتی محبت کی حسین کہانی
پریشانی سے بچنے کے لئے اپنی کاپی آج ہی بک کرائیں۔ رابطہ 03008264242

"حیرت ہے تم نئی حویلی اور پرانی حویلی کے بارے میں اتنا کچھ جانتے ہو مگر پھر بھی تمہیں پرانی حویلی پر قیامت کی طرح ٹوٹنے والی تاریک رات کا نہیں پتا۔" اب وہ آزردہ تھی۔ اس سے پہلے عبدالہادی کوئی جواب دیتا' میرب فیاض اپنی گاڑی سے گاؤں کی کچی سڑک کو روندتی وہاں چلی آئی۔ شہرزاد کے لیے اس کے حلیے سے اس کی حیثیت کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں تھا۔

میرب فیاض کی گاڑی کے ٹائر جیسے ہی ان دونوں کے قریب رکے' شہرزاد کپڑے جھاڑتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ تنگ ٹراؤزر اور لانگ ریشمی قمیص میں ملبوس ڈوپٹے کو گلے میں ڈالے وہ خاصے بگڑے ہوئے موڈ کے ساتھ گاڑی سے نکلی تھی۔

"حد ہوتی ہے غیر ذمہ داری اور بے پروائی کی بھی' تم یہاں عیاشی کر رہے ہو اور میں وہاں حویلی میں پاگلوں کی طرح ادھر سے ادھر چکر لگاتے ہوئے تمہاری واپسی کا انتظار کر رہی ہوں۔" اس کا لہجہ اور الفاظ ایسے تھے کہ شہرزاد کو عبدالہادی کے ڈرائیور ہونے کا یقین کرنا پڑا۔ وہ اس وقت ملک فیاض کی بیٹی کے ساتھ کسی بھی قسم کے ٹکراؤ کے موڈ میں نہیں تھی' تب ہی ایک طرف خفت زدہ کھڑے عبدالہادی کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے' آپ اپنی ڈیوٹی نبھائیں' میں چلتی ہوں اب' زندگی رہی تو پھر ملاقات ہوگی۔" عبدالہادی نے اثبات میں سر ہلایا تھا' جب کہ میرب فیاض اسے گھور کر دیکھ رہی تھی۔ شہرزاد کے وہاں سے چلے جانے کے بعد اس نے عبدالہادی سے پوچھا تھا۔

"کون تھی یہ لڑکی؟"

"پتہ نہیں' کسی کا پتہ پوچھتی پھر رہی تھی۔" گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اس نے خشک لہجے میں کہا۔ میرب اثبات میں سر ہلاتی گاڑی میں آ بیٹھی۔ تب ہی وہ اسٹرینگ سنبھالتے ہوئے بولا۔

"میں تمہارا ملازم ہوں نہ شوہر نہ ہی کسی قسم کا قرض دار ہوں میرا باپ رشتے میں تمہارے باپ کا اکلوتا بھائی تھا لہٰذا آئندہ مجھ سے مخاطب ہوتے وقت ذرا تمیز کے دائرے میں رہنا ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ تم سے میرا کیا رشتہ ہے تو خاصی مشکل میں پڑ جاؤ گی تم۔" اس کا لہجہ قطعی بے لچک تھا۔ میرب فیاض سر جھٹکتی' اس کی نصیحت کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکالتی' لاپروائی سے گاڑی سے باہر دیکھنے میں مگن ہوگئی تھی۔

❁......❁......❁......❁

درمکنون ساویز آفندی کے ساتھ خراماں خراماں چلتی ہوٹل سے باہر نکل گئی تھی۔ صیام اپنی جگہ پر جامد کھڑا اسے ہوٹل سے باہر نکلتے دیکھتا رہا۔ اس نے اسے مطلع کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا کہ وہ ہوٹل سے باہر جا رہی ہے۔ دل تھا کہ سینے میں لہو لہان ہو رہا تھا مگر اس نے لب سی لیے۔ اسے خود پر غصہ آ رہا تھا کہ کیوں اپنی حیثیت جانتے بوجھتے ہوئے وہ آسمان کو چھونے کی خواہش کر بیٹھا تھا' وہ کیوں بھول گیا تھا کہ درمکنون صمید کے سامنے اس کی حیثیت سوائے ایک ملازم کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ جب چاہے اسے اپنے دفتر سے بے دخل کر سکتی ہے' دل میں جگہ دینا تو بڑی بات تھی ساویز نے ہوٹل سے نکلتے ہوئے درمکنون سے کہا۔

"یار مجھے تمہارا یہ سیکرٹری ایک آنکھ نہیں پسند۔" درمکنون اس کے الفاظ پر بے ساختہ رکی۔

"کیوں......! تمہیں کیا کہہ دیا اس نے؟"

"مجھے کیا کہنا ہے' بس تمہارا سایہ بنا اچھا نہیں لگتا' کیا پتہ کب تم اس کی وجاہت کے سامنے دل ہار جاؤ۔" اس نے اپنے دل کی بات کی۔ درمکنون صمید کا دل دھڑک اٹھا۔ وہ صرف مسکرائی تھی۔ ساویز آفندی کے خدشے کی وضاحت کرنا اس نے ضروری نہیں سمجھا تھا۔ ساویز نے راول جھیل کے قریب گاڑی روک دی تھی۔

"تم نے مریرہ آنٹی سے ہمارے رشتے کی بات کی دری؟" گاڑی سے نکلنے سے پہلے اس نے پوچھا تھا۔ درمکنون نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں کی تھی۔"

"پھر کیا کہتیں ہیں وہ؟"

"وہ اس رشتے کے لیے راضی نہیں ہیں۔" اس بار وہ دروازہ کھول کر اس سے پہلے ہی گاڑی سے باہر نکل آئی تھی۔ ساویز بے چین ہوگیا۔

"کیوں......کیوں راضی نہیں ہیں؟"

"پتہ نہیں' ان کا خیال ہے کہ تمہیں اپنی سابقہ منگیتر پرہیان کے ساتھ ہی شادی کرنی چاہیے۔"

"مگر کیوں؟"

"میں کیا کہہ سکتی ہوں' شاید وہ جانتی نہیں ہیں کہ پرہیان ان کی سوتن کی بیٹی ہے' اس سوتن کی بیٹی جس نے ان سے ان کا سب کچھ چھین لیا۔"

"ہوں' پھر اب کیا ہوسکتا ہے؟"

"پتہ نہیں' فی الحال تو میں اپنی مما کے فیصلے کے خلاف نہیں جاسکتی۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ میں کون سا بوڑھا ہو رہا ہوں۔"

"ہوں بات تو ٹھیک ہے مگر پھر بھی تم اپنی پسند سے کہیں اور شادی کرنے میں بالکل آزاد ہو۔ کیونکہ تم جانتے ہو ہمارے درمیان صرف دوستی ہے' عشق محبت والا کوئی چکر نہیں ہے۔"

"ہوں میں جانتا ہوں مگر پھر بھی میں تمہارا ویٹ کروں گا۔"

"تمہاری مرضی۔" درمکنون نے کندھے اچکائے تھے۔ ساویز اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلتا رہا۔

"پرہیان کا کیا بنا؟ کیا اس نے رشتہ ختم ہونے کے بعد دوبارہ تم سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی؟"

"کی تھی' جب میں نے اس رشتہ کو ختم کیا وہ بہت دکھی اور جذباتی ہوگئی تھی' مگر جب میں نے اسے اس کی اصلیت بتائی تو اس کے بعد دوبارہ تنگ نہیں کیا اس نے۔"

"چلو شکر ہے' تم آج کل کیا کر رہے ہو؟"

"کچھ خاص نہیں' لندن میں میرا ایک دوست ہے ایلی' اس کے ساتھ بزنس پارٹنر شپ کا سوچ رہا ہوں۔"

"گڈ' کافی ذمہ دار ہوگئے ہو۔"

"ہونا ہی پڑتا ہے' والدین ساری عمر منہ میں نوالے نہیں ڈال سکتے۔"

"صحیح کہا' پاکستان میں کب تک ٹھہرے ہوئے ہو؟"

"کل تک' پرسوں واپس چلا جاؤں گا۔ اگلے ماہ کینیڈا میں بہت امپورٹنٹ میٹنگ ہے میری۔"

"واؤ......کینیڈا کی میٹنگ کے لیے تو مما نے بھی خصوصی فون کر کے اٹینڈ کرنے کا کہا ہے۔"

"چلو اچھا ہے' ایک بار پھر ٹکراؤ ہو جائے گا ہمارا' میرا ارادہ اس بار کینیڈا سے افریقہ کے جنگل میں تھوڑی سیر و تفریح کرنا ہے۔"

"ارادہ تو اچھا ہے مگر سنا ہے کہ افریقہ کے جنگل خاصے خطرناک ہیں۔"

"مجھ سے زیادہ خطرناک نہیں ہیں۔" وہ مسکرایا تھا۔ درمکنون بھی کھل کر مسکرادی۔ اس روز ساویز نے اسے پورا اسلام

آباد گھمایا تھا۔ ایک دوسرے کی ہمراہی میں گزرے ہوئے لمحوں کو یاد کرتے انہیں پورا دن گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔ دونوں بے حد تھک کر جس وقت ہوٹل پہنچے رات اچھی خاصی گہری ہو چکی تھی۔ در مکنون اپنے کمرے میں آئی تو سب سے پہلا خیال اسے صیام کا آیا۔ وہ اسے بتا کر نہیں گئی تھی۔ شاید وہ اس کی طبیعت کی وجہ سے اس کے لیے پریشان ہوتا رہا ہو وہ اسے کال کر کے بتانا چاہتی تھی کہ وہ ہوٹل واپس آ چکی ہے مگر پھر ٹائم دیکھ کر اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس کے خیال میں صیام اس وقت تک سو چکا تھا۔ مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ ہوٹل سے اس کی رخصتی سے لے کر واپسی تک وہ بے حد بے قرار وہیں لابی میں براجمان ایک ایک لمحہ سلگتا رہا تھا۔ کچھ جذبوں کی زبان نہیں ہوتی مگر وہ بہت خودسر ہوتے ہیں۔ صیام کے جذبات کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ تھا۔

❀......❀......❀......❀

”ایکسکیوزمی۔“ اس روز ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد وہ اسٹور سے واپس آ رہی تھی جب ایک نرم سی پکار نے اسے چونکا دیا۔ وہ رکی اور بے ساختہ پیچھے پلٹ کر اس نے دیکھا تھا‘ جہاں نیلی آنکھوں اور گھنگرالے بالوں والی ایک گڑیا سی لڑکی آنکھوں میں بے حد نرماہٹ لیے اس کی طرف ہی دیکھے جا رہی تھی۔ تب ہی وہ بولی تھی۔

”جی فرمایئے۔“ لڑکی اس کے متوجہ ہونے پر قدرے کنفیوز ہوئی تھی۔

”میرا نام ہوزان ہے‘ کیا آپ زاویار صمید حسن کی بہن ہیں؟“ خالص انگلش میں خاصی اپنائیت کے ساتھ اس نے پوچھا تھا۔ پرہیان کا دل اس حوالے سے کٹ کر رہ گیا۔

”کیا آپ کو زاویار صمید حسن سے کوئی کام ہے؟“

”نہیں‘ مجھے زاویار سے نہیں بلکہ اس کی بہن سے کام ہے۔“ پرہیان کے سوال کے جواب میں سوال پر وہ قدرے اعتماد سے بولی تھی۔ پرہیان کی الجھن بڑھ گئی کچھ لمحوں کے بعد اس نے سوچتے ہوئے کہا تھا۔

”جی کہیے‘ میں ہی زاویار صمید حسن کی بہن ہوں۔“

”شکریہ‘ میں پہلے سے جانتی تھی کہ آپ زاویار صمید حسن کی بہن ہیں‘ میں نے ایک دو بار آپ کو اس کے ساتھ دیکھا تھا۔“ اس کے اقرار پر سامنے کھڑی وہ باربی ڈول سی لڑکی مسکرائی تھی۔

”اگر آپ مجھے تھوڑا وقت دے سکیں تو کیا ہم کہیں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں؟“

”ہوں وائے ناٹ۔“ پرہیان کی دلچسپی اس لڑکی میں بڑھ گئی تھی۔ لہٰذا اس نے فوراً اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہوزان خوش ہو گئی۔

اگلے کچھ منٹس کے بعد وہ قریب کے ایک ہوٹل میں ایک دوسرے کے مدمقابل بیٹھی تھیں۔ پرہیان نے ایک نظر بائیں کلائی پر بندھی رسٹ واچ کی طرف دیکھا پھر ہوزان پر نظریں جما دیں۔

”جی کہیے زاویار صمید حسن سے کیا کہنا چاہتی ہیں آپ؟“

”میری کہانی چند لفظوں میں سمٹنے والی نہیں ہے۔“

”کوئی بات نہیں‘ میرے پاس ایک گھنٹہ ہے آپ ایک گھنٹے میں جو کہنا چاہتی ہیں کہہ سکتی ہیں۔“

”شکریہ۔ میرا نام ہوزان ہے‘ یہ نام خالص میری ماں کی پسند اور خواہش پر رکھا گیا۔ حالانکہ میری ماں کو اسلام کی قبولیت کا شرف حاصل نہیں ہو سکا مگر پھر بھی وہ اسلام سے بے حد متاثر تھیں۔“

”ہوں‘ مگر اسلام قبول کرنے کا شرف کیوں حاصل نہیں ہو سکا انہیں؟“

”وہ ان پڑھ تھیں‘ ایک بروکن فیملی کا حصہ ان کا بچپن...... ان کے ماں باپ میں سے کسی کو بھی ان کی ضرورت نہیں

تھی لہٰذا اماں کے جنم دینے کے بعد ان کی ماں نے کسی اور مرد سے مراسم بڑھا لیے۔ باپ پہلے ہی خود کو نہیں اور مصروف کر چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے بہت چھوٹی عمر میں دکھ سمیٹنے شروع کر دیئے تھے۔ وہ بہت زیادہ حساس تھیں۔ زندگی کی تلخ حقیقتوں نے ان کے اندر کڑواہٹ بھر دی تھی مگر پھر بھی میں نے انہیں کبھی مایوس نہیں دیکھا' وہ اکثر راتوں میں اٹھ اٹھ کر دیئے جلایا کرتی تھیں۔''

''اوہ..... کیا اب وہ حیات نہیں رہیں؟''

''نہیں' ابھی کچھ ہی عرصہ پہلے ان کی ڈیتھ ہوئی ہے۔''

''اوہ ویری سیڈ۔'' پریہان کو واقعی دکھ ہوا تھا جب وہ بولی۔

''میری ماں کی زندگی میں آنے والا پہلا مرد ایک مسلمان تھا' تب ماں جوان تھی اور میری طرح ایک اسٹور میں ملازمت کرتی تھی' وہ شخص وہیں ان سے ملا' وہ پہلا واحد شخص تھا جس نے میری ماں کو عزت دی' جس کے لہجے میں میری ماں کے لیے بے حد نرمی اور اپنائیت تھی' ماں اس سے بہت متاثر تھی' وہ شخص رفتہ رفتہ ان کے بہت قریب آ گیا تھا' ماں بتایا کرتی تھی کہ وہ یہاں پڑھنے کے لیے آیا تھا' اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے...... وہ اعلیٰ تعلیم جو صرف اور صرف کسی اچھی ملازمت میں اس کے کام آ سکتی تھی اور بس......''

''میں سمجھی نہیں۔''

''میں نے بہت مشکل بات تو نہیں کی۔'' پریہان کے الجھ کر دیکھنے پر وہ ذرا سا مسکرائی تھی۔

''یہاں مختلف ممالک سے سینکڑوں مسلمان اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں' وہ اعلیٰ تعلیم صرف ان کی ڈگریوں میں اضافہ کرتی ہیں' انہیں بہتر جاب دلواتی ہیں دنیاوی اور آخروی دنیا میں ان کے کردار کو بے مثال نہیں بناتی جیسے کہ اسلامی مدارس اور اسلامی تعلیمات بناتی ہیں' میری ماں کہتی تھی بہت دکھ سے کہتی تھی جانے ان مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے حقیقی اعلیٰ تعلیم جو ان کا مذہب ان کی شریعت انہیں دیتی ہے' چھوڑ کر یہودیوں کی زبان' ان کے بنائے گئے تعلیمی فارمولے' ان کے نظریات اور ان کی درس گاہوں کے سرٹیفکیٹ کو اپنی حقیقی کامیابی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقی کامیابی تو وہ تعلیم ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انسان خواہ وہ دنیا کے کسی بھی علاقے' مذہب یا نسل سے تعلق رکھتا ہو' اپنی زندگی اپنا اخلاق اور اپنا کردار سنوارتا ہے۔ میری ماں کو ساری زندگی اپنے ان پڑھ رہنے کا دکھ رہا' ان کے پاس انگلش ترجمے والا قرآن پاک تھا مگر وہ اسے پڑھ نہیں سکتی تھی' سمجھ نہیں سکتی تھی' انہوں نے کسی اسکالر سے بس قرآن پاک کی سورہ النساء کا مکمل ترجمہ و تشریح سنی تھی اور بس اسی ایک سورۃ نے ان کا اندر بدل دیا۔ وہ اسلام کے بارے میں جاننا چاہتی تھیں سمجھنا چاہتی تھیں۔ اسلام کی پناہ میں آنا چاہتی تھی مگر ان کی تقدیر اور حالات نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ ساری زندگی انہوں نے انگلش ترجمے والا قرآن پاک سینے سے لگا کر سنبھال کر رکھا۔'' ہوازن کھوئے کھوئے سے انداز میں بتا رہی تھی اور پریہان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے یہ کہانی کیوں سنا رہی ہے؟

''بھلا زاویار صمید حسن کی بہن کا اس کی ماں کی کہانی کے ساتھ کیا تعلق ہو سکتا تھا؟'' اس نے ایک نظر بائیں کلائی پر بندھی رسٹ واچ پر ڈالی پھر بولی۔

''آپ کی کہانی بہت دلچسپ ہے مگر میں معذرت چاہوں گی کہ میرے پاس اس وقت زیادہ وقت نہیں ہے' کیا ہم دوبارہ کہیں مل سکتے ہیں؟''

''شیور۔'' ہوازن نے اس کی عجلت پر بناء برا منائے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پریہان نے بے ساختہ گہری سانس خارج کی۔

"شکریہ آپ مجھے اپنے گھر کا ایڈریس دے دیں' کل میں آپ سے آپ کے گھر پہ آکر مل لوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔" پرہیان کی آفر پر ہوازن نے پاس پڑے بیگ سے قلم اور چھوٹا سا سفید کاغذ نکالا پھر اس پر اپنے گھر کا پتہ لکھ دیا۔

ان کی منگوائی ہوئی کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ پرہیان کے اٹھنے سے پہلے اس نے پے منٹ کلیئر کی اور پھر ہوٹل سے نکل آئی! اپنی کہانی مکمل کرنے کے لیے اب اسے بے تابی سے اگلے دن کا انتظار کرنا تھا۔

❁......❁......❁......❁
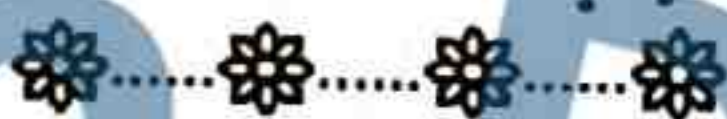
زاویار صمید حسن مریرہ رحمٰن سے طے کی گئی ملاقات کے تحت مقررہ وقت سے کچھ منٹ پہلے ہی Tayyabas پہنچ گیا تھا۔ مکمل بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس اس کی شخصیت اس وقت بے حد بکھری بکھری سی دکھائی دے رہی تھی۔ آنکھوں کی سرخی اس بات کا واضح ثبوت تھی کہ وہ رات بھر جاگتا رہا ہے۔ مریرہ کوشش کے باوجود مقررہ وقت پر Tayyabas نہیں پہنچ سکی تھی۔ زاویار کا دل کٹ کر رہ گیا۔ اس کا دل چاہا وہ اس عورت کی کوئی بات نہ سنے' اس کی شکل بھی نہ دیکھے مگر پھر بھی وہ ڈھیٹ بنا وہیں بیٹھا رہا۔ تقریباً تیس منٹ کی تاخیر کے ساتھ وہ ہوٹل کے داخلی دروازے سے اندر آتی دکھائی دی۔ زاویار اپنے اندر کے طوفانوں کو دبائے بیٹھا رہا۔

"سوری...... میں بہت کوشش کے باوجود مقررہ وقت پر نہ پہنچ سکی۔" مکمل سفید شلوار قمیص میں ملبوس سر پر گرے اسکارف لیے وہ بے حد نفیس لگ رہی تھی۔ زاویار نے اس کی معذرت پر خفیف سا سر ہلاتے ہوئے نظر پھیر لی۔

"اٹس او کے...... مجھے فرق نہیں پڑتا۔" لبوں پر تلخ سی مسکراہٹ بکھرائے اس نے کہا۔ مریرہ گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

"میرا نام مریرہ ہے میرا ایک بیٹا تھا زاویار' بچپن میں چھن گیا تھا مجھ سے' تمہاری شکل میرے بیٹے سے بہت ملتی ہے' کیا نام ہے تمہارا؟"

"میرا نام زاویار نہیں ہے۔" مریرہ کے سوال پر نظریں چرائے چرائے اس نے خاصی درشتگی سے جواب دیا تھا۔ مریرہ کے دل پر جیسے گھونسہ لگا۔

"کیا تم مریرہ رحمٰن کے بیٹے نہیں ہو؟"

"جی نہیں' میں صرف سارا منیر حسین اور صمید حسن کا بیٹا ہوں بس...... مریرہ رحمٰن نامی کسی عورت کو نہیں جانتا۔" زاویار کے لہجے کی سفاکی نے مریرہ کے حوصلے پست کر دیئے تھے مگر سامنے بیٹھے شخص کے الفاظ میں اس بات کی سچائی اور یقین تھا کہ وہ اسی کا بیٹا ہے تب ہی اس کی آنکھیں بھر آئی تھیں اور ہونٹ کپکپائے تھے۔

"تم میرے بیٹے ہو زاویار' میں نے جنم دیا تھا تمہیں۔"

"جھوٹ...... میری ماں سارہ منیر حسین ہے' ہوش سنبھالنے سے لے کر اب تک انہی کا چہرہ اپنی ماں کے روپ میں دیکھا ہے میں نے' اتنا بے وقوف نہیں ہوں کہ کوئی بھی دوسری عورت فرضی کہانی سنا کر مجھے میری ماں سے دور کر دے گی۔"

"فرضی کہانی نہیں ہے یہ' حقیقت ہے حقیقت' یقین نہیں آتا تو ابھی اپنے باپ کو کال کر کے ساری سچائی کے بارے میں جان سکتے ہو۔"

"مجھے کسی کو کال کرنے کی ضرورت نہیں ہے سمجھی آپ؟" اس بار وہ تھوڑا روڈ ہوا تھا۔ مریرہ نے بے بسی سے لب بھینچ لیے۔

"تمہیں میرا یقین کرنا ہوگا زاویار کہ میں تمہاری ماں ہوں۔"

"او کے' ایک لمحے کے لیے میں آپ کی بات سچ مان لیتا ہوں پھر؟" وہ اتنا تلخ کیوں ہو رہا تھا اسے خود بھی معلوم نہیں

تھا۔ مریہ جیسے لاجواب ہوئی۔

"میں جانتی ہوں میرا بیٹا دل سے میری بات کا یقین کرے گا کہ اتنے سال جو دوری کا کرب میں نے برداشت کیا ہے وہ کچھ تو کم ہو۔"

"کیسی دوری...... کیسا کرب؟ آپ کے بقول اگر میں آپ کا بیٹا ہوں‘ آپ میری ماں ہیں تو پھر یہ اتنے سالوں کے بعد کیوں یاد آیا آپ کو؟ پہلے کہاں چلی گئی تھیں آپ؟ معاف کرنا محترمہ مگر آپ جیسی عورتیں بے اولاد ہی رہیں تو اچھا ہے۔"

"نہیں...... میرے ساتھ اس لہجے میں بات مت کرو بیٹا پلیز۔"

"مت کہیں مجھے بیٹا...... میں ایک بدکردار عورت کا بیٹا ہو ہی نہیں سکتا کبھی۔"

"چٹاخ......" زاویار صمید حسن کے ہونٹوں سے نکلے وہ الفاظ صرف الفاظ نہیں تھے بلکہ مریہ رحمٰن کے منہ پر طمانچہ تھے۔ کتنی ہی دیر تک وہ ساکت نگاہوں سے اپنے بیٹے کو دیکھتی رہی تھی۔

"میں بدکردار نہیں ہوں۔" اس کے حلق سے کچھ لمحوں کے بعد پھنسی پھنسی سی آواز نکلی تھی۔ زاویار نے تنفر سے سر جھٹک دیا۔

"بدکردار نہ ہوتی تو اپنی سگی اولاد کو چھوڑ کر کبھی نہیں جاتیں‘ اپنے گھر میں آباد ہوتیں۔"

"میں نہیں گئی تھی اپنی سگی اولاد کو چھوڑ کر وہ آئی تھی میرے گھر میں ڈاکہ ڈالنے جسے تم معتبر کہہ رہے ہو جا کر پوچھو اس نے کیا کیا اس نے میرے ساتھ صمید حسن کے ساتھ مل کر اپنے باپ سے پوچھو جا کر میں تمہیں چھوڑ کر گئی تھی یا اس نے تمہیں مجھ سے چھینا تھا۔" وہ جذباتی ہوگئی تھی۔ زاویار بے نیاز بنا بیٹھا رہا‘ چند لمحوں کے بعد اس کے لبوں نے جنبش کی تھی۔

"کیا آپ نے یہی سب بتانے کے لیے مجھے یہاں بلایا تھا؟"

"نہیں...... میں تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ میرے ساتھ ماضی میں کیا ہوا؟"

"سوری...... مجھے آپ کی کہانی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" وہ بےزار تھا۔ مریہ اسے دیکھتی رہ گئی۔

"کیا تمہیں اس عورت کی زندگی کی کہانی جاننے سے کوئی دلچسپی نہیں جس نے تمہیں جنم دیا۔"

"نہیں۔" زاویار کے نہیں نے مریہ کے دل پر جیسے ایک بار پھر گھونسا رسید کیا۔

"میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میری ماں ایک بدکردار عورت تھی اسی لیے وہ مجھے اس وقت جب مجھے اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی چھوڑ کر چلی گئی۔ آج اگر معاشرے میں میری پہچان ہے تو میرے باپ کے حوالے سے ہے۔ صرف مجھے ٹوٹ پھوٹ سے بچانے کے لیے میرے باپ نے کبھی مجھے یہ پتہ نہیں لگنے دیا کہ مجھے جنم دینے والی عورت کون تھی۔ مت کہیں مجھے کہ آپ میری ماں ہیں‘ میری ماں وہ عورت ہے جس نے آپ کے چلے جانے کے بعد مجھے ماں کا پیار دیا۔ میرے پاپا کو سنبھالا۔ زندگی میں کبھی ایک لمحے کے لیے بھی اس عورت نے مجھے یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ میری سگی ماں نہیں ہے۔" مریہ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ شروع ہوگیا تھا۔ وہ چپ چاپ خاموش نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔

"اپنی سگی اولاد سے تو ہر کوئی پیار کرتا ہے مگر عظیم تر وہ لوگ ہوتے ہیں جو کسی دوسرے کی چھوڑی ہوئی اولاد کو سگوں جیسا پیار دیں‘ ماں قربانی کا دوسرا نام ہے‘ صرف اپنی خوشیوں کے لیے اپنا گھر اور اپنی اولاد چھوڑ کر بھاگ جانے والی عورتیں قطعی اس قابل نہیں کہ انہیں ماں کہا جاسکے۔" وہ اپنے اندر کا غبار نکال رہا تھا۔ مریہ نے آنسو پونچھ لیے۔

"تمہارا باپ ایک دھوکے باز جھوٹا انسان ہے زاویار اس نے......"

"جسٹ شٹ اپ اوکے۔" بھیگے لہجے میں ابھی وہ اسے سچ بتانا ہی چاہتی تھی جب وہ خود پر قابو نہ رکھتے ہوئے چلا اٹھا۔ قرب و جوار میں بیٹھے لوگوں نے خاص حیرانی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

مریرہ کو لگا جیسے کسی نے اس کا گلا گھونٹ دیا ہو۔ اس کا سانس جیسے حلق میں اٹک گیا تھا۔ سامنے بیٹھا خوبرو شخص اس کا بیٹا نہیں تھا۔ وہ صرف اور صرف صمید حسن کا بیٹا تھا۔ اس شخص کا بیٹا جس نے اسے آنسوؤں کے سوا کچھ نہ دیا۔ زاویار قرب و جوار میں بیٹھے لوگوں سے ایکس کیوز کر رہا تھا۔ وہ آنسوؤں سے بھری آنکھوں کے ساتھ وہاں سے اٹھ آئی۔ اس کا دل جیسے پھٹ رہا تھا۔ سالوں بعد اس کا بیٹا جس کے لیے وہ اب تک پاگل ہو رہی تھی اسے ایسے ملے گا اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ بارش ہو رہی تھی۔ وہ بھیگنے کی پروا کیے بنا، بغیر کیب کے پیدل چلتی رہی۔ ابھی آدھا راستہ بھی طے نہیں کیا تھا کہ عمر عباس کی کال آ گئی۔ مریرہ اس وقت اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی مگر پھر بھی اس نے بہتے آنسوؤں کی پروا کیے بغیر کال اٹینڈ کر لی۔ عمر عباس پوچھ رہا تھا۔

"ہیلو میرو! کیا تم لندن میں ہو؟"

"ہوں۔" بمشکل وہ حلق سے آواز نکال پائی تھی۔ عمر ناراض ہو گیا۔

"تم لندن میں ہو اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں۔"

"رات ہی آئی تھی، مصروفیت ایسی تھی کہ تمہیں بتانا یاد ہی نہیں رہا۔" وہ جھوٹ بول رہی تھی۔ سچ بولنے کا حوصلہ نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے، میں کل شام تک لندن پہنچ جاؤں گا۔ تم کل شام تک رکوں گی ناں؟"

"نہیں...... مجھے آج ہی واپس جانا ہے عمر......"

"میں کچھ نہیں جانتا، تم کل تک وہیں ٹھہرو، میں کل آ رہا ہوں۔" دھونس سے کہتے ہوئے اس نے کال ڈس کنکٹ کر دی تھی۔

مریرہ نے سیل پھر سے کوٹ کی جیب میں ڈالا اور وہیں قریبی بینچ پر بیٹھ گئی۔ آج بہت مدت کے بعد اس کے دل کے زخم ادھڑے تھے۔ تب ہی آنکھیں یوں آنسو لٹا رہی تھیں جیسے مدت کے بعد کوئی دریا چڑھ کر اترا ہو۔

❁......❁......❁......❁

اس رات اس نے پھر بہت شراب پی تھی۔ Tayyabas سے مریرہ رحمٰن کے اٹھ جانے کے بعد وہ سیدھا بار کلب گیا تھا اور پھر آدھی رات کے بعد وہاں سے گھر واپسی ہوئی تھی۔ ایک اسے مسلسل فون کر رہا تھا مگر اس نے ایک کی کال نہیں سنی۔ وہ سن ہی نہیں سکتا تھا۔ اس وقت بھلا وہ اپنے آپ میں تھا ہی کب؟ دل کے اندر تو جیسے بھانبڑ چل رہے تھے۔ اس نے جو سوچا تھا وہی کیا تھا۔ دل کی بھڑاس نکل چکی تھی۔ اپنی سگی ماں کو وہ ڈھول چٹا کر آیا تھا مگر...... اندر کہیں بہت سے زخموں کے منہ کھل گئے تھے۔ اپنے کمرے کی ہر چیز اٹھا اٹھا کر اس نے دیوار پر دے ماری تھی مگر پھر بھی قرار نہیں آیا تھا۔ بیڈ کی پٹی سے ٹیک لگا کر وہ کتنی دیر تک بچوں کی طرح بلک بلک کر روتا رہا تھا۔ جس چہرے کو دیکھنے کی اسے حسرت تھی آج اسی چہرے کو وہ رلا کر آیا تھا۔ چھوڑ آیا تھا تو ٹوٹ آیا تھا اور جب ٹوٹ آیا تھا تو اب رو رہا تھا۔ رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی اور وہ بیڈ کی پٹی سے ٹیک لگائے پلکیں موندے روتا رہا۔

❁......❁......❁......❁

درمکنون صیام کے ساتھ کراچی واپس آ گئی تھی۔ ایک بات جو اس نے نوٹ کی تھی۔ صیام خاموش تھا۔ پورے سفر کے دوران وہ مسلسل خاموش رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کا حال پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔ رات ڈھل رہی تھی جب

آپ اتفاق کرتے ہیں......!

مجھے ایک آدمی کہہ رہا تھا۔ ''مختار خالص انسان اچھا نہیں ہوتا۔ وہ موجودہ دور میں ناکام ترین انسان ہے۔

اس نے دلیل یہ دی کہ۔ خالص تو سونا بھی کارگر ثابت نہیں ہوتا' اس سے ڈیزائن دار دیدہ زیب زیورات نہیں بنتے۔

زیور بنانے کے لئے اس میں تھوڑی سی ملاوٹ کرنی پڑتی ہے۔

(عائشہ سلیم......اورنگی ٹاؤن)

شدید تھکن کے باوجود اس نے مریرہ کو کال ملالی۔

''السلام علیکم۔'' کئی بار کوشش کے بعد اس کی کال پک ہوئی تھی اس پر مریرہ کے تھکے تھکے سے السلام علیکم نے قدرے تشویش میں مبتلا کردیا۔

''وعلیکم السلام کیسی ہیں آپ مما؟''

''میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو؟''

''میں بھی ٹھیک ہوں مگر مجھے آپ ٹھیک نہیں لگ رہیں۔ کیا زکام ہوا ہے۔''

''ہاں۔''

''نہیں مما' مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے آپ مجھ سے کچھ چھپا رہی ہیں۔''

''تم سے کچھ نہیں چھپا سکتی میں در مکنون۔''

''تو ٹھیک سے پھر بتائیے کیا ہوا ہے کیا عمر انکل کے ساتھ کوئی فائیٹ ہوئی ہے۔''

''نہیں' پہلے تم بتاؤ میٹنگ کیسی رہی؟''

''بہت اچھی' ہماری کمپنی کو بہت بڑا کانٹریکٹ ملا ہے مما۔''

''ہوں گڈ' مجھے یقین تھا کہ میری بیٹی ضرور کامیاب لوٹے گی۔''

''شکریہ مگر اس کامیابی کے پیچھے ستر فیصد ہاتھ صیام کی قابلیت کا ہے مما' اس نے یوں بریفنگ دی کہ میں خود حیران رہ گئی۔''

''جانتی ہوں' بہت قابل لڑکا ہے۔ اسی لیے تو شہر بانو بھابی نے شہزاد کے لیے پسند کیا ہے اسے۔'' وہ اپنی رو میں کہہ رہی تھی۔ در مکنون کے اندر ایک بے نام سی اداسی اتر آئی۔

''آپ نے بتایا نہیں' آپ کیوں ڈسٹرب ہیں؟'' وہ بات بدل گئی۔ دوسری طرف موجود مریرہ نے بے ساختہ گہری سانس بھری۔

''میں کل زادیار سے ملی تھی دری' بہت ہرٹ کیا اس نے مجھے' اس کا کہنا ہے کہ اس کی ماں ایک بدکردار عورت تھی۔''

''اف.....آپ نے منہ کیوں نہیں توڑا اس کا؟''

''کیسے توڑ سکتی تھی' وہ میرا بیٹا تھا ہی نہیں وہ تو سارا منیر حسین اور صمید حسن کا بیٹا تھا۔''

''مما آپ بھی ناں بس......اگر وہ زندگی میں کبھی مجھے مل گیا ناں تو دیکھیے گا کیا حشر کرتی ہوں میں اس کا۔''

''نہیں دری' وہ تمہارا بھائی ہے' تم اس کے لیے زندگی میں کبھی برا سوچنا بھی مت۔''

وہ بھائی ہے تو آپ میری ماں ہیں مما میری پوری کائنات ہیں آپ میں پوری دنیا میں کسی کو بھی اجازت نہیں دوں گی کہ آپ کو ہرٹ کرے خواہ میرا اپنا سگا باپ ہی کیوں نہ ہو۔"

"میں جانتی ہوں مگر وہ حقیقت سے ناواقف ہے میری جان' وہ وہی جانتا ہے جو اسے تمہارے پاپا اور سارا منیر حسین نے بتایا ہوگا۔"

"اگر انہوں نے ایسا کیا ہے تو بہت غلط کیا ہے مما' میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میرے پاپا اتنا گر سکتے ہیں۔"

"ہوں.....سوچ تو میں بھی نہیں سکتی تھی مگر جانے دو' تم آرام کرو ابھی مجھے کچھ کام ہے۔ میں بعد میں کال کرتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے اپنا خیال رکھیے گا۔"

"تم بھی اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ۔" لائن کٹ چکی تھی۔ در مکنون سوچوں کے تانے بانوں میں الجھی بہت دیر تک جاگتی رہی تھی۔

❁......❁......❁......❁
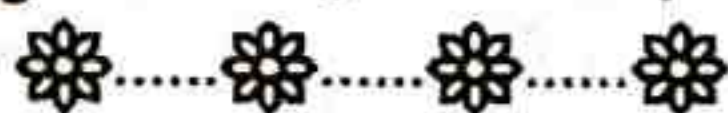
موسم بے حد خوش گوار ہو رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پانی سے بھرے کالے بادل آسمان کی نیلاہٹ کو چھپائے پورے آسمان پر بکھر گئے تھے۔ عائلہ نے جلدی جلدی سبزی کاٹی اور صحن میں بکھری ہوئی چیزیں سمیٹنا شروع کر دیں۔ کرنل صاحب گھر پر نہیں تھے۔ صحن میں بکھری ہوئی چیزوں کو سمیٹنے کے بعد اس نے جلدی جلدی شام کے کھانے کی تیاری شروع کر دی۔ جب تک سدید تھا اسے کبھی گھر واپسی کے بعد کسی کام کی ٹینشن نہیں ہوئی تھی مگر اس کے جانے کے بعد آفس سے واپسی پر شام کے کھانے سمیت بیسیوں کام اس کے منتظر ملتے تھے۔ حقیقی معنوں میں پہلی بار اسے سدید کی بے تحاشہ کمی محسوس ہوئی تھی۔ پہلی بار اسے اس کی قدر و قیمت کا پتا چلا تھا۔ وہ روز اس کی کال کا انتظار کرتی مگر ہر روز دن ڈھل جاتا اور رات آ جاتی۔ جانے وہ اسے بھول گیا تھا یا پھر بہت زیادہ مصروف ہو گیا تھا۔ کچھ بھی تھا وہ ہر نماز میں اس کی خیریت اور سلامتی کی دعا مانگنا نہیں بھولتی تھی۔ اس وقت بھی مغرب کی نماز کے بعد اس نے سدید کے لیے خلوص دل سے دعا مانگی۔ بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں وہ رنگ اس وقت بھی جگمگا رہی تھی جو وہ خود اپنے ہاتھوں سے پہنا کر گیا تھا۔

بارش تقریباً پندرہ منٹ موسلا دھار برسنے کے بعد تھم گئی تھی۔ عائلہ نے جلدی جلدی کھانا پکانا شروع کر دیا۔ تب ہی بیرونی دروازے پر کرنل صاحب نے دستک دی تھی۔ وہ چولہے کی آنچ دھیمی کر کے باہر دروازہ کھولنے آ گئی۔

"السلام علیکم۔" قدرے ہشاش بشاش انداز میں اس نے سلام کیا تھا۔ مگر کرنل صاحب نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ وہ بے حد نڈھال دکھائی دے رہے تھے۔ عائلہ کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔

"کیا بات ہے بابا' آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟" وہ ان کے پیچھے آئی تھی۔ کرنل صاحب نے اس کے سوال کے جواب میں اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا۔

"کیا ہوا ہے.....سدید تو ٹھیک ہے ناں؟" جانے کیوں بے ساختگی میں اس کے منہ سے نکلا تھا۔ جواب میں کرنل صاحب کی آنکھیں بھر آئیں۔ وہ بولے تو ان کا لہجہ بے حد ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔

"سدید اب اس دنیا میں نہیں رہا بیٹی۔ اسے ژوماری کی پہاڑیوں نے نگل لیا۔" الفاظ نہیں کوئی آتش فشاں تھا جو پھٹا تھا۔ عائلہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے انہیں دیکھتی رہ گئی۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

عید کے رنگ اناڑی پیا کے سنگ

صائمہ قریشی

عمر رائیگاں کردی تب یہ بات مانی ہے
موت اور محبت کی ایک ہی کہانی ہے
کھیل جو بھی تھا جاناں اب حساب کیا کرنا
جیت خواہ کسی کی ہو، ہم نے ہار مانی ہے

”کیا کررہی ہو؟“ وہ عصر کی نماز سے فارغ ہوکر کچن کی طرف بڑھ گئی۔ کچن کا دروازہ عبور کرتے ہی وہ بھی کچن میں داخل ہوا تھا‘ اس کی آواز پر اس نے پہلے اسے اور پھر اس کے ہاتھ میں پکڑے بیگز کو دیکھا۔

”کچھ خاص نہیں افطاری کا وقت نزدیک ہے ناں تو سوچا دیکھ لوں آج کیا تیار کرنا ہے۔“ وہ سر پر لپٹے دوپٹے کو ڈھیلا کرتے ہوئے اسے دیکھ کر بولی۔

میں نمک کم ہوتا ہے اور پکوڑوں کا سارا مزہ کرکرا ہوجاتا ہے۔“ حسنین کی تنقید نما فرمائش پر فاطمہ نے تنبیہ نظروں سے اسے گھورا۔

”نمک کم ہوتا ہے تو کیا ہوا اور ڈالا جاسکتا ہے سوچیں اگر زیادہ ہوجائے تو نکالیں کیسے؟ اصلی مزہ تو تب خراب ہوتا ناں؟“ فاطمہ ڈھٹائی سے بولی۔

”سوچنا کیا ہے تمہارا کیا بھروسہ

ایک سرد آہ بھر کر خفیف سا طنز کر کے فوڈ شاپنگ کے بیگز ورک ٹاپ پر رکھ کر اسے دیکھ کر باہر قدم بڑھانے لگا۔

"اُف ایک تو ان کی سرد آہیں' خوامخواہ ہی شرمسار کردیتی ہیں۔" وہ حسب عادت زیر لب بڑبڑائی۔

"ویسے کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ پاکستان میں ٹینشن مجازی خدا کا دوسرا نام ہے۔" اس کے پلٹتے ہی فاطمہ مسکراہٹ دبا کر بولی تو حسنین مسکراہٹ ضبط کرتا ابرو اچکا کر اس کو دیکھنے لگا۔

"آج پندرہ روزے ہوگئے ہیں ابھی تک آپ نے کوئی فرمائش ہی نہیں کی۔" فاطمہ اس کے پاس آ کر بولی۔

"فرمائش؟"

"افطاری میں آپ کے لیے کچھ اسپیشل بنانے کی فرمائش۔" فاطمہ جھنجلائی۔

"اوہو اچھا اچھا' مطلب مجھے فرمائش کرنی تھی۔" اس کی اوہو خاصی معنی خیز تھی۔

"ویسے کرنی تو نہیں تھی لیکن اگر کرتے تو مجھے اچھا لگتا۔" فاطمہ اس کی طرف دیکھ کر مدھم مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"اچھا' ان بیگز میں رس ملائی کا پیکٹ ہے آج تیار رکھنا۔ افطاری کے بعد ٹھنڈی ٹھنڈی پیش کردینا۔" حسنین گہری مسکراہٹ کے ساتھ اس کو دیکھ کر بولا اور اس کو ہکا بکا چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

"ایک تو اس بندے کو فرمائش کرنا بھی نہیں آتا۔ لو بھلا افطاری کے بعد رس ملائی کون کھاتا ہے۔" اس کی بڑبڑاہٹ ایک بار پھر شروع ہوچکی تھیں۔ پھر اگلے دس منٹس میں اس نے تمام فروٹس کو فروٹ باسکٹ میں منتقل کیا اور اب باقی چیزوں کو کبنٹ میں رکھنے لگی تھی۔

"اوہو اب یہ فرمائش۔" مصالحے جات کے پیکٹ کو شاپنگ بیگ سے نکالتے ہوئے اس کی نظر رس ملائی کے پیکٹ پر پڑی تو بے اختیار اس نے سر کو تھاما۔

"بھگت اب فاطمہ..... خود ہی شوق ہوا تھا ناں کہ حسنین کوئی فرمائش کرے اب بنا رس ملائی۔" پیکٹ دیکھتے ہی اس کی خود کلامی بلند ہوئی اور پھر دوسری پیکٹ بیگ سے نکالنے لگی۔

"ہائے اوئے ربا...... میں کیا کروں اس شخص کا۔" فاطمہ سحری میں بسکٹ کھاتی تھی۔ باقی بسکٹس نکالے تو اس کے من پسند بسکٹ "ٹک" کا پیکٹ رکھا تھا جو باقی بھاری سامان کی وجہ سے نیچے دب کر چکنا چور ہوچکا تھا۔ ایک تو یہ بسکٹ ہوتے بھی بہت نازک سے ہیں' ذرا سا دباؤ ان کا حشر نشر کردینے کے لیے کافی ہوتا تھا اور حسنین کے اناڑی پن کی وجہ سے اس کے من پسند بسکٹ اپنی اصلی حالت کھو بیٹھے تھے۔

"خیر ہو بھابی جان! یہ روزہ رکھ کر کس کو کوسا جارہا ہے؟" زرفین بھی افطاری کی تیاری کے لیے کچن میں وارد ہوچکی تھی۔ فاطمہ بنا کچھ کہے بسکٹ کا پیکٹ کھول کر اس کو دکھانے لگی تو زرفین روزے سے نڈھال ہونے کے باوجود قہقہہ لگا کر ہنسی جبکہ فاطمہ منہ بسور کر رہ گئی اور پھر دونوں افطاری کی تیاری میں مشغول ہوگئیں۔

❁.........❁.........❁

پکوڑوں کا مصالحہ بنادیا' کباب بنادیے اب بس فرائی کرنے باقی تھے' دہی بڑے بنا کر رکھ دیئے' مٹر پلاؤ کو دم پر رکھ دیا' دونوں نند بھاوج نے سارے کام مل ملا مکمل کردیئے تھے۔ زرفین کچن سے باہر نکلی کہ کچھ دیر آرام کرے پھر باقی چیزیں تیار کرے گی جبکہ فاطمہ ابھی اپنے کام نمٹا رہی تھی۔

"سنو فاطمہ...... تم پلیز آئل رکھ دو گرم ہونے کے لیے اور سموسے تلنا شروع کردو' میں فروٹ چاٹ بنا کر باقی چیزیں فرائی کردوں گی۔" تقریباً بیس پچیس منٹ بعد زرفین کچن میں داخل ہوئی تو فاطمہ پریشر کوکر کے سامنے کھڑی تھی۔ ماتھے پر پسینے کی لکیریں بے حد نمایاں ہونے کے ساتھ انداز میں جھنجلاہٹ بھی عروج پر تھی۔ زرفین کی ہدایت پر ایک اچٹتی نظر اس پر ڈال کر سر اثبات میں ہلایا اور دوبارہ پریشر کوکر کی طرف متوجہ ہوگئی۔ زرفین چاٹ کے لیے فروٹ ڈائننگ ٹیبل پر رکھ کر چاپنگ بورڈ پر فروٹ کاٹنے لگی لیکن گاہے بگاہے اس کی نظر فاطمہ کی طرف اٹھتی رہی۔ کبھی اس کے چہرے پر الجھن کی لکیریں ابھرتیں'

ہی ایک دم متفکرانہ سلوٹیں نظر آنے لگتی تھیں۔ کبھی اس کے ہونٹ ہلتے محسوس ہوتے جیسے کچھ پڑھ رہی ہو اس کی اس ست رنگی کیفیت نے زرفین کو چونکا دیا۔

''تم کیا کر رہی ہو؟'' بالآخر زرفین سے رہا نہ گیا اور اس سے پوچھنے لگی۔

''حسنین کے لیے رس ملائی بنا رہی ہوں۔'' وہ انہی رنگ برنگی تاثرات کے ساتھ بولی۔

''تو اس میں اتنی بے بسی دکھانے کی کیا ضرورت ہے؟'' زرفین نے ماتھے پر تیوری چڑھا کر اسے لتاڑا۔

''تم نے شاید ٹھیک سے سنا نہیں ہے۔'' زرفین کے تیکھے انداز پر فاطمہ نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

''حسنین کے لیے رس ملائی بنا رہی ہوں۔'' دوسرے پل فاطمہ نے چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کیا۔ ''ہاں تو...... میں سمجھی پتا نہیں کون سا کارنامہ سر انجام دے رہی جو اتنی مشکل میں ہو۔'' زرفین اس کی ٹینشن کو اہمیت دیئے بغیر فروٹ کاٹتے ہوئے بولی تو فاطمہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

''ویسے بھی شوہروں کے دل پر راج کرنے کے لیے بیویوں کو بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں' وہ کہاوت تو سنی ہوگی ناں کہ شوہر کے دل کا رستہ اس کے معدے سے گزر کر جاتا ہے۔'' زرفین نے مسکرا کر اسے چھیڑا۔

''تمہارے بھائی صاحب کے دل تک پہنچنے کے لیے نجانے مجھے اور کتنا خوار ہونا پڑے گا' ان کا معدہ دل سے اتنا دور ہے کہ......''

''تم خوامخواہ میرے بھائی کی محبت کو مشکوک نظروں سے دیکھتی ہو' وہ تم سے اتنا پیار کرتے ہیں۔'' زرفین اس کی بات کاٹ کر اس کو ڈپٹنے لگی۔

''میں ان کی محبت سے انکاری نہیں ہوں ان کے انداز مجھے زچ کرتے ہیں' اب ان کی کوئی فرمائش پوری کرنا کوئی کارنامہ سر انجام دینے سے کم ہوتی ہے کیا؟

اچا چکا کر اسے دیکھا۔

''نہ تم مجھے بتاؤ اب بھلا رمضان میں کوئی رس ملائی کی فرمائش کرتا ہے؟'' فاطمہ نے کمر پہ ہاتھ رکھ کر زرفین کو دیکھا جو اس کی شکایات پر خاموشی اختیار کیے ہوئے تھی لیکن مسلسل گھور رہی تھی۔

''میرا بھائی تو کرتا ہے ہاں۔'' اس نے آنکھ دبا کر اس کو مزید تپایا۔

''ہماری تو روایات بن چکی ہیں' رمضان کی آمد کے ساتھ ہی پکوڑے' سموسے' دہی بڑے اور روح افزا' مینگو شیک......''

''لیکن یہ چیزیں تو ہر روز بن جاتی ہیں ناں' اس میں تو فرمائش کا کوئی عمل دخل نہیں' اب بھائی نے رس ملائی کی فرمائش کی ہے تو چپ چاپ بنا کر سموسے تلنا شروع کرو' افطاری کا ٹائم ہو رہا ہے اور یہ ٹھنڈی نہیں ہوگی۔'' فاطمہ کی بات کاٹ کر زرفین نے کہا تو چاروناچار فاطمہ کو دوبارہ رس ملائی کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔

''ہم ناں رمضان میں اپنائی گئی روایات پر پھر کبھی ڈسکشن کرلیں گے ابھی افطاری کے لیے لیٹ ہو رہے ہیں۔'' زرفین اس کی طرف دیکھ کر مزید بولی۔

''یار بالز ٹوٹ رہے ہیں۔'' فاطمہ نے زرفین کی بات کو نظر انداز کر کے روتی صورت بنا کر مدد طلب نظروں سے دیکھا تو زرفین کو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ ضرور اب کوئی گڑبڑ کر رہی ہے اس لیے اس قدر احتجاج بھی کر رہی ہے۔ زرفین مسکرا کر اس کے پاس آ کھڑی ہوئی' جہاں پتیلی میں دودھ ابل رہا تھا اور الگ پلیٹ میں بالز بنا کر رکھے تھے فقط دو چار بالز ہی دودھ میں تھے جو بالز نہیں چھوٹے چھوٹے بلور لگ رہے تھے۔

''رس ملائی کے ٹکڑے ہزار ہوتے۔'' زرفین نے چمچ سے اس کو ہلا کر دیکھا اور مسکرا کر اس کو چھیڑا۔ دوسرے لمحے وہ پیکٹ سے ترکیب پڑھنے لگی۔

اسے دیکھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں اسی ترکیب کو پڑھ کر بنایا ہے۔" فاطمہ نے اسے بتایا۔

"اچھا ذرا سی آنچ ہلکی کرو اور ایک اور بال ڈالو میں دیکھتی ہوں۔" زرفین نے اس کو کہا تو فاطمہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اُف اللہ فاطمہ..... حد ہوتی ہے یار آرام سے ڈالو ناں تم بالز کو دودھ میں ڈال رہی ہو کوئی تالاب میں کنکریاں نہیں پھینک رہی ہو کہ یہ دیکھو کہ کون سی کنکری کتنی دور جاتی ہے۔" دوسرے پل فاطمہ نے بال کو دودھ میں پھینکنے کے سے انداز میں ڈالا تو زرفین کو بالز کے ٹوٹنے کی وجہ سمجھ آ گئی' ساری گڑبڑ فاطمہ کے الھڑپن کا نتیجہ تھا۔

"یار یہ نازک سے بالز ہیں تو ان کو آرام سے ہینڈل کرو ناں کوئی پائے نہیں پکا رہی ہو کہ اتنی بے دردی سے ہلانے لگی ہو۔" زرفین نے فاطمہ کو تیز تیز مکس کرتے دیکھا تو ایک بار پھر ٹوکا۔

اور پھر زرفین کی ہدایت پر عمل کر کے بالز کو آرام آرام سے دودھ میں ڈال رہی تھی اور کامیاب بھی ہو رہی تھی پھر تقریباً دس منٹس کی مشقت کے بعد وہ حسنین کی فرمائش پوری کر چکی تھی۔

"الحمدللہ! ایک کام تو ہوا۔" فاطمہ نے گیس آف کیا اور رس ملائی کو ڈونگے میں نکال کر سجا دیا اس کے شکر ادا کرنے پر زرفین نے اسے دیکھا۔

"باقی کام بھی نپٹا لو افطاری میں صرف ایک گھنٹہ باقی ہے۔" زرفین نے اس کی توجہ گرم ہوتے آئل کی طرف دلائی تو فاطمہ اس طرف متوجہ ہو گئی۔

"زرفین....." فاطمہ سموسے تیار کر چکی تھی اور اب پکوڑے تلنے لگی تھی جبکہ زرفین ڈائننگ ٹیبل پر ساری چیزیں سیٹ کر رہی تھی کہ اس کی پکار سن کر ہاتھ روک کر اسے دیکھا۔

"یہ رس ملائی ٹھنڈی تو شاید ہو جائے لیکن حسنین نے کہا تھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی پیش کرنا اب اس کو ٹھنڈی ٹھنڈی کیسے پیش کروں؟" فاطمہ کے پُرسوچ متفکرانہ انداز پر زرفین ہنسنے لگی۔

"فریزر میں رکھ دو۔" دوسرے پل زرفین نے حل پیش کر دیا۔

"واہ یار..... تم تو جینئس ہو۔" یک لخت ہی فاطمہ نے اس کے مشورے پر عمل کیا' فٹافٹ فریزر میں جگہ بنا کر رس ملائی کی ڈش اس میں رکھ دی اور پھر اپنے کام میں لگ گئی۔

❀......❀......❀

الحمدللہ آج کا روزہ بھی بہت اچھی طرح افطار ہو چکا تھا۔ فاطمہ اور زرفین سرِ شام ہی افطار کی تیاری میں لگ جاتی تھیں۔ سحری کی ذمہ داری عذرہ کی اپنی تھی کیونکہ وہ عشاء نماز اور تراویح کے بعد اپنی عبادت سحری تک جاری رکھتی تھیں اور سحری پکا اور کھا کر پھر آرام کرتی تھیں جبکہ فاطمہ اور زرفین نماز عشاء اور تراویح کے بعد کچھ دیر سو جاتی تھیں۔ افطاری کھا کر سب نماز مغرب ادا کرنے کے لیے اٹھ گئے۔ نماز کے بعد چائے بنائی جاتی تھی۔

"یار بھائی کچھ سنجیدہ سے نہیں لگ رہے؟" فاطمہ نے چائے کا پانی چڑھایا اور زرفین سارے برتن سمیٹنے لگی تھی کہ یک لخت ہی اس نے فاطمہ سے حسنین کے خاموش موڈ کی بابت پوچھا۔

"یار وہی مسئلہ۔" فاطمہ منہ بسور کر بولی تو زرفین نے سوالیہ نظروں سے اس سے "وہی مسئلہ" کی وضاحت مانگی۔

"میں ہمیشہ کوشش کرتی ہوں کہ حسنین کی پسندیدہ چیزوں میں کوئی کوتاہی نہ ہو لیکن ہمیشہ ہی گڑبڑ ہو جاتی ہے اور پتا ہے اس میں آدھے سے زیادہ قصور ان کا اپنا ہوتا ہے چیزیں بھی ایسی پسند ہیں جن میں گڑبڑ نہ ہونی ہو تب بھی ہو جاتی ہے اور میں نے ان کو کہا بھی ہے کہ جب فرمائش کرو تو اس میں اپنا انٹرسٹ بھی دکھایا کرو' فرمائش بھی ایسے کرتے ہیں جیسے پتھر کھینچ کر مارا جاتا ہے' اب ان کی طرف سے اگر کوئی دلچسپی نظر نہ آئے گی تو کہیں نہ کہیں تو گڑبڑ

ہوگئی ناں؟"

"ہوا کیا ہے؟" فاطمہ نان اسٹاپ بولے جارہی تھی اور زرفین ہونقوں کی طرح اس کو دیکھے جارہی تھی اس نے سانس لیا تو زرفین نے اس سے پوچھا۔

"چٹنی میں نمک کم تھا۔" فاطمہ یوں بولی گویا کسی جرم کا اقرار کررہی ہو۔

"ہاہاہا...... تو اس کے لیے اتنی تقریر کرنے کی کیا ضرورت تھی، پانچ لفظوں کو تم آسانی سے بیان کرنے سے قاصر ہوں مسز فاطمہ ہونگی حسنین صاحبہ!" زرفین اب اس کو چھیڑ رہی تھی۔

"تم افطاری کے بعد اتنی چہکنے کیوں لگتی ہو۔"

"افطاری کے بعد انرجی لیول بڑھ جاتا ہے ناں اس لیے۔" زرفین نے مسکرا کر کہا۔

"اچھا تو آج یہ سارے برتن تم دھو دینا۔" فاطمہ نے چائے کے لیے کپ ٹرے میں رکھتے ہوئے اسے کہا۔

"وہ کیوں بھلا؟" زرفین سارے برتن سمیٹتی تھی فاطمہ دھوتی تھی اور پھر آخر میں دونوں بہنیں صاف کر کے عشاء کی نماز ادا کرتی تھیں۔

"تمہارا انرجی لیول ہائی ہے ناں اس لیے۔" فاطمہ مسکرائی۔

"نہیں، صرف باتوں میں، کام کے معاملے میں ابھی انرجی لیول لو ہی ہے۔" زرفین نے اس کو ہری جھنڈی دکھائی تو وہ مزید اصرار کیے بنا چائے کپ میں ڈال کر اس کو چائے پینے کا کہہ کر باہر نکل گئی تھی۔

❁......❁......❁

"امی حسنین کہاں ہیں؟" فاطمہ چائے کی ٹرے لے کر سیٹنگ روم میں گئی۔ اس کے خیال میں حسنین وہیں تھا لیکن صرف عذرہ بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں تو ان کو چائے سرو کر کے وہ ان سے حسنین کے بارے میں پوچھنے لگی۔

"بیٹا...... تراویح کا وقت ہورہا ہے ناں تو شاید اسی کی تیاری کے لیے کمرے میں گیا ہے۔" عذرہ چائے کا کپ پکڑتے ہوئے اسے بتانے لگیں۔

"ان کے کپڑے تو استری کرکے رکھ دیئے تھے نا؟" فاطمہ نے دوسرے کپ کی ٹرے ٹیبل پر رکھی اور اپنا کپ اٹھا کر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ عذرہ نے اس سے پوچھا۔

"جی ہاں آنٹی! ان کے سارے کپڑے میں نے پریس کرکے رکھ دیئے تھے اور باقی ساتھ ساتھ کردیتی ہوں۔" فاطمہ چائے کا سپ لے کر ان کو بتانے لگی۔

"بہت اچھی بات ہے، رشتے میں محبت کا پھیلاؤ اور اعتماد کی مضبوطی کا یہی راز ہے کہ بنا کہے ایک دوسرے کی بات کو پورا کردیا جائے یوں تو ہر رشتے کی بنیاد یہی ہے لیکن خاص طور پر میاں بیوی کے رشتے میں تو ضد اور زبردستی کی بالکل بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ صرف محبت اور اعتماد ہی اس رشتے کی ضرورت ہوتی ہے، باقی ضرورتیں تو پوری ہو ہی جاتی ہیں۔" عذرہ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا تو فاطمہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"کچن صاف ہوگیا......؟" فاطمہ خاموش رہی تو عذرہ نے اس سے پوچھا۔

"زرفین برتن سمیٹ رہی ہے چائے پی کر باقی کام کرلیں گے۔" فاطمہ، حسنین کا انتظار کررہی تھی کہ چائے ٹھنڈی ہورہی ہے۔

"اچھا، تم حسنین کی چائے کمرے میں ہی لے جاؤ ٹھنڈی ہورہی ہے میں وضو کرنے جارہی ہوں۔" عذرہ اس سے بولی اور چائے کا آخری سپ لے کر کپ ٹرے میں رکھ کر اٹھ گئیں تو فاطمہ جو حسنین کے انتظار میں تھی اپنا اور اس کا کپ اٹھائے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"اُف او...... لائٹ کو بھی ابھی جانا تھا۔" فاطمہ نے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا یک لخت ہی ساری بتیاں بجھ گئیں۔

"حسنین......" اس نے اسے پکارا۔

"آپ کمرے میں ہی ہیں ناں؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا تو فاطمہ کمرے کی دہلیز پر ہی کھڑی رہ کر ایک بار پھر اس کو پکارنے لگی۔ کمرے میں اندھیرا تھا اور فاطمہ سدا کی نازک دل، جنوں، بھوتوں اور چڑیلوں کے ایسے فضول سے ڈر رکھتی تھی کہ اندھیرے میں قدم رکھنے سے ہمیشہ ہچکچاتی تھی۔

"حسنین......؟" اس نے پھر پکارا۔

"اندر ہی ہوں، کوئی ماچس یا لائٹر نہیں مل رہا۔" وہ واپس پلٹنے ہی لگی تھی کہ حسنین کی آواز پر وہیں رک گئی۔

"سائیڈ ٹیبل کی دراز میں ماچس رکھی ہے اور ساتھ ہی کینڈل بھی ہے جلادیں۔" فاطمہ نے وہاں کھڑے رہ کر ہی اس کو بتایا تو چند لمحوں بعد ہی کمرہ کینڈل کی روشنی سے روشن ہوگیا تو فاطمہ دونوں ہاتھوں میں چائے کے کپ پکڑے اندر داخل ہوئی۔

"کیا کررہے تھے آپ؟" کمرے کی غیر معمولی اتھل پتھل مدھم روشنی میں بھی اس کو چونکا گئی۔

"یار میرا وہ بلیک کرتا نہیں مل رہا تھا تو......" حسنین چائے کا کپ لیتے ہوئے سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"ماشاء اللہ......" فاطمہ نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا تو وہ کھسیانا سا ہنس دیا۔

"آئی ایم سوری، میں یہ سارے کپڑے ابھی واپس رکھ دیتا ہوں۔" حسنین اس کی غصیلی نظروں سے جھانکتی شکایت کو سمجھ کر یک دم بولا۔

"کوئی ضرورت نہیں۔" فاطمہ نے اپنی ٹھنڈی ہوتی چائے کا آخری سپ لے کر کپ ٹیبل پر رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ ابھی دو قدم ہی آگے بڑھی تھی کہ یک دم ہی کمرہ تیز روشنی سے روشن ہوگیا تو فاطمہ نے ایک نظر کمرے کی حالت پر ڈالی اور دوسری نظر حسنین کے حیران چہرے پر۔ ایک کرتے کی تلاش میں اس نے سارے کپڑے وارڈ روب سے نکال باہر کیے تھے۔ لائٹ کے آتے ہی کمرے کی حالت واضح نظر آنے لگی تھی جو حسنین کی شرمندگی اور فاطمہ کے غصے میں دوگنا اضافہ کررہی تھی۔ استری شدہ کپڑے وارڈ روب کے اندر یوں لٹک رہے تھے جیسے کسی ناکردہ گناہ پر پھانسی پر لٹکا دیئے گئے ہوں۔ فاطمہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر کمرے کی حالت ملاحظہ کررہی تھی جبکہ حسنین مجرم بنا سر جھکائے بیڈ کے کونے پر بیٹھا تھا۔

"کرتا ڈھونڈ رہے تھے کہ کوئی سرنگ کھود رہے تھے۔" دوسرے پل فاطمہ اسی کی طرف دیکھ کر استفسار کرنے لگی۔

"سوری یار...... وہ مل نہیں رہا تھا اس لیے یہ سب ہوگیا۔" حسنین مدھم آواز میں بولا۔

"اناڑی پن کی ساری حدیں توڑ تاڑ دیتے ہیں۔" فاطمہ جابجا بکھرے کپڑوں کو سمیٹنے لگی۔

"وہ میرا بلیک کرتا......" دوسرے پل حسنین نے کہا۔

"یہ ہینگر کے ساتھ لٹکا کر رکھا ہے اگر طریقے سلیقے سے دیکھتے تو سامنے ہی تھا۔" فاطمہ نے کرتا نکال کر اس کے سامنے کیا۔

"میں مدد کروا دوں؟" دوسرے پل حسنین اس کے خراب موڈ کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"نو تھینکس۔" وہ اسی تیکھے انداز میں اس کی مدد لینے سے انکاری ہوئی۔

"اگر پہلے ہی مجھے بلا لیتے ناں تو اس وقت شرمندگی کی نوبت آتی اور نہ ہی مدد کی، لیکن نہیں آپ تو بس اپنی مثال آپ ہیں' ایک نمبر کے اناڑی......" وہ کپڑے اٹھاتے ساتھ ساتھ بڑبڑائے جارہی تھی اور حسنین شرمندگی کے باوجود اس لمحے کو انجوائے کررہا تھا۔

"یو مین...... جیسے وہ فلمیں ہیں' ہیرو نمبر ون' بیوی نمبر ون' کھلاڑی نمبر ون ایسے ہی میں اناڑی نمبر ون؟" حسنین نے اسے چھیڑا۔

"وہ کھلاڑی نمبر ون نہیں کھلاڑی چار سو بیس ہے۔" فاطمہ نے ابرو اچکا کر خشمگین نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟" حسنین چونکا۔

"خود ہی سمجھ جائیں۔" فاطمہ اب کے مسکرائی۔

"کھلاڑی چار سو بیس...... اناڑی چار سو بیس؟" حسنین زیر لب بولا اور فاطمہ کی طرف دیکھا جواب اس کی بڑبڑاہٹ سن کر کھلکھلا کر ہنسی۔ حسنین نے مصنوعی ناراضگی کا اظہار کیا اور فاطمہ کے نوٹس نہ لینے پر منہ پھلا کر بیٹھ گیا۔

"نیکسٹ ٹائم کپڑے چاہیے ہوں تو پلیز خود کچھ نہ کرنا مجھے آواز دے دینا۔" ون منٹس میں فاطمہ نے سارے بکھرے کپڑے وارڈ روب میں رکھ دیئے تھے کہ بعد میں سیٹ کردے گی ابھی کچن صاف کرنے میں زرفین کی مدد کرنی تھی۔

"کپڑے تو چاہیے ہوتے ہیں ناں۔" حسنین نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔

"اُف او......" دوسرے پل فاطمہ اس کی معنی خیز بات پر اسے گھور کر رہ گئی۔

"اچھا' میں واش روم جارہا ہوں۔" وہ باہر کی جانب بڑھی تو حسنین بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو جائیں نا' مجھے بتانے کی کیا ضرورت ہے۔" فاطمہ جھنجھلائی۔

"خود ہی تو کہتی ہو کہ کہیں بھی جاؤ تو بتا کر جایا کرو۔" حسنین اس کے ساتھ کمرے سے باہر نکل رہا تھا' شریر لہجے میں بولا۔

"اب یہ تو نہیں کہا ناں کہ واش روم جاؤ تو وہ بھی بتاؤ۔" فاطمہ منہ بسور کر بولی۔

"ہاہاہا...... اچھا......" حسنین واش روم کی جانب بڑھ گیا اور فاطمہ کچن کی طرف۔

"اونہہ...... اناڑی چار سو بیس' اب صحیح نام ملا آپ کا۔" وہ زیر لب بولی اور کچن میں داخل ہوگئی تھی۔

❀......❀......❀

"کل میں جو سامان لایا تھا اس میں رس ملائی کا پیکٹ تھا ناں؟" وہ دوسرے دن کی افطاری کی تیاریوں میں مصروف تھی جب حسنین نے کچن میں قدم رکھا اور اس سے رس ملائی کی بابت پوچھنے لگا۔

"ہاں تھا ناں۔" فاطمہ پکوڑوں کا مصالحہ تیار کررہی تھی' پیاز کاٹ کر پلاسٹک کے ڈونگے میں ڈالا اور اس کی طرف دیکھ کر مسکرا کر اسے بتایا۔

"بن...... نا...... ای...... مم...... میں ابھی آئی۔" دوسرے پل فاطمہ نے ماتھے پر ہاتھ مارا اور حواس باختہ سی کچن سے باہر بھاگ گئی جبکہ حسنین ہکا بکا اس کی اس حرکت کو دیکھتا رہ گیا۔

"زرفین.....زرفین.....کہاں ہو؟" زرفین کو پکارتی وہ اس کے کمرے میں جا پہنچی۔ وہ وضو کر کے نماز ادا کرنے کی تیاری میں تھی۔ اس کی عجلت آمیز پکار پر جائے نماز ہاتھ میں پکڑے متعجب نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"اللہ خیر' کیا ہوا ہے؟" زرفین اس کے پھولے سانس کو دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"تم نے رس ملائی فریزر سے نکالی تھی؟" فاطمہ اپنی سانس بحال کرتی اس پوچھنے لگی۔

"ہیں..... کون سی رس ملائی؟" زرفین حیران ہی تو ہوئی۔

"اب تمہاری یادداشت کو کیا ہوا ہے؟ ارے یار رس ملائی جو میں نے تمہارے بھائی کو امپریس کرنے کے لیے بنائی تھی اور ٹھنڈی..... کرنے کے لیے فریزر میں رکھی تھی۔" فاطمہ جھنجھلائی۔

"مجھے تو نہیں پتا' تم نے ہی رکھی تھی ناں۔ مجھے تو تم نے ایسی کوئی ہدایت نہیں دی تھی۔"

"حد ہوتی ہے یار' کیا فائدہ ہوا پھر مل ملا کر کام کرنے کا' تم اتنا بھی نہیں کر سکی۔" فاطمہ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ لگی اس کو لتاڑنے زرفین ہونقوں کی طرح اس کو دیکھنے لگی۔

"اُف یار..... اب ایسے نہ دیکھو' مجھے نہیں یاد رہا تو تمہارا تو فرض تھا ناں کہ رس ملائی فریزر سے نکال دیتی یا کم از کم کھانے کے لیے ہی مانگ لیتی۔ ذرا سا چھیڑ چھاڑ ہی دیتی کہ اکیلے اکیلے رس ملائی کھا گئے اب مروا دیا ناں۔ وہ رس ملائی ساری فریزر میں ہی جم گئی ہوگی۔" فاطمہ خوامخواہ ہی اپنی ساری بے وقوفی اس کے متھے ملنے لگی۔

"او ہیلو میڈم..... ذرا سانس لو اور غور فرماؤ کیا کہے جا رہی ہو۔" دوسرے پل زرفین نے تیوری چڑھا کر اسے دیکھا۔

"اب وہ آئس کریم بن گئی ہوگی ناں' مجھے یاد ہی نہیں رہی۔" فاطمہ اب منہ بسور کر بولی۔

"حسنین نے پوچھا تو میں نے کہہ دیا کہ بنائی ہے۔" فاطمہ روتی صورت بنا کر مزید گویا ہوئی تو زرفین نے بے اختیار سر پیٹ لیا۔

"اب تم خود سوچو اناڑی کون ہے؟" اس کے تاثرات دیکھ کر اب زرفین ہنسی۔ "تم دونوں ہی اپنے اپنے طریقے کے اناڑی ہو' ایک سے بڑھ کر ایک۔ تو اب میرے بھائی کو بدنام کرنا بند کرو اور پریشان نہ ہو' میں ہوں ناں۔" زرفین مسکرا کر شاہانہ انداز میں اس کو تسلی دینے لگی۔

"تم چلو کچن میں' میں نماز پڑھ کر آتی ہوں' ویسے بھی افطار کے بعد ہی کھائیں گے ناں تو کہہ دو کہ رس ملائی تیار ہے۔" زرفین نے ہمیشہ ہی اس کو مشکل سے نکالا تھا' فاطمہ نے تشکر آمیز نظروں سے اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلا کر کچن میں آ گئی حسنین شاید کمرے میں چلا گیا تھا۔ فاطمہ نے گہرا' آسودہ سانس لیا اور دوبارہ پکوڑوں کے مصالحے کی طرف متوجہ ہوگئی۔

"کہاں ہے رس ملائی؟" تقریباً پندرہ بیس منٹس بعد زرفین کچن میں داخل ہوئی۔

"فریزر میں ہی ہے ابھی تک۔" فاطمہ چنا چاٹ کے لیے آلو ابالنے کے لیے رکھتے ہوئے اسے دیکھ کر بولی۔

"کم از کم اب تو نکال دیتی۔" زرفین نے افسوس کے سے انداز میں سر کو دائیں بائیں ہلا کر اسے دیکھا اور فریزر سے رس ملائی نکالنے لگی۔

"یار اس کے تو دو دن تک پگھلنے کے آثار نظر نہیں آ رہے ہیں۔" زرفین پُرسوچ نظروں سے فل فارم میں جمی رس ملائی کو دیکھ رہی تھی کہ فاطمہ اس کے پاس آ کھڑی ہوئی اور اپنی انگلی سے رس ملائی کی تہہ کو دباتے ہوئے انتہائی مایوس انداز میں بولی تو زرفین نے تنبیہہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"اس کو مائیکرو ویو میں رکھتے ہیں' تھوڑی پگھلے گی تو ٹھیک ہو جائے گی۔" دوسرے پل زرفین نے حل پیش کیا تو فاطمہ اس کی ذہانت کی قائل ہوگئی۔ متبسم نظروں سے اسے دیکھ کر اس کے اس آئیڈیا کو خراج تحسین پیش کیا اور تائید کی زرفین نے فرضی کالر جھاڑے اور جمی ہوئی رس ملائی کے ٹکڑے کو مائیکرو ویو میں رکھ دیا۔

”حسنین کتنا خوش ہوں گے ناں کہ میں نے اتنا لمبا روزہ رکھ کر اس گرمی میں بھی ان کی خواہش پوری کی۔“ فاطمہ مسکراتے ہوئے من ہی من میں خوش ہو رہی تھی۔

”تم دیکھنا اس کو میں آٹا گوندھ لوں۔“ زرفین نے مائیکرو ویو کی ٹائمنگ سیٹ کر کے فاطمہ کو الرٹ رہنے کا کہا اور اپنے کام میں لگ گئی۔

”کیا ہوا ہے؟“ زرفین آٹا گوندھنے کے ساتھ ساتھ چند اور کام بھی نمٹا کر کچن ٹاول سے ہاتھ صاف کر کے اس کی طرف آئی تو فاطمہ دونوں کہنیوں کو ورک ٹاپ پر ٹکاتے ہاتھوں کے پیالے میں روتی صورت بنائے کھڑی تھی۔ اس کے پوچھنے پر خاموش نظروں سے اسے دیکھا اور رس ملائی والا ڈونگا اس کے سامنے کیا جو اس قدر ابل رہا تھا جیسے ابھی ابھی چولہے سے اتار کر رکھا ہو۔

”یہ کیا ہے؟“ زرفین نے رس ملائی میں چمچ چلایا تو اس کے بالز ٹوٹے ہوئے تھے اور دھواں نکل رہا تھا۔ زرفین نے قہر آلود نظروں سے اسے دیکھا۔

”ابھی اس کی برف پگھلی نہیں تھی، میں نے ٹائمنگ بڑھا دی تو وہ کچھ زیادہ بڑھ گئی اور......“

”حد ہوتی ہے ویسے، تمہیں کس نے کہا تھا کہ ٹائمنگ بڑھا دو؟ میں نے جو سیٹ کی تھی وہ ٹھیک تھی ناں، اب کہاں وقت ہے اس کو دوبارہ ٹھنڈا کر کے افطاری کے ساتھ رکھنے کا۔“ زرفین ٹائم دیکھتے ہوئے اچھے خاصے بگڑے انداز میں اس کو ڈپٹنے لگی۔

”اچھا اب ایسے منہ نہ بناؤ، بھائی سے کہہ دینا کہ آج بنائی ہے اور ابھی ٹھنڈی نہیں ہوئی تو سحری کے وقت کھا لیں۔“ فاطمہ انتہائی دل برداشتہ دکھائی دینے لگی تو زرفین نے اب قدرے نرمی سے کہا تو اس نے خاموشی سے اسے دیکھ کر اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر دونوں افطار کی چیزیں بنانے میں جت گئی کہ اب واقعی وقت کم تھا۔

❁......❁......❁

ننھی چھوٹی چھوٹی شرارتوں اور بے وقوفیوں میں مگن وہ رمضان کا مہینہ گزار رہے تھے۔ آخری عشرہ بھی شروع ہو چکا تھا۔ حسنین اسی لگن کے ساتھ تراویح کی نماز ادا کرنے جاتا رہا، فاطمہ اور زرفین بھی افطاری کی تیاریوں، عبادت اور ایک دوسرے کو الزام دیتے دیتے دن گزار رہی تھیں۔ پچھلے دو دن سے فاطمہ کے انداز میں ایک بے چینی سی در آئی تھی۔ ایک جھنجھلاہٹ طاری ہو رہی تھی جس کو حسنین نے محسوس تو کیا لیکن حسب عادت درگزر کر گیا اور پھر زرفین تھی جس نے اس کے انداز کو دیکھتے ہی اس سے پوچھ ڈالا۔

”کیا ہوا بھابی جان؟ دو دن سے تو آپ کے انداز ہی بدلے ہوئے ہیں پھر بھائی سے کوئی شکایت ہے جو دل کو لگالی کہ روزوں نے نڈھال کر دیا۔“ فاطمہ انتہائی سست روی سے چلتی ہوئی اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو زرفین نے اس کی طرف دیکھ کر استفسار کیا تو فاطمہ نے خاموش شکایتی نظروں سے اسے دیکھا۔

”کیا ہوا؟“ اس کی خاموشی پر زرفین نے متفکرانہ انداز میں دوبارہ پوچھا۔

”آج تئیس روزے ہو گئے ہیں اور......“

”اور بھائی نے ابھی تک تمہیں عید کی شاپنگ نہیں کرائی اس لیے دل اداس ہو رہا ہے۔“ وہ ہاتھ کو مروڑتی بولنے لگی تو یک لخت ہی زرفین نے اس کی بات اچک لی۔

”ہاں ناں یار...... دیکھ ناں یہ بھی بھلا کوئی شرافت ہے۔“ دوسرے پل فاطمہ حسب عادت چہکنے لگی تو زرفین نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

”شرافت نہیں یہ حسنین ہے۔“ زرفین کھلکھلا کر ہنسی۔

”حد ہوتی ہے ناں یار...... بندہ ایک بار پوچھ ہی لیتا ہے لیکن نہ وہ تو ایسے پتھر دل ہیں کہ منٹ دیر نہیں لگاتے میری خواہشوں کو چکنا چور کرنے میں۔“ اب کے فاطمہ پھر اداسی سے بولی۔

”ایک تو تم ناں مایوس بہت جلد ہو جاتی ہو ذرا صبر سے بھی کام لیا کرو۔ ہو سکتا ہے بھائی کا کوئی پلان ہو......“ زرفین نے اس کو ایک بار پھر تسلی دینی چاہی۔

''بس نہ زرفین بی بی...... تم رہنے دو اللہ ہی بچائے تمہارے بھائی کے ان ڈھکے چھپے پلانز سے۔'' فاطمہ نے باقاعدہ ہاتھ چھوڑ کر اس کی طرف دیکھا تو زرفین نے خشمگین نظروں سے اسے دیکھا۔

''اب ضروری ہے کہ ہر بار میں ان کو یاد دلایا کروں کہ میری خواہش پوری کرو۔ کم از کم عیدی لینا تو میرا حق ہے ناں۔'' فاطمہ روہانسی انداز میں بولی۔

''یار مل جائے گی ناں ابھی تو دن ہیں ناں۔'' زرفین نے اسے تسلی دی۔

''ہاں میرا خون جلا جلا کر ملی بھی تو کیا ملی۔'' وہ منہ بسور کر بولی اور پھر دو چار مزید شکایتوں کے بعد ہلکی پھلکی ہوگئی۔

''سن یار زرفین، میں سوچ رہی تھی......'' فاطمہ اٹھ کھڑی ہوئی اور واپس اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگی کہ یک دم رک گئی تو زرفین جواب تکیے سے ٹیک لگا کر کچھ دیر آرام کرنے لگی تھی نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''تم میری زندگی میں بہت اہم کردار ادا کر رہی ہو اس کے لیے آئی لو یو۔'' فاطمہ دوسرے لمحے اس کے پاس آ بیٹھی اور اس کو گلے لگاتے ہوئے کہا تو زرفین بھی مسکرا دی۔

''پلیز تم کبھی کہیں نہ جانا۔'' اب وہ اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔

''تمہارا مطلب ہے کہ میں شادی نہ کروں؟'' دوسرے پل زرفین نے اسے گھورا۔

''شادی نری خواری ہے۔'' فاطمہ نے اس کو بد دل کرنے کی کوشش کی۔

''لیکن کچھ مہینے پہلے تو جب تم بو ہو رہی تھیں تو میری شادی کے پلانز بنا رہی تھیں وہ؟'' زرفین نے اس کو شرمندہ کرنا چاہا۔

''تمہیں بڑا شوق ہو رہا ہے شادی کا۔'' فاطمہ اس کی جراح پر اس کو گھور کر بولی۔

''ہاہاہا...... نہیں مجھے کوئی شوق نہیں ہے ویسے تم دونوں ہیں آپ کو کسی زحمت کی ضرورت نہیں ہے۔'' فاطمہ روٹھے مسکرا کر کہا۔

''ہمارا کوئی اتنا خستہ حال نہیں کہ تم افسوس کرنے بیٹھ جاؤ۔'' فاطمہ نے اس کو ٹوکا۔

''اچھا......'' اس کا اچھا خاصا معنی خیز تھا۔

''اچھا اب جاؤ تم بھی ریسٹ کر لو پھر افطار کا ٹائم ہو جائے گا۔'' زرفین نے کہا تو فاطمہ اٹھ کر اس کے کمرے سے باہر نکل گئی اور زرفین چند لمحے کچھ سوچنے کے بعد حسنین کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

❁......❁......❁

''یہ لو......''

''یہ کیا ہے؟'' فاطمہ نے حیرت سے حسنین کے بڑھے ہاتھ کو دیکھا۔

''غالباً اس کو والٹ کہتے ہیں۔'' حسنین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنا والٹ اس کی ہتھیلی پر رکھا۔

''واہ ویری نائس، کہاں پڑا ہوا ملا؟'' فاطمہ نے قدرے دانت پیس کر اس سے پوچھا تو حسنین مسکرا دیا۔

''کہیں پڑا ہوا نہیں ملا تمہیں دے رہا ہوں اس میں پیسے ہیں تمہاری عید کی شاپنگ کے لیے۔'' حسنین نے اسے تفصیل سے بتایا۔

ابھی ابھی روزہ افطار کر کے مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر فاطمہ کمرے میں آئی تھی تو حسنین نے اسے والٹ پکڑایا اور اب اس کی بات پر اس نے غصے سے اسے دیکھا۔

''کل زرفین کے ساتھ جا کر اپنی عید کی شاپنگ کر لینا۔'' حسنین نے بات جاری رکھی تو فاطمہ نے والٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔

''تھینکس......'' دوسرے پل وہ حسنین کا ہاتھ پکڑ کر والٹ اس کی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے بولی تو حسنین نے متعجب نظروں سے اسے دیکھا۔

''زرفین کے ساتھ ہی جانا ہے تو میرے پاس پیسے

انداز میں اسے دیکھ کر بولی اور واپس پلٹنے لگی۔

"ارے ارے..... اچھا سنو تو....." دوسرے پل سر کھجاتا حسنین اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"اچھا تیار ہو جاؤ چلتے ہیں۔" وہ ہتھیار ڈالتا ہوا بولا۔

"ابھی......؟" وہ جو خشمگین نظروں سے اسے دیکھے گئی تھی یک دم حیرت سے چلائی۔

"بالکل ابھی......" وہ مسکرا کر اس کے بالوں کی لٹ کو کھینچ کر بولا۔

"لیکن آپ کی تراویح نماز؟" وہ ابھی تک بے یقینی کی حالت میں تھی۔

"آج صرف عشاء کی نماز پڑھ لوں گا' جلدی سے تیار ہو جاؤ اب دیر نہ کرنا۔" وہ مسکرا کر بولا تو فاطمہ نے دل ہی دل میں "یاہو" کا نعرہ لگایا۔ پل بھر میں ساری شکایتیں دور ہو گئیں۔

"ہیلو بھائی پلیز اس بے چاری کو عید کی شاپنگ کرا دو خوامخواہ اپنا خون جلا رہی ہے۔ اس کا نہ سہی میرے کانوں کا ہی خیال کرلو۔" دوپہر میں زرفین کی کال ریسیو نہ کرسکا تھا اور چند لمحوں بعد ہی اس کا میسج مل گیا تھا جس پر اس نے گہرا سانس لیا تھا اور "اوکے" کا ریپلائے کر دیا تھا اور اس وقت اپنے اس کہے گئے اوکے کی ہی لاج رکھ رہا تھا ورنہ اس کو ہمیشہ خالصتاً زنانہ شاپنگ سے الجھن ہوتی تھی۔

"زرفین میں جا رہی ہوں شاپنگ کے لیے' تمہارے لیے کچھ لاؤں؟" وہ بے تحاشہ خوش تھی' تیار ہو کر زرفین کے پاس آئی تو اس نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"نہ میری بہن تو اپنے لیے ہی کر لے میرے لیے یہ بہت بڑی بات ہے۔" زرفین نے اسے چھیڑا تو وہ بنا کچھ کہے اثبات میں سر ہلا کر باہر بڑھ گئی۔

"سن زرفین......" وہ جاتے جاتے پلٹی۔

"کیا......؟"

"ڈبے میں ڈبہ' ڈبے میں کیک
قسم سے تمہارا بھائی ہے لاکھوں میں ایک ہے"

فاطمہ آنکھ دبا کر بولی اور کھلکھلاتی ہوئی باہر نکل گئی اور زرفین قہقہہ لگا کر ہنسی اور دل ہی دل میں اس کی اس خوشی کے برقرار رہنے کی دعا کرنے لگی کیونکہ حسنین کو بھی جانتی تھی۔

وہ دونوں اب مارکیٹ پہنچ چکے تھے' ہر طرف گہما گہمی کا عالم تھا۔ عورتیں' بچے' لڑکیاں' مرد حضرات سب ہی عید کی شاپنگ میں مصروف تھے' ہر طرف لائٹنگ اور خوب ہلہ گلہ تھا۔ فاطمہ اور حسنین بھی چلے جا رہے تھے۔

"تم نے کیا کیا لینا ہے؟" حسنین نے اس کے ہمراہ چلتے ہوئے پوچھا۔

"کپڑے' چوڑیاں' جیولری' سینڈل' مہندی اور اینڈ میں فالودہ کھائیں گے۔" فاطمہ نے اپنی لسٹ بتائی۔

"یہ ساری چیزیں آج لینی ہیں۔" حسنین نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیوں کیا ہوا؟" وہ اپنی خوشی میں مگن بولی۔

"نہیں کچھ نہیں' اوکے لو پھر۔" چارو ناچار اسے اس کے ہمراہ ہونا پڑا۔

"دیکھیں حسنین یہ سوٹ کیسا ہے؟" وہ اب ایک کپڑوں کے اسٹور میں داخل ہوئے تھے۔

"تمہیں پسند ہے تو لے لو۔" حسنین نے فٹافٹ ساری ذمہ داری اس پر ڈال دی' ایک تو اس قدر رش' اس پر گرمی پل بھر میں ہی حسنین اکتا گیا۔

"اچھا یہ والا کیسا ہے؟" دوسرے پل وہ ایک اور سوٹ کی طرف اشارہ کر کے اس سے پوچھنے لگی۔

"ہاں یہ بھی اچھا ہے۔" حسنین نے پسندیدگی کا اظہار کیا۔

"اسی ڈیزائن میں وہ گرین رنگ زیادہ اچھا نہیں لگ رہا؟" ساتھ بیٹھی ایک دوسری عورت نے اسی سوٹ میں گرین رنگ الگ کروایا تھا تو فاطمہ نے حسنین سے پوچھا۔

"نہیں یہ زیادہ اچھا ہے۔" حسنین نے بمشکل ضبط کرتے ہوئے اسے کہا۔

"چلیں۔" دوسرے پل وہ وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیوں کیا ہوا؟" حسنین نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"حد ہوگئی یہ دیکھیں۔" فاطمہ اس کو سوٹ کی قیمت دکھانے لگی۔

"کیا یہ سوٹ آٹھ ہزار والا ہے؟ خوامخواہ برانڈڈ ٹیگ لگا کر قیمتیں بڑھا دیتے ہیں لیکن خریدنے والے کو اصل اور نقل کی خوب پہچان ہوتی ہے۔" فاطمہ کو اب اس شاپ سے نکلنے کا بہانہ چاہیے تھا' حسنین خاموشی سے اس کے ہمراہ وہاں سے نکل آیا۔

"حسنین یہ شال کیسی ہے؟" چلتے چلتے فاطمہ شال کی شاپ کے پاس رک گئی۔

"حسنین......" دوسرے پل اس نے اپنے ساتھ دیکھا تو حسنین چلتا ہوا کافی آگے بڑھ چکا تھا تو فاطمہ نے شال کو چھوڑ کر اس کی طرف دوڑ لگائی کہ اتنے رش میں اگر وہ کھوگئی تو کیا ہوگا۔

"یہ سوٹ اچھا لگ رہا ہے؟" اب وہ ایک اور شاپ میں داخل ہوئے تھے اور خوش قسمتی سے وہاں رش قدرے کم تھے تو فاطمہ نے ایک انتہائی خوب صورت کام والے آف وائٹ سوٹ جس پر گولڈن اور سلور رنگز بھی لگے تھے کی طرف اشارہ کرکے حسنین سے پوچھا۔

"یار جو پسند ہے لے لو' تم نے پہننا ہے تو تمہیں پسند ہونا چاہیے ناں۔" اب کے حسنین نے کتنی دیر سے ضبط کی ہوئی جھنجلاہٹ کو اس پر عیاں کردیا تو فاطمہ نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔

"یہ لے لوں؟" وہ مطمئن نہیں ہورہی تھی' اس لیے اس کی جھنجلاہٹ کی پروا کیے بنا ایک بار پھر اس سے ہی پوچھا۔

"ہاں لے لو اچھا لگ رہا ہے۔" وہ اس کی طرف دیکھ کر چہرے پر مسکراہٹ سجا کر بولا۔ "کیا ہوا؟" وہ ابھی تک ڈریس کو مختلف زاویوں سے دیکھے جارہی تھی کہ حسنین نے پھر پوچھا۔

"میں سوچ رہی ہوں اس وائٹ ڈریس میں بہت بدروح ہی نہ لگوں' کوئی اور رنگ نہ ہو اس میں؟" فاطمہ پرسوچ نظروں سے حسنین کو دیکھ کر بولی تو وہ حیران رہ گیا۔

"چڑیل' بدروح نہیں لگ سکتی' لینا ہے تو لو اور جلدی کرو ابھی تک ایک سوٹ نہیں خریدا۔" حسنین اب غصیلے لہجے میں بولا۔ "یہ لے لو اچھا سوٹ ہے اس کے ساتھ چوڑیاں اور جیولری کلر فل کرلینا۔" اس کے ڈانٹنے کے باوجود فاطمہ ابھی تک تذبذب کا شکار تھی تو حسنین نے حل پیش کیا۔

"ارے واہ گریٹ آئیڈیا۔" وہ من ہی من میں اس کے آئیڈیے سے متاثر ہوئی اور پل بھر میں ہی اس کے مرجھائے چہرے پر ایک بار پھر خوشی نظر آنے لگی۔ حسنین نے اس کی طرف دیکھ کر گہرا سانس لیا اور پھر تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ کی خواری کے بعد وہ فقط ایک سوٹ ہی لے پائی۔

"پہلے جیولری لے لیتی ہوں۔" وہ سوٹ کا بیگ حسنین کو پکڑا کر جیولری کی شاپ کی طرف اشارہ کرنے لگی تو چاروناچار وہ اس کے پیچھے پیچھے شاپ میں داخل ہوگیا اور وہاں بھی ہجوم نے پل بھر میں ہی اس کے چودہ طبق روشن کردیے تھے۔ وہ لڑکیوں کے ہجوم سے ذرا ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہوگیا اور فاطمہ کو جیولری منتخب کرنے کا کہنے لگا۔ اب وہ طائرانہ نظروں سے جیولری کی لشکارے مارتی شاپ کا معائنہ کرنے لگی۔ تیز روشنی میں جیولری کے نگوں سے روشنی کی شعاعیں آنکھوں کو چندھیانے لگی تھی لیکن قیمتوں پر بحث کرتی' جیولری کو دوپٹوں اور شرٹس سے میچ کرتی ان لڑکیوں کو ذرا کوئی احساس نہ ہورہا تھا۔

"نہیں بہن جی' یہ فکس پرائس ہے......بہن ہمیں کچھ بچتا ہی نہیں......دیکھیں محترمہ اگر آپ نے یہ چوڑیاں لینی ہیں تو قیمت یہی ہے۔" وہ شاپ کیپر کی پھرتی سے متاثر ہورہا تھا۔ کیسے ایک وقت میں اتنی لڑکیوں سے سودے بازی کررہا تھا۔ واقعی جس کا کام اسی کو ساجھے۔" اس نے لمحے بھر کو ان چوڑیوں کے بزنس کے بارے میں سوچا اور دوسرے ہی پل توبہ بھی کرلی۔

"ایک نہیں سنبھالی جاتی کہاں اتنی چخ چخ برداشت ہوگی۔" دوسرے پل وہ سر کھجاتا فاطمہ کو دیکھنے لگا جواب

چوڑیوں کو دوپٹہ نکالے اس کے ساتھ میچ کررہی تھی۔ اس کے پاس اب رش قدرے کم ہوچکا تھا اس لیے حسنین اس کے پاس آ کھڑا ہوا تھا فاطمہ نے پلٹ کر دیکھا۔

"کہاں رہ گئے تھے آپ؟" فاطمہ یک لخت اپنے آپ کو محفوظ حصار میں مقید سمجھنے لگی۔

"رش زیادہ تھا اس لیے وہاں پیچھے کھڑا تھا' جیولری سلیکٹ ہوگئی؟" حسنین اس سے پوچھا۔

"ہاں کچھ ہو ہی گئی ہے' دیکھیں ذرا یہ اچھی لگے گی ناں؟" دوسرے لمحے فاطمہ نے سائیڈ پر رکھی اپنی منتخب کردہ جیولری کو دوپٹہ پر رکھتے ہوئے ایک بار پھر اس سے مشورہ کرنے لگی۔ حسنین نے آف وائٹ دوپٹے پر ملٹی کلرز کنگن اور موٹے موٹے گرین اور ریڈ نگوں والے ائر رنگ اور نیکلس کو ستائش بھری نظروں سے دیکھا جو بے انتہا خوب صورت لگ رہے تھے۔

"ہاں بہت اچھے ہیں۔" حسنین نے مسکرا کر کہا۔

"اور یہ چوڑیاں؟" فاطمہ ہاتھ میں پکڑی ست رنگی چوڑیوں کو اس کے سامنے کیا۔

"یہ تو بہت پیاری ہیں۔" حسنین نے اب قدرے ریلیکس انداز میں کہا۔

"تو یہ لے لوں؟" وہ دلکش مسکراہٹ کے ساتھ پوچھنے لگی تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر منتخب کردہ جیولری کا بل پے کرکے وہ اس شاپ سے بھی باہر نکل آئے۔

"اب کیا رہتا ہے؟" حسنین نے اس سے پوچھا۔

"یہ شال کتنی اچھی ہے ناں۔" وہ ایک بار پھر ایک شال کو پسند کر بیٹھی۔

"تو لے لو۔" حسنین نے جھٹ پٹ پسندیدگی کی سند دے دی۔

"بھائی صاحب یہ کتنے کی ہے؟" دوسرے پل حسنین نے شاپ کیپر سے پوچھا۔

"جی یہ پانچ سو کی۔" اس نے مصروف انداز میں ان کو شال کی قیمت بتائی۔

"کیا پانچ سو کی! اتنی معمولی سی شال اور اتنی مہنگی۔" دوسرے پل حسنین نے تیزی سے کہا۔

"معمولی شال......؟" فاطمہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اگر معمولی ہے تو نہ لیں۔" شاپ کیپر برا مناتے ہوئے تلخ لہجے میں بولا۔

"اس کے مزاج ہی نہیں مل رہے۔" حسنین نے فاطمہ کو دیکھا۔

"مزاج کیسے ملیں گے اتنی اچھی شال کو "معمولی" کہہ رہے ہیں تو......" فاطمہ نے موقع محل کا لحاظ کیے بنا قہر آلود نظروں سے اسے دیکھا۔

"بھیا ہم نے یہ شال لینی ہے لیکن اتنی مہنگی نہیں۔" دوسرے لمحے فاطمہ خود شال کا سودا کرنے لگی۔

"تین سو روپے دیں گے اور یہ شال بھی لیں گے۔" فاطمہ نے دادا گیری کا سا انداز اپنایا تو حسنین نے متعجب نظروں سے اسے دیکھا۔

"نہیں بہن' یہ تو بہت کم ہیں' ہماری تو یہ خرید بھی نہیں ہے۔" جہاں حسنین حیران ہوا تھا وہاں شاپ کیپر بھی منمنایا۔

"اچھا تین سو پچاس سے تو ایک پیسہ بھی زیادہ نہیں دینا۔" فاطمہ نے یک دم پچاس روپے بڑھائے تو حسنین نے اسے دیکھا۔

"نہیں بہن' یہ بھی بہت کم ہیں' چار سو سے کم نہیں۔" حسنین نے اب شاپ کیپر کو دیکھا۔

"چار سو پچاس۔" دوسرے پل حسنین بولا۔

"حسنین......" فاطمہ نے دانت پیس کر کہا تو وہ ہنسنے لگا۔

"شال کی "بولی" لگ رہی ہے تو میرا نام بھی آنا چاہیے ناں۔" حسنین شرارت سے بولا۔

"اب وہ چار سو کہہ رہا ہے تو دے دو' جس حساب سے پچاس آگے بڑھائے جارہے ہیں یہ نہ ہو ہزار تک پہنچ جائے۔" اب کے حسنین نے سنجیدگی سے کہا تو فاطمہ منہ بسور کر رہ گئی۔

"اچھے بھائی چار سو میں دے دو۔" دوسرے پل فاطمہ ہتھیار ڈال چکی تھی۔
"ابھی بھائی صاحب نے تو کہا ہے چار سو پچاس۔" شاپ کیپر نے کہا تو حسنین ہنس دیا۔
"ارے نہیں یار مذاق میں کہا تھا' یہ چار سو میں دے دو میری حالت پر رحم کھاؤ' پانچ گھنٹے سے خوار ہو رہا ہوں۔" دوسرے پل حسنین نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرا دیا۔
"چلو دے دو اب پیسے۔" شاپ کیپر نے شال کو بیگ میں ڈال کر ان کی طرف بڑھایا تو حسنین نے بیگ پکڑتے ہوئے فاطمہ سے کہا۔
"میرے پاس تو پانچ سو کا نوٹ ہے' آپ کے پاس چینج ہوگا۔" فاطمہ نے کہا تو حسنین نے اسے دیکھا۔
"کیا...... پانچ سو کا نوٹ ہے تو اتنی جرح کی کیا ضرورت تھی میں سمجھا تھا کہ ہیں ہی اتنے......" خوامخواہ بچت کرنے اور وقت ضائع کرنے پر حسنین اب اس کو ڈانٹنے لگا تھا۔ فاطمہ منہ بسورے پانچ سو کا نوٹ اس کو پکڑانے لگی۔
"یہ لو بھائی' سو روپے واپس کر دو۔" حسنین نے بگڑے انداز میں کہا جبکہ فاطمہ من ہی من میں پیسے کم کرانے میں کامیاب ہونے پر خوش ہو رہی تھی لیکن حسنین کے سامنے اس کی ڈانٹ کے ڈر سے وہ اس کارنامے کا اظہار اس کے سامنے نہیں کر پا رہی تھی اور اب وہ جلد از جلد زرفین کے پاس پہنچنا چاہ رہی تھی۔
"پلیز اب باقی جو چیزیں رہ گئی ہیں وہ زرفین کے ساتھ آ کر لے لینا۔" حسنین اب اکتا چکا تھا جبکہ فاطمہ بھی اب واپس جانا چاہ رہی تھی۔
"ہاں ٹھیک ہے۔" اس نے یک دم مان جانے پر حسنین نے آسودہ سانس خارج کی اور گھر کی طرف چل پڑے۔
"ہائے اللہ آہستہ چلیں ناں۔" حسنین آگے آگے تھا جبکہ فاطمہ اس سے کافی پیچھے' تھوڑی تھوڑی دور جانے کے بعد وہ تقریباً بھاگ کر ان تک پہنچتی تھی لیکن بار بار وہ آگے بڑھ جاتا تو اب کے فاطمہ نے اس سے کہا تو وہ رک گیا اور پھر اس کے حسنین تک پہنچتے ہی دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے۔
"اوہو......" وہ گاڑی میں بیٹھ چکے تھے کہ فاطمہ نے یک دم کہا۔
"کیا ہوا......؟"
"فالودہ تو کھایا ہی نہیں۔" وہ افسوس زدہ انداز میں بولی۔
"اب زرفین کے ساتھ آؤ گی ناں تو کھا لینا' اب بہت دیر ہوگئی ہے۔" حسنین نے اسی اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا تو فاطمہ نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا لیکن خاموش رہی اور پھر کچھ دیر کی ڈرائیو کے بعد وہ گھر پہنچ چکے تھے۔

❁......❁......❁

زرفین نے ان کی شاپنگ کی روداد سن کر اس کا خوب ریکارڈ لگایا اور دونوں نے بہت انجوائے بھی کیا' باقی کی شاپنگ وہ اور زرفین مل کر کر چکی تھیں۔ انتیس روزے کی افطاری کی تیاریوں میں مصروفیت عروج پر تھی' یقینی طور پر آج رات چاندرات ہونی تھی۔ ہر طرف یہی شور تھا کہ کل عید ہے۔ افطاری کے بعد وہ چھت پر چلی گئی اور چاند دیکھنے کی اپنی سی کوشش کرنے لگیں۔ کافی دیر انتظار کے بعد جب کامیابی نہ ہوئی تو فاطمہ اور زرفین نیچے آ گئی جب کہ حسنین ابھی تک چھت پر ہی تھا کہ پٹاخوں کی آوازوں نے چاند کے نکل آنے کی نوید سنادی۔ بادلوں نے ان کو چاند کے دیدار سے محروم رکھا لیکن چاندرات ان کی تھی۔
"چاندرات مبارک۔" حسنین چھت سے نیچے آیا اور باآواز بلند بولا۔
"الحمدللہ...... چاندرات مبارک۔" فاطمہ نے بھی کہا اور پھر سب نے مبارک باد دی۔ کچھ دیر بعد فاطمہ اور زرفین کچن کا کام نمٹانے لگی تھیں اور ارادہ تھا کہ وہ کام وغیرہ ختم کر کے کچن صاف کر کے مہندی لگائیں گی۔
"آپ کیا کر رہے ہیں؟" فاطمہ سارے کام نمٹا کر کمرے میں آئی تو حسنین کو واررڈروب کے سامنے کھڑے

پایا تو حیرت سے اسے دیکھ کر اس سے پوچھا۔
"کچھ بھی تو نہیں۔" نجانے کیوں حسنین یک لخت بوکھلایا' فاطمہ نے حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھا اور خراماں خراماں چلتی اس کی طرف بڑھنے لگی۔
"بتائیں کیا چھپا رہے ہیں؟" اس کے پاس آ کھڑے ہونے پر حسنین نے وارڈ روب کے دروازے بند کردیئے اور مسکراتی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔
"کچھ نہیں۔" وہ بولا تو اس کا انداز چنچلی کھار رہا تھا۔
"او کے نہ بتائیں۔" وہ نروٹھے لہجے میں بولی اور رخ موڑ گئی اور قدم بڑھادیئے۔
"ہاہاہا......" دوسرے پل حسنین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو روکا' فاطمہ نے دھڑکتے دل اور متعجب نظروں سے اسے دیکھا۔ چہرے پر دلکش مسکراہٹ' آنکھوں میں پیار' انداز میں ایک انوکھا پن حسنین اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔
"رسم دنیا بھی ہے' موقع بھی اور دستور بھی۔" دوسرے پل حسنین نے اپنے دونوں بازو اس کے کندھوں پر رکھے تو فاطمہ یک دم بوکھلا گئی۔
"دم ک......کیا مطلب؟" وہ بمشکل پوچھ پائی۔
"مطلب یہ کہ......" پلک جھپکتے ہی حسنین نے وارڈ روب کا دروازہ کھول کر ایک پیکٹ نکال کر اس کے سامنے کیا۔
"چاند رات مبارک ٹو مائی ونڈر فل وائف۔" حسنین گہری نظر سے اسے دیکھتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولا۔
"کیا......؟" فاطمہ فرط مسرت سے بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔
"یہ...... یہ کیا ہے؟" وہ پیک شدہ پیکٹ کو پکڑے ہوئے اس سے پوچھنے لگی۔
"خود ہی دیکھ لو۔" حسنین نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"واؤ زبردست۔" دوسرے پل اس نے جب پیکٹ کھولا تو ڈیپ ریڈ سندھی کڑھائی والا جدید انداز کا ڈریس اس کو حیران کر گیا۔

"تمہارا پیا اب اتنا بھی اناڑی نہیں ہے کہ ہر دفعہ گڑبڑ کردے۔ پچھلی عید پر نیکلس کو پازیب سمجھنے کی جو غلطی ہوئی تھی اب خاص خیال رکھا تھا۔" حسنین نے اس کے پُر مسرت چہرے پر نظریں جماتے کہا تو فاطمہ نے چونک کر اسے دیکھا۔
"ہاہاہا......تھینک یو سو مچ' سچ میں آپ نے تو بہت بڑا سرپرائز دیا ہے۔" فاطمہ کو ابھی تک یقین نہیں آیا تھا کہ حسنین نے اس کو چاند رات پر گفٹ دیا ہے۔
"تھینک فار یو مائی لو۔" حسنین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو فاطمہ نے چونک کر اس کے بدلے انداز کو دیکھا اور دوسرے لمحے پلکیں جھکا گئی۔
"میں مہندی لگاؤں؟" حسنین کی آواز پر فاطمہ اچھلی جیسے کرنٹ لگا ہو۔
"ان کو کیا ہوگیا ہے آج......!" وہ بڑبڑائی اور پھر ہنسی تو ہنستی ہی چلی گئی۔
"آ......آپ مہندی لگائیں گے؟" وہ بے تحاشہ ہنستی اس کی طرف دیکھ کر بمشکل بولی۔
"ہاں کیوں نہیں۔" حسنین منہ بسور کر بولا۔
"لگا لیتے ہیں؟" وہ اب اپنی ہنسی کو کنٹرول کرچکی تھی۔
"نہیں لیکن انٹرنیٹ سے ڈیزائن دیکھ کر کاپی تو کرسکوں گا ناں۔" حسنین اس کے ہاتھ پر مہندی لگانے پر مصر تھا۔
"ہاں یہ تو ہے۔" فاطمہ نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔
"لیکن زرفین نے کہا تھا کہ ہم ساتھ میں لگائیں گے۔" فاطمہ نے حسنین کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا کر کہا۔
"ہاں تو کل دن میں اس کے ساتھ مل کر لگا لینا' ایک ہاتھ پر میں لگا دیتا ہوں۔" حسنین نے فوراً ہی حل پیش کردیا تو فاطمہ نے متعجب نظروں سے اسے دیکھا۔
"واقعی......آپ سیریس ہیں؟" فاطمہ سمجھی وہ مذاق میں کہہ رہا ہے۔
"ہاں سو فیصد۔" حسنین دلکش مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے بولا۔

"آرام فرماؤ۔" فاطمہ شرارت سے اس کو چھیڑ کر باہر نکل گئی تو حسنین بھی مسکرانے لگا۔

"یہ والا ڈیزائن بنائیں۔" کچھ دیر بعد فاطمہ واپس کمرے میں آئی اور حسنین کے لیپ ٹاپ پر مہندی کے ڈیزائن سرچ کر کے ایک نہایت مختصر لیکن بہت پیارا سا ڈیزائن اس کے سامنے کیا۔ جانتی تھی کہ حسنین ایویں شوخی مار رہا ہے اس لیے اس کو کسی مشکل میں نہ ڈالا جائے۔

"ہاں ہاں یہ تو میرے الٹے ہاتھ کا کام ہے۔" حسنین نے باریک بینی سے ڈیزائن کو گھورا اور کالر جھاڑ کر بولا فاطمہ ایک بار پھر ہنسی تھی۔ حسنین اس کا ہاتھ پکڑ کر مہندی کی کون کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔ فاطمہ مسلسل مسکرائے جارہی تھی اور حسنین دل ہی دل میں "یا اللہ اب کوئی معجزہ کردے" کا ورد کررہا تھا۔

"تم آنکھیں بند کرو۔" فاطمہ مسلسل اس کو دیکھے جارہی تھی اس کا انداز کچھ خاص تاثر لیے ہوئے تھا جس میں محبت تھی اناڑی پن تھا اور ایک جھنجھلاہٹ بھی در آئی تھی جو فاطمہ کو مسحور کررہی تھی۔ اس کی نگاہوں اور مسکراہٹ نے حسنین کو زچ کرنا شروع کیا تو اس نے اسے آنکھیں بند کرنے کا کہہ دیا اس نے بلاچوں چرا اس کی بات مان لی اور آنکھیں بند کرلیں۔ اگلے سیکنڈ ہی اس کو اپنی ہتھیلی پر ٹھنڈک کا احساس ہونے لگا۔

"کھول لو آنکھیں۔" تقریباً دس پندرہ منٹ بعد حسنین کی آواز پر اس نے آنکھیں کھول دیں جو اس نے مکمل ایمان داری سے بند کیے رکھی تھیں۔

"یہ...... یہ...... یہ کیا ہے؟" آنکھیں کھولتے ہی وہ چیخ اٹھی۔

"وہ...... یار قسم سے دو بار پھول بنایا تھا لیکن وہ اس کی پتیاں ہی نہیں سیٹ ہو رہی تھیں تو پھر میں نے یہ ڈیزائن بنادیا۔" حسنین اس کی پھٹی پھٹی نظروں کو دیکھ کر منمنایا۔ فاطمہ الٹ پلٹ کر اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی، جہاں ہتھیلی کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے ڈاٹس تھے انگلیوں کی پوروں پر ناخنوں کو چھوڑ کر مہندی کو لگایا گیا تھا۔

"نہیں اچھا لگا کیا؟" حسنین نے سر کھجاتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"اب میں زرفین کو کیا دکھاؤں گی یوں لگ رہا ہے یہ ہاتھ دادی جان کا ہو۔" فاطمہ بڑبڑائی۔

"بتاؤ ناں۔" حسنین پھر بولا۔

"اچھا ہے بہت...... لیکن کاش یہ سرکل ذرا سا گول ہوتا اور کاش کہ یہ الٹے ہاتھ پر ہوتا۔" فاطمہ بمشکل بولی۔

"الٹے ہاتھ پر کیوں؟" حسنین نے حیرت سے پوچھا۔

"میں نے سوچا تھا کہ کام کرتے ہوئے آپ کے پیارے ڈیزائن کو بھی دیکھا کروں گی لیکن......" فاطمہ ہاتھ کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"تم ڈیزائن کو نہیں پیار کے رنگ کو دیکھنا ناں۔" حسنین مسکرایا۔

"کچھ نہ کچھ ایسا کر ہی دیتے ہو کہ "اناڑی پیا" کہنے پر مجبور ہوجاتی ہوں۔"

"ہاہاہا......" حسنین کا قہقہہ بلند ہوا اور فاطمہ بھی آسودہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کو دیکھنے لگی۔

مہندی چاہے جیسی بھی لگی ہو اس کی خوشبو میں ایک اور خوشبو بھی شامل تھی۔ اس کے رنگ میں جو رنگ بھی شامل تھا وہ رنگ اور وہ خوشبو...... اس کے اناڑی پیا کے اناڑی پن سے جتائے گئے محبت کے تھے اور جہاں اناڑی پن پر محبت کی خوشبو اس کو اپنی لپیٹ میں لے کر اس کا رنگ گہرا کردے وہاں عید کی خوشیاں دوبالا ہوجاتی ہیں۔

❁

تیرے سوا نہیں دیکھنا

نزہت جبین ضیاء

ڈھونڈتے کیا ہو ان آنکھوں میں کہانی میری
خود میں گم رہنا تو عادت ہے پرانی میری
بھیڑ میں بھی تمہیں مل جاؤں گا آسانی سے
کھویا کھویا ہوا رہنا ہے نشانی میری

"اماں کچھ سنا آپ نے، شفیقہ آپا چاند رات کو نکاح کرنا چاہتی ہیں، ہم اس قدر جلدی کیسے تیاری کر پائیں گے۔ رمضان کے دنوں میں تو ویسے بھی تیاریاں مشکل ہو جاتی ہیں ان کو تو عادت ہے ہتھیلی پر سرسوں جمانے کی۔ سو بکھیڑے ہوتے ہیں اب بھلا یوں منہ اٹھا کر نکاح کے دو بول تو نہیں پڑھوا دیں گے ناں لاکھ جھنجٹیں ہوتی ہیں۔ میرے تو ہاتھ پاؤں پھولے جا رہے ہیں آپ منع کر دیں ان کو کہ ہمیں نکاح نہیں کرنا اتنی جلدی۔" عطیہ بیگم نے جب سے شفیقہ بیگم کا ارادہ سنا تھا تب سے ساس کے سر پر کھڑی جھنجھلاہٹ کا اظہار کر رہی تھیں۔

"ارے عطیہ، تم کاہے کو اتنا گھبرا رہی ہو کوئی لمبا چوڑا پروگرام تھوڑا ہی رکھنا ہے۔ دھوم دھڑکا اور شور شرابہ شادی پر کر لیں گے بس گھر کے لوگوں کے سامنے نکاح ہو جائے گا۔" سلطانہ بیگم نے ملائمت سے بہو کو سمجھایا۔

"چھوٹی ہو یا بڑی اماں تقریب تو تقریب ہوتی ہے... آتی ہیں اور... ہو گیا بیگم؟" اس وقت لقمان صاحب کمرے میں داخل ہوئے اور حواس باختہ عطیہ بیگم کو دیکھ کر سوال کیا۔

"ارے بھئی ہونا کیا ہے؟ آپ کی بہن کو تو عادت ہے شوشے چھوڑنے کی اب شوشہ چھوڑ دیا کہ چاند رات کو حفصہ اور بسیم کا نکاح کر دیا جائے۔"

"ارے بھئی تو اس میں اتنا بدحواس ہونے کی کیا ضرورت ہے تم کون سا گھر میں اکیلی ہو صبوحی ہے عشبہ ہیں۔"

"چپ کریں آپ عشبہ کا نام اس موقع پر نہ ہی لیں تو بہتر ہے ایک تو آپا نے دماغ خراب کر دیا اوپر سے آپ بھی، کر لوں گی سب کچھ میں خود ہی۔" عشبہ کا نام سن کر عطیہ بیگم کا غصہ مزید بڑھ گیا اور وہ تنتناتی ہوئی کمرے سے نکل گئیں سلطانہ بیگم اور لقمان صاحب تاسف سے انہیں دیکھتے رہ گئے۔

ساتھ باقی گھر میں رہتی تھیں۔ شوہر کا انتقال ہوچکا تھا اپنی زمینیں اور اپنا کام تھا دونوں بھائی تعلیم سے فارغ ہوگئے تو چھوٹا سا کاروبار اسٹارٹ کرلیا۔ شفیقہ نے انٹر کا امتحان پاس کرلیا تو ان کی شادی کردی گئی وہ اپنے شوہر انصار کے ساتھ دوسرے شہر شفٹ ہوگئیں۔

لقمان صاحب کی شادی عطیہ بیگم اور اعجاز صاحب کی شادی صبوحی سے کردی گئی۔ شفیقہ کے دو بیٹے باسق اور بسیم اور ایک بیٹی عبرہ تھی۔ لقمان احمد کا ایک بیٹا اسجد اور بیٹی حفصہ تھی جب کہ اعجاز صاحب کی بیٹی عشبہ تھی۔ گھر پر سلطانہ بیگم کی مکمل حکمرانی تھی۔ دونوں بہوئیں ان کا ہر حکم مانتیں آپس میں کوئی رنجشیں یا چپقلش نہ ہوتی۔ بچے بڑے سب مل جل کر پیار سے رہتے۔ گھر کے فیصلے سلطانہ بیگم ہی کرتی تھیں۔ کبھی کبھی شفیقہ بیگم بھی آجاتیں تو پھر مہینہ بھر رکتیں گھر میں رونق بڑھ جاتی۔ بچے بھی پھوپو کے آنے پر بہت خوش ہوجاتے۔ بچوں کی چھٹیوں کو چار چاند لگ جاتے سب مل کر خوب انجوائے کرتے۔ لڑائی ہوتی بھی تو فوراً ہی صلح ہوجاتی۔ ایک دفعہ ایسے ہی شفیقہ بیگم آئی تھیں۔ شام کے وقت سب لوگ بڑے سے صحن میں بیٹھے تھے۔ صبوحی چائے بنا لائی تھی۔ سب چائے سے لطف اندوز ہورہے تھے۔ وہیں تھوڑے فاصلے پر تمام بچے مختلف کھیل کھیلنے میں مصروف تھے ایک دوسرے سے تکرار بھی ہورہی تھی اور ایک دوسرے کی طرف داریاں بھی کی جارہی تھیں۔

''بھابی اور لقمان بھائی میری ایک خواہش ہے۔'' شفیقہ بیگم نے چائے کا گھونٹ لے کر بڑے بھائی بھاوج کو مخاطب کیا۔

''کیا بات ہے آپا بولیں؟'' عطیہ بیگم نے بسکٹ کی پلیٹ ساس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''میں چاہتی ہوں کہ باسق کی دلہن عشبہ کو بناؤں اور بسیم کی حفصہ کو یہ میری خواہش ہے کیوں اعجاز، صبوحی اور اماں آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟'' شفیقہ نے بات مکمل کرکے سب کو باری باری دیکھا۔

''یہ تو بہت اچھی بات ہے آپا کہ گھر کے رشتے گھر میں طے ہوجائیں۔ اس طرح رشتوں میں مزید پائیداری پیدا ہوگی۔ ہمارے بچے ہیں سارے۔''

''کیوں اماں؟'' عطیہ بیگم نے خوش دلی سے کہا۔

''بہت اچھا فیصلہ ہے۔ ایسا سوچ کر تم نے عقل مندی کا ثبوت دیا ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں بلکہ ہم بھی عبرہ کو اپنے اسجد کے لیے مانگتے ہیں مگر...... میرے خیال میں ایسی باتیں صرف گھر کی حد تک ہوں تو بہتر ہوگا۔'' اماں نے دانش مندانہ انداز میں کہا۔

''مطلب بات تو طے ہے؟'' شفیقہ بیگم نے خوش ہو کر کہا۔

''مبارک...... مبارک......'' سب لوگ ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔ اعجاز احمد اور لقمان احمد نے آگے بڑھ کر بہن کو گلے لگایا۔ صبوحی دوڑ کر فریج سے چاکلیٹ لے آئیں سب لوگ مسکرا دیئے۔ اس بار واپس لوٹتے وقت شفیقہ بیگم بہت خوش تھیں۔

''اس بار میں بہت اچھی یادیں لے کر جارہی ہوں بھابی، صبوحی۔'' انہوں نے بھاوجوں سے گلے لگ کر کہا۔

''پھوپو اب کب آئیں گی دوبارہ۔'' عشبہ روہانسی تھی۔ اس کو باسق کے ساتھ کھیلنا بہت اچھا لگتا تھا۔ وہ بھی عشبہ کا بہت خیال رکھتا تھا۔ سب بچوں کے منہ بھی اترے ہوئے تھے قدرتی طور پر سارے بچے ایک دوسرے سے کلوز تھے۔ شفیقہ بیگم خوشگوار یادیں لیے اپنے شہر کو لوٹ گئیں۔ وقت گزرتا رہا انصار صاحب کی اچھی جاب تھی اور پھر ان کو جاب کی طرف سے آسٹریلیا جانے کا چانس بھی بن گیا۔ ایک ملک میں رہتے ہوئے شفیقہ بیگم اپنے بھائیوں، ماں اور بھاوجوں سے ملنے سال بعد ہی جاتی تھیں۔ اب اتنی دور جانے کا سنا تو سب لوگ مضمحل ہوگئے۔ سب سے زیادہ بچے اداس تھے۔ عشبہ جو باسق سے زیادہ ہی قریب تھی بہت اداس تھی۔ وہ اتنی دور جارہا تھا۔

''میں تمہارے لیے بہت سارے گفٹ لاؤں گا

عشبہ۔" باسق نے عشبہ کو اداس دیکھ کر اس کے ہاتھ تھام کر افسردگی سے کہا۔

"مگر باسق کففس تو یہاں بھی رہ کر دے سکتے ہوناں؟" وہ معصومیت سے بولی۔

"یار..... پاپا نہیں مانتے ناں۔ ضدی ہیں وہ۔" باسق نے جھنجھلا کر کہا تو عشبہ منہ بنا کر رہ گئی۔ اس کا ننھا سا دل ڈول رہا تھا اور پھر شفیقہ بیگم میاں اور بچوں کے ساتھ آسٹریلیا شفٹ ہوگئیں۔ شفیقہ بیگم ایسے گئیں کہ پہلی بار چھ سال بعد آئیں۔ جب باسق بیس سال کا تھا۔ بسیم اٹھارہ اور عبرہ سولہ سال کی تھی۔ شفیقہ اپنے سسرال اسلام آباد میں ہی زیادہ رہیں۔ وہیں پر ان کا اپنا گھر بھی تھا۔ اتنے عرصے میں عشبہ جو سولہ سال کی تھی میٹرک کر چکی تھی۔ حفصہ میٹرک میں تھی۔ اسجد گریجویشن کر رہا تھا۔ عشبہ اور باسق نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ویسے تو اسکائپ وغیرہ پر بات ہوجاتی تھی مگر اب یوں آمنا سامنا ہوا تھا بلو کلر کے کاٹن کے سوٹ میں لمبے بالوں والی معصوم گڑیا جیسی عشبہ باسق کے دل میں اترتی چلی گئی۔ کچھ یہی حال عشبہ کا تھا۔ دبلا پتلا سا مگر ہینڈسم سا باسق کتنا اچھا لگ رہا تھا۔ دونوں نے ڈھیر ساری باتیں کی تھیں۔ بچے بھی اپنے رشتوں سے واقف تھے حفصہ اور بسیم کی آپس میں اتنی نہیں بنتی تھی دونوں ہی لا ابالی تھے مگر باسق اور عشبہ ایک دوسرے پر جان دیتے تھے جبکہ اسجد اور عبرہ بھی ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔ کچھ عرصہ رہ کر وہ لوگ واپس چلے گئے کچھ سال گزار کر باسق، عبرہ اور بسیم کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد شادی کرنے کا پروگرام تھا۔ عشبہ بہت افسردہ تھی مگر باسق بہت سی امیدیں دلا کر اچھے اچھے خواب دکھا کر کسی حد تک اسے مطمئن کر گیا تھا کہ چند سالوں بعد تو ہمیں ہمیشہ ہمیشہ ساتھ رہنا ہے اور عشبہ روتے روتے شرما گئی تھی۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ بچوں کے تعلیمی مدارج طے ہو چکے تھے ادھر عطیہ اور صبوحی شادی کی تیاریاں شروع کر چکے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وقت گزرتا گیا۔ تین بچوں کی شادی کی تیاریاں آسان نہ تھیں۔ یہاں سے کسی بچے کو بھی باہر جانے میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا اور وہاں انصار تھے کہ کاروبار میں الجھتے جا رہے تھے۔ نہ جانے کیا کیا مصروفیات تھی۔ شفیقہ بیگم ان کی حد درجہ مصروفیت اور عدم توجہی سے بیزاری کا شکار رہنے لگی تھیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ انصار صاحب میں منفی تبدیلیاں بھی آگئیں تھیں۔ اب ان کی باتوں میں غرور اور تمکنت ہوتی۔ بات بات پر اپنی امارت کا رعب جھاڑتے ان کی نظر میں روپیہ پیسہ اور اونچا اسٹیٹس ہی سب کچھ تھا۔ بعض اوقات شفیقہ ان کی باتوں سے ڈر جاتی تھیں۔ وہ انجانے خدشات اور خوف میں گھری رہنے لگی تھیں۔ بچوں سے ذکر کیا تو بچے بھی متفکر ہوگئے ان کو بھی باپ کا رویہ نامناسب لگتا اور ایک دن وہ سب کچھ ہوگیا جس نے شفیقہ بیگم کی ہستی کو بری طرح ہلا کر رکھ دیا۔

"سنو میرے ایک دوست کی فیملی ہے یہاں کل ان کے گھر چلنا ہے عبرہ کے لیے اس کے بیٹے کا رشتہ آیا ہے ہمیں کل وہاں جا کر بات کرنی ہے۔" الفاظ بم کی مانند شفیقہ کے سر پر دے مارے۔

"کیا..... کیا کہہ رہے ہیں انصار..... آپ ہوش میں تو ہیں؟"

"کیوں میں نے ایسا کیا کہہ دیا کہ تمہیں میری دماغی حالت پر شک ہوگیا۔ سب لوگ اچھا رشتہ دیکھ کر ہی شادیاں کرتے ہیں۔" انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں اور آپ کو اس بات کا علم ہے کہ ہمارے تینوں بچوں کے رشتے ہم نے باہمی خوشی اور رضامندی سے طے کر دیئے تھے۔ ہمارے یہاں رشتے خاندان میں طے ہوتے ہیں اور آپ کو بھی یہ بات اچھی طرح معلوم ہے بچپن سے لے کر آج تک ہمارے گھر میں ان رشتوں کے حوالے سے باتیں ہوئی ہیں۔ ہم اور ہمارے بچے ذہنی طور پر اس رشتوں پر راضی اور خوش ہیں۔"

"ہم..... ہم نہیں؟ میں تو راضی نہیں ہوں..... کیا میں اس وقت موجود تھا؟" انصار نے

انداز اپنایا۔

''انصار آپ سے بات کر کے آپ سے مشورہ کر کے میں نے یہ بات کی تھی۔ اس وقت آپ بھی اس بات پر راضی تھے۔ خوش تھے اور آپ نے رضامندی بھی دی تھی۔'' شفیقہ بیگم کا دماغ گھوم گیا انصار تو بالکل الٹی بات کر رہے تھے۔

''واٹ؟'' انصار نے بدتمیزی سے ان کی جانب دیکھا۔ ''حد ہے بے وقوفی کی...... فضول اور بے معنی بات کو دل سے لگا کر بیٹھی ہو۔ بے وقوف عورت...... میرے نزدیک اس بات کی اہمیت ہے اور نہ ہی کوئی حقیقت۔''

''انصار آپ کی نظر میں وہ بات غیر اہم ہوگی مگر میرے لیے عزت کا سوال ہے۔ میرے بھائیوں کی بیٹیاں اور بیٹا میرے بچوں کے نام سے منسوب ہیں۔ میں بھائیوں اور ماں کے سامنے جھوٹی نہیں بن سکتی اور...... اور اہمیت اس بات کی بھی ہے کہ ہمارے بچے بھی اس رشتوں پر راضی اور خوش ہیں اور عبرہ بھی اسجد کو پسند......''

''چپ کرو۔'' انصار صاحب نے بیوی کی بات کاٹی۔

''عبرہ کو وہی کرنا ہوگا جو میں چاہتا ہوں کیونکہ نہ صرف عبرہ کو اچھا پیسے والا پڑھا لکھا لڑکا ملے گا بلکہ اس طرح ہمارے بزنس کو بھی کافی بہتر اور پوزیٹیو پوائنٹس ملیں گے۔'' انصار اپنا حتمی فیصلہ سنا کر جا چکے تھے۔

''مما......'' عبرہ جو کمرے کے باہر کھڑی ماں باپ کی باتیں سن رہی تھی بھاگ کر شفیقہ کے پاس آ گئی۔ شفیقہ دونوں ہاتھوں میں سر تھام کر رو رہی تھیں۔

''عبرہ تمہارا باپ پاگل ہوگیا ہے۔ میں کیا منہ دکھاؤں گی اپنے بھائیوں کو اتنے عرصے بعد تمہارے باپ کو رشتے میں برائی نظر آئی کتنی ترقی کتنا پیسہ چاہئے ان کو۔''

''مما پلیز خود کو سنبھالیں۔'' عبرہ بھی ماں کے ساتھ رو رہی تھی۔ باسق، بسیم اور عبرہ نے کتنا کتنا سمجھایا مگر

انصار صاحب کی ناں ہاں میں نہ بدلی ان کا کہنا تھا کہ میں اپنی بیٹی کو واپس پسماندگی میں نہیں بھیجوں گا اور فرخ جیسا لڑکا نصیب سے مل رہا ہے۔ شفیقہ بیگم سخت ذہنی اذیت کا شکار تھیں۔ عبرہ کا برا حال تھا باسق اور بسیم بھی پریشان تھے۔ باپ کے ساتھ بدتمیزی بھی نہیں کر سکتے تھے۔ شفیقہ بیگم اپنی ماں سے بھی واقف تھیں اصولوں کی پکی اور زبان پر قائم رہنے والی خاتون تھیں۔ اصولوں پر کبھی بھی سمجھوتہ نہ کیا۔ آنے والے حالات سے شفیقہ بیگم سخت ہراساں تھی کس منہ سے وہ عبرہ کی شادی اور رشتے کی بات کرتیں، کیسے کہتیں کہ عبرہ اور اسجد کا رشتہ ختم کر دیا ہے اور نتیجہ عین شفیقہ بیگم کے توقعات کے مطابق نکلا۔ سلطانہ بیگم نے سنا تو ہتھے سے اکھڑ گئیں۔

''شفیقہ اب تمہیں اپنی بیٹی کے لیے بھائی کا گھر حقیر لگ رہا ہے۔ تمہارے معیار پر پورا نہ اترنے والا اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے ہم تینوں بچوں کے رشتے ختم کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔'' اماں نے حتمی انداز اپنایا۔

''ا...... اماں...... یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ؟ وہ تو صرف اسجد......؟'' عطیہ بیگم نے ہلکا سا احتجاج کیا۔

''عطیہ چپ کرو تم...... جہاں میری زبان کا پاس نہیں وہاں میرے لیے ان لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھ لو آج سے شفیقہ سے ہمارا رشتہ بھی ختم ہوگیا۔'' سلطانہ بیگم غصے سے پیچ و تاب کھا رہی تھیں۔

''ارے اماں ایسا نہ کریں؟'' صبوحی نے کچھ کہنا چاہا مگر...... اماں کے جاہ و جلال کے آگے وہ چپکی ہو گئیں۔

دوسری جانب شفیقہ کے ساتھ سب سے زیادہ باسق تڑپ گیا تھا۔ اسے نانو سے یہ امید نہ تھی۔ اس نے بہت کوشش کی کہ بات کرے لیکن اماں جی نے سب کو منع کر دیا کہ اب شفیقہ سے کوئی بات نہ کرے۔ ادھر شفیقہ کا بھی رو رو کر برا حال تھا میکہ چھوٹ گیا تھا۔ رشتے ختم ہو گئے تھے۔ یہاں پر سب سے زیادہ اثر عشبہ پر ہوا تھا۔ اچانک سے سارے رشتے ختم ہو گئے۔ باسق اور اس کا رشتہ یوں پل بھر میں ختم ہو جائے گا یہ تو سوچا بھی نہ تھا۔ وہ تو بچپن سے

لے کر آج تک صرف اور صرف باسق کے بارے میں سوچتی چلی آرہی تھی اس کے دل و دماغ پر صرف اور صرف باسق کا راج تھا۔ اس نے باسق کو چاہا تھا دل کی شدتوں کے ساتھ۔ باسق کے ساتھ ساری زندگی گزارنے کے سپنے دیکھتی آئی تھی۔ جب کہ حفصہ پر اتنا اثر نہ ہوا تھا وہ فطرتاً ہی لاابالی تھی بلکہ وہ خود عشبہ کو سمجھاتی اس کا دماغ ادھر ادھر لگانے کی کوشش کرتی تھی۔

دونوں امتحانات سے فارغ ہوئیں تو عشبہ کے لیے اچھا سا رشتہ آگیا اور تیاریاں شروع ہوگئیں۔ عشبہ کو یقین ہوگیا تھا کہ سب کچھ بدل چکا ہے پہلے جیسا کچھ بھی نہ رہا تھا۔ پرانے رشتے ختم ہوکر نئے رشتے بننے جارہے تھے گھر والوں کی خوشی اور رضامندی کے لیے اس نے خود کو حالات کے سپرد کردیا۔ گو کہ لقمان صاحب اور اعجاز صاحب بھی بہن سے رشتہ ختم ہوجانے پر افسردہ تھے مگر اماں کے سامنے چپ تھے۔ گھر میں بجھے دل کے ساتھ عشبہ کی شادی کی تیاریاں شروع ہوگئیں تو اور گھر میں چھایا جمود ٹوٹا اور سب لوگ انتظامات میں لگ گئے تھے۔ جھٹ پٹ رشتہ طے ہوا اور تاریخ بھی طے ہوگئی۔

عشبہ بھی گزری ہوئی یادوں کو بھول کر نئی زندگی کی شروعات کرنے جارہی تھی۔ شادی والے دن بھاری بھرکم جوڑے میک اپ اور جیولری میں وہ غضب ڈھا رہی تھی۔ سارے انتظامات ہوچکے تھے دلہن والے ہال پہنچ چکے تھے۔ حفصہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ بارات کا انتظار کررہی تھی لقمان صاحب اعجاز صاحب اور اسجد خاندان کے کچھ لوگوں کے ساتھ ہال کے گیٹ پر بارات کے منتظر تھے جب کہ ہال کے اندر عطیہ اور صبوحی مہمانوں کو دیکھ رہی تھیں۔ ایک طرف سلطانہ بیگم اپنی دلہن بنی بے حد حسین پوتی کو دیکھ رہی تھیں آج ان کا دل بری طرح بھر آرہا تھا پوتی کی جدائی کا غم اور ساتھ ساتھ شفیقہ کی بھی یاد آرہی تھی۔ اکلوتی بیٹی تھی ان کی بظاہر وہ مضبوط تھیں مگر نہ جانے کیوں اندر سے دل دہلا جارہا تھا انجانا خوف آس پاس منڈلا رہا تھا۔ ہال مہمانوں سے بھر چکا تھا۔ ٹائم گزرتا جارہا تھا اور بارات کا کوئی پتہ نہ تھا۔ اب تو لقمان صاحب اور اعجاز صاحب بھی سخت تشویش کا شکار ہوگئے تھے۔ کئی بار فون کیا مگر کوئی بھی کال ریسیو نہیں کررہا تھا۔ عجیب بے چینی اور اضطرابی طاری تھی اعجاز احمد اندر باہر ہورہے تھے۔ اسجد الگ پریشان تھا صبوحی کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ سب کے چہروں پر تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ الٰہی خیر رکھنا سلطانہ بیگم دل ہی دل میں دعا مانگ رہی تھیں۔ انجانے خوف سے دل لرز رہا تھا۔ جیسے نہ جانے کیا انہونی ہونے والی ہے۔

"اماں بارات آنے اور ہماری کال ریسیو نہ کرنے کا مطلب اچھا نہیں ہوسکتا۔ میرا تو دل دہلا جارہا ہے مجھے لگتا ہے کہ وہ لوگ بارات نہیں لارہے۔" عطیہ بیگم نے ساس کے پاس آکر کہا تو سلطانہ بیگم کانپ گئیں۔

"عطیہ ایسی بدفال تو نہ نکالو کوئی مجبوری ہوگئی کوئی مسئلہ ہوگا اللہ نہ کرے کہ کچھ برا ہو۔ دیر سویر تو ہو ہی جاتی ہے۔" کہنے کو تو سلطانہ بیگم کہہ رہی تھیں مگر اندر سے وہ بھی بہت پریشان تھیں کہ نہ جانے کیا ہونے والا ہے اور ادھر لقمان صاحب کے پاس شفیقہ کی کال آئی تھی۔ بے تحاشہ سسکیوں کے ساتھ اس نے انصار صاحب کے انتقال کی خبر دی تھی۔ لقمان آنکھیں پھاڑے منہ کھولے کال سن رہے تھے۔ تسلی کے الفاظ بھی منہ سے نہ نکل رہے تھے۔ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ خوشی کے اس موقع پر یہ کیا ہوگیا؟

عین آج کے دن انصار صاحب کا انتقال......اماں کو کیسے یہ خبر دیں گے۔ ان کی حالت پر اعجاز صاحب اور اسجد بھی پریشان تھے ابھی وہ اس پریشانی سے ہی نہ نکل پائے تھے کہ ایک اور خبر ملی جس نے سب کے اوسان خطا کردیئے۔ صبوحی چکرا کر گر پڑیں سلطانہ بیگم دل پر ہاتھ رکھے بے ہوش ہوگئیں۔ عشبہ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھ گیا...... بارات پر فائرنگ ہوئی تھی اور دلہا موقع پر ہلاک ہوگیا تھا۔ اُف یہ کیا حادثہ ہوگیا تھا شادی کا ماحول مکمل سوگ میں ڈھل چکا تھا۔ ہر آنکھ اشک بار تھی ہر چہرہ

افسردہ تھا آنے والے مہمانوں نے گھر والوں کو سنبھالا کوئی اسپتال بھاگا تو کوئی ڈاکٹر کو بلا لیا۔ عجیب منظر دیکھنے میں آرہے تھے۔

"توبہ..... توبہ اللہ پاک محفوظ رکھے عشبہ کے ساتھ یہ کیسی بدشگونی ہوئی ہے۔ پہلے رشتہ ختم' انصار بھائی کا انتقال اور اب جوان جہان دلہا ختم۔ عشبہ کے قدم ٹھیک نہیں۔ اسے خوشیاں راس نہیں۔" یہ منفی رائے اور سوچ عطیہ بیگم کی تھی۔ عشبہ کو لے کر اسپتال گئے تھے صبوحی اس کو سنبھال رہی تھیں لقمان صاحب اعجاز صاحب اور اسجد دلہا کے گھر گئے تھے۔ عشبہ بار بار ہوش میں آتی اور اپنے ہاتھوں کی چوڑیاں توڑتی اور پھر بے ہوش ہوجاتی۔ حفصہ بھی بری طرح روتی ہوئی عشبہ کو سنبھال رہی تھی حالات اچانک اس طرح بدل گئے تھے ہر کوئی پریشان تھا شفیقہ اماں سے بات کرنا چاہ رہی تھیں تڑپ رہی تھیں کہ اماں جس نے آپ لوگوں کو دل دکھایا وہ تو چلا گیا اب مجھے معاف کردیں۔

سلطانہ بیگم ماں تھیں ان کا دل بھی پگھل گیا تھا عشبہ کے لیے بھی شفیقہ بیگم بہت روئیں۔ ہونی کو کون ٹال سکتا ہے' کبھی اللہ پاک دے کر آزماتا ہے اور کبھی لے کر آزماتا ہے اور بندہ وہی ہے جو اس کی رضا میں راضی رہے۔ خوشیوں میں اس رب کا شکر ادا کرے جس نے خوشیاں عطا کی ہیں اور دکھ میں صبر کرے کہ صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ خود ہوتا ہے۔ یہی حالات عشبہ کے تھے اس کو پے در پے جن حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اس کے لیے سخت اذیت کا باعث تھے اس پر عطیہ بیگم کی منفی باتیں اور طنزیہ نظروں سے وہ خوف زدہ رہنے لگی تھی۔ وہ تو اب کھلم کھلا ایسی باتیں کرتیں کہ صبوحی یا عشبہ سنتی تو تڑپ جاتیں۔ وقت بہت بڑا مرہم ہے۔ آہستہ آہستہ بڑے سے بڑے زخموں کو بھی ٹھیک کردیتا ہے۔ وقت گزرتا رہا شفیقہ بیگم کا رابطہ بحال ہوگیا تھا۔ وہ حد درجہ شرمندہ تھیں اور عشبہ کی جانب سے بھی فکر مند تھیں۔

"ارے آپا شکر کریں آپ..... آپ بچ گئیں اللہ

پاک انصار بھائی کے درجات بلند فرمائے انہوں نے صحیح فیصلہ کیا تھا اللہ کا شکر ہے کہ آپ کی بیٹی اپنے گھر میں خوش ہے اس کو ذریعہ بنایا یہ رشتہ ختم ہوگیا۔" ایک روز شفیقہ بیگم نے پرانے رشتے دوبارہ سے جوڑنے کی بات کی تو عطیہ بیگم نے سرگوشیانہ لہجے میں فون پر کہا۔

"میں سمجھی نہیں بھابی!" شفیقہ بیگم ان کی بات کو نہ سمجھ پائیں۔

"ارے بھئی شفیقہ تم بھی بہت بھولی ہو دیکھو بھئی میں بات صاف کرتی ہوں عشبہ کے قدم منحوس ہیں تم کو یاد نہیں بچپن سے ہی اس کے ساتھ ایسا ہوا ہے میں نے ہمیشہ سے یہ بات نوٹ کی ہے اور کسی کو نہیں بتائی۔ جس دن وہ پیدا ہوئی تھی اس روز صبوحی کی دادی کا انتقال ہوا تھا۔ اس کا سوا مہینہ تھا جب صبوحی کی خالہ کا انتقال ہوا تھا۔ پہلی سالگرہ سے دو دن پہلے صبوحی کے ابا کا انتقال ہوا۔ پہلے دن اسکول گئی تو اس روز اعجاز میاں کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا انہیں اچھی خاصی چوٹیں آئی تھیں اور اب...... انصار بھائی' اللہ پاک محفوظ رکھے انہیں کسی کا جوان جہان بیٹا ختم ہوا۔ اس ماں کا کیا حال ہوگا؟ جس کا بیٹا شادی کے دن یوں چلا گیا آپا' سچ پوچھو تو مجھے خوف آنے لگا ہے۔"

"ہاں بھابی آپ سچ کہہ رہی ہیں۔" شفیقہ کو بھی ان کی باتوں میں سچائی لگی۔

"ہاں اگر تم چاہتی ہو تو ہم بسیم اور حفصہ کی شادی کرلیتے ہیں برا نہ ماننا مگر میں نہیں چاہتی کہ میری بیٹی پر اس کا سایہ بھی پڑے۔" عطیہ بیگم نے کہا تو شفیقہ بیگم چپ ہوگئیں۔

عبرہ کی شادی ہوچکی تھی وہ وہیں آسٹریلیا میں سیٹ تھی ادھر اسجد کے لیے بھی لڑکی دیکھی جاچکی تھی۔ عشبہ کا نکاح بھی شادی سے ایک دن پہلے ہوچکا تھا۔ وہ تو بیوہ ہی کہلا رہی تھی۔ سخت اذیت اور تکلیف دہ حالات کا سامنا کرنا پڑتا جب لوگ اسے کبھی ہمدردی تو کبھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے۔ طرح طرح کی باتیں کرتے وہ خود کو مجرم سمجھنے لگتی کمرے میں آکر بے تحاشہ روتی حالات نے

اسے کیسے دورا ہے پر کھڑا کیا تھا۔ اوپر سے شفیقہ پھوپو کا رویہ بھی کچھ بدل گیا تھا۔ باسق نے بھی ایک دو بار ہی سرسری بات کی تھی۔

جب برا وقت آتا ہے تو سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے یہ تو دنیاوی رشتے تھے جو حالات کے ساتھ بدل گئے۔ سلطانہ بیگم عشبہ کو دیکھ کر کڑھتی رہتیں' صبوحی بھی چھپ چھپ کر روتی رہتی اور جب سے یہ پتہ چلا تھا کہ شفیقہ پاکستان آنے والی ہیں اور حفصہ اور نسیم کی شادی کردیں گی عشبہ اور زیادہ ٹوٹ چکی تھی۔ طے یہ پایا تھا کہ شفیقہ سیدھا اسلام آباد جائیں گی وہاں سسرال والوں سے مل کر اپنے گھر کو صاف کروا کر پھر کراچی آئیں گی اور شادی کی تاریخ وغیرہ طے کردیں گی۔ سلطانہ بیگم چاہتی تھی کہ شفیقہ عشبہ کے لیے بھی بات کرے لیکن...... وہ تو بالکل چپ تھیں اور عشبہ کا ذکر تک نہ کرتیں۔ حالانکہ ابھی بھی بہت سارے لوگ عشبہ کے لیے خواہش مند تھے اس کو اپنانا چاہتے تھے مگر عشبہ نے صاف انکار کردیا تھا اور سب ان کی طرف سے چپ ہوگئے تھے وہ جن حالات سے گزری تھی وہ بہت تکلیف دہ تھے یہ بات سب ہی جانتے تھے۔ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ اکثر چاندنی راتوں کو جب دل غم سے بوجھل ہوجاتا تو وہ چھت پر چلی آتی اور چاند کو تکتے تکتے اس کی آنکھیں بھیگ جاتیں۔

ایک بات ذرا تم بتلاؤ
جب چاند تمہاری کھڑکی میں
چپکے چپکے سے جھانکتا ہے
جب نیند تمہاری پلکوں پر
دھیرے دھیرے سے آتی ہے
جب رات کی رانی کی خوشبو
سانسوں میں سمانے لگتی ہے
جب جگنو رات اندھیرے میں اپنے پر پھیلاتے ہیں
جب ہر جانب سناٹا ہو اور خاموشی کا راج بھی ہو
جب ساری دنیا سوتی ہو
ہم چاند کو تکتے رہتے ہیں
ایک بات چاند سے پوچھتے ہیں
کیا وہ بھی؟
یاد ہمیں اب کرتا ہے۔

رمضان المبارک کا آغاز ہوچکا تھا۔ صبوحی اور عشبہ ہمیشہ رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے ہی عید کے حوالے سے شاپنگ کرلیتے تھے روزوں میں گھومنا اچھا نہیں لگتا تھا۔ ویسے بھی اب عشبہ میں پہلے جیسی عید کی خوشی یا تیاریاں کرنے کی کوئی خواہش نہ تھی۔ وہ دل ہی دل میں روتی مگر بظاہر گھر والوں کی حالت دیکھتے ہوئے خود کو کسی حد تک نارمل کرلیا تھا۔ حفصہ کو عشبہ سے دلی لگاؤ اور ہمدردی تھی جب کہ اسجد کی بیوی ماریہ بھی اچھی تھی۔

نماز ظہر سے فارغ ہوکر عشبہ قرآن پاک کی تلاوت کرتی اور پھر کچن میں چلی جاتی۔ افطار کے تھوڑے بہت انتظامات کرلیتی۔ اس روز بھی وہ کچن میں جارہی تھی تب ہی دادی کے کمرے سے آتی ہوئی آوازوں سے معلوم ہوا کہ حفصہ اور نسیم کا نکاح ہونے جارہا ہے اور ساتھ ہی تائی اماں کے عشبہ کے لیے کہے گئے الفاظ...... عشبہ کی آنکھیں نم ہوگئیں۔ اللہ پاک میرا سایہ کبھی بھی حفصہ پر نہ ڈالے وہ ہمیشہ شاد و آباد رہے۔ آمین' دل سے دعا کی اور کچن کی طرف چلی گئی۔

وہ سچ مچ خود کو مجرم سمجھنے لگی تھی۔ جیسے اب خوشیوں پر اس کا کوئی حق نہ تھا وہ حفصہ سے کٹی کٹی رہنے لگی۔ مبادا اس کا سایہ حفصہ کی زندگی پر کوئی برا اثر نہ ڈالے۔ عطیہ بیگم بہو اور حفصہ کے ساتھ مل کر تیاریاں کررہی تھیں۔ شفیقہ بیگم عید سے پہلے آنے والی تھیں اب ان کا ارادہ مستقل پاکستان میں سیٹل ہونے کا تھا کیونکہ وہاں سے دل بھر گیا تھا۔ اب وہ اپنے لوگوں میں وقت گزارنا چاہتی تھیں۔ رہائش تو اسلام آباد میں ہی تھی اپنا گھر موجود تھا۔

عشاء کی نماز اور تراویح سے فارغ ہوکر عشبہ نے حسب معمول سب کے لیے چائے پکائی اور چائے کا کپ لیے سلطانہ بیگم کے کمرے میں آگئیں۔ تو سلطانہ بیگم نے اسے اپنے پاس بٹھالیا

”عشبہ تم نے حفصہ کے نکاح کی تیاری کرلی؟“ سلطانہ بیگم نے پوچھا۔

”دادو مجھے کیا تیاری کرنی ہے؟“ سوال پر سوال کرکے خالی خالی نظروں سے دادی کو دیکھا۔ سلطانہ بیگم دکھی ہوگئیں۔

”ویسے دادو میرا نیا سوٹ رکھا ہے پہن لوں گی۔“ دادی کو اداس دیکھ کر عشبہ نے جلدی سے کہا۔ ”اور ویسے بھی میں نے کون سا سامنے آنا ہے۔“ نہ چاہتے ہوئے بھی لہجہ کڑوا ہوگیا۔

”عشبہ میری جان ایسے نہیں کہتے کوئی اگر غلط بات سوچتا ہے تو سوچنے دو یہ اللہ کی طرف سے ہونے والی باتیں ہیں اور ابھی بھی کتنے لوگ ہیں جو تمہیں اپنانا چاہتے ہیں۔ تمہارے لیے رشتوں کی لائن لگی ہے بیٹی۔ میری مانو تو تم اپنے لیے بھی سوچ لو ہم تمہاری طرف سے بھی بے فکر ہونا چاہتے ہیں۔“ سلطانہ بیگم کی آواز رندھ گئی تھی۔

”دادو میں ٹھیک ہوں آپ کیوں فکر کرتی ہیں میں خوش ہوں اور اللہ کی رضا میں راضی ہوں۔“ اس نے لہجے کو نارمل بنانے کی ناکام کوشش کی۔

”مگر بیٹا...... ہم چاہتے ہیں کہ تم اپنے گھر کی ہوجاؤ‘ ابرق کے گھر والے کافی پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ عید کے بعد ہم تمہارے لیے ان کو گھر پر بلوا کر کوئی فیصلہ کرلیں۔“

”دادو جیسے آپ لوگ بہتر سمجھیں۔“ عشبہ نے سر جھکا کر دھیرے سے کہا۔

”میری بچی اللہ پاک آگے تجھے اتنی خوشیاں دے کہ تو سارے دکھ بھول جائے۔ تیرا نصیب ستاروں کی طرح چمکے آمین۔“ سلطانہ بیگم نے اسے گلے سے لگا کر صدق دل سے دعائیں دیں۔

آخر کار چاند رات آ گئی۔ صبح سے ہی عطیہ بیگم کی چڑچڑاہٹ اور جھنجلاہٹ عروج پر تھی۔ آج تو گھر کے ہی لوگ تھے شفیقہ بیگم اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ آ رہی تھیں عبرہ عید کے بعد آنے والی تھی۔ مختصر سے لوگوں کی تقریب میں بھی بے حد تیاریاں تھیں سب لوگ خوش تھے اتنے سالوں بعد شفیقہ بیگم آ رہی تھیں سلطانہ بیگم بے چینی سے بیٹی کی منتظر تھیں جب کہ لقمان اور اعجاز صاحب بھی بے چین ہو رہے تھے۔

حفصہ بے حد خوش تھی عشبہ بالکل نارمل تھی کسی قسم کے جذبات سے عاری۔ حفصہ کے نکاح کا جوڑا‘ جیولری اور ساری تیاریاں ہوچکی تھیں عشبہ نے ایک چیز بھی جا کر نہیں دیکھی وہ تو حفصہ خود لا لا کر ایک ایک چیز دکھاتی تھی۔ حفصہ کی دوستوں نے اور ماریہ نے مل کر رات کو حفصہ کو مہندی لگادی تھی عشبہ کچن میں ہی مصروف تھی اور صبح سے ہی وہ جان بوجھ کر کچن کے کاموں میں لگی تھی کہ عطیہ بیگم ٹوک نہ دیں۔ افطار سے کچھ پہلے وہ لوگ پہنچنے والے تھے اور نکاح کی رسم افطار کے بعد ہونی تھی۔ افطار میں چند ایک چیزیں رکھی گئی تھیں کھانا باہر سے آنا تھا نکاح کا انتظام چھت پر کیا گیا تھا۔ عشبہ لاکھ خود کو مطمئن ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اندر سے دل عجیب کیفیت کا شکار تھا اتنے عرصے بعد باسق آ رہا تھا باسق کو سامنے دیکھ کر خود کو کس طرح کنٹرول کر پائے گی۔ باسق کا کیسا رویہ ہوگا؟ شفیقہ پھوپو تو اسے منحوس سمجھنے لگی تھیں یقیناً باسق بھی غلط سمجھ رہا ہوگا تب ہی تو اس نے ایک دو دفعہ بات کی تھی وہ بھی جب عشبہ بیوہ ہوئی تھی عجیب حالات کا شکار تھی۔

افطار سے کچھ دیر پہلے وہ لوگ آ گئے۔ عشبہ نے کچن کی کھڑکی سے دیکھا سفید براق شلوار کرتے میں باسق بہت اچھا لگ رہا تھا عشبہ کی آنکھیں نم ہوگئیں سب لوگ والہانہ انداز میں مل رہے تھے رو رہے تھے جذباتی مناظر تھے باسق کی بے چین نظریں اِدھر اُدھر بھٹک رہی تھیں وہ کھڑکی سے دیکھ رہی تھی۔

”عشبہ کہاں ہے؟“ شفیقہ نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے آنکھیں صاف کرتے ہوئے سوال کیا۔

”عشبہ...... عشبہ......!“ سلطانہ بیگم کی آواز پر وہ آ گئی۔ دادو سے پنک کلر کے کاٹن کے سوٹ میں بڑا سا

پرنٹڈ دوپٹہ سر پر ڈالے وہ معصوم سی لڑکی باسق کے دل میں اترتی چلی گئی۔

''میری بچی۔'' شفیقہ اس سے لپٹ کر ایک بار پھر رو پڑی۔

''السلام علیکم!'' عشبہ نے باری باری باسق اور بسیم کو دیکھ کر کہا۔ صبوحی نے حیرت اور تاسف سے اپنی بیٹی کی جانب دیکھا کس خوب صورتی سے وہ اپنے اندر کا طوفان چھپا کر مسکرا رہی تھی۔ تب ہی اذان کی آواز آئی اور سب لوگ دستر خوان کی طرف بڑھ گئے۔

عشبہ جان بوجھ کر کام کے بہانے کچن میں مصروف تھی۔ افطار کے بعد مرد حضرات نماز پڑھنے مسجد چلے گئے واپسی پر قاضی صاحب کو ساتھ لانا تھا جب تک ماریہ نے حفصہ کو تیار کر دیا۔ حفصہ بہت اچھی لگ رہی تھی عشبہ دور دور سے دیکھ رہی تھی۔ مرد واپس آ گئے چھوٹے سے بنے اسٹیج پر حفصہ اور بسیم کو بیٹھا دیا گیا سب لوگ آس پاس تھے باسق بھی پاس کھڑا تھا۔ نکاح کے فارم بھرے جا رہے تھے اور عشبہ جان بوجھ کر کافی دور کھڑی خود کو کسی نہ کسی کام میں الجھا رہی تھی۔

''ارے بھئی عشبہ کہاں ہے؟'' شفیقہ نے اسٹیج پر بیٹھ کر چاروں طرف دیکھا۔

''عشبہ یہاں آؤ حفصہ کے پاس بیٹھو۔''

''ارے آپا...... کیا کہہ رہی ہیں آپ؟'' شفیقہ کی بات پر عطیہ بیگم جلدی سے آگے آ کر بولیں۔

''عشبہ کو نہ بلوائیں یہ نکاح کی رسم ہے حفصہ بعد میں مل لے گی اس سے میں ایسے موقع پر کوئی بدشگونی نہیں چاہتی۔ آپ کو پتہ ہے ناں آپا...... عشبہ کی قسمت کیسی ہے اور ایسے موقع پر میں اپنی بچی پر اس کا سایہ پڑنے نہیں دوں گی۔'' عطیہ بیگم نے شفیقہ بیگم کے کان میں سرگوشی کی تو شفیقہ بیگم زور سے ہنس دیں۔ سب لوگ چونکے یہ کیا کھسر پھسر ہو رہی تھی۔

''ارے بھابی آپ بھی کمال کرتی ہیں، کیسی جاہلانہ اور دقیانوسی سوچ ہے آپ کی جو اللہ پاک کے فیصلوں کو

اپنی الٹی سیدھی سوچوں پر رکھ کر کفر کہہ رہی ہیں۔ یہ منحوس سایہ بد بخت یہ سب فضول اور جاہلانہ سوچ ہے سارے فیصلے اللہ پاک کے ہوتے ہیں۔ کسی کے ساتھ اچھا' برا ہوتا' غلط یا صحیح ہوتا اس میں اگر انسانوں کی مرضی ہوتی تو کبھی بھی کسی کا برانہ ہوتا ہر کوئی اپنے لیے اچھا کرتا اور اچھا سوچتا۔ ہم سب اللہ کے فیصلوں کے محتاج ہیں یہ ہماری دین سے دُوری' کم علمی اور نری جہالت ہے کہ ہم اللہ کے فیصلوں کو انسان سے اس طرح منسوب کردیتے ہیں کہ جیسے انسان نے اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔ میں ان فرسودہ اور جاہلانہ باتوں کو قطعاً نہیں مانتی اور میں نے تو پہلے ہی یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ پہلے میں باسق اور عشبہ کا نکاح کروں گی اور پھر بسیم اور حفصہ کا۔ میری بڑی بہو ہی اپنی دیورانی لے کر آئے گی۔"

''کیوں اماں؟ بھائی اعجاز آپ لوگوں کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے ناں میں بہت شرمندہ ہوں اور آپ لوگوں سے ہاتھ جوڑ کر یہ رشتہ دوبارہ سے استوار کرنا چاہتی ہوں۔'' شفیقہ بیگم نے پہلے بھاوج کو لتاڑا اور پھر سر کو اماں اور بھائیوں کو مخاطب کر کے ہاتھ جوڑتے ہوئے عاجزی سے سوال کیا۔ سب لوگ حیران اور ششدر شفیقہ بیگم کی بات سن رہے تھے آخری جملوں پر سب کے چہروں پر غیر یقینی کے ساتھ اطمینان بھی آ گیا تھا۔ عشبہ جو چپ کھڑی پھوپو کی باتیں سن رہی تھی بوکھلا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ باسق اس کے پاس آ گیا تھا۔

''شفیقہ تم نے آج ہمارا دل خوش کردیا بچی......'' سلطانہ بیگم نے آگے بڑھ کر بیٹی کو گلے لگا کر گویا اجازت دے دی تھی۔ سب لوگ ہی خوش تھے عشبہ کو اچانک مل جانے والی خوشی غیر یقینی لگ رہی تھی۔

''بے شرم لڑکی دوپٹہ سر پر تو لے لو۔'' باسق کی آواز پر بوکھلا کر جلدی سے دوپٹہ سر پر لے لیا۔ حفصہ نے بھاگ کر عشبہ کو گلے لگا لیا عطیہ بیگم منہ پھاڑے اس اچانک سے بدل جانے والی سچویشن کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ لقمان صاحب اعجاز صاحب صبیحہ امجد اور ماریہ بھی بہت خوش تھے۔

''حفصہ سنبھالو اپنی دیورانی کو لگتا ہے مجھے گھور گھور کر نظر لگا دے گی۔'' باسق کے شرارت بھرے جملے پر عشبہ نے گھبرا کر نگاہیں جھکا لیں۔

''کبھی کبھی حالات یوں بھی بدل جاتے ہیں واقعی میرا رب تو بڑا رحیم و کریم ہے جب چاہے ہماری جھولیوں میں اتنا کچھ ڈال دیتا ہے ایسی خوشیاں دے دیتا ہے کہ ہماری جھولیاں ان خوشیوں کا بوجھ برداشت کرتے کرتے تنگ پڑ جاتی ہیں۔ زندگی میں آنے والے اس خوب صورت موڑ نے سب کے ساتھ ساتھ عشبہ کو اتنی خوشیاں دے دی تھیں کہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیسے اپنے رب کا شکر ادا کرے۔

کچھ دیر بعد ہی وہ باسق کے پہلو میں بیٹھی اپنے جملہ حقوق باسق کے نام کر رہی تھی۔ کتنی حسین اور دلکش چاند رات اس کی زندگی میں آئی تھی۔ جہاں سارے بڑے مل کر آئندہ کا لائحہ عمل تیار کر رہے تھے وہیں عشبہ اور باسق چھت پر بیٹھے ایک دوسرے کے سنگ بیٹھی اور مدھم سرگوشیوں میں مصروف تھے۔ کل آنے والی عید ان کے لیے کتنی خوب صورت تھی خوشیاں بہاروں کی صورت لوٹ آئی تھیں۔

''ارے دلہن بیگم اگر فرصت مل گئی ہے تو نیچے آ جائیں ہم سب مہندی لگوانے جا رہے ہیں۔'' ماریہ کی شوخ آواز پر عشبہ مسکراتی ہوئی نیچے کی جانب بھاگی اور باسق کھل کر ہنس دیا تھا۔

دل بدل گئے

عروسہ عالم

بے حس ہیں یہاں لوگ بھلا سوچ کے کرنا
اس دور میں لوگوں سے وفا سوچ کے کرنا
ایک بار جو روٹھے تو منا تم نہ سکو گے
ہم جیسے وفاداروں کو خفا سوچ کے کرنا

ایک شادی کی تقریب میں چاندنی مسز شاہ کو اتنی پسند آئی کہ وہ فوراً پوچھ پچھ کر اس کے گھر رشتہ لے آئیں۔ اتنے اونچے گھرانے سے رشتہ آنے پر سبھی حیران پریشان تھے وہ لوگ مل اونر تھے اور یہاں سوائے شکل اور شرافت کے کچھ نہیں تھا۔ چاندنی کے گھر والوں نے انکار تو نہیں کیا لیکن سوچنے کے لیے کچھ مہلت مانگ لی۔ یہ رشتہ قبول کرنے نہ کرنے میں بہت سی قباحتیں تھیں سب سے پہلی بات یہ کہ وہ لوگ اتنے بڑے لوگوں کے شایانِ شان نہ تو جہیز دینے کی پوزیشن میں تھے اور نہ ہی عالی شان شادی کی حیثیت رکھتے تھے۔ اگر ایک طرف اتنا شاندار رشتہ ٹھکرانا کفرانِ نعمت تھا تو دوسری طرف اتنے زبردست رشتے کو قبول کرنا بھی لمحہ فکریہ تھا۔

"دیکھو رقیہ! اتنے بڑے لوگوں میں رشتہ کرنے پر تو میرا دل نہیں ٹھک رہا' ہماری بچی ان کی حیثیت کے مطابق جہیز لے کر نہیں جائے گی فوری طور پر ان کے ... اسے اس کی کم مائیگی کے طعنے دیئے جائیں گے۔ ... غریب گھر کی لڑکی ہونے کی وجہ سے اسے دب کے رہنا ہوگا' اس طرح بچی احساسِ کمتری کا شکار ہوجائے گی۔"

دادی نے اپنے خدشات ظاہر کیے تو امی بھی سوچ بچار میں پڑ گئیں۔

"اماں آپ کے سب خدشات اپنی جگہ درست سہی لیکن یہ بھی تو دیکھیں کہ وہ لوگ خود چل کر رشتہ جوڑنے آئے ہیں۔ ہم نے خود اور نہ کسی کے ذریعے انہیں اپنی طرف کھینچا ہے وہ ہمارے بارے میں چھان بین کرکے ہی آئے ہوں گے اور اگر انہیں ہمارے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہوں گی تو ہمارے گھر آ کر ہمارے حالات کا بخوبی اندازہ ہوگیا ہوگا اس کے باوجود بھی مسز شاہ دوبارہ آنے کا کہہ گئی ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ ہمارا حال جاننے کے باوجود بھی ہماری بیٹی سے رشتہ جوڑنا چاہتی ہیں۔ اب آپ یہ سوچئے اماں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کا حکم ہے ناں کہ اس نے ان لوگوں کو ہمارے گھر میں بھیجا' اللہ تعالیٰ جوڑا بنا کر ہی دنیا میں

بھیجتا ہے جب دونوں فریقین کے درمیان مالی اور سماجی فرق زیادہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور قدرت سے دونوں کے دلوں کو جوڑ کر قریب کردیتا ہے یہاں پر بھی بس یہی معاملہ ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے گھر بھیجا ہے کیونکہ وہ جوڑا بنا چکا ہے ورنہ وہ جس مقام پر ہیں انہیں کسی کے گھر جانے کی کیا ضرورت۔ رشتے تو خود ان کے آگے پیچھے گھومتے ہوں گے لہٰذا میں نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے کہ ہم انہیں ہاں کردیں گے اللہ نے معاملہ بنایا ہے آگے بھی وہی سنبھالے گا۔‘‘

پھر دادی کے خدشات اور واہمات اور امی بابا کے یقین اور اعتماد کے ساتھ چاندنی شادی ہوکے شاہ ولا میں آ گئی۔ شادی تو چاندنی کے گھر والوں کی حیثیت کے مطابق سادگی سے ہوگئی لیکن ولیمہ بہت شاندار تھا۔ شادی کے بعد دعوتوں کا سلسلہ شروع ہوا شاہ فیملی کے تعلقات بھی انہی کی طرح ہائی فائی لوگوں سے تھے کسی نے گھر پر دعوت نہیں دی سب نے ہوٹل میں ڈنر دیا اور پوری فیملی کو انوائٹ کیا۔ چاندنی دعوتیں کھا کھا کے بے زار ہوچکی تھی جن میں صرف گوشت ہوتا تھا اتنا گوشت شاید اس نے اپنی پوری زندگی میں نہیں کھایا تھا جبکہ اس کے گھر میں ہمیشہ بیلنس ڈائٹ رہتی تھی، دالیں، گوشت، سبزیاں، پھل بھی کچھ حسب توفیق کھایا جاتا تھا۔ اب دعوتوں سے ذرا فراغت ملی تو خود پر توجہ دینے کا موقع ملا۔

’’ہنی مون کے لیے کہاں جانا چاہتی ہو؟‘‘ فرجاد کے پوچھنے پر چاندنی ایک دم سے چونکی۔ اس کے خاندان میں تو دور دور تک ہنی مون کے چونچلے نہیں تھے وہاں تو بس شادی ہوئی دو چار دعوتیں ہوئیں اور زندگی اپنی ڈگر پر آ گئی۔ اس کے ذہن میں ایک خوب صورت سی جگہ کا خیال آیا لیکن پہلے اس نے فرجاد سے پوچھنا مناسب سمجھا۔

’’آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟‘‘

’’میرا تو جرمنی جانے کا ارادہ ہے کچھ بزنس کا کام بھی ہے ساتھ ساتھ وہ بھی ہوجائے گا، کیا خیال ہے؟‘‘ فرجاد نے اپنا خیال بتا کر اب اس کا ارادہ جاننا چاہا۔

’’میں چاہ رہی تھی کہ ہم عمرہ کے لیے جائیں، اپنی زندگی کی شروعات ہم عمرہ سے کریں۔‘‘

’’اوہ کم آن چاندنی! عمرہ ایک عبادت ہے اس کا ہنی مون سے کوئی تعلق نہیں، خانہ کعبہ کوئی تفریحی مقام نہیں اور ہنی مون گھومنے پھرنے کا نام ہے۔‘‘

’’میں جانتی ہوں کہ وہ گھومنے کی جگہ نہیں ہے وہ عبادت کی جگہ ہے لیکن یہ تو دیکھئے کہ وہ کتنی عظیم عبادت گاہ ہے کہ وہاں جانے کے لیے لوگ ترستے ہیں، گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہیں، میں اپنی زندگی کی ابتدا اس نیک عمل سے کرنا چاہتی ہوں۔‘‘

’’یہ نیک عمل تو کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے لیکن ہنی مون تو کسی بھی وقت نہیں منایا جاسکتا ناں، لہٰذا فی الحال تو جرمنی جانے کی تیاری کرو۔‘‘ فرجاد اپنی رائے اس پر مسلط کرتا ہوا کمرے سے نکل گیا اور چاندنی اس کی پشت تکتی رہ گئی کتنا دور تھا وہ اپنے دین سے اور مذہب سے۔

تکلیف کی ایک سرد سی لہر اس کے وجود میں سرائیت کرگئی اور دل بھی کچھ بوجھل سا ہوگیا۔ فرجاد کے علاوہ باقی گھر والوں کو بھی اس نے کبھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اور اس کے گھر میں پانچوں وقت کی نماز کس قدر خشوع وخضوع اور محبت سے پڑھی جاتی تھی۔ نماز کسی حالت میں معاف نہیں ہے یہاں تک کہ بیماری کی حالت میں بھی چھوٹ نہیں، صرف پاگل پن میں معاف ہے کیونکہ اس میں انسان کا دماغ اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ دادی کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تو کیا یہاں سبھی کے دماغ نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا ہے سبھی حواسوں سے بیگانہ ہوچکے ہیں۔ اس نے ایک طویل سانس لی اور ہنی مون کی تیاری کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی اور چند دنوں میں وہ دونوں جرمنی چلے گئے اور ٹھیک پندرہ دن بعد وہ دونوں ڈھیروں تحائف کے ساتھ لدے پھندے ہنی مون سے واپس لوٹے فرجاد نے ضروری کم اور غیر ضروری اشیاء

زیادہ خریدی تھیں۔

"ممی.....انہوں نے ہنی مون پر بہت فضول خرچی کی ہے میرے منع کرنے کے باوجود بہت سی غیر ضروری چیزیں بھی خریدلیں۔"

"چلو کوئی بات نہیں، ہنی مون پر تو یہ سب کچھ چلتا ہے اور پھر جب اللہ نے دیا ہے تو خرچ تو کرنا چاہیے ناں۔"

"انہوں نے جو غیر ضروری چیزوں میں پیسہ ضائع کیا ہے اس سے کئی غریب گھروں میں کئی مہینے کا راشن ڈالا جاسکتا تھا۔"

"ہم نے غریبوں کی ذمہ داری نہیں اٹھائی ہوئی ہے۔" نورین بھابی نے ترخ کے کہا۔

"بڑے افسوس اور شرم کی بات ہے کہ ہم نے ابھی تک یہ ذمہ داری قبول نہیں کی ہے جبکہ ہمارے رب نے زکوٰۃ، خیرات اور صدقات ادا کرنے کی صورت میں ہمیں یہ ذمہ داری دے دی ہے۔" اس کی بات پر سبھی بغلیں جھانکنے لگے، کوئی کچھ نہ بول سکا۔ اسے اندازہ ہوا کہ شاید یہاں زکوٰۃ بھی پابندی سے ادا نہیں کی جاتی۔

آج چاندنی نے کھانا خود پکایا تھا، یہاں روزانہ کھانے میں گوشت کی مختلف ڈشز پکتی تھیں۔ آج رات کے کھانے میں بھنڈی، ماش کی دال اور لوکی کا رائتہ تھا۔ دال اور سبزی دیکھ کر تو سبھی حیران رہ گئے اور سب کے منہ بن گئے۔ عبدالصمد بھائی کے بچوں نے دال اور سبزی دیکھ کر شور مچادیا۔

"اُف مائی گاڈ، یہ تم نے کیا پکالیا، ہم لوگ تو ایسا کھانا کھاتے ہی نہیں ہیں۔ میرے بچے کیسے یہ سب کچھ کھاسکتے ہیں۔" نورین نے بچوں سے زیادہ واویلا مچایا۔ "انہیں یہ سب کچھ پسند نہیں۔"

"بھابی یہ سب چیزیں بھی اللہ تعالیٰ نے کھانے کے لیے ہی پیدا کی ہیں، جب بچوں نے یہ سب کھایا ہی نہیں ہے تو انہیں کیسے پتا کہ یہ سب اچھا نہیں۔" نورین بالکل چپ ہوگئی۔

''سعد اور سارہ میں آپ دونوں کو اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں گی پھر آپ کو بہت مزہ آئے گا۔'' اس نے اتنی محبت اور نرمی سے کہا کہ بچے خاموش ہو گئے۔ اس نے ایک پلیٹ میں دال اور بھنڈی نکالی اور دوسرے میں رائتہ سلاد اور خوبانی کی چٹنی نکالی۔

''پہلے آپ دونوں بسم اللہ پڑھیے پھر ہم کھانا شروع کریں گے۔''

''مگر ہم تو کبھی بسم اللہ نہیں پڑھتے۔'' سعد نے کہا تو سبھی شرمندہ سے ہو کر نظر جھکا گئے یا چرا گئے۔

''آج سے پڑھیں گے جو کام اللہ کے نام سے شروع ہوتا ہے اس میں برکت اور بھلائی ہوتی ہے۔'' دونوں نے بسم اللہ پڑھی پھر چاندنی انہیں ہر چیز کے نوالے بنا بنا کر کھلانے لگی۔

''چاچی یہ تو بہت مزے کا کھانا ہے ہم نے تو ایسا کھانا کبھی کھایا ہی نہیں۔ ممی اور دادو تو حلیمہ بی بی سے صرف گوشت پکواتی ہیں' چاچی آپ روز ایسا ہی کھانا پکا دیا کریں۔''

''آپ نے دیکھا ناں کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانا شروع کیا گیا تو وہ مزیدار ہو گیا۔''

''آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں چاچی...... اب ہم روز بسم اللہ پڑھا کریں گے۔'' باقی سب نے بھی کچھ دبے دبے سے انداز میں پسندیدگی کا اظہار کیا۔ حلیمہ بی بی گرم گرم روٹیاں لا رہی تھیں اور سب ابھی تک بیٹھے کھا رہے تھے۔ ڈیڈی نے روٹی کے برتن کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ خالی تھا اتنے میں حلیمہ بی بی روٹی لے کر آ گئیں۔

''حلیمہ...... آج تم نے روٹیاں کم پکائی ہیں؟'' ممی نے خالی برتن دیکھ کر پوچھا۔

''نہیں بیگم صاحبہ آج تو میں نے روزانہ سے زیادہ روٹیاں پکائیں ہیں۔''

''بھئی ہماری بیٹی نے کھانا ہی اتنا مزیدار پکایا ہے کہ ہم کھاتے چلے گئے۔'' ڈیڈی نے ہنستے ہوئے کہا۔ میٹھے میں چاندنی نے رس ملائی بنائی تھی' سب نے خوب کھائی اور پھر بھی سب یہی کہتے رہے کہ ہمیں تو تھوڑی سی ملی۔ سسرال میں چاندنی کا پکایا ہوا پہلا ہی کھانا سب نے بہت رغبت سے کھایا اور خوب تعریف کی۔

''اب آپ دونوں شکر الحمدللہ کہیے۔''

''اس کا کیا مطلب ہوتا ہے چاچی؟'' بچوں نے حیرت سے پوچھا تو ایک بار پھر سب شرمسار ہو گئے۔ اس گھر میں اس قسم کے تکلفات میں پڑنے کا رواج نہیں تھا۔

''اس کا مطلب ہے اے اللہ ہم تیری رحمتوں اور نعمتوں پر تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔'' یہاں سب ماڈرن اور بڑے آدمی تھے مذہب پر عمل کرنا دقیانوسیت تھی۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ ماڈرن اور دولت مند لوگوں نے مذہب کو اپنے لیے معاف کیوں سمجھ لیا تھا۔ وہ فیصلہ نہیں کر پائی تھی کہ وہ یہاں آ کر گرداب میں پھنس گئی ہے یا یہ سب بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس گھر کے مرد جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھتے تھے ممی ڈیڈی کی اتنی عمریں ہو گئی تھیں لیکن وہ دونوں ایک وقت کی بھی نماز نہیں پڑھتے تھے اسی لیے ان کی اولادوں میں بھی یہ عادت نہیں تھی۔ یہاں آئے دن پکنک پارٹی اور ہائی ٹی کے پروگرام بنتے رہتے تھے۔ تفریحات کے لیے ملکی اور غیر ملکی دورے ہوتے رہتے تھے ابھی تک کسی کو حج اور عمرہ کا خیال نہیں آیا تھا۔ دنیا کی چکا چوند نے ان کی آنکھیں چندھیا دی تھیں دنیا میں اس قدر غرق تھے کہ دین کی کشتی میں سوار ہونے کا خیال ہی نہیں آتا تھا۔ آج چھٹی تھی اور وہ سب ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے تھے' شام کی چائے پر چاندنی نے شامی کباب اور چنے کی دال کا حلوہ پکایا تھا۔

''میں نے آپ دونوں کے مولوی صاحب کو ابھی تک نہیں دیکھا' آپ دونوں کون سے سپارے پڑھ رہے ہیں؟''

''چاچی ہمارے مولوی صاحب نہیں آتے۔''

''کیوں؟'' یہ سن کر کچھ زیادہ حیرت نہیں ہوئی' اسے

شک تو ہو گیا تھا آج حقیقت کھل کر سامنے آ گئی۔
''کیونکہ ہم قرآن شریف نہیں پڑھتے۔'' بچوں نے معصومیت سے جواب دیا۔
''فرجاد......! آپ کسی مولانا کا فوراً بندوبست کریں تاکہ بچے قرآن پڑھنا شروع کریں۔''
''میں کہاں مولوی ڈھونڈتا پھروں گا' کیسی باتیں کررہی ہو تم؟'' فرجاد ناگواری کے ساتھ تیزی سے بولا۔
''کیسی باتیں میں کررہی ہوں یا آپ؟ دونوں بچے آٹھ نو سال کے ہوگئے ہیں اور ابھی تک قرآن پڑھنا شروع نہیں کیا جبکہ دس سال کی عمر میں تو کلام پاک حفظ ہوجاتا ہے اگر آپ یہ کام نہیں کرسکتے تو میں خود کرلوں گی۔'' نورین بھابی بیٹھی الٹے سیدھے منہ بنارہی تھیں۔
اس وقت وہ شارٹ سلیوز کی شرٹ پہنے گلے میں دوپٹہ ڈالے بیٹھی تھیں' ساس سسر اور دیوران کے سامنے تھے انہیں اس بات کی کوئی پروا اور لحاظ نہیں تھا جبکہ چاندنی کی نظریں شرم سے جھکی جارہی تھیں۔
''فرجاد مغرب کی اذان ہورہی ہے یہ ناچ گانا ہٹا کے کوئی اور چینل لگا دیجیے بلکہ بہتر یہ ہوگا کہ آپ اس وقت ٹی وی بند کردیجیے۔'' اس نے سر پر دوپٹہ لیا تو سارہ جلدی سے بھاگ کے اس کے پاس آ گئی۔
''چاچی میں بھی دوپٹہ اوڑھوں گی۔'' اس نے جلدی سے چاندنی کا دوپٹہ اپنے سر پر رکھ لیا تو اس نے محبت سے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔
''چاچی آج ہم دونوں بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔'' سعد بھی بھاگ کے اس کے پاس آ گیا۔
''اوہ مائی گاڈ! ممی آپ تو اس گھر کے باہر اب مدرسہ کا بورڈ لگا دیجیے۔'' نورین نے برا سا منہ بنا کے کہا اور پیر پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔
''تمہیں کیا ضرورت ہے ہر وقت درس دینے کی۔'' فرجاد بھی چڑ کے اس کے اوپر چڑھ دوڑا۔
''درس......'' وہ حیران رہ گئی۔ ''فرجاد...... ہمارا دین

ہی ہمارا اصل ہے یہی ہماری جڑ ہے۔ ہماری بنیادیں ہمارے مذہب پر کھڑی ہیں' ہم اپنے مذہب سے ہٹ کے اور کٹ کے خوش حال کامیاب مکمل اور نارمل زندگی نہیں گزار سکتے۔ ہمارا مذہب ہماری پہچان ہے' بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے جسم میں غذا سے پہلے کانوں کے ذریعے اذان پہنچائی جاتی ہے تاکہ اسے پتا چل جائے کہ وہ مسلمان ہے۔ اللہ تعالیٰ اذان کے ہی ذریعے دن میں پانچ مرتبہ ہمیں اپنی طرف بلاتا ہے۔'' سب خاموشی سے سن رہے تھے' اس کی کوئی بات غلط نہیں تھی جس پر کوئی آواز اٹھاتا۔
''کبھی آپ نے اذان کے الفاظ پر غور کیا ہے' حی علیٰ الفلاح...... حی علیٰ الصلوٰۃ یعنی ''آؤ نماز کی طرف' آؤ بھلائی کی طرف۔'' اللہ تعالیٰ آپ کو دن میں پانچ بار نماز کے ذریعے بھلائی کی طرف بلاتا ہے اور آپ ایک دفعہ بھی اس کی طرف رجوع نہیں کرتے اس طرح تو آپ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی طرف سے ملنے والی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اس کی رحمتوں پر ناشکری کرتے ہیں اس کی طرف سے ملنے والی کامیابیوں پر ناشکری کرتے ہیں۔'' سب بے زار سی شکلیں بنائے بیٹھے رہے لیکن نماز کے لیے کوئی بھی نہیں اٹھا اس لیے کہ نہ کسی کو عادت تھی اور نہ اس گھر کا ماحول تھا۔
''چاچی چلئے ناں ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔'' سعد اور سارہ نے اس کا ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا۔
''پہلے میں آپ لوگوں کو نماز یاد کرواؤں گی پھر آپ لوگ پڑھیے گا۔'' وہ سب پر ایک افسوس ناک نظر ڈال کر نماز پڑھنے چلی گئی۔
چاندنی فجر کی نماز کے بعد قرآن شریف پڑھتی تھی پھر گھر کے اندر ہی واک کرتی تھی۔ گھر اتنا بڑا تھا کہ واک کرنے کے لیے باہر جانے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔
سب اس وقت مزے سے سو رہے ہوتے تھے' چاندنی کو لگتا کہ صرف وہی نہیں سو رہے بلکہ ان کے نصیب بھی سو رہے تھے۔ اس دن بچے اسکول سے آئے تو چاندنی نے

انہیں سلام کیا تو دونوں حیران رہ گئے۔

”چاچی! آپ بڑی ہو کے ہمیں سلام کر رہی ہیں۔“

”کوئی بات نہیں بیٹا! بڑے بھی چھوٹوں کو سلام کر لیتے ہیں اور جب گھر میں داخل ہوتے ہیں تو سب سے پہلے سب کو سلام کرتے ہیں۔“ چاندنی نے محبت اور نرمی سے کہا۔

”لیکن ہم تو کبھی سلام نہیں کرتے۔“

”کوئی بات نہیں آج سے بلکہ ابھی سے آپ دونوں سب کو سلام کریں گے۔“ اس کے کہنے پر بچوں نے فوراً دادی اور ماں کو سلام کیا۔

چاندنی نے اپنے بھائی کے ذریعے مولانا کا بندوبست کر لیا تھا' اب بچوں نے قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا تھا اور مولوی صاحب نے انہیں نماز بھی یاد کروا دی تھی وہ دونوں اب اکثر چاندنی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

⁂......⁂......⁂

”فرجاد...... ماہِ رمضان شروع ہونے والا ہے اور میں زکوٰۃ دینا چاہتی ہوں۔“ رات کے کھانے سے فارغ ہو کے وہ دونوں کمرے میں آئے تو چاندنی نے کئی دن سے سوچی ہوئی بات کہہ ڈالی۔

”میں باقیوں کو تو مجبور نہیں کر سکتی لیکن ہم اپنی آمدنی کے حساب سے زکوٰۃ ضرور دیں گے۔“

”دے دینا' جتنے پیسے چاہیے ہوں' لے لینا۔“ فرجاد نے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا۔ اس دن ممی اور نورین بیٹھی کھانے پینے کی چیزوں کی لسٹ بنا رہی تھیں۔

”ممی بہت لمبی چوڑی لسٹ بن رہی ہے کوئی دعوت وغیرہ ہے کیا؟“

”کوئی ایک دعوت' اب تو ہر روز دعوتیں ہوں گی۔ کچھ گھر میں اور کچھ ہوٹلز میں۔“ انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔

”گھر میں ہونے والی دعوتوں میں بھی زیادہ تر کھانا تو باہر سے ہی آئے گا لیکن پھر بھی کچھ چیزوں کی ضرورت تو پڑ ہی جاتی ہے۔“

”لیکن دعوتیں کس سلسلے میں ہوں گی ابھی تو رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔“ چاندنی نے حیرت سے پوچھا۔

”تو یہ سب رمضان کی ہی تیاری تو ہے ہمارے گھر میں تو رمضان میں ہر تین چار دن بعد ایک افطار ڈنر پارٹی ہوتی ہے پھر اس کے علاوہ روزانہ کی گھر کے افطار کی بھی تیاری ہوتی ہے۔“ نورین بھابی کے منہ سے یہ بات سن کے اس کے اندر ایک حیرت انگیز اور خوش گوار سی خوشی کی لہر دوڑ گئی اور پھر وہ بے چینی سے رمضان شروع ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ بہت سے لوگ جو پورا سال نماز نہیں پڑھتے وہ اکثر رمضان میں دین کی طرف آ جاتے ہیں چاندنی کے سسرال والے بھی شاید انہی لوگوں میں سے تھے۔ پھر وہ مبارک دن بھی آ گیا جب ٹی وی پر رمضان المبارک کے چاند کا اعلان ہوا' چاندنی نے خوشی سے باری باری سب کو سلام کیا وہ کافی دکھی سی ہوئی کیونکہ کسی نے کسی کو سلام نہیں کیا۔

”چاچی...... چاند دیکھ کر سلام کرتے ہیں کیا؟“ بچوں نے چاندنی کو سلام کرتے دیکھ کر ایک بار پھر اپنی حیرت کا اظہار کیا۔

”ہاں بالکل...... آپ دونوں بھی کیجیے۔“ چاندنی کے کہنے پر ان دونوں نے سب کو سلام کیا۔ رات کے کھانے کے بعد چاندنی نماز اور تراویح کے لیے کھڑی ہو گئی اس نے دیکھا کہ نہ گھر میں خواتین نے نماز پڑھی اور نہ گھر کے مرد حضرات نماز اور تراویح کے لیے مسجد گئے۔

”فرجاد...... آپ نماز اور تراویح کے لیے مسجد نہیں گئے۔“ چاندنی نے نماز سے فارغ ہو کر فرجاد سے پوچھا۔

”لیکن میں نے تو کبھی تراویح نہیں پڑھی۔“ فرجاد نے اسے بتایا جیسے یہ بہت اچھا کام ہے۔

”ضروری تو نہیں ہے کہ کوئی اچھا کام کبھی نہ کیا ہو تو

آئندہ بھی نہ لیا جائے۔ آپ اللہ سے توبہ کر کے آج سے نماز اور تراویح شروع کردیجیے۔"

"ابھی تو میں نہیں جارہا' پورا مہینہ پڑا ہے پڑھ لیں گے تراویح اور اس سال نہ سہی تو اگلے سال سہی۔" فرجاد نے بے پروائی سے کہا تو سبھی اس کی بات پر مسکرادیے لیکن کوئی اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا وہ کف افسوس ملتی ہوئی وہاں سے ہٹ گئی۔

"یہ کارڈز تم اپنے گھر والوں کو دے دینا۔" فرجاد نے کئی کارڈز چاندنی کی طرف بڑھائے تو وہ حیران رہ گئی۔

"گھر میں تو کوئی شادی نہیں ہے پھر یہ کارڈ کیسے؟" اس نے کچھ الجھ کے حیرت سے پوچھا۔

"یہ افطار اور ڈنر کے کارڈز ہیں۔" چاندنی نے حیرت اور خاموشی سے کارڈز تھام لیے کیونکہ ہر کام ایسے ہی پیمانے پر ہوتا تھا' بارہ دن کے افطار اور ڈنر کا اہتمام کیا گیا تھا۔ کچھ گھر میں تھے اور کچھ شاندار ہوٹلز میں تھے' اسے اندازہ ہوا کہ یہاں نمود ونمائش اور شان وشوکت کے نام پر بے تحاشہ پیسہ لٹایا جاتا ہے دنیاوی زندگی میں مگن ہوکے یہ لوگ دین کی اصل حقیقت کو بالکل فراموش کر بیٹھے تھے۔

وہ سحری کے لیے اٹھی تو اس نے فرجاد کو بھی اٹھنے کا کہا اور ہاتھ منہ دھو کے کچن میں آگئی اور جلدی جلدی سے سحری تیار کرنے لگی۔ وہ ایک دفعہ پھر فرجاد کو اٹھانے کمرے میں آگئی۔

"فرجاد جلدی سے اٹھ جائیے سحری کا ٹائم لمیٹڈ ہوتا ہے باقی سب بھی اٹھنے والے ہوں گے۔"

"سونے دو یار میں نے کبھی روزہ نہیں رکھا اور ہمارے گھر میں کوئی بھی روزے نہیں رکھتا ہے اب تم باقی سب کے دروازوں پر نوک کرکے ان کی نیندیں مت خراب کرنا۔" فرجاد نے جھنجلا کے کہا اور کروٹ بدل لی۔ چاندنی سناٹے میں آگئی وہ حیرت کے مارے کچھ بول ہی نہ سکی اور خاموشی سے باہر آگئی۔

یہ سب بہت بھٹکے ہوئے اور بہکے ہوئے لوگ تھے جو دنیاوی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے تھے دین سے بالکل غافل تھے لیکن اسی لمحے اس نے فیصلہ کرلیا کہ وہ ہمت نہیں ہارے گی اور سب کو نہیں تو کم از کم اپنے شوہر کو ضرور مذہب کی طرف لے آئے گی۔

فرجاد کی باتوں اور رویے نے اس قدر دل برا کیا کہ اس سے کچھ کھایا ہی نہیں جارہا تھا اس نے بمشکل تھوڑی سی سحری کی اور سب چیزیں اٹھا کر فریج میں رکھ دیں تو یعنی ممی نے وہ سارا سامان صرف افطار اور ڈنر کے لیے منگوایا تھا اس نے دل میں سوچا۔

سحری کے بعد اس نے نماز پڑھی قرآن شریف پڑھا اور پھر باہر لان میں آگئی۔ بڑا خوش گوار موسم ہورہا تھا' ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور لان میں لگے طرح طرح کے پھولوں کی مہک چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ آج پہلا روزہ تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ ہر طرف رحمتوں کی بارش ہورہی ہے' بس یہ بندوں کا کام تھا کہ وہ ان برستی رحمتوں سے کس طرح اپنا دامن بھرتے ہیں اس کا دل ودماغ بوجھل ہونے کے باوجود [illegible] میں ایک خوش گوار سا احساس موجود تھا۔ صبح ناشتے کی ٹیبل پر سب بڑی رغبت سے ناشتا کررہے تھے۔

"آؤ بیٹا تم بھی ناشتا کرو' کہاں تھیں تم؟" ڈیڈی نے اسے ناشتے کی آفر کی۔

"نہیں ڈیڈی' الحمدللہ میرا روزہ ہے۔"

"او....." ڈیڈی نے کھینچ کے ایسے او کہا جیسے خدانخواستہ اسے کوئی پرابلم ہے اور وہ اس وجہ سے کچھ کھا ہی نہیں سکتی' وہ دوبارہ سے کھانے میں مشغول ہوگئے۔

"بیٹا تم نے کیوں روزہ رکھ لیا' اتنی دیر تک بھوکی کیسے رہوگی؟" ممی نے تشویش ناک انداز میں کہا تو وہ دنگ رہ گئی چند لمحے تو وہ کچھ بول ہی نہ سکی۔

"ممی......! روزہ بھوک لگنے نہ لگنے والی چیز نہیں ہے روزہ عبادت ہے۔"

"چاچی روزہ کی ڈیفینیشن کیا ہے؟" سعد نے براہ راست چاندنی سے پوچھا شاید اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ

اس بات کا صحیح جواب چاندنی ہی دے سکتی ہے۔

"بیٹا...... روزہ ایک عبادت ہے اس میں فجر سے پہلے سحری کرتے ہیں اور مغرب کی اذان ہونے پر افطار کرتے ہیں اور درمیان میں سب کچھ کھانا پینا منع ہوتا ہے۔"

"چاچی یہ تو بہت مشکل کام ہے ہمارے گھر میں تو ایسا نہیں ہوتا۔"

"نہیں بیٹا...... بالکل مشکل نہیں ہے یہ تو ایک عظیم اور خوب صورت عبادت ہے۔" اس گھر کے بچے بھی بڑوں کی طرح دین سے بے بہرہ تھے۔ بڑے نماز روزہ قرآن چھوڑے بیٹھے تھے تو بچے کیسے آگاہ ہوسکتے تھے۔

"بیٹا روزہ وہ ہوتا ہے کہ اس میں بہت بھوک لگنے پر بھی کچھ کھا پی نہیں سکتے۔" عبدالصمد بھائی نے نہایت بھونڈی معلومات کے مطابق بیٹے کو بڑے سہل انداز میں سمجھایا۔

"یہ تو ایک طرح کا فاقہ ہوا۔" بچے کو جس طرح سے سمجھایا جارہا تھا اس نے اپنی عقل کے مطابق ویسی ہی بات کی۔

"ہاں ایسا ہی سمجھ لو۔" نورین نے بڑی بے پروائی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"بیٹا ایسا نہیں ہے روزہ ہرگز فاقہ نہیں ہے بندوں کو روزے کی حالت میں جبر اور ضبط کرنا بھی آتا ہے۔ جس طرح مال اور پیسوں کی زکوٰۃ ہوتی ہے اسی طرح ہمارے جسم کی زکوٰۃ روزہ کی صورت ہے۔"

"ہاں ہم نے زکوٰۃ کے بارے میں اپنی اسلامیات کی کتاب میں پڑھا ہے۔" اس نے جوشیلے انداز میں کہا۔

"ہاں ہاں بس وہی ہوتا ہے اب تم خاموشی سے ناشتا کرو پھر ہوم ورک بھی کرنا ہے۔" نورین نے بیٹے کو ڈپٹ کے چپ کروادیا۔

"تم کوئی موقع محل نہیں دیکھتی ہو بس ہر وقت ہر جگہ درس شروع کردیتی ہو۔" فرجاد نے جھنجھلا کے کہا۔

"یہ درس نہیں ہے فرجاد...... ہمارا اصل ہے ہمارے مذہب سے ہماری جڑیں جڑی ہوئی ہیں یہی ہماری پہچان ہے ہم مذہب کے بغیر اندھے کنویں میں پڑے ہوئے ہیں۔"

"چاندنی پلیز ڈھنگ سے ناشتا کرنے دو تم خود تو کھا چکی ہو ناں اب ہمیں بھی سکون سے کھانے دو۔" وہ خاموشی سے مزید کچھ کہے بنا وہاں سے ہٹ گئی۔

شام میں سب نے بڑے اہتمام سے افطار کیا لگ ہی نہیں رہا تھا کہ ان میں سے کسی کا روزہ نہیں ہے۔ چاندنی نے فرجاد سے زکوٰۃ کے لیے پیسے لیے اور گھر کے سب ملازمین کو رمضان کا راشن عید کے کپڑے اور عیدی دی۔ حلیمہ بی بی کی بیٹی کی شادی کے لیے انہیں کچھ پیسے اور جہیز کا سامان لاکر دیا۔ تمام ملازمین خوش ہوگئے انہیں پہلے اس طرح کچھ نہیں دیا گیا تھا۔

تیسرے روزے کو ان کے گھر میں افطار ڈنر کا اہتمام تھا شام کو لوگوں کے آنے سے پہلے چاندنی نے لان میں ایک کونے میں نماز پڑھنے کے لیے چادریں لگوادیں۔

"یہ لان میں چادریں کیوں پڑی ہوئی ہیں۔" نورین بھابی نے حیرت سے پوچھا۔

"چادریں پڑی ہوئی نہیں ہیں بھابی...... میں نے نماز کے لیے بچھوائی ہیں۔" چاندنی نے افسوس اور تکلیف دہ انداز میں جواب دیا۔

"تم کچھ کرنے سے پہلے پوچھ تو لیا کرو یہاں اس کلاس کے لوگ نہیں آئیں گے۔"

"نماز کے لیے بھی کلاس ڈیفرنس ہوتی ہے کیا؟ یہ تو ہر کلاس کے مسلمانوں پر فرض ہے۔" چاندنی کو نورین کی باتوں نے ہلا کے رکھ دیا۔

"بھابی...... جب اس کلاس کے لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں تو روزے بھی نہیں رکھتے ہوں گے پھر افطار ڈنر کا اہتمام کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"چاندنی شاید تمہیں پتا نہیں ہے کہ افطار کرنا اور

کروانا بہت ثواب کا کام ہے۔'' نورین نے اپنی دانست میں اس کی اسلامی معلومات میں اضافہ کیا تو اس کا دل چاہا کہ ان سے کہے کہ افطار کے ساتھ روزہ رکھنا بھی بہت ثواب کا کام ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ثواب کے کام ہیں' وہ دل پر بوجھ لیے خاموشی سے وہاں سے ہٹ گئی۔

ممی اور نورین بہت اہتمام سے تیار ہوئی تھیں جبکہ چاندنی نے لان کا خوب صورت سا سوٹ پہنا اور ہلکی سی لپ اسٹک لگائی تھی۔ آہستہ آہستہ مہمان آنا شروع ہوگئے ان کے مہمان بھی انہی جیسے لگ رہے تھے۔

''آج کے افطار میں مولویوں کو بھی انوائٹ کیا ہے آپ نے۔'' ایک خاتون نے ہنس کے نماز کی چادروں کی طرف اشارہ کیا تو ان کے اردگرد کھڑے بقیہ لوگوں کے چہروں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''مذہب صرف مولویوں کے لیے نہیں ہے یہ تو ہر مسلمان کے لیے ہے۔'' چاندنی کی بات ان سنی کرتے ہوئے وہ خاتون اِدھر اُدھر ہوگئیں۔ سب نے خوش گپیوں کے دوران خوب ڈٹ کے افطار کیا' ان کے لیے [illegible] سے امی' بابا اور چھوٹی بہن صدف آئی تھی۔ افطار کے بعد مردوں میں بابا اکیلے کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور اندر لاؤنج میں چاندنی کے ساتھ اس کی امی اور صدف پڑھ رہی تھیں۔ چاندنی نے نماز میں اللہ تعالیٰ سے بڑے دل سے ان سب کے لیے دعا مانگی۔

''یااللہ! یہ راستے سے بھٹکے ہوئے لوگ ہیں تو انہیں سیدھی راہ پر لے آ یہ تیرے دین اور احکامات پر صحیح طرح سے عمل نہیں کر پا رہے تو انہیں نیک ہدایت دے اور ان کا دل بدل دے' آمین۔''

ان کے یہاں ابھی صرف دو افطار پارٹیاں ہوئی تھیں کہ گھر میں ایک بھونچال سا آ گیا' بابا اور عبدالصمد بھائی کو بزنس میں زبردست نقصان ہوگیا۔ بزنس میں اکثر چھوٹے موٹے نقصانات ہوتے رہتے تھے۔ کاروبار اتنا وسیع اور دولت اتنی زیادہ تھی کہ یہ لوگ ایسے نقصانات کی پروا بھی نہیں کرتے تھے لیکن یہ بہت بھاری نقصان تھا۔ بابا کو ہارٹ اٹیک ہوگیا اور عبدالصمد بھائی کا بی پی شوٹ کر گیا' دونوں ہاسپٹلائز ہوگئے۔ گھر پر ایک سوگواری کی سی کیفیت چھا گئی' چاندنی نے زکوٰۃ دی تھی شاید اسی لیے اللہ نے ان پر کرم کیا۔

ایک تو کاروباری گھاٹا اوپر سے گھر کے دو مرد اسپتال میں تھے' ممی اور نورین بھابی تو بالکل نچڑ کر رہ گئیں۔ چاندنی ہر لمحہ انہیں تسلیاں دیتی رہتی۔ دونوں کے سروں پر دوپٹے آ گئے اور کمروں میں جائے نمازیں بچھ گئیں۔ جب ان پر پڑی تو خدا یاد آیا' سب کے ہر وقت اسپتال کے چکر لگ رہے تھے۔ فرجاد آفس اور اسپتالوں کے چکر میں گھن چکر بنے ہوئے تھے' ایسے میں چاندنی نے ان کا بہت ساتھ دیا اس نے ان کے ساتھ آفس کو بھی دیکھا اور گھر اور اسپتال کی ذمہ داریاں بھی پوری کرتی رہی' ساتھ ساتھ روزے بھی چل رہے تھے۔ اب ممی اور نورین بھابی بھی روزے رکھ رہی تھیں' ڈیڈی اور عبدالصمد بھائی صحت یاب ہوکر گھر آگئے چاندنی نے دونوں کے آرام اور کھانے کا بہت خیال رکھا۔

دوسرا عشرہ چل رہا تھا' سب شدومد سے عبادات میں مشغول ہوگئے' سب کو دیکھ کر چاندنی کے اندر تک ٹھنڈک اتر جاتی تھی۔ ڈیڈی اور عبدالصمد بھائی نماز پڑھنے مسجد جا رہے تھے' چاندنی کے کہنے پر فرجاد بھی جانے لگے۔ فارغ وقت میں ڈیڈی زیادہ تر قرآن پاک اور اس کی تفسیر پڑھتے رہتے تھے۔ ڈیڈی بیماری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ رہے تھے' باقی عبادات جاری تھیں ان کے علاوہ سبھی روزے رکھ رہے تھے۔ اس سانحے سے پہلے سارا گھر دکھ درد میں مبتلا ہونے کی وجہ سے روزے نہیں رکھ پا رہا تھا ایک جھٹکے نے سب کی بیماریاں اور کمزوریاں نکال دیں۔ گھر کا ماحول بہت اچھا اور خوش گوار ہوگیا' صدقات' خیرات اور زکوٰۃ دی جا رہی تھی۔ اب ڈیڈی کی طبیعت بہت بہتر تھی لیکن وہ ابھی روزے رکھنے کے قابل نہیں ہوئے تھے۔ افطار اور مغرب کی نماز

سے فارغ ہو کے سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

"چاندنی بیٹا..... آپ نے ٹھیک کہا تھا کہ مذہب کے بغیر انسان کچھ نہیں ہے وہ اندھے کنویں میں پڑا ہوا ہے۔ جو پیسے کے بل بوتے پر خود کو ماڈرن سمجھتے ہیں' فارورڈ کہلوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہم سب تو بہت پیچھے تھے' بڑے خسارے میں تھے' صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگ' گرداب اور بھنور میں پھنسے ہوئے تھے۔ انسان دولت کے نشے میں چُور ہو کر اپنا اصل بھی فراموش کر بیٹھتا ہے اور جب پکڑ اور احتساب کا وقت شروع ہوتا ہے تو اسے خدا اور دین دونوں یاد آ جاتے ہیں جب ہم پر پڑتی ہے تو ہم اللہ سے رجوع کرتے ہیں ورنہ تو ہمیں اپنے رب کی دی ہوئی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنے کا خیال تک نہیں آتا۔" سب نظریں جھکائے یا شاید ایک دوسرے سے نظریں چرائے شرمندہ سے بیٹھے تھے کیونکہ سبھی عیش و عشرت میں اپنے دین کو بھلائے بیٹھے تھے۔

"تم نے ٹھیک کہا تھا بیٹا..... اللہ تعالیٰ [illegible] پانچ بار خیر اور بھلائی کی طرف بلاتا ہے لیکن ہم اس خیر اور بھلائی کو پانے اور سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔" ڈیڈی بھیگی آواز میں دھیرے دھیرے بول رہے تھے اور باقی سب کی خاموشی بھی انہیں ڈیڈی کی بات سے متفق ظاہر کر رہی تھی۔

"شیطان نے ہمارے گرد گھیرا تنگ کیا ہوا تھا اپنا سنہرا جال کچھ اس طرح سے ہم پر ڈالا ہوا تھا کہ ہم نہ تو اس میں سے نکل پا رہے تھے اور نہ نکلنے کی کوشش کرتے تھے لیکن شکر ہے اس پروردگار کا جس نے مرنے سے پہلے ہی نیک ہدایت دے دی اور ہمیں غفلت کی زندگی سے نکال لیا۔ مجھے تو اب کاروبار کے اس نقصان کا افسوس ہے ہی نہیں وہ نقصان تو میرے اور میرے گھر والوں کے لیے نہایت خوش گوار ثابت ہوا اس طرح ہمارے ربّ نے ہمیں غفلت کی زندگی سے بھی نکال لیا۔"

"ڈیڈی..... اللہ تعالیٰ جب ہمیں خود فلاح کی طرف بلاتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ہم سے غافل نہیں وہ ہم سے محبت کرتا ہے تو پھر وہ کیسے ہمیں غفلت اور گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ سکتا ہے۔"

"ٹھیک کہہ رہی ہو بیٹا..... بے شک وہ بہت رحمٰن اور رحیم ہے' بے شک وہ بندوں کے عیبوں پر پردہ بھی ڈالتا ہے اور عیبوں سے پاک بھی کر دیتا ہے۔ آج میں اس بات پر فخر محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے گھر میں تم جیسی لڑکی بہو بن کر آئی ہے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں' ہم نے اسے کچھ نہیں سمجھا۔" ممی نے چاندنی کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ لیجیے ڈیڈی..... میں چاہتا ہوں کہ یہ خوش خبری آپ ہی سنائیں۔" فرجاد نے ایک لفافہ ڈیڈی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ڈیڈی نے لفافہ کھول کے دیکھا اور مسکرا دیے۔

"ڈیڈی..... آپ مسکرائے جا رہے ہیں ہمیں بھی [illegible] خوش خبری میں شریک کیجیے۔" نورین نے دھیرے سے ہنستے ہوئے کہا۔

"بھئی خوش خبری یہ ہے کہ ہم سب عمرے کے لیے جا رہے ہیں اور رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہم وہیں گزاریں گے۔ تم سب تیاری شروع کر دو پرسوں ہماری روانگی ہے۔"

خوشی اور تشکر کے احساس سے چاندنی کی آنکھیں جھلملا گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعائیں قبول کر لی تھیں اور نہایت مبارک مہینے میں ان سب کو ہدایت دے دی تھی' یک دم ان سب کے ذہن پلٹ گئے تھے اس پروردگار نے ان کے دل بدل دیئے تھے' دیر سے ہی سہی لیکن ان سب نے اپنے رب کو پہچان لیا تھا۔

ذرا مسکرا میرے گمشدہ
فاخرہ گل

محبت کا سخن وہ ہے کہ دشتِ سنگ میں کہیے
تو اس کی بازگشت غمِ دلِ مہتاب سے نکلے
نہ ٹھہرا ایک بھی امجد مری آنکھوں کے ساحل پر
ہزاروں کارواں اس راہگزرِ آب سے نکلے

شام کی اداسی میں نیا چاند طلوع ہو چکا تھا۔ چڑیاں فاختائیں اور تمام پرندے ملگجے آسمان پر قطاریں بنائے کافی دیر ہوئی گھروں کو لوٹ چکے تھے۔ فیروزی رنگ کا لامحدود آسمان اب رنگ بدل کر سیاہ نظر آ رہا تھا اور دن بھر کی تھکاوٹ دامن میں لیے اکثر لوگ اب اپنے گھروں میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ لیکن اجیہ کے ہاتھ اس وقت تیزی سے چل رہے تھے کل بھی اسے جانے میں تاخیر ہوگئی تھی جس کی وجہ سے شرمین کی طنزیہ گفتگو برداشت کرنا پڑی تھی اور گو کہ ابھی کال سینٹر کی وین آنے میں کچھ وقت باقی تھا لیکن وہ چاہتی تھی کہ جانے سے پہلے کچھ دیر کے لیے امی کے پاس بیٹھے ان سے کچھ بات چیت کرکے اپنے تئیں ان کا دل بہلانے کی کوشش کرے۔ ابھی وہ یہی سب کچھ سوچتے ہوئے تیزی سے بالوں میں برش کر رہی تھی کہ امی خود ہی اس کے اور حنین کے مشترکہ کمرے میں داخل ہوئیں اور اسے یوں جلدی جلدی تیار ہوتا دیکھ کر بڑی محبت سے وہیں رک کر دیکھنے لگیں۔ آنکھوں میں بے تحاشا پیار اور چہرے پر مسکراہٹ موجود تھی۔ اجیہ نے آئینے میں انہیں دیکھا اور ایک بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ پلٹی۔

''آپ کی اس مسکراہٹ سے مجھے نانا ابو یاد آ جاتے ہیں۔'' اجیہ کی بات پر امی کی مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی۔ اس کے قریب جاتے ہوئے انہوں نے استفہامیہ انداز میں دیکھا جیسے پوچھتی ہوں وہ کیوں؟

اجیہ نے ان کے پاس جا کر ان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر آنکھوں سے لگائے اور چوم لیے۔

''جب تک نانا ابو زندہ تھے میری کوئی خواہش ادھوری نہیں رہنے دیتے تھے' بابا جان سے چھپ کر ان کے علم میں لائے بغیر میرے منہ سے نکلی ہر فرمائش کو پورا کرنا تو جیسے انہوں نے خود پر فرض کر رکھا تھا۔'' امی کے ہاتھ ہاتھوں میں لیے وہ ماضی کی خوب صورت یادوں میں گم ہوگئی۔ امی نے اس کے ہاتھوں کو پیار سے دبایا تو حال میں لوٹ کر وہ ایک بار پھر مسکرائی۔

''اور پھر مجھے خوش دیکھ کر وہ بھی بالکل اسی طرح مسکراتے تھے۔ جیسے آپ مسکرا رہی ہیں۔'' اس نے بڑی گرم جوشی سے ان کے ہاتھوں کا ایک بار پھر بوسہ لیا اور ان کے گلے لگ گئی۔ امی نے خوش گوار احساس کے ساتھ اس کے بالوں کو سنوارتے ہوئے کمر تھپتھپائی۔

''بیٹا' اپنی اولاد کو خوش دیکھنا اور ان کی خواہشات پوری کرنا ہی تو سب کی اولین ترجیح بھی ہوتی ہے اور پہلی خواہش بھی...... بھلا کون سے والدین ہوں گے جو اولاد کی خوشی اور آرام پر اپنی ذات کو ترجیح دیں گے۔'' بات کرتے کرتے امی کو کچھ خیال آیا انہیں محسوس ہوا کہ اجیہ دھیرے سے ان سے الگ ہوئی ہے۔ وجہ جان کر انہوں نے شعوری طور پر اس سے نظریں چرائیں کہ اب ان کے الفاظ ان کے لہجے اور آواز کا ساتھ دینے کو ہرگز تیار نہ تھے۔ البتہ اجیہ ان کی اس کیفیت کے پیچھے چھپی وجہ جان کر بھی خود کو انجان ظاہر کرتی رہی اور بڑے ہی مصروف انداز میں ایک مرتبہ پھر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف مڑتے

ہوئے بولی۔

"اسی لیے تو خوش نصیب ہوتے ہیں ناں وہ لوگ جن کے سر پر والدین کا سایہ سلامت ہو۔" امی نے لب بھینچ کر تائید میں سر ہلایا۔ اسی دوران وہ اپنے ہینڈ بیگ سے ایک پرچہ نکال لائی اور انہیں دیتے ہوئے پرچے میں ایک جگہ انگلی سے نشاندہی کرتے ہوئے بولی۔

"جی تو اجیہ کی جان، امی جان...... یہ جو درمیان والی دو ٹیبلٹ ہیں ناں یہ آپ نے رات کو سوتے ہوئے کھا کر صبح میرے آنے تک کچھ نہیں کھانا اوکے۔"

"ٹھیک ہے تمہارے آنے تک کچھ نہیں کھاؤں گی۔ لیکن آخر پتہ بھی تو چلے ناں کہ کیوں؟" انہیں اس نئی ہدایات کے پس منظر کا کچھ معلوم نہیں تھا اسی لیے حیران ہوئیں تو وہ مسکراتے ہوئے بڑے آرام سے انہیں سمجھانے لگی۔

"اس لیے کہ ڈاکٹر ہمدانی سے آپ کے لیے اپوائنٹمنٹ لیا ہے اور وہ تمہارے آپ کے کچھ ٹیسٹ لیں گے۔"

"میرے ٹیسٹ؟" اس مرتبہ حیرانی پہلے کی نسبت دگنی ہوئی۔ "دولیکن اجیہ یہ سب کیسے ہوگا؟"

"ششش......!" اس نے امی کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش کرواتے ہوئے بات کاٹی۔

"ابھی تو مجھے دیر ہورہی ہے۔ ان شاءاللہ باقی باتیں صبح آکر کروں گی۔" اسی دوران اجیہ کے موبائل پر اس کی کولیگ کی مس کال ابھری جس کا مطلب تھا کہ کال سینٹر کی وین اسے لینے کے لیے گلی میں مڑ چکی ہے اور وہ بھی بیرونی گیٹ کی طرف آجائے تاکہ انتظار نہ کرنا پڑے اور صرف اجیہ ہی نہیں ٹیلی فون کال سینٹر جانے والی چاروں لڑکیوں کے گھر پہنچنے کا چاچا غلام کا یہی مختص کردہ طریقہ تھا جس سے سارے ہی لوگ متفق تھے۔

"اوکے امی...... اللہ حافظ۔" اجیہ کے قریب آنے پر انہوں نے حسب سابق اس کے ماتھے پر بوسہ دیا سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ جلدی سے کمرے سے نکل گئی۔ جب کہ امی نے خاموشی سے ہاتھ میں پکڑے رواں سے پرچے کو تھ... آواز مگر ہلتے ہونٹوں سے اللہ حافظ کہا اور چند لمحے گم سم کھڑی رہنے کے بعد اس پر روزانہ پھونکنے والی ضروری دعائیں اور آیات پڑھنے لگیں جو اجیہ کے تصور میں ہی اس پر پھونکنا تھیں۔

❁......❁......❁......❁

بابا ابھی اپنے بیڈروم میں داخل ہوکر کچھ دیر جیب میں سے کاغذات ٹٹولنے کے بعد دکان کی دن بھر کی آمدن الماری میں رکھ کر اسے تالا لگانے کے بعد پلٹے ہی تھے کہ حنین اپنی پونی جھلاتی ہوئی ان کے پاس آن موجود ہوئی۔ اسے دیکھتے ہی بابا کے چہرے پر وہی محبت اور خوشگوار مسکراہٹ اتری جو والدین کے پاس صرف اور صرف بیٹیوں کے لیے مخصوص ہوتی ہے۔

"لگتا ہے آج میرے بابا جانی کچھ زیادہ ہی تھک گئے ہیں۔"

"تھکاوٹ جیسی بھی ہو اور جتنی بھی ہو لیکن بیٹیوں کی ایک ہی مسکراہٹ اسے سارا چھو کردیتی ہے۔" بابا نے بڑے ہی خوشگوار انداز میں جواب دیا۔ حنین ان کے انداز پر بے ساختہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"اسی لیے تو کہتی ہوں کہ میرے بابا جانی اس پوری دنیا کے سب سے اچھے بابا جانی ہیں، جن کا کوئی مقابل نہیں...... دور تک اور بہت دور تک۔" اس نے اپنی رس بھری جیسی موٹی موٹی نوکدار آنکھیں میچ کر انگلی کا اشارہ وہاں تک کیا جہاں تک اس کی بازو کی طوالت ممکن تھی اور اس کے اتنے بے ساختہ انداز پر بابا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور قہقہہ لگانے لگے۔ حنین کی ہنسی کی آواز بھی ان کے قہقہے میں شامل تھی۔

بابا اور حنین باپ بیٹی تو تھے ہی لیکن دونوں کے درمیان دوستی کا رشتہ ایسا تھا کہ ایک دوسرے کی محبت میں ہمیشہ ہنستے مسکراتے نظر آتے۔ گھر میں کل چار ہی تو نفوس تھے امی بابا اجیہ اور حنین۔ اجیہ امی کے نزدیک تھی تو حنین بابا کے...... بلکہ حنین تو بہاروں کی ہوا کی طرح آزادانہ

طبیعت کی مالک تھی نہ وہ اجیہ کے بغیر سانس لے سکتی تھی نہ ہی امی کے بغیر اس کا پل گزرتا اور بابا تو تھے ہی اس کی جان، جن کے بغیر اس کی اپنی ذات کا بھی کوئی تصور نہ تھا۔

"خدا حافظ بابا......" اجیہ نے جھجک کر دروازہ کھولا اور ایک حسرت سے حنین کو یوں بے تکلفی سے بابا کے کندھے دباتے دیکھا۔ دونوں کسی بات پر مسکرا رہے تھے اجیہ خواہش کے باوجود کمرے کی چوکھٹ عبور کر کے اندر نہیں جا سکی تھی کہ بابا نے اس کے چہرے پر پڑنے والی لاشعوری نظر کے اگلے ہی لمحے منہ پھیر لیا تھا۔ تاثرات بھی اچانک ہی بدل کر ایسے ہوئے جیسے کوئی بہت سخت ناپسندیدہ چیز دیکھ لی ہو۔

"وہ میں جا رہی ہوں...... آج ذرا جلدی ہے ناں تو اس لیے۔" اجیہ کے ساتھ حنین بھی منتظر رہی کہ بابا اور کچھ نہیں تو صرف خدا حافظ ہی کہہ دیں لیکن نہ تو ایسا ہوا اور نہ ہی ہونا تھا اور یہی وقت اجیہ کے لیے نہایت تکلیف دہ ہوتا تھا جب کال سینٹر جانے سے پہلے اس کی طرف سے ماتھا چوما جاتا دعائیں اور آیات پھونکی جاتیں لیکن بابا کے پاس اس کے لیے محبت کی ایک نظر بھی نہ ہوتی۔ اس نے بڑی مشکل سے خود پر ضبط کرتے ہوئے بمشکل آنسوؤں کو پیچھے دھکیلا۔ حنین کی طرف دیکھ کر زبردستی مسکرائی اور بوجھل قدموں سے کمرے کا دروازہ بند کر کے واپس باہر نکلی تو عجلت میں بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتی برآمدے میں کھڑی امی سے ٹکرا گئی۔ ان کے چہرے پر ایسا اضطراب اتنی شکستگی تھی کہ اجیہ کا دل کٹ کر رہ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ کمرے کے اندر پیش آنے والی صورت حال سے آگاہ ہیں اور وہ جو اس وقت خود بے حد ہرٹ تھی اور چاہتی تھی کہ کسی ہمدرد کندھے پر سر رکھ کر کچھ دیر کے لیے دل ہلکا کرے مگر کیا کرتی کہ سامنے ہمدرد کندھا تو موجود تھا لیکن ان کے سامنے اپنا دل ہلکا کر کے وہ ان کا دل بوجھل نہیں کرنا چاہتی تھی لہٰذا اپنا موڈ بحال کر کے ان سے بات کرنے ہی والی تھی کہ وہ خود بولیں۔

"تمہارے بابا نے آج بھی تم سے بات نہیں کی ناں؟" وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھیں تو وہ گڑبڑا کر سنبھلنے کی کوشش میں مسکرانے لگی۔

"خاموشی ہزار باتوں کی ایک بات ہوتی ہے۔"

"ایسی بات جو آنکھوں میں آنسو لے آئے...... چہرے کا رنگ زرد کر دے...... جو دل ہی توڑ کر رکھ دے؟"

"اماں آپ بھی ناں...... کیوں خوامخواہ مجھے سنجیدہ کرنا چاہ رہی ہیں؟" اس نے ہاتھ میں پکڑے موبائل پر ٹائم دیکھا۔

"بابا سارا دن دکان پر طرح طرح کے گاہکوں سے ڈیل کرتے ہیں تھک جاتے ہوں گے ناں اور آپ بس ایک دم پریشان ہو جاتی ہیں یونہی......"

"میں بس ایک دم پریشان ہو جاتی ہوں...... یونہی؟" انہوں نے براہ راست اجیہ کی آنکھوں میں جھانکا مگر وہ اس وقت تک مضبوط ہو چکی تھی۔

"آپ پلیز اپنے کمرے میں جائیں ورنہ حنین تو بابا کا دماغ کھا جائے گی باتیں کر کر کے۔" اس کے انداز میں حنین کے لیے بے پناہ پیار تھا امی نے گہرا سانس لیا۔

"اور ہاں میری فکر نہ کیا کریں مجھے بابا سے کوئی شکایت نہیں، نہ ہی آئندہ کبھی ہوگی۔"

"جیتی رہ میری بچی...... ہمیشہ خوش رہو۔" بلاشبہ انہیں اجیہ پر فخر تھا اجیہ نے مسکراتے ہوئے ان کا ہاتھ تھاما اور وہ اسے فکر نہ کرنے اور اپنا خیال رکھنے کی تلقین کرتی رہیں اسی دوران وہ بیرونی گیٹ کی طرف اور امی کمرے میں داخل ہو گئیں۔

"اجیہ......" اس سے پہلے کہ وہ باہر نکل جاتی پیچھے سے آتی حنین کی آواز نے اسے گیٹ کے قریب روک دیا اور وہ حیرت سے پلٹی۔

"ہنی خیریت؟"

"وہ اجیہ، تم ناں پلیز بابا جانی کے رویے کو مائنڈ نہ کرنا پلیز...... ٹینشن نہ لینا کیونکہ میں اور امی دونوں تمہارے ساتھ ہیں اور باقی رہ گئی بات بابا جانی کی تو وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا ان کا مزاج بھی اور گھر کا ماحول بھی

اور پھر......

"او...... ہیلو......" حنین اپنے تئیں اس کا دل بہلا رہی تھی مگر اجیہ نے اسے ٹوک دیا۔

"بھئی میں بھلا بابا کی کسی بات پر بھی کیوں مائنڈ کروں گی؟ آخر کو وہ میرے بابا ہیں اور مجھے ان کے کسی بھی عمل سے کوئی شکایت نہیں ہے۔"

"بڑی بات ہے بھئی، بڑی برداشت ہے تمہاری ورنہ یقین کرو اگر کبھی وہ مجھ سے اس طرح بات کرتے ناں تو میں تو قسم سے رو رو کر انہیں بھی اپنے ساتھ رلا دیتی۔" حنین ٹھنکی۔

"بس میں انہیں تکلیف ہی تو نہیں دینا چاہتی ناں۔" اجیہ کی مسکراہٹ حنین کے لیے ناسمجھی کا باعث بنی تھی۔

"اچھا یاد آیا حنی، وہ جو تم نے پرسوں مجھے میگ میں جو فوٹو دکھایا تھا ناں، وہی پرنٹ میں نے ایک شاپ پر دیکھا تھا۔" اجیہ نے ہمیشہ کی طرح موضوع بدلا۔

"اوہ ریئلی......! اف اجیہ وہ تو میرے دل میں سما گیا ہے بلکہ میں نے تو وہ فوٹو ہی کاٹ لیا تھا میگ سے۔" اپنی پسند کے سوٹ کے لیے حنین جذباتی ہو گئی تھی۔

"کل ڈاکٹر ہمدانی سے امی کے ٹیسٹ کروانے ہیں ناں، واپسی میں تمہارے لیے وہ سوٹ لے آؤں گی۔"

"او مائی گاڈ اجیہ...... تم تو چھا گئی ہو سچی...... کتنی اچھی ہو ناں تم۔" حنین نے خوشی سے بے قابو ہوتے ہوئے اجیہ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر گھما ڈالا۔ اسی دوران اجیہ کا فون ایک بار پھر بجنے لگا جس کا مطلب تھا کہ اب وین اس کے گھر کے گیٹ کے عین سامنے موجود ہے۔ سو اسے فوراً نکلنا تھا۔

"اچھا سنو حنین، بابا کو یاد سے میڈیسن دے دینا تم کل بھی بھول گئیں تھیں اور ان کے ہاتھوں پر جو الرجی ہو گئی ہے ناں اس پر کریم ضرور لگا دینا ورنہ ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ الرجی بڑھ بھی سکتی ہے اور سب سے اہم بات کہ امی کے پاس ضرور بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتیں کرنا میری وجہ سے بہت پریشان رہتی ہیں۔"

"ڈونٹ وری اجیہ میں سب سنبھال لوں گی تم بالکل فکر نہ کرنا۔" اس کے گال پیار سے تھپتھپاتے ہوئے بالآخر وہ گیٹ سے باہر آ گئی تھی۔

آج سے پہلے تو وہ ہمیشہ ہی دوسری فون بیل پر گاڑی میں موجود ہوتی لیکن آج آتے آتے بھی اسے ایک دو مرتبہ رکنا پڑا تھا جس وجہ سے وہ معمولی سی تاخیر کا شکار ہوئی مگر ابھی اتنی دیر نہیں ہوئی تھی سو اس کے بیٹھتے ہی گاڑی معمولی سا ریورس ہو کر مڑی اور گلی سے مین روڈ کی طرف فاصلہ مٹانے لگی تھی۔

❀......❀......❀......❀

اجیہ سکندر کو ٹیلی فون کال سینٹر میں جاب کرتے ابھی بہت زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا اور نہ ہی اس نے کبھی سوچا تھا کہ اسے صرف اٹھارہ انیس سال کی عمر میں روزی روٹی کی فکریں یوں گھیر لیں گی کہ رات بھر کال سینٹر میں جاب کرنے کے بعد دوسری شفٹ میں اپنی تعلیم جاری رکھنا پڑے گی۔ لیکن انہی غیر متوقع حالات کا نام شاید زندگی ہے۔ جب انسان کے اپنے حالات اس کے اختیار میں نہ رہیں اور جب ہر آنے والا نیا موڑ حیرت کا ایک نیا باب لیے موجود ہو۔ ایک بیٹی کے لیے باپ کا پیار کیا ہوتا ہے؟ اگر یہ سوال اجیہ سے کیا جاتا تو یقیناً اسے جواب دینے کے لیے اپنے جذبات کا نہیں بلکہ کتابی اور سنے سنائے الفاظ کا سہارا لینا پڑتا کیونکہ وہ اس ذائقے سے اگر آشنا تھی تو بس اتنی کہ گھر میں انہیں چلتا پھرتا حنین سے باتیں کرتا دیکھا کرتی اور بس...... وہ خود ان سے بات چیت کے لیے تو ترستی ہی آئی تھی اس کا بھی دل چاہتا کہ وہ چھوٹی چھوٹی فرمائشیں کرے اپنے اسکول کالج کی باتیں حنین کی طرح مزے لے لے کر انہیں سنائے وہ اپنے دن بھر کے واقعات شیئر کریں لیکن ایسا ہو نہ سکا اور بچپن کی اسی واحد محرومی کو آنکھوں میں چھپائے وہ جوانی کی دہلیز پر آ پہنچی۔ نانا ابو جب تک زندہ رہے اس کی ہر خواہش پوری کرنے کو ہر لمحہ تیار رہے، لیکن یہ سب بھی اسی طرح بابا کے علم میں نہ لایا جاتا کیونکہ نانا ابو کی ناپسندیدہ ترین شخصیات میں سر

فہرست تھے۔ یہی وجہ تھی کہ نہ تو وہ کبھی اپنے ننھیال گئی اور
نہ ہی وہاں سے کوئی شخص آزادانہ طور پر انہیں ملنے آتا۔ نانا
ابو چونکہ اجیہ کے پرنسپل کے دوست تھے لہٰذا صیغہ راز میں
رکھنے کی درخواست کے ساتھ وہیں اجیہ سے مل لیا کرتے
وہ بھی اس طرح کہ اسی اسکول میں موجود حنین کو بھی علم نہ
ہوتا کہ سمجھانے کے باوجود حنین اسکول سے واپسی پر جب
تک تمام روداد بابا کو بتا نہ لیتی اسے چین نہ پڑتا تھا۔ سو نانا
ابو کا ان سے ملنا حنین سے بھی مخفی رکھنا پڑتا۔ امی بھی اسکول
میں ہی ان سے ملا کرتیں اور اسے اچھی طرح یاد تھا کہ
پرائمری کے امتحانات سے ہفتہ بھر پہلے ہی وہ اسکول آئے
تھے امی بھی بابا کو ٹیچر سے ملنے کا کہہ کر اسکول میں ہی
موجود تھیں بریک ہوئی اور پرنسپل صاحب کے بلانے پر
اجیہ اپنے نانا ابو سے ملی تو وہ بہت نڈھال محسوس ہو رہے
تھے۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو آنکھوں میں نمی اور
ہاتھوں کی کپکپاہٹ چھپا نہ سکے۔ اجیہ کے لیے ان کی
حالت تکلیف کا باعث [illegible] امی کو دیکھا وہ
بھی اپنی چادر کے پلو سے آنکھیں رگڑ رہی تھیں۔
"امی...... نانا ابو...... کیا بات ہے؟ آپ دونوں کی
آنکھیں کیوں بھیگی ہوئی ہیں؟" وہ خود بھی آتے ہوئے
ایک لڑکی سے ٹکرا کر گر پڑی تھی اس وقت تو نانا ابو سے ملنے
کی خوشی میں اسے تکلیف کا احساس نہیں ہوا تھا لیکن اب
اچانک ہی محسوس ہوا تھا کہ شاید اس کا گھٹنا چھل گیا ہے۔
"بیٹا اجیہ تم یہاں بیٹھو میرے پاس۔" نانا ابو نے اس کا
ہاتھ تھام کر قریب رکھی کرسی پر بٹھایا اور ایک نظر امی کو دیکھ کر
اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے ٹوٹے ہوئے لہجے میں
بڑی آزردگی سے بولے۔
"دیکھو بیٹا، تم ماشاءاللہ ذہین اور سمجھدار بچی ہو حالات
جانتی ہو اور یہ بھی اچھی طرح جانتی ہو ناں کہ جو بھی اس دنیا
میں آیا ہے اس نے بالآخر واپس تو جانا ہے۔" امی کی گھٹی
گھٹی سی سسکی کمرے کی فضا میں ابھری تو اس نے ناسمجھی
سے پہلے انہیں اور پھر دوبارہ نانا ابو کو دیکھا۔
"پتہ ہے ناں بیٹا کہ میں گھر میں اکیلا ہوتا ہوں۔ اب تک تو بیماری اور موسم کی سرد و گرم کو نظر انداز کر کے تم
لوگوں سے ملتا رہا۔ لیکن ان بوڑھی ہڈیوں میں اب اتنا دم
نہیں رہا کہ حسب سابق وعدہ نبھانے کے لیے ہر ماہ کی
ملاقات ممکن ہو سکے...... اور جانے کیوں مجھے لگتا ہے کہ
آج کے بعد شاید ہماری ملاقات بھی نہ ہو......"
"نانا ابو...... یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ کیا آپ
چاہتے ہیں کہ میں بھی امی کی طرح رونے لگوں؟" نانا ابو تو
اس کی ڈھال تھے۔ اس کے لیے ہمت اور حوصلے کی نشانی
تھے۔ سو آج ان کی آواز میں یوں ارتعاش محسوس ہوا تو وہ
بھی کانپ سی گئی تھی۔
"نہیں اجیہ بیٹا، تم نہیں روؤ گی...... اور یہی بات میں
آج تمہیں کہنا چاہتا ہوں کہ میرے بعد تم نے اپنی ماں کا
خیال رکھنا ہے اور ایسے خیال رکھنا ہے کہ کبھی اس کی
آنکھوں میں آنسو نہ آئیں۔"
"لیکن نانا ابو......"
"وہ جیسا بھی ہے لیکن آخر کار تمہارا سگا باپ ہے......
نفرت بھی کرے گا تو کب تک؟ آخر کو ٹھیک ہو ہی جائے
گا لیکن اجیہ...... یہ جو میری بیٹی اور تمہاری ماں ہے ناں،
اس کا میرے بعد دنیا میں شاید کوئی ہمدرد نہ رہے...... یہ
بھی ہو سکتا ہے کہ تم لوگوں کو میرے آخری دیدار کی بھی
اجازت نہ دے۔ تو سنو ضد نہ کرنا...... ضد سے ہمیشہ
بربادی ہوتی ہے، گھر کی، رشتوں کی، جذبوں کی۔"
"ایسی باتیں نہ کریں ابو جی......" امی باقاعدہ رو پڑی
تھیں اور اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ امی کو رونے سے
منع کرے یا نانا ابو کو ایسی باتیں کرنے سے روکے۔
"یاد رکھنا، میرے مرنے کے بعد تمہارا آنا یا نہ آنا
میرے لیے کوئی معنی نہیں رکھے گا۔ اپنے میکے آ کر
میرے بے جان جسم کو دیکھ کر رونے سے بہتر ہے اپنے ہی
گھر میں بنا دیکھے رو کر جی ہلکا کر لینا...... مگر اپنے گھر کا
آرام اور سکون خراب نہ کرنا...... تم نے آج تک اپنی زندگی
میں بے حد سمجھوتے کیے ہیں ناں تو اب آخری سمجھوتہ
میرے کہنے پر میرے جانے کے بعد بھی کر لینا۔" امی

جھکا کر سر ہلاتی رہیں اور روتی رہیں۔

''نانا ابو...... کیا آپ کو ڈاکٹر نے کچھ کہا ہے؟'' اپنے تئیں وہ آج کے اس ماحول کا پس منظر جاننا چاہتی تھی۔

''ارے نہیں وہ بھلا مجھے کیا کہے گا۔ بس یہ سب کچھ کافی دنوں سے ذہن میں آرہا تھا۔ سوچا آج موقع اچھا ہے اپنا ذہن ذرا ہلکا پھلکا کرلوں۔'' وہ پھیکے پن سے مسکرائے۔

''آپ پریشان نہ ہوں۔ میں ابھی بھی امی کا خیال رکھتی ہوں اور بڑی ہوکر تو اور بھی زیادہ خیال رکھا کروں گی...... اور پتہ ہے نانا ابو...... میں امی کو بہت بڑا سا گھر لے کردوں گی۔ جہاں وہ اپنی مرضی سے رہیں گی۔ جو ان کا دل چاہے گا وہ کریں گی۔ نہ بابا کا ڈر ہوگا اور نہ ہی پیسوں کے لیے آپ کی طرف دیکھنا پڑے گا۔ میں بڑی ہوکر بہت محنت کروں گی۔ پھر بابا بھی حیران رہ جائیں گے اور آپ دیکھیے گا وہ اتنے حیران اور اتنے خوش ہوں گے کہ آپ کی طرح مجھ سے پیار کرنے لگیں گے۔'' اس نے دونوں کی ہمت بندھائی تھی۔

''ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا اور میری خواہش ہے کہ میں بھی وہ دن دیکھوں' کبھی تمہاری امی اور بابا کو ایک ساتھ خوش باش مسکراتے دیکھوں۔'' نانا ابو نے امی کو دیکھا جواب ہتھیلی سے آنکھیں رگڑ کر مسکرانے کی اداکاری کررہی تھی۔

''میں بہت خوش ہوں ابو جی وہ بھی بہت اچھے ہیں۔ بس میکے نہ جانے کی قدغن لگا رکھی ہے ورنہ اس کے علاوہ تو میرے ہر قسم کے آرام وسکون کا بے حد خیال رکھتے ہیں۔''

''اللہ کرے ایسا ہی ہو بیٹا' تاکہ زندگی میں تمہاری طرف سے کوئی خوشی نہیں دیکھ پایا تو چلو مرتے دم تو مطمئن رہوں۔''

''آپ خوامخواہ پریشان رہتے ہیں میری طرف سے...... ورنہ یقین کیجیے ابو جی وہ بہت اچھے ہیں یہ اجیہ کو تو چسکا ہے بس آپ سے فرمائشیں کرنے کا۔ یہ خود سے ہی ان سے ذرا فاصلے پر رہتی ہے ورنہ آخر کو ان کا خون ہے

ان سے بھلا وہ پیار کیوں نہیں کریں گے۔'' اجیہ نے امی کے اتنے سفید جھوٹ پر ان کا زرد پڑتا چہرہ حیرت سے دیکھا۔ آج سے پہلے تک وہ یہ ہی سمجھتی آئی تھی کہ امی نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا لیکن آج جس طرح روانی اعتماد اور اپنی مرضی سے وہ نانا ابو کے سامنے جھوٹ بول رہی تھیں تو اجیہ کے لیے یقین کرنا مشکل ہوگیا۔ کیونکہ اجیہ نہیں جانتی تھی کہ اپنے والدین کے چہرے پر خوشی دیکھنے کے اور ان کے دل کا سکون قائم رکھنے کے لیے کتنی ہی شادی شدہ بیٹیاں جھوٹ کا سہارا لیتی ہیں' خوش رہنے اور خوش ہونے کی ہاں' نہ میں پڑنے کے بجائے ان کے سامنے خوش ہونے کی اداکاری کرتی ہیں۔ کتنے ہی جھوٹ بڑے دکھ دل کے ایک کونے میں چھپائے ان کے سامنے بات بات پر ایسے خوشی کا مظاہرہ کرتی ہیں کہ والدین ان کے دوپٹے کے پلوؤں میں بندھے مسائل' پریشانیاں اور دکھ دیکھ ہی نہیں پاتے۔ وہ اسی زعم میں رہتے ہیں کہ ہماری بیٹی اپنے گھر میں بہت خوش ہے' مطمئن اور عیش کررہی ہے۔ اور ان کی اسی خوشی میں بیٹیوں کی خوشی ہوتی ہے۔

❀......❀......❀......❀

''السلام علیکم اماں۔'' ہاتھوں میں کاغذات کا پلندا تھامے غزنی نے موٹر سائیکل گیٹ کے اندر کرتے ہی ہمیشہ کی طرح وہیں سے صدا لگائی تو ٹی وی دیکھتی اماں فوراً سے باہر کی طرف لپکیں۔

''وعلیکم السلام جیتے رہو خوش رہو۔'' سیاہ شلوار قمیص میں ملبوس غزنی کو انہوں نے جی بھر کر محبت سے دیکھا اور آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں سے کاغذات لے لیے۔

''اماں پلیز کاغذات میرے کمرے میں فوٹو کاپی مشین کے اوپر رکھ دیں ابھی پھر جانا پڑے گا۔''

''پھر جانا پڑے گا لیکن کیوں؟'' وہ کاغذات اٹھائے اس کے ساتھ تھیں اور وہ آستین چڑھا رہا تھا۔ چہرے کے تاثرات سے محسوس ہو رہا تھا کہ آج اس کا موڈ ٹھیک نہیں۔

''بس اماں' دراصل یہ کچھ ڈاکومینٹس تیار کرکے دینے

ہیں۔" آپ ذرا جلدی سے کھانا لے آئیں پلیز۔" اماں کو اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ واقعی جلدی میں ہے لہٰذا وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو وہ اس کے کمرے کی طرف مڑ گئیں۔ کاغذات کھڑکی کے ساتھ رکھی فوٹو اسٹیٹ مشین پر رکھ کر کچن میں داخل ہوگئیں۔ یہ چھوٹی سی مشین غزنی نے وقت بے وقت ضرورت کے تحت گھر میں رکھ چھوڑی تھی۔

"ہاں بھئی آگئے تم۔" ابا حسب معمول ٹی وی نیوز چینل پر اپنی پسند کا ٹاک شو دیکھنے میں مصروف تھے اور پسندیدگی کی خاص وجہ یہ تھی کہ انہیں لگتا تھا یہ کمپیئر ان کی پسندیدہ سیاسی جماعت کے حق میں بات کرتا ہے۔ اسے اندر آتا دیکھا تو آواز کم کرکے اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"جی ابا..... آتو گیا ہوں مگر پھر سے جانا پڑے گا۔" وہ بھی اسی صوفے پر بیٹھ گیا۔ ہاتھ منہ دھو چکا تھا اس لیے اب بس کھانے کا انتظار کررہا تھا۔

"پھر سے لیکن کہاں؟" عام طور پر غزنی رات کو گھر آتا تو بس گھر میں ہی رہتا۔ لہٰذا تشویش لازم تھی۔

"وہ ابا' آفندی صاحب کے بیٹے نے آج کویت جانا ہے۔ پہلی مرتبہ جارہا ہے اس سمیت سارے گھر والے پریشان ہیں۔ بلکہ یوں کہیں کہ وہ بے چارہ خود اتنا پریشان نہیں تھا جتنا آفندی صاحب اور اس کے گھر والوں نے کردیا ہے۔"

"ہاہاہا..... ہے بھی تو شاید اکلوتا ناں اور اکلوتے بیٹے کو تو ویسے بھی لوگ بیٹا کم اور بیٹی سمجھ کر زیادہ پریشان رہتے ہیں۔" وہ قہقہہ لگا کر ہنسے۔

"اتنا ہی اگر اکلوتے بیٹے سے پیار ہے تو پھر تو جیسا تیسا بھی ہو یہیں کاروبار کرائیں۔ خوامخواہ اتنی دور بھیج رہے ہیں۔"

"ہونہہ۔" اسے شاید ایک بار پھر جانا برا لگ رہا تھا اسی لیے ناک بھوں چڑھا رہا تھا۔

لیکن چونکہ اپنی ٹریول ایجنسی تھی اور اسی کے ذریعے وہ بیرون ملک جارہا تھا اس لیے جب آفندی صاحب نے اسے ساتھ ایئرپورٹ چلنے کا کہا تو وہ منع نہ کرسکا۔ ان کا خیال تھا کہ اگر خدانخواستہ ایئرپورٹ پر کاغذات سمیت کوئی بھی پرابلم ہوئی تو غزنی تمام تر معلومات ہونے کی وجہ سے فوراً تمام معاملات سلجھا لے گا۔ البتہ اس کی غیر موجودگی میں کچھ مسئلہ ہوا تو بنا بنایا کام بگڑ نہ جائے۔ سو غزنی نے بادل نخواستہ ہامی بھرلی کہ ان کے ایئرپورٹ کے لیے نکلنے سے پہلے وہ ان کے گھر پہنچ جائے گا۔

"اور پھر میں بھی تو اکلوتا ہوں ناں ابا' اس کی تو پھر دو بہنیں ہیں لیکن میں تو ایک اکیلا..... پھر بھی آپ نے کیسا مجھے بیٹیوں کی طرح ایکسٹرا پیمپر کیا۔" اس نے مصنوعی مظلومیت طاری کی ہی تھی کہ کچن سے اماں کی آواز آئی۔

"روٹی پک گئی ہے' کھانا شروع کرو۔"

"اٹھو بھئی برتن لے کر آئیں۔" ابا گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھے۔

"دیکھ لیں' یہ سلوک ہوتا ہے ہمارے گھر میں اکلوتے بیٹے کے ساتھ کہ کھانا کھانا ہے تو خود برتن رکھو اور پھر خود برتن اٹھاؤ بھی۔ کپڑے دھونے ہیں تو واشنگ مشین میں بھی خود ڈالو اور اگر کبھی چھٹی والے دن گھر بیٹھ جاؤ تو اماں کو پنکھے صاف کروانا اور جالے اتروانا یاد آجاتے ہیں۔" وہ اور ابا کچن سے سالن اور میٹھے کا ڈونگہ' سلاد' رائتہ' گلاس' پانی اور پلیٹیں وغیرہ لاکر ڈرائنگ روم میں میز پر رکھتے جارہے تھے۔ ساتھ ساتھ غزنی کے اپنے ہی حق میں پیش کردہ قرارداد کا متن بھی مسکراتے ہوئے سنا جارہا تھا۔

"بات سنو بھئی غزنی......" ابا اور غزنی اپنے حصے کے تمام برتن رکھ چکے تھے اور اب تمام روٹیاں پک جانے پر اماں نے ہاتھ دھو کر صرف ہاٹ پاٹ ہی اٹھا کر لانا تھا۔

"اگر تم اکلوتے بیٹے ہو تو یہ بھی مت بھولو کہ تمہاری ماں میری اکلوتی بیوی اور تمہاری اکلوتی ماں بھی۔ سارا دن اکیلے ہی گھر کے کام کرتی ہے ناں۔ اگر ہم دو چار برتن اٹھا کر لے آئیں یا رکھ آئیں اور اتنے چھوٹے سے کام میں ہمیں کوئی تھکاوٹ یا بوجھ تو نہیں لیکن ہاں تمہاری ماں خوش ہوجاتی ہے۔ خوشی خوشی میں روز ایک نہ ایک الگ چیز پکا لیتی ہے۔ اور ایک بات یاد رکھنا اگر گھر میں موجود خواتین و

خوش رکھا جائے وہ چاہے بہن کے روپ میں ہو ماں ہو، بیٹی ہو یا بیوی...... وہ خوش ہوئیں تو بس قسمت خود آ کر تمہارے پاؤں چومے گی۔“

”بہن، ماں اور بیٹی کی حد تک تو ابا آپ کی بات سے متفق ہوں...... لیکن بیوی نام کی مخلوق کو چاہیے ناں کہ وہ شوہر کو خوش رکھے۔“ وہ مسکرایا۔ وہ اسی طرح ہمیشہ ابا کو ٹوکتا بھی تھا جب وہ اماں کے ساتھ گھر کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں مصروف نظر آتے تو انہیں ہٹا کر خود اماں کی مدد کروانے لگتا اور انہیں کہتا کہ آپ صوفے پر بیٹھ کر دیکھا کریں اور بس لیکن ان کے ہاتھوں میں اماں کو کچھ بھی اکیلا کرتے دیکھ کر کھلبلی سی ہونے لگتی اور ادھر غزنی ہٹتا ادھر وہ دوبارہ آن موجود ہوتے۔

”تو بیٹا جی! بیوی تو تب ہی خوش رکھے گی ناں جب وہ خوش ہوگی...... کیوں بیگم؟“

”بالکل ٹھیک بلکہ سو فیصد ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔“ اماں میز پر ہاٹ پاٹ رکھ کر خود بھی بیٹھ چکی تھیں۔ ٹی وی کھانا کھانے کے دوران ہمیشہ بند رہنا چاہیے کتنا ہی اہم موقع اور کتنا ہی خاص پروگرام کیوں نہ ہو۔ کھانا کھانا شروع ہی تب کیا جاتا جب ٹی وی بند ہوتا۔ سو ابا نے ریموٹ سے ٹی وی بند کر کے پہلا نوالہ لیا۔

”لیکن غزنی کو کیا معلوم کہ ماں کے علاوہ باقی رشتوں میں بھی عورت کو کتنی اہمیت اور کتنا اعلیٰ مقام ہے اور خصوصاً شادی کے بعد تو سمجھو اللہ کے بعد زندگی ہوتی ہی بیوی کے ہاتھ میں ہے۔ چاہے تو اپنے اخلاق اور کردار سے سنوار دے چاہے تو بگاڑ دے۔ گھر کو جنت کا درجہ دے یا دوزخ بنا ڈالے...... یہ سب تو پھر بیوی کے ہی ہاتھ میں ہوتا ہے ناں۔“ اماں نے پہلے غزنی اور پھر ابا کو دیکھا۔

”شکریہ بیگم کہ تم نے میری زندگی کو خوش گوار ترین اور ایک مثالی زندگی بنا ڈالا...... شکریہ کے طور پر یہ نوالہ قبول فرمایئے۔ میری ملکہ عالیہ۔“ ابا نے اپنے ہاتھوں سے نوالہ بنا کر اماں کی طرف بڑھایا۔ جسے انہوں نے ہنستے مسکراتے ہوئے ان کے ہاتھوں سے کھایا اور پھر ایک نوالہ خود بنا کر انہیں کھلاتے ہوئے بولیں۔

”میں خود تو کچھ بھی نہیں تھی جہاں پناہ۔ یہ آپ کی محبت ہے کہ جس نے مجھے ملکہ عالیہ کا درجہ عطا کیا اور میں اسی خوشی میں آپ کو خوش رکھنے کی کوشش میں لگی رہی۔“

یہ اور اس طرح کے کئی مناظر اس گھر میں چلتے رہتے تھے۔ ابا کا ماننا تھا کہ محبت کا اظہار گاہے بگاہے اپنے الفاظ اور اعمال سے ہوتے رہنا چاہیے اور اس کے لیے عمر کی کوئی قید و بند نہیں ہوتی۔ یہی وجہ تھی کہ خاندان بھر کے لوگ انہیں رشک کی نظر سے دیکھتے کہ آج تک ان دونوں کی عادتیں نئے شادی شدہ جوڑوں جیسی تھیں۔

خوداجیہ اور حنین بھی اپنے تایا ابو اور تائی امی کو دل سے سراہتی تھیں۔ اکثر اوقات دونوں مل کر بیٹھتیں اور ان دونوں سے اپنے امی بابا کا موازنہ کرتیں تو بے حد پریشان ہو جاتیں اور یہ خواہش دل میں ضرور جاگتی کہ کاش ہمارے امی بابا میں بھی اس قدر پیار و محبت ہوتا تو بھلا زندگی سے اور کسی چیز کی طلب کوئی حسرت نہ ہوتی۔

”اسی لیے تو کہتا ہوں ناں کہ اب اس کی شادی کر دو تاکہ اسے بھی قدر ہو۔“ ابا نے اپنا پسندیدہ ترین موضوع چھیڑا تو اماں مسکرانے لگیں۔

”اجیہ کی یونیورسٹی ختم ہونے میں تھوڑا سا ہی وقت رہ گیا ہے۔ ابھی بات نہیں چھیڑتی کہ چلو سکون سے اپنے امتحانات سے فارغ ہو لے ورنہ پتہ ہے ناں بچیوں کا دھیان بٹ جاتا ہے۔“

”یونیورسٹی بھی اس کی خوشی کے لیے ورنہ بیگم ہم نے کون سا اس سے نوکری کروانی ہے۔“

”اگر اتنا پڑھ لکھ کر اس نے نوکری کرنے کی خواہش کی یا شادی سے پہلے نوکری کرتے لگی تو......؟“ اماں نے ذہن میں آیا خیال اسی وقت شیئر کر ڈالا۔ غزنی چونکا اور پھر ابا کے کچھ بھی بولنے سے پہلے ہاتھ میں لیا نوالہ روک کر بولا۔

”اماں آپ کو پتہ ہے آج تک ہمارے خاندان میں کسی نے اپنی بہو بیٹیوں کو نہ تو نوکری کرنے کی اجازت

دی، نہ کسی نے خواہش کی اور نہ ہی آج تک یہ رواج ڈالا گیا۔ اس لیے اگر وہ پڑھ لکھ رہی ہے تو شوق سے پڑھے لیکن نوکری کے بارے میں خاندان بھر کے خیالات سے تو وہ بھی لاعلم نہیں ہوگی۔‘‘

’’ہاں کہتے تو تم بھی ٹھیک ہو...... اور ویسے بھی بیٹا یہ باتیں ابھی سے سر پر سوار کرنے کی ضرورت نہیں جب وقت آئے گا دیکھا جائے گا۔‘‘ وہ بہت پہلے سے کسی بھی معاملے میں ٹینشن لینے کی عادی نہیں تھیں...... اور ویسے بھی انہیں یقین تھا کہ اجیہ ان تمام رسم و رواج سے اچھی طرح آگاہ ہے اور وہ کبھی بھی کوئی ایسی ضد نہیں کرے گی۔ انہیں اجیہ سے بے حد سمجھ داری کی امید تھی اور گو کہ یہ بات صرف ان تینوں ہی کے ذہن میں تھی کہ اجیہ کو اس گھر کی بہو اور غزنی کی دلہن بننا ہے اور یہ بات ابھی تک اجیہ کے امی بابا کے علم میں لانے کے لیے اس کے یونیورسٹی سے فارغ ہونے کا انتظار کیا جا رہا تھا تاکہ جھٹ منگنی اور پٹ بیاہ کر کے اسے فوراً ہی دلہن بنا کر گھر لے آئیں۔

’’یہ آفندی صاحب سکندر کے گھر کی طرف ہی رہتے ہیں ناں۔ یونیورسٹی کی طرف؟‘‘ ابا نے ذہن پر زور دیا۔

’’جی ابا، یہ وہی آفندی صاحب ہیں ناں جو ہر ہفتے بیٹے کے لیے دودھ کا صدقہ کرنے والے مشہور ہیں۔‘‘ غزنی کے یاد دلانے پر ابا ایک مرتبہ پھر ہنسے۔

’’اچھا اچھا اچھا...... اب سمجھا یہ وہ آفندی ہیں جسے ہم دودھ والا کہتے تھے۔ حالانکہ بے چارہ اچھا خاصا بینکر ہے۔‘‘

’’جی ابا وہی وہی...... اور وہی بیٹا جس کا ہر ہفتے دودھ کا صدقہ دیتے تھے ناں وہی آج جا رہا ہے۔ جسے ایئر پورٹ چھوڑنے میں نے بھی جانا ہے۔‘‘ سالن کی پلیٹ صاف کر کے اس نے میٹھے کا ڈونگا اپنی طرف سرکایا اور ایک نظر وال کلاک پر ٹائم دیکھا۔

’’تو بیٹا پھر تم سکندر کے گھر سے بھی ہو آنا۔ کافی عرصہ ہوا میرا ابھی جانا نہ ہوا اور نہ ہی تمہاری اماں کو وقت ملا کہ چکر لگا لیتیں۔‘‘

’’جی بہتر...... میں ذرا وقت سے پہلے نکل جاؤں تاکہ پہلے سکندر چچا سے مل لوں۔‘‘ اس نے جلدی جلدی میٹھے کا باؤل ختم کیا۔

’’اور سنو بیٹا کراچی شہر کے حالات کا تو پتہ ہے ناں، اس لیے واپسی میں اپنے چچا کے گھر چلے جانا کیونکہ اتنی رات کو اکیلے واپس آنا بھی تو ٹھیک نہیں۔‘‘

’’ارے بیگم پریشان نہ ہو شیر ہے ہمارا بیٹا شیر۔‘‘

’’وہ تو سب ٹھیک ہے لیکن بس ذرا دل ڈرتا ہے ناں، یا چلو تم دیکھ لو جیسا وقت کے حساب سے مناسب سمجھو فیصلہ کر لینا۔ اگر رات کو وہیں رکنا ہو تو ہمیں فون کر دینا اور اگر نہ بھی رکنا ہو تو بس فون کر کے بتا ضرور دینا۔‘‘ اماں نے تفصیلاً تاکید کی۔ سو وہ اللہ حافظ کہہ کر فوراً ہی اٹھ گیا۔ چند کاغذات فوٹو کاپی کرنے کے لیے کمرے میں گیا اور وہی پلندہ اٹھا کر موٹر سائیکل اسٹارٹ کی اور باہر نکل گیا۔

اماں نے اللہ حافظ کہتے ہوئے گیٹ بند کر کے تالا لگایا اور کچن میں چائے کا پانی رکھ کر ساتھ ہی برتن دھونے لگیں۔ ان کے گیٹ بند کرنے کے دوران ابا نے تمام برتن کچن میں رکھ دیئے تھے اور اب چائے کے انتظار میں ٹی وی کے آگے بیٹھ گئے تھے۔

❁......❁......❁......❁

عشق میں غیرت جذبات نے رونے نہ دیا
ورنہ کیا بات تھی کہ بات نے رونے نہ دیا
آپ کہتے تھے کہ رونے سے نہ بدلیں گے نصیب
عمر بھر آپ کی اس بات نے رونے نہ دیا

ڈرائیور چچا بے حد باذوق انسان تھے۔ ان کی وین میں بجتی پرانی غزلوں اور گیتوں کی کلیکشن اتنی شاندار تھی کہ اکثر ہی وین میں خاموشی چھائی رہتی۔ اتنی حساس اور دل کو چھو لینے والی شاعری کو پرانے گلوکاروں نے اپنی آواز اور احساس کا درد سونپ کر گویا امر ہی تو کر دیا تھا۔ ہلکی سی آواز میں جب وین میں یہ شاعری بکھرتی تو لڑکیاں خود سے آواز تیز کرنے کا کہتیں۔

اجیہ، عین، عروبہ اور زینب یہ چاروں تائٹ شفٹ

میں جاب کرتی تھیں۔ جنہیں ٹیلیفون کال سینٹر کی وین میں ڈرائیور چچا ہی گھر سے لاتے اور نائٹ شفٹ ختم ہونے پر گھر چھوڑ کر جاتے۔ اجیہ کے علاوہ باقی تینوں لڑکیوں کے والد صاحبان ان سے نہ صرف مل چکے تھے بلکہ ان سے ملنے کے بعد ان پر مکمل اعتماد کا اظہار بھی کیا تھا کہ وہ حقیقتاً ایک شریف النفس انسان تھے اور سب لڑکیوں کو اپنی بیٹیوں کی طرح ہی سمجھتے اور عزت دیتے تھے۔ البتہ اجیہ کے بابا کے معاملے میں بات ذرا الگ تھی کہ ڈرائیور انکل سے ملنے کی زحمت نہیں کی گئی تھی۔ امی نے بھی ایک دو مرتبہ گیٹ بند کرتے ہوئے صرف دیکھا تھا بات انہوں نے بھی نہیں کی تھی۔

رونے والوں سے کیوں ان کا بھی رونا رولیں
جن کو مجبوری حالات نے رونے نہ دیا
تجھ سے مل کر ہمیں رونا تھا بہت رونا تھا
تنگی وقت ملاقات نے رونے نہ دیا

لڑکیوں کا پڑھائی کے ساتھ ساتھ جاب کرنا کوئی آسان بات نہیں اور جو لڑکیاں ایسا کرتی ہیں وہ یقیناً عزت اور محبت کی مستحق ہوتی ہیں اور پھر رات کو جاب کرنا اور وہ بھی ہمارے پاکستانی معاشرے میں ایک اچھنبے کی بات سمجھی جاتی ہے۔ مگر رات بھر اپنے گھر والوں کو پُرسکون نیند دینے کی خاطر اپنی نیند حرام کرتی ہیں۔ آنکھوں کے ساتھ رت جگوں کے عذاب سہنے والی یہ نازک اور کومل سی لڑکیاں یقیناً سر آنکھوں پر بٹھائے جانے کے لائق ہوتی ہیں۔ اپنی اپنی گھریلو مجبوریاں ذہن میں لیے اس وقت وہ چاروں بڑی خامشی سے شیشے کے اس پار دوڑتی پھرتی زندگیوں میں اپنے مسائل کی گتھیاں سلجھا رہی تھیں۔ اس سے پہلے تو وہ سب آپس میں بات چیت کررہی تھیں لیکن یہ اس شاعری کا فسوں تھا کہ جیسے ان سب پر ایک عجیب سا سحر طاری ہوگیا تھا۔

اسی دوران اجیہ کو پتہ بھی نہیں چلا کہ کب غزنی اپنی موٹر سائیکل پر بالکل اس کے سامنے سے گزرا اور اچانک اس پر نظر پڑتے ہی ایسا چونکا کہ ایک سیکنڈ میں دو اور پلٹ کر دیکھا اور یہ یقین دہانی کر لینے کے بعد کہ وین سے اجیہ سکندر...... اس کے چچا کی بیٹی...... اس کے اماں ابا کی ہونے والی بہو! وہ جیسے بہت بڑے شاک میں تھا۔ طرح طرح کے سوالات، خدشات اور خیالات ذہن میں سر اٹھانے لگے تھے۔

''سکندر چچا تو دوپہر کے وقت بھی اجیہ اور حنین کو کالج اور یونیورسٹی کے علاوہ کہیں جانے کی اجازت نہ دینے والوں میں سے تھے۔ اس پر رات کو یوں اجیہ کا کہیں جانا......'' غزنی نے سوچا اور دوسرے ہی لمحے جیب سے موبائل نکال کر اجیہ کا نمبر ملایا۔ وہ خود براہ راست اسے بات کرنا اور پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ رات کے اس پہر کہاں، کیوں اور کس کے ساتھ جارہی ہے؟

اجیہ نہیں جانتی تھی کہ غزنی کی موٹر سائیکل اور اس کی وین کے درمیان محض دو ڈھائی فٹ کا فاصلہ تھا سو گود میں رکھے موبائل پر اطلاعی گھنٹی بجی۔ اس نے موبائل اٹھایا سامنے غزنی کا نام دیکھ کر ایک عجیب سی ناگواری اس کے چہرے پر نظر آئی تھی سو اس نے میوٹ کر کے دوبارہ موبائل اپنی گود میں رکھ دیا۔ غزنی کے لیے اجیہ کا یہ طریقہ کار اس کے فون کو نہ سننا اور چہرے پر نظر آنے والی ناگواری حیرت انگیز تھی۔

ایک دو روز کا صدمہ ہو تو رولیں فاکر
ہم کو ہر روز کے صدمات نے رونے نہ دیا

اجیہ نے سر سیٹ کی پشت پر ٹکا کر آنکھیں بند کرلیں تھیں۔ زندگی کی آزمائشوں میں سے ایک کا نام اس کے لیے غزنی تھا۔ جس کی آنکھوں میں لکھے محبت کے پیغامات وہ کافی عرصے سے پڑھ لینے کے بعد بھی نظر انداز کیے ہوئے تھی اور نہیں چاہتی تھی کہ بار بار اس سے سامنا ہو۔ لیکن رشتہ چونکہ ایسا تھا کہ اس کے گھر آنے جانے پر پابندی لگانا ممکن نہ تھا۔ لہٰذا وہ اکثر اوقات اپنا حق جان کر ان کے گھر آیا کرتا۔ حنین سے اس کی گاڑھی چھنتی تھی۔ دونوں آپس میں دوستوں کی طرح گپے مارتے اور اجیہ کی ان کے قہقہوں سے گویا جان جاتی تھی۔ ان کا

بس نہیں چلتا تھا کہ اسے صاف اور شفاف الفاظ میں اپنے گھر آنے سے منع کردے لیکن چونکہ وہ اس کے سگے تایا کا بیٹا تھا۔ لہٰذا یہ صرف اس کی سوچ ہی تھی اور سوچنے پر تو بابا کوئی پابندی نہیں لگا سکتے تھے ناں...... موبائل کی تھرتھراہٹ نے ایک بار پھر فون کی اطلاع دی۔ گاڑی کی سیٹ کی پشت سے سر اٹھا کر اس نے گود میں دیکھا اور پھر نظر انداز کردیا۔ غزنی کی موٹر سائیکل اس کی وین کے نزدیک ہی تھی اور اجیہ کے یوں اس وقت گھر سے باہر ہونے اور اس کی کال کو نظر انداز کرنے نے اسے آگ بگولہ کردیا تھا۔ ادھر وہ ایئر پورٹ پہنچنے میں تاخیر کا شکار نہیں ہونا چاہتا تھا لہٰذا نہ چاہنے کے باوجود اجیہ کو ٹریفک میں چھوڑے اسے اپنی موٹر سائیکل کی اسپیڈ بڑھانی پڑی۔ لیکن اس کا رخ آفندی صاحب سے پہلے اجیہ کے گھر کی طرف تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

"یہ تم جیسی مائیں ہی ہوتی ہیں جو اولاد کو ہر الٹے سیدھے کام کے لیے سپورٹ کرکے خود معصوم صورت بنائے پیچھے ہٹ جاتی ہیں...... ارے باپ کا کیا ہے مزدور ہے سارا دن مزدوری کرکے اور شام کو گھر کا چوکیدار بن کر سو جائے' اس کے علاوہ تم جیسی مائیں ان کی کوئی حیثیت بننے ہی کب دیتی ہو اولاد کے سامنے۔" بابا انتہائی طیش کے عالم میں یہاں سے وہاں بیڈ سے لے کر الماری تک کے چکر کاٹ رہے تھے۔ آواز ہمیشہ کی طرح بلند' انداز طنزیہ' الفاظ سخت ترین اور نگاہیں لال انگارہ۔

"آپ پلیز آواز دھیمی رکھیں' لوگ کیا سوچیں گے؟ اور ویسے بھی آپ معمولی بات کو بنیاد بنا کر طوفان کیوں کھڑا کررہے ہیں؟" امی نے مصلحتاً انداز اختیار کرتے ہوئے کمرے کی کھڑکیاں اور دروازے بند کیے۔

"کیا کہا معمولی......؟" ان کا غصہ کسی بھی طور کم ہونے میں نہیں آرہا تھا اور نہ ہی اتنی جلدی خاموش ہونے والوں میں سے تھے۔ "ایک جوان جہاں لڑکی رات کے اندھیرے میں کسی کی گاڑی میں بیٹھ کر جائے اور پھر صبح ہوتے ہی کسی کی گاڑی میں واپس آجائے تو یہ تمہارے لیے بہت معمولی بات ہے؟ یعنی میرا ذرا سا اونچی آواز میں بولنا تمہیں برا لگتا ہے۔ گھر کی کھڑکی دروازے بند کرتی ہو کہ لوگ کیا سوچیں گے...... لیکن جوان بیٹی کو رات بھر کے لیے باہر بھیجنے پر نہ تو تمہارے یہ نام نہاد لوگ کچھ سوچتے ہیں اور نہ ہی خود تمہیں کوئی مسئلہ ہے۔"

"آپ ذرا سا ٹھنڈے دماغ سے سوچیں۔ وہ جس جگہ جاب کررہی ہے۔ تمام عملہ انتہائی شریف اور مہذب ہے۔ آپ جب چاہیں رات یا دن کے کسی بھی پہر وہاں جاکر خود دیکھ سکتے ہیں کہ حق حلال کی روزی روٹی کما رہی ہے ہماری بیٹی۔ وہ ایسا کچھ غلط نہیں کررہی کہ مجھے یا آپ کو خدانخواستہ شرمندگی ہو۔"

"ہاں ہاں...... وہ کیوں کچھ غلط کرے گی بھئی' وہ تو اجیہ ہے ناں اس لیے' ارے غلط تو میں ہوں جو اس کا باپ' جو صرف اس وجہ سے نظریں چرا کر چلنے لگا ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ جناب رات کو آپ کی بیٹی کہاں ہوتی ہے؟ کس کے ساتھ جاتی ہے؟ اور پھر واپس کون چھوڑ کر جاتا ہے؟ ارے میں تو کہتا ہوں کہ ایسا بے غیرت باپ مر نہ جائے تو کیا کرے۔" غصے میں انہوں نے اپنا چشمہ اتار کر بیڈ پر پھینکا اور امی تاسف سے ہونٹ بھینچے بس انہیں دیکھتی رہ گئیں۔ پھر چند لمحوں بعد بولیں تو ان کا انداز بے حد دھیما اور سمجھانے والا تھا۔

"جب تازہ ہوا کے لیے دروازے کھڑکیاں کھولنے پر پابندی ہو تو گھر کے روشن دان کھولنے ہی پڑتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ انسان خود کو مرنے سے بچانے کے لیے ایک کوشش کر ہی لے۔"

"بس بس دو کتابیں پڑھ لینے کا رعب مت جمایا کرو ہمیشہ' سب جانتا ہوں میں کہ تم لوگ تو شروع سے ہی گھی ٹیڑھی انگلیوں سے نکالنے پر یقین رکھتے ہو اور پہلے کیا خود تم کم تھیں جو ساتھ اجیہ کو بھی اپنے سہارے کے طور پر کھڑا کرلیا۔" بابا نے یہ بات کس پس منظر میں کہی تھی یہ امی کو بخوبی علم تھا۔ جب ہی فوراً سے چونک کر سر اٹھا کر انہیں

دیکھا۔ ماضی کے کچھ باب جنہیں وہ ہمیشہ کے لیے دفنا دینا چاہتی تھی انہیں کریدنا ہی تو بابا کا سب سے پسندیدہ مشغلہ تھا۔

"دیکھیں آپ غلط......"

"تم تو بس ہر وقت مجھے ہی غلط ثابت کرنے کی کوشش میں لگی رہنا، ہونہہ آئی بڑی دانشور۔" وہ ان کی کوئی بھی بات سننے کے موڈ میں نہیں تھے۔ لہٰذا بات کو شروع ہوتے ہی کاٹ دیا۔ امی نے بڑے افسوس سے گہری سانس لی۔

"کان کھول کر سن لو تم بھی اور بتا دینا اپنی اس چہیتی کو بھی...... کہ میں یہ طور طریقے ہرگز برداشت نہیں کروں گا سمجھیں ناں تم؟ شادی کردوں گا اس کی اور وہ بھی بہت جلد۔" ان کے فیصلہ کن انداز نے امی کو چونکا دیا اور وہ سمجھ گئی تھیں کہ اگر بات کو اتنے زور دے کر کہا جارہا ہے تو اس کا مطلب یقینی طور پر یہ ہے کہ وہ اپنے بیٹی اجیہ کا رشتہ یا تو دیکھ رہے ہیں یا دیکھ چکے ہیں اور ان کی بلند آواز نے صرف امی کو ہی نہیں بلکہ چائے لے کر اندر آتی حنین کو بھی چونکا دیا تھا۔

❁......❁......❁......❁

اجیہ ٹیلی فون کال سینٹر میں اپنی سیٹ پر بیٹھی بظاہر کسٹمرز لسٹ ہاتھ میں لیے اس پر نظریں جمائے ہوئے تھی لیکن دھیان اس کا غزنی سے ہوتا ہوا بابا تک پہنچ رہا تھا۔ غزنی ایسا انسان نہیں تھا جو یونہی خوامخواہ اسے فون کرتا۔ وہ بے حد انا پسند اور اپنی ذات میں خود کو بہترین سمجھنے والوں میں سے تھا۔ ایسا بہت ہی کم ہوتا کہ وہ براہ راست اجیہ کے نمبر پر کال کرتا۔ ورنہ ہمیشہ گھر کا نمبر استعمال کیا جاتا جسے حنین یا امی ریسیو کرتی۔ بابا سے کوئی بات کرنی ہوتی تو ان کی دکان پر فون کر لیتا۔ سو آج اگر اسے اجیہ کو براہ راست فون کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی تو یقیناً کوئی خاص بات تھی۔ لیکن اس کے باوجود اس نے غزنی کا نمبر دیکھ کر فون سننا پسند نہیں کیا تھا۔ مگر اب وہ مختلف زاویوں سے سوچ ضرور رہی تھی کہ آخر اس نے کیا بات کرنے کے لیے فون کیا ہوگا اور خیالات کی رو میں بہتی ہوئی ہمیشہ کی طرح بابا کے رویے تک جا پہنچی تو ذہن میں ان کی باتیں اپنی تمام تر درشتگی اور کاٹ کے ساتھ آموجود ہوئیں۔ اس کے ذہن میں اس وقت کن لفظوں کا بین جاری تھا اور وہ کرب کی کون سی منزل سے گزر رہی ہے اس کا اندازہ اس کے چہرے کے افسردہ تاثرات سے لگانا ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنے جذبات اور تمام تر احساسات کا خود تک رکھنے میں کمال مہارت رکھتی تھی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھی کہ جنہیں ہنستے ہوئے اپنی بھیگی بھیگی آنکھیں صاف کرتا دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ آنکھیں خوشی سے ہنستے ہوئے بھیگی ہیں یا یہ ہونٹ ان آنکھوں کی نمی چھپانے کے لیے ہنس رہے ہیں۔ بابا کا اس کے ساتھ رویہ تو شروع ہی سے کشیدہ تھا لیکن پھر بھی تھوڑی بہت بات تو ہو ہی جایا کرتی تھی۔ خصوصاً اس کی کہی بات کا جواب تو وہ دیا ہی کرتے تھے۔ لیکن جب سے اس نے یہ جاب شروع کی تھی تب سے انہوں نے مکمل طور پر بائیکاٹ کر دیا تھا۔ اچانک سے اسے دیکھ کر منہ پھیر لینا اور اس کی کسی بات کے جواب میں ماتھے پر بل پڑ جانا معمول بن گیا تھا اور ان کا یہ رویہ اجیہ کو کھائے جارہا تھا۔ اب بھی اس کے ذہن میں بابا کے ہی الفاظ گڈمڈ ہوتے جارہے تھے۔ ایک بڑے سے ہال میں تینوں دیواروں کے ساتھ کاؤنٹرز اور ان پر ایک کمپیوٹر اور ٹیلیفون موجود تھا۔ کسٹمرز کمپلین کا یہ شعبہ صارفین کی شکایات سننا اور ان کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرکے انہیں ہر لحاظ سے مکمل مطمئن کرنے کی کوشش کرنا تھا۔

چوبیس گھنٹے فری سروس دی جاتی تھی۔ دن کے اوقات میں تو ٹیلی فون کی گھنٹیوں کا شور انتہا کو ہوتا لیکن رات کو اتنی زیادہ کسٹمرز کالز نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے شعبوں میں بھی ہیلپ کی جاتی۔ اس وقت اجیہ کے سامنے رکھا فون بج رہا تھا۔ لیکن اجیہ خود ہاتھ میں لسٹ پکڑے اپنی گھریلو پریشانیوں میں ایسی گم تھی کہ آواز گویا سنائی ہی نہیں دے رہی تھی۔ ایسے میں اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھی ثمرین

خوباں®

خوباں جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ ایک صحت بخش اور
خوش ذائقہ شربت ہے۔ یہ ہاضمے کے لئے مقوی
اور بھوک بڑھانے کے لئے بہترین ہے۔

جو پہلے ہی اتنے کم عرصے میں اس کی بہترین کارکردگی اور میٹینگ میں ہیڈز کے منہ سے اس کی تعریفیں سن کر حسد کا شکار تھی' اپنی سیٹ سے اٹھ کر قریب چلی آئی اور اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تو اجیہ نے ایک دم چونک کر اسے اور پھر بجتے ہوئے فون کو دیکھا جو اس کے ہاتھ بڑھانے تک بند ہوچکا تھا۔

''کتنی دیر سے فون بج رہا تھا اجیہ' لیکن تم ہو کہ نجانے کن گہری سوچوں میں گم تھیں کہ سامنے رکھے فون کی آواز بھی سنائی نہیں دی۔'' اجیہ نے اس کی بات سن کر گہرا سانس لیا اور گردن جھٹک کر ایک بار پھر اس لسٹ کی طرف متوجہ ہوگئی جو اس کے ہاتھ میں تھی۔ شرمین کی بات کا جواب دینا اس نے ضروری نہیں سمجھا اس لیے اس کی تلملاہٹ بڑھ گئی تھی۔

''پتہ نہیں تم جیسی لڑکیوں کو ایسا کیا ہنر آتا ہے کہ کام کریں نہ کریں ہیڈز کے دل میں گھر ضرور کر جاتی ہیں اور یہ بات میں تمہیں اچھی طرح بتادوں کہ جو تم سر کی آنکھوں کا تارا بننے کے لیے خوامخواہ کی فینسی ادائیں دکھا رہی ہو نا ں تو میں تمہیں کہہ دیتی ہوں ہوش میں رہا کرو ورنہ کسی بھی قسم کی مس ہیپنگ کی ذمہ دار تم خود ہوگی...... اوکے۔'' شرمین کا انداز بے حد تحقیر آمیز اور لہجہ بھی کڑواہٹ سے بھرپور محسوس ہوا تو اجیہ کے لیے بھی بولنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

''اگر تم میری صلح جو طبیعت کو بزدلی سمجھ رہی ہو تو یہ تمہاری بہت بڑی بھول ہے۔ کیونکہ کسی کے بھی منہ سے اپنے لیے غلط بات سن کر اسے دن میں تارے دکھانا مجھے بہت اچھی طرح آتا ہے۔'' شرمین کی آنکھوں میں اجیہ کے لیے بے حد غصہ تھا۔ جب کہ اجیہ کے چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی اور یہی مسکراہٹ جلتی پر تیل کا کام کررہی تھی اور اس سے پہلے کہ وہ جواب میں کچھ کہتی ہاتھ میں فائل لیے سبین اس ہال نما کمرے میں داخل ہوئی اور سب کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے بولی۔

سب کو میل کردی ہیں۔ اپنے اپنے کمپیوٹر میں چیک کریں اور ان کے متعلق کوئی بھی سوال ہو تو کل میٹنگ کے لیے نوٹ کرلیں تاکہ پہلے آپ خود مطمئن ہوجائیں اور پھر کسٹمرز کو ہر طرح کے سوال کے جواب دے کر انہیں بھی مطمئن کرسکیں۔'' ایک قطار سے کمپیوٹرز اور ٹیلیفون سیٹ کے سامنے بیٹھے تمام اسٹاف اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے۔ اس دوران اجیہ کے سامنے رکھا فون پھر بجنے لگا تھا۔ اس نے سامنے کھڑی شرمین کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے فون اٹھایا۔

''یس سر! اجیہ از ہیئر۔'' شرمین دونوں ہاتھ باندھے مکمل طور پر اسی کی طرف متوجہ تھی۔ اس نے اجیہ کو ایک دم ساکت ہوتا محسوس کیا اور بدلے کے طور پر اسے دل جلانے والی مسکراہٹ لوٹائی۔

''جی؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے سر؟ اٹ از امپوسبل۔'' اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ بات کرتے کرتے اجیہ نے وال کلاک اور پھر سامنے کھڑی ہوئی مسکراتی شرمین کو دیکھا۔

''یس سر آئی ایم کمینگ۔'' دانت پیستے ہوئے شرمین کو دیکھ کر وہ رکی نہیں تھی۔ ہاتھ میں پکڑی کسٹمرز لسٹ کو کمپیوٹر کی بورڈ پر پٹخا اور ہال سے باہر نکل گئی۔

❁......❁......❁......❁

''اجیہ ہمارے لیے اپنا آرام و سکون قربان کرکے ساری رات جاگ کر محنت کررہی ہے۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی بابا کی اس سے شکایتیں کم کیوں نہیں ہوتیں؟'' حنین امی کے ساتھ اپنے بیڈروم میں بیٹھی تھی۔ دونوں گھٹنوں پر تھوڑی ٹکائے وہ بابا کے رویے پر متفکر نظر آرہی تھی اور اس سے پہلے کہ امی کچھ کہتیں رات کے اس پہر ہونے والی غیر متوقع اطلاعی گھنٹی نے دونوں کو چونکادیا۔

''اس وقت کون ہوسکتا ہے؟'' امی نے فوراً سے اٹھتے ہوئے پریشانی میں کہا تو حنین بھی ان کے ساتھ ہی کھڑی ہوگئی۔

تک سوگئے ہوں گے۔"
"اللہ خیر کرے مالک خیر رکھنا...... اللہ رحم کرنا۔" امی بے انتہا پریشان ہوگئیں تھیں۔ دونوں ایک ساتھ چلتے ہوئے مین گیٹ تک جا پہنچیں تھیں۔ حنین نے گیٹ کے ساتھ کان لگایا اور آواز مضبوط کرتے ہوئے بولی۔
"کون؟"
"میں ہوں حنین، غزنی...... دروازہ کھولو۔"
"غزنی......! اس وقت؟" امی نے زیر لب دہرایا۔
آج سے پہلے تک کبھی بھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ غزنی یوں رات گئے ان کے گھر آیا ہو۔ سو دونوں ماں بیٹی نے ایک دوسرے کو یوں دیکھا جیسے پوچھ رہی ہوں کہ یہ اس وقت کیوں آیا ہے؟ اسی دوران ایک بار پھر غزنی کی آواز آئی۔
"گیٹ کھل جائے گا محترمہ حنین صاحبہ یا گیٹ کے نیچے سے اپنا شناختی کارڈ دکھاؤں؟" حنین نے ہاتھ مسلتے ہوئے مڑ کر دیکھا کہ بابا نہ جاگ گئے ہوں۔ مگر ایسا نہیں تھا۔
"بھئی میں ہوں تمہارا ایاز ابو کا اکلوتا غزنی ارباب شناختی علامت ہے......"
"بس کردو اور صبر کرنا بھی سیکھ لو کہ سارے محلے والوں کو جگاؤ گے؟" بات کے دوران اس نے اشارے سے امی سے گیٹ کھولنے نہ کھولنے کے بارے میں پوچھا اور ان کے کہنے پر گیٹ کھول دیا۔
"سلام چچی۔" حنین کے سر پر ہلکی سی چیت لگاتے ہوئے اس نے سلام کیا۔ جواباً امی کا لہجہ سرد اور انداز دو ٹوک تھا۔
"وعلیکم السلام۔" امی اس کی طرف یوں متوجہ تھیں گویا پوچھتی ہوں بس یا کچھ اور؟ لیکن وہ غزنی تھا کسی کی بھی پروا کرنا اس نے سیکھا ہی نہیں تھا۔ وہ کرتا جو دل میں آتا......
اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو دل کے مرید ہوتے ہیں اور دماغ کے ساتھ جن کی سلام دعا ہوتی ہے۔ سو خود ہی دو قدم آگے چل کر حنین کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔
"اور سناؤ تم کیسی ہو؟ اتنے دن سے کوئی اتا پتا ہی

نہیں تم لوگوں کا۔"
"میں بالکل فرسٹ کلاس...... اے ون...... بلکہ اس سے بھی اوپر۔" کندھے اچکاتے ہوئے وہ ہنسی۔
غزنی صحن کے بیچوں بیچ لگے امرود کے درخت کے ساتھ کھڑا ہوا تو ان دونوں کو بھی دو قدم چل کر اس کے پاس کھڑا ہونا پڑا۔
"کیسے آنا ہوا اور وہ بھی اس وقت؟" امی کو غزنی کے انداز میں فرصت نظر آئی تو خود ہی پوچھ لیا۔
"کچھ خاص نہیں چچی، بس یہاں سے گزر رہا تھا تو سوچا آپ سب سے مل لوں۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک ٹہنی نیچے کی طرف کھینچی اور چند پتے توڑ کر سونگھنے لگا۔
"لیکن تمہارے چچا تو اب تک سو چکے ہیں اس لیے تم ایسا کرو ان سے کل دکان پر مل لینا۔" حنین جانتی تھی کہ وہ اسے جلد از جلد خدا حافظ کہنا چاہتی تھیں۔ لہٰذا بات چیت سے گریز برت رہی تھیں کہ اسے معلوم تھا کہ ایک مرتبہ اگر ان دونوں کی باتیں شروع ہوگئیں تو وہ بہت جلد ٹلنے والا نہیں۔
"لگتا ہے آپ کو میرا آنا اچھا نہیں لگا۔" غزنی نے ان کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے اپنی بات کے درست ہونے کی تصدیق چاہی تو وہ جو پہلے ہی بوکھلائی ہوئی تھیں مزید گڑبڑا گئیں۔
"ارے نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے...... لیکن ہاں اس وقت آنا کچھ اچھا نہیں لگا۔ وہ دراصل تمہیں پتہ ہے ناں کہ امی اس وقت دوائی لے کر سوتی ہیں اور ایک مرتبہ آنکھ کھل جائے تو پھر ساری رات نیند نہیں آتی۔" حنین نے بات سنبھالنے کی کوشش کی۔ لیکن غزنی کوئی بچہ نہیں تھا۔ محسوس کر چکا تھا کہ بات بنا ہی جارہی ہے۔ مگر ظاہری طور پر اداکاری کر کے ثابت کر دیتا ہے کہ جیسے وہ ان دونوں کی باتوں پر یقین کر رہا ہے۔ لیکن اندر ہی اندر وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ آخر وہ دونوں یوں گھبرائی گھبرائی سی کیوں لگ رہی ہیں۔
"چلیں ٹھیک ہے معذرت چاہتا ہوں کہ میری وجہ

سے آپ کی نیند خراب ہوئی اور اب پتہ نہیں آپ کو دوبارہ کب نیند آئے۔" پتے ہتھیلی پر رکھ کر اس نے ایک پھونک سے اڑا کر نیچے پھینک دیئے تھے۔

"ارے نہیں نہیں بیٹا کوئی بات نہیں، تم اب جاؤ اور دیکھو رات کا وقت ہے ناں ذرا دھیان سے موٹر سائیکل چلانا۔" امی نے اس سے بھی پہلے گیٹ کی طرف قدم بڑھائے تاکہ وہ جتنی جلدی ہوسکے چلا جائے۔ غزنی کے لیے حنین کا یوں خاموش رہنا بھی ایک حیرت انگیز امر تھا۔ کیونکہ حنین کے لیے اتنی دیر تک کوئی بھی بات کہے بغیر زندہ رہنا ناقابل یقین تھا۔ یہی سوچتے ہوئے وہ باہر کی طرف مڑا اور پھر دوبارہ پلٹ کر پہلے امی اور پھر حنین کو دیکھ کر بولا۔

"حنین یہ اجیہ کہاں ہے آج؟ نظر نہیں آرہی۔"

"نظر تو تمہیں بابا بھی نہیں آرہے لیکن تم نے ان کا تو نہیں پوچھا۔" حنین نے یونہی بات کر کے گویا سوچنے کی مہلت لی تھی۔ امی کا چہرہ بھی ایک دم زرد ہوا تھا۔

"اس لیے کہ چچا اور اس میں بہت فرق ہے ویسے کزن اور مجھے ویسے بھی اس سے کچھ کام تھا۔" یوں براہ راست غیر متوقع سوال اور اس کے فوری جواب پر حنین نے پہلے امی کو دیکھا اور پھر خود ہی بولی۔

"اجیہ؟ دراصل وہ تو اپنی دوست کے گھر گئی ہوئی ہے۔ اس کے سمسٹرز نزدیک ہیں ناں تو شاید دوستوں نے مل کر کمبائن اسٹڈی کا پروگرام بنایا تھا۔"

"دوست کے گھر؟" غزنی نے مسکرا کر دونوں کو دیکھا۔

"حیرت ہے چچا نے اس وقت اسے کسی دوست کے گھر جانے کی اجازت کیسے دے دی۔ جب کہ وہ تو دن کی روشنی میں بھی تم لوگوں کو کہیں بھی کسی کے بھی گھر نہیں جانے دیتے...... اسٹرینج...... ویری اسٹرینج۔" اماں اور حنین نے اس کے انداز پر ایک دوسرے کو چور نظروں سے دیکھا۔

"کیوں تمہیں کوئی خاص پرابلم ہے کیا؟ تم کیا کوئی تفتیش کر رہے ہو پہلے یہ تو بتاؤ ناں۔" حنین کا اصل روپ سامنے آگیا تھا اور اب وہ اسے خاموش کروائے بنا خاموش نہیں ہوگی۔ یہ بات غزنی اچھی طرح جانتا تھا اس لیے قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"تفتیش اور وہ بھی تم سے؟ نہ بابا نہ میرا اس وقت تم سے لڑنے یا ڈانٹ کھانے کا بالکل بھی موڈ نہیں ہے کیونکہ مجھے ایک جگہ پر پہنچنا ہے۔" خوش گوار موڈ میں بات کرتے ہوئے اس نے انگشت شہادت سے اپنی نوک دار مونچھوں کا خم سنوارا۔

"تو بس یہ مونچھوں کو گیئر لگانے سے بہتر ہے کہ فوراً سے اپنی موٹر سائیکل اسٹارٹ کرو اور پتلی گلی سے نکل لو کیونکہ امی نے بھی سونا ہے اور مجھے بھی اس وقت بہت سخت نیند آرہی ہے اور اگر تم نے مزید اسی طرح کے سوال جاری رکھے ناں تو میں بغیر کسی پیشگی اطلاع کے لڑنے بھی لگ جاؤں گی۔" بات کے اختتام پر اس نے منہ بندر کھتے ہوئے جمائی روکی۔

"ہوں...... چلو ٹھیک ہے میں پھر کسی دن آؤں گا۔ گیٹ اچھی طرح بند کرلو۔" امی کو اللہ حافظ کہہ کر وہ پُرسوچ انداز میں بالوں میں ہاتھ پھیرتا باہر تو نکل گیا تھا لیکن دال میں کچھ کالا ہونے کا اسے سو فیصد یقین ہوگیا تھا اور اس بات پر تو مکمل اعتماد تھا کہ چچا کے گھر میں کچھ نہ کچھ مسئلہ ضرور چل رہا ہے۔ ورنہ وہ اور اجیہ کو رات بھر کسی دوست کے گھر امتحان کی تیاری کے لیے بھیجیں دنیا کے چند ناممکنات میں سے ایک تھا اور پھر حنین اور امی کی گھبراہٹ اس کے شک پر یقین کی مہر لگا رہی تھی۔ پہلے تو اس نے سوچا کہ ایئرپورٹ سے واپسی پر یہیں رک جائے گا۔ صبح یہیں سے اپنی ٹریول ایجنسی اور پھر شام کو حسب معمول گھر کا رخ کرے گا۔ لیکن اب اس نے اپنا ارادہ ملتوی کردیا تھا۔ اجیہ گھر پر موجود نہیں تھی۔ سو اس کا دل چاہا کہ وہ اب ایئرپورٹ سے سیدھا اپنے گھر کی طرف چلا جائے اور اپنے کمرے میں لیٹ کر آرام سے اس بات پر غور کرے کہ آخر اجیہ آج گئی کہاں؟ اور جہاں کہیں بھی وہ گئی ہے کیا

سکندر چچا اس بات سے باخبر ہیں کہ وہ آج پوری رات کے لیے گھر سے باہر ہے یا پھر یہ سب ان تینوں خواتین کی اپنی ہی ملی بھگت سے ہو رہا ہے؟ اور یہ کام تو اب اسے کرنا ہی تھا۔ سو یہ سب کچھ سوچتے ہوئے اس کی موٹر سائیکل کی اسپیڈ تیز سے تیز ترین ہوگئی۔

اجیہ، شرمین کو وہیں حیران پریشان چھوڑے بے اطمینان سی اپنے باس کے آفس میں داخل ہوئی تھی۔ کیونکہ جانتی تھی کہ اس نے ایسا کچھ غلط نہیں کیا جس کے لیے اسے شرمندہ ہونا پڑے لیکن آج کل سچے انسان کو سچا ثابت کرنا مشکل ہے بہ نسبت ایک جھوٹے انسان کو سچا ثابت کرنے کے۔ سو ان کے لگائے گئے الزامات نے اسے حیران کردیا تھا۔

"سر آپ پلیز میرا یقین کریں یہ سب جھوٹ ہے غلط ہے اور یقینی طور پر کسی غلط فہمی کا ہی نتیجہ ہے۔" اس کے انداز میں بے بسی تھی کہ وہ خود کو سچا ثابت نہیں کر پارہی تھی۔

"غلط فہمی کیسی مس اجیہ؟ یہ بات میں بھی جانتا ہوں اور آپ بھی کہ ایکسچینج اور اس کے تمام لائن ریٹس کے متعلق پورے کال سینٹر میں ایک دو چیدہ لوگوں کے علاوہ صرف اور صرف آپ ہی جانتی تھیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ گھر کا وہ بھیدی آپ ہی ہیں جو لنکا ڈھانے میں پیش پیش ہے۔" انہیں افسوس ہو رہا تھا کہ انہوں نے اجیہ کو اتنا سمجھ دار اور قابل سمجھ کر شاید کوئی غلطی کردی تھی۔

"سر وہ سب تو ٹھیک ہے اور میں آپ کی تمام باتوں سے متفق بھی ہوں لیکن۔"

"آپ کو ایک پڑھی لکھی، باشعور سمجھ دار اور ریلائیبل انسان سمجھ کر اس دن آپ کے سامنے یہ بات کرلی تھی کہ ایک نیو ایکس چینج سے ہماری کتنے کم لائن رینٹ میں بات ہوئی، اس طرح ہم کسٹمرز کو تھوڑی رعایت دے کر بھی خود کافی مارجن لے سکتے ہیں لیکن آپ...... آپ نے تو تمام کی تمام معلومات اس کالی [illegible] ہمارا حریف ہے۔" وہ انتہائی درشت انداز میں بات کر رہے تھے اور اجیہ کو یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ وہ سر ہیں جن کی خوش اخلاقی دیکھ کر اس کے دل میں حسرت جاگتی کہ کاش بابا بھی اس سے اسی طرح بات کیا کریں جیسے یہ کرتے ہیں اور آج جب ان کی آواز اور انداز میں ناگواریت اور غصہ نظر آرہا تھا تو پتہ نہیں کیسے اسے لگا جیسے سر کے چہرے میں بابا کا چہرہ گڈمڈ ہونے لگا ہو۔ کبھی اسے لگتا کہ سر ہاشم کا چہرہ ہوا میں تحلیل ہوتا جارہا ہے ان کے چہرے کے نقوش پگھلے ہوئے پلاسٹک کی طرح اپنی جگہ چھوڑ رہے ہیں اور پھر ایک دم اس بے شکل چہرے پر بابا کے نقوش اگنے لگتے۔ بالکل اسی طرح جیسے ننھا پودا زمین پھاڑ کر باہر نکل آئے۔

"مس اجیہ...... آپ سن رہی ہیں میں کیا کہہ رہا ہوں؟" سر ہاشم کی تاثرات سے عاری آواز کمرے میں گونجی تو اسے محسوس ہوا کہ وقت نے چند لمحے پیچھے کا سفر طے کرلیا۔

بابا کے نقوش ایک دم کہیں جا چھپے تھے اور بڑی آہستگی سے ان کے چہرے پر ان کے اپنے خدوخال واضح ہونے لگے۔ اس نے جلدی جلدی پلکیں جھپکا کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔ اسے لگا کہ وہ اس کے منہ سے اپنے لیے صفائی سننا چاہتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اجیہ اپنے منہ سے کہے کہ یہ سب میں نے نہیں کیا اور پھر وہ بولی۔

"سر...... آپ خود سوچیں میں کیوں کروں گی ایسا؟ ایک ایسی جگہ جہاں میں جاب کرتی ہوں کماتی ہوں...... میں بھلا اسے ہی نقصان پہنچانے یا ڈاؤن کرنے کا بھلا سوچ بھی کیسے سکتی ہوں، بلکہ میں نے جتنا بھی مختصر عرصہ یہاں کام کیا ہے آپ جانتے ہیں اور میری کارکردگی گواہ ہے کہ ہمیشہ اس کال سینٹر سے متعلق ہر کام کو نوکری نہیں بلکہ اپنا ذاتی کام سمجھ کر سر انجام دیا ہے۔ پھر میں کوئی بھی ایسا قدم کیوں اٹھاؤں گی جو یہاں کے فائدہ کے بجائے نقصان کا باعث بنے۔" وہ نہیں چاہتی تھی کہ اپنی صفائی [illegible]

صفائی پیش کی جائے۔

"ہوتے ہیں ناں مس اجیہ کچھ لوگ اپنی ہی تھالی میں چھید کرنے والے بھی۔" اس کی پیش کی گئی صفائی اور یقین دلانے کی کوشش ناکام ہوگئی تھی۔ اسی دوران شرمین نے دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر اسے کھولا اور اجازت لی۔

"مے آئی کم ان سر؟" اسے اجیہ کو یوں سر ہاشم کے سامنے سر جھکا کر کھڑے دیکھ کر دلی مسرت اور اطمینان حاصل ہوا تھا ورنہ جس طرح ہمیشہ اس کی تعریفیں کی جا رہی تھیں وہ بات شرمین کے لیے بالکل ناقابل قبول تھی۔

"یس پلیز۔" سر ہاشم نے گہری سانس لی اور اسے اندر بلا لیا۔

"سر ایک اور ایکسچینج کے بارے میں، میں نے کچھ انفارمیشن لی ہے، جس کے لائن ریٹ اتنے تو نہیں ہیں جتنے ان کے تھے لیکن ہاں ان کے پیکجز بہت زبردست ہیں۔ اس کے علاوہ جتنی زیادہ مدت کے لیے ہم ان کے ساتھ ایگریمنٹ کریں گے ان کی ڈیل اتنی ہی زبردست ہوگی۔" اجیہ نے چونک کر اسے اس قدر جوش و خروش سے بات کرتے دیکھا۔ شرمین کا یہ انداز، بات چیت کرنے کا طریقہ اور خوامخواہ ہر ایک کے ساتھ فری ہونا اسے پہلے دن سے ہی نہیں بھایا تھا۔ جاب کے پہلے روز گو کہ وہ اس کی عادات و اطوار سے ناواقف تھی لیکن پھر بھی اسے شرمین سے مل کر کوئی خوشی نہیں ہوئی تھی۔ ویسے بھی کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہمیں بغیر کسی وجہ کے اچھے نہیں لگتے، ان کی موجودگی میں دل کوفت کا شکار رہتا ہے، ذہن بھاری پن محسوس کرتا ہے تو شرمین انہی لوگوں میں سے ایک تھی۔

"نانا ابو مجھے مائدہ اچھی نہیں لگتی لیکن ٹیچر نے اسے میرے سامنے والی ڈیسک پر بیٹھا دیا ہے۔" وہ چوتھی جماعت میں تھی جب نانا ابو اس سے ملنے اسکول آئے اور وہ اپنی باتوں شکایتوں اور فرمائشوں کا پنڈورا بکس کھول کر بیٹھ گئی۔

"لیکن کیوں بیٹا جی، مائدہ نے ایسا کیا کیا؟" انہوں نے بڑی دلچسپی سے اپنی نواسی کو دیکھا جس نے مائدہ کا نام لیتے ہی منہ بسور لیا تھا۔

"مجھے خود سمجھ نہیں آتی کہ اس نے ایسا کیا کیا ہے اسی لیے تو آپ سے پوچھ رہی ہوں ناں کہ مجھے بتائیں وہ مجھے کیوں اچھی نہیں لگتی۔" اسے ہمیشہ سے یہی لگتا تھا کہ نانا ابو کے پاس اس کے تمام تر سوالوں کے جواب اور مسائل کے حل موجود ہیں۔ لہٰذا کچھ دیر انہوں نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا اپنے مخصوص شفقت بھرے انداز میں محبت سے بولے۔

"اس میں نہ تمہارا کوئی قصور ہے اور نہ ہی مائدہ کی کوئی غلطی...... دراصل جب ہم ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ہمارے چہرے سے ایک خاص قسم کی شعاعیں خارج ہوتی ہیں، یہ شعاعیں وہ ہوتی ہیں جو ہمارے اندرونی خیالات و افکار اور ہماری مثبت یا منفی سوچ کی عکاسی ہوتی ہیں، ہمارے شوق اور مشاغل کی ترجمان ہوتی ہیں۔ یا آسان الفاظ میں یوں سمجھو کہ یہ [illegible] ایکس وائی زیڈ نام کی شعاعیں تمہارے چہرے سے خارج ہو رہی ہیں تم مائدہ سے ملو اور اس کے چہرے سے بھی اگر ایکس وائی زیڈ شعاعیں ہی نکل رہی ہیں تو تمہیں دیکھتے ہی وہ اچھی لگے گی اس سے ملنے اور اس سے باتیں کرنے کو دل چاہے گا کیونکہ تم دونوں کے چہرے سے نکلنے والی مخصوص شعاعیں ایک دوسرے میں جذب ہو رہی ہیں اس کے برعکس اگر تمہارے چہرے سے ایکس وائی زیڈ اور میرے چہرے سے اے بی سی نامی شعاعیں نکل رہی ہیں تو دل کا وہی حال ہوگا کہ اس کی کمپنی میں خوشی محسوس نہیں ہوگی اور نہ ہی اس سے انڈراسٹینڈنگ ہو پائے گی۔ جتنی زیادہ شعاعوں میں مطابقت ہوگی دل کا رشتہ اتنا ہی مضبوط ہوگا۔"

"لیکن نانا ابو اگر کوئی بندہ اچھا نہ لگے تو کیا کرنا چاہیے؟" ان کے تفصیلی جواب سے وہ مطمئن ہوگئی تھی۔

"تو اسے نظر انداز کردینا چاہیے کسی کے ہونے کو نہ ہونے جتنی اہمیت دینا سب سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے

اور اگر کوئی بندہ نقصان پہنچائے تو پھر بھی ہمیشہ دفاعی پوزیشن میں رہو خود سے کسی کو نہ نقصان پہنچاؤ نہ ایسا سوچو...... جب کوئی تمہیں زیر کرنے کے لیے زبر ہونے کی کوشش کرے تو خدا کے حضور پیش ہو جاؤ۔"

"دیٹس گریٹ...... رئیلی گریٹ!" سر ہاشم نے شرمین کو سراہنے کے لیے دو تالیاں بجائیں تو اجیہ کا خیال ٹوٹا۔ جس کرسی کے سامنے وہ کھڑی تھی اسی پر شرمین بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

"آپ نے انہیں اپروچ کیا یا انہوں نے خود ہماری کونکیٹ انفارمیشن سے ہمیں سرچ کیا؟"

"سر بتاتی ہوں لیکن......" گردن اوپر کر کے ابرو اٹھاتے ہوئے وہ اجیہ کو دیکھ کر پہلے رکی اور پھر لمحہ بھر توقف کے بعد بولی تو انداز طنزیہ تھا۔

"کیا دوبارہ اجیہ کے سامنے ہی بات ہوگی۔"

"مس اجیہ...... آپ اب جاسکتی ہیں۔ آپ کے متعلق کیا فیصلہ کرنا ہے یہ میں آپ کو کل بتاؤں گا۔ ابھی آپ اپنا روٹین کا کام جاری رکھیں۔" اجیہ کو شرمین کا فاتحانہ انداز بہت کچھ سمجھا رہا تھا، لیکن اس نے ایسا کیوں کیا اور اجیہ کی ذات سے اسے کیا پرخاش تھی یہ بات اسے معلوم نہیں تھی۔ سر ہاشم کے کہنے پر تھینک یو کہہ کر ان کے آفس سے باہر نکل آئی تھی۔

❁......❁......❁......❁

جو باتیں کہہ نہیں سکتے انہیں ہم فرض کرتے ہیں
چلو ہم فرض کرتے ہیں ہمیں تم سے محبت ہے

"تمہیں تو اندازہ بھی نہیں ہوگا کہ میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں لیکن خیر اتنا تو مجھے بھی یقین ہے کہ محبت جس سے بھی کی جائے وہ اس کی خوشبو محسوس کر ہی لیتا ہے۔ اور تم تک میری محبت کی خوشبو نہ پہنچی ہو یہ بھلا کیسے ممکن ہے۔ ہاں مگر تم خود سے اظہار نہ کرو تو یہ الگ بات ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہیں اپنی محبت کے اظہار کے لیے کسی مناسب وقت کا انتظار ہو...... تو پھر ٹھیک ہے جس دن تم نے مجھے اپنی محبت سونپنے کا باضابطہ اقرار کیا اسی دن

میں تمہیں یہ ڈائری دکھاؤں گی۔ یہ ڈائری جو میری محبت کی واحد راز دار ہے تم سے پھر وہ بات کرنے کی جو میں کرنا چاہتی ہوں۔" حنین کے سینے پر موندھی بڑی ڈائری کے اس صفحے پر لکھے گئے پیرا گراف کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ مختلف قسم کے پھول دھنک اور دل بنائے گئے تھے درمیان میں لکھی عبارت کو مختلف مارکرز کے ساتھ فریم بنا کر اسے دل کی شکل دی گئی تھی۔ صفحے کے عین اوپر دھنک تھی سات رنگوں سے بنائی گئی دھنک کے ساتھ بوندیں بنائی گئی تھیں اور تحریر میں جہاں کہیں لفظ محبت لکھا گیا تھا اسے پھولوں سے مزین کر کے اتنا خوب صورت بنا دیا گیا تھا کہ پڑھنے والے کو لفظ محبت سے ہی محبت ہو جاتی۔ لکھائی تو اس کی ویسے ہی اچھی تھی پھر ڈرائنگ بھی کمال کی کرتی تھی۔ اس لیے یہ چھوٹی موٹی چیزیں بنانا تو اس کے لیے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ خوب صورت اور پرکشش رنگوں کے استعمال نے اس کے دل کی کیفیت کو ڈائری کے ان صفحات پر زندہ کر دیا تھا۔ اس وقت یقیناً وہ لکھتے لکھتے اچانک ہی بے ارادہ طور پر سو گئی تھی ورنہ وہ اس ڈائری کو اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت میں رکھتی اور اجیہ یا امی کو سختی سے تاکید تھی کہ وہ اس دائری کو کبھی کھولنے کی زحمت نہ کریں۔ احتیاطاً اس نے اپنی ڈائری کو سب کے لیے امانت کا درجہ دے کر انہیں خیانت نہ کرنے اور کر لینے کی صورت میں سخت گناہ سے بھی ڈرا رکھا تھا۔

رات تین چار بجے کا وقت تھا جب سونے کے دوران امی کی ایک دم آنکھ کھلی۔ گھبرا کر ارد گرد دیکھا۔ بابا بڑے سکون کی نیند میں تھے انہوں نے بڑی بے چینی سے تکیے کے دائیں طرف رات کو تہہ کر کے رکھا جانے والا دوپٹہ اٹھایا اور حنین اور اجیہ کے مشترکہ بیڈ روم کی طرف لپکیں۔ حنین کے بیڈ پر چاروں طرف اس کی کتابیں، پین مارکر اور نوٹس پھیلے ہوئے تھے جبکہ وہ خود سوئی ہوئی تھی۔ امی نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سائیڈ ٹیبل پر رکھی اجیہ کی فوٹو ہاتھ میں لے کر بیڈ کے کونے پر ٹک گئیں۔ وہ اجیہ کی فوٹو کو دیکھتے ہوئے کیسی بے قرار معلوم ہو رہی تھیں کہ لگ جانے

کتنے ہی عرصے سے ان کی اور اجیہ کی ملاقات نہ ہوئی ہو۔ حالانکہ وہ چند گھنٹے پہلے ہی گھر سے گئی تھی۔ چند لمحے تصویر پر نظریں جمانے کے بعد انہوں نے تصویر کو چوم کر سینے سے لگالیا تھا۔

''یااللہ میری بچی کی حفاظت کرنا مالک...... یااللہ اسے اپنی پناہ میں رکھنا' اسے اور اس جیسی ان تمام بیٹیوں کو جو اپنی خوشی خواہشات جذبات اور ذات کو نظر انداز کرکے گھر والوں کو خوش رکھنے کی دھن میں لگی رہتی ہیں تو ان سب کا دامن دائمی خوشیوں سے بھر دے الٰہی...... یاپروردگار تو ہم سب والدین کو ایسی بیٹیوں کی قدر کرنے کی توفیق دے...... تو ایسی بیٹیوں کی تمام دلی خواہشات پوری کرکے ان پر خوشیوں کی برسات کردینا اور یارب اجیہ کے لیے اس کے باپ کے دل میں محبت ڈال دے' اے میرے پالن ہار میں نے تو جیسے تیسے ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر زندگی گزاردی لیکن میری اجیہ کے دل کو کسی خوشی سے محروم نہ کرنا۔'' اجیہ کے لیے دعا کرتے ہوئے ان کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں اور ذہن میں اجیہ کا وہ کھلکھلاتا ہوا چہرہ گھوم رہا تھا جو اس کے نانا ابو کے سامنے ہوا کرتا تھا۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ اجیہ اور اس کے بابا کے درمیان محبت پیدا ہو۔ وہ اپنی آج تک کی زندگی میں رونما ہونے والے تمام واقعات وحالات پر انہیں معاف کرچکی تھیں لیکن اجیہ کے ساتھ ان کا رویہ دیکھ کر خود وہ بھی بعض اوقات تلخ ہوجاتیں۔ ان کا دل ہی نہ چاہتا کہ کوئی بات کریں' عجیب سرد سا ماحول گھر کی فضاؤں میں گردش کرنے لگتا اور پھر تھک ہار کر وہ دوبارہ نئے سرے سے خود کو مجتمع کرتیں اور پھر سے بات چیت کا آغاز کرتیں۔

ان کے آنسو اس تواتر سے بہہ رہے تھے کہ سینے سے لگی اجیہ کی فوٹو بھیگنے لگی۔ اسی دوران بابا کے کھانسنے کی آواز پر وہ ایک دم چونکیں اور تصویر کو اس کی سابقہ جگہ رکھ کر ہتھیلی سے آنسو پونچھے اور اٹھ کھڑی ہوئیں۔ حنین کو ٹھیک طریقے سے چادر اوڑھا کر اس کے ماتھے پر آئے بال ہٹائے اور ڈائری پر سے ان کا ہاتھ ہٹا کر اس سے پہلے کہ

وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھتیں کہ حنین نے سوتے جاگتے انداز میں ان سے ڈائری لے کر اپنے تکیے کے نیچے رکھ دی۔

''امی یہ میری پرسنل ڈائری ہے اور آپ سب کے لیے امانت ہے' پلیز یہ جہاں بھی ہو اسے ہاتھ نہ لگایا کریں۔'' وہ بند آنکھوں سے پیشانی پر بل لیے بول رہی تھی۔

''توبہ ہے' خدا جانے کون سے منتر لکھے ہیں اس ڈائری میں' مجال ہے جو کسی کو ہاتھ بھی لگانے دے۔'' انہوں نے بھیگی بھیگی آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور خود کلامی کرتے ہوئے کمرے سے نکل آئیں۔

❀......❀......❀......❀
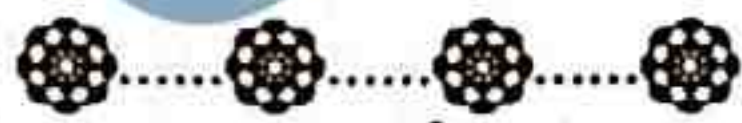
می کمرے میں داخل ہوئیں تو ایسا لگا جیسے وہ صبح نہیں بلکہ رات کے کسی پہر میں اس کے کمرے میں آئی ہوں۔ کھڑکیوں پر پڑے دبیز پردوں نے روشنی کی ایک ننھی سی کرن کو بھی اربش کے کمرے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی تھی۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھے لیمپ کی ہلکی نیلی روشنی نے ماحول کو مکمل طور پر خوابیدہ بنا رکھا تھا اور اوندھا لیٹا اربش جس کا یقینی طور پر مستقبل بعید میں جاگنے کا کوئی بھی ارادہ معلوم نہیں ہوتا تھا انہوں نے مسکرا کر اسے دیکھا اور سامنے رکھا الارم اٹھا کر LCD کے پیچھے رکھ دیا۔ اس کا موبائل بھی انہوں نے بیڈ سے اٹھا کر صوفے کے سامنے رکھے ٹیبل پر رکھا اور اب انہیں یقین تھا کہ تھوڑی ہی دیر میں اربش جاگنے والا ہے لہٰذا خاموشی سے بغیر اسے کچھ کہے کمرے سے باہر نکل گئیں کہ انہیں اپنے اسکول کے لیے وقت پر نکلنا تھا اور اگر وہ خود سے اربش کو جگاتیں تو شاید کافی ٹائم لگتا لہٰذا انہوں نے صرف دو منٹ بعد کا الارم لگا کر رکھ دیا تھا۔

اربش جو الارم کی ہلکی سی آواز پر کسمسانے کے بعد کروٹ لے کر دوبارہ سے کمبل اوپر لے کر سونے کی کوشش میں تھا کہ رفتہ رفتہ الارم کی تیز ہوتی آواز نے اسے جھنجلا کر کمبل دور کرنے پر مجبور کردیا تھا۔

''الارم بھی ناں...... جس وقت کا لگاؤ اسی وقت بجنے

لگتا ہے محال ہے جو ذرا سی دیر ہو لے۔" کمبل ہٹا کر اب وہ آلتی پالتی مار کر بیڈ کے بیچوں بیچ تکیہ گود میں لیے بیٹھا تھا۔ الارم مکمل جانفشانی سے آہستہ آواز سے ہوتا ہوا اب تیز آواز میں بج رہا تھا اور اسے یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر کار یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔

"ممی بھی ناں۔ پتہ نہیں کس وقت دبے قدموں کمرے میں آتی ہیں اور روز کسی نئی جگہ پر الارم رکھ دیتی ہیں تا کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے میری نیند ہی ختم ہو جائے۔" پیشانی پر بکھرے بال اس کے جھنجلا کر بالوں میں ہاتھ پھیرنے سے مزید بکھر گئے تھے۔ منہ بسور کر اس نے یہاں وہاں نظر دوڑائی اتنے میں سامنے ٹیبل پر رکھا اس کا موبائل بھی الارم کے بینڈ باجے سمیت اپنا حصہ ڈالنے کو میدان میں آ گیا۔ یہ آسان ہدف تھا سو اربش نے فوراً کمبل پرے کیا اٹھ کر موبائل کا الارم بند کیا اور یہاں وہاں ڈیجیٹل الارم کی آواز کا یقین کرتے ہوئے آخر کار LCD کے پیچھے سے الارم نکال کر بند کیا اور اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ بیڈ پر جاتا ممی مسکراتے ہوئے داخل ہوئیں۔

"ارے یہ کیا دوبارہ سونے کا ارادہ ہے کیا؟" انہوں نے کھڑکیوں سے پردے ہٹائے تو ایک دم ماحول نکھرا نکھرا اور قدرتی لگنے لگا۔

"آپ ابھی تک گھر پر ہی ہیں؟" اربش نے ریموٹ کنٹرول سے ایئر کنڈیشنڈ بند کرتے ہوئے انہیں دیکھا جو ابھی جانے کے لیے مکمل تیار معلوم نہیں ہو رہی تھیں۔

"اسکول نہیں جانا آپ نے؟"

"جانا ہے..... جانا کیوں نہیں، لیکن تمہیں جگائے بغیر اور تمہیں ناشتہ دیئے بغیر آج سے پہلے کبھی گئی ہوں جو اب چلی جاتی؟"

"وہ تو سب ٹھیک ہے لیکن..... لیکن ممی آپ اتنی وقت کی پابند ہیں میری وجہ سے لیٹ نہ ہوا کریں پلیز۔" اسے شرمندگی ہو رہی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ممی وقت کی

تاخیر سے آنا برداشت کرتی ہیں وہ صبح سویرے اٹھ کر برکت اور رحمت وصول کرنے پر یقین رکھنے والوں میں سے تھیں۔

"اچھا یہ سب باتیں تو ہم بعد میں بھی کر سکتے ہیں ناں، تم جلدی سے فریش ہو کر آؤ تو ناشتہ کریں ورنہ میں اکیلے کر لوں گی۔"

"ممی لیکن ابھی تو صرف....." اس نے ٹائم دیکھتے ہوئے احتجاج کرنا چاہا لیکن اس کی بات کاٹ دی۔

"جلدی آؤ اربش پلیز..... ورنہ میں واقعی لیٹ ہو جاؤں گی۔" وہ عجلت میں کمرے سے باہر نکلنے ہی والی تھیں کہ اس کی آواز پر پھر پلٹیں۔

"ممی اچھا ایک منٹ، بات تو سنیں۔"

"بولو لیکن ذرا جلدی۔"

"میرے بغیر ناشتہ کیا، ایک بائٹ (لقمہ) بھی لے سکتی ہیں؟" اس کی بات پر بڑی محبت سے مسکراتے ہوئے انہوں نے اربش کو دیکھا۔ ان کا انداز اربش کو اپنے سوال کا جواب دے گیا تھا۔ جیسے ہی وہ کمرے سے گئیں ایک جاندار مسکراہٹ کے ساتھ وہ بھی اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھنے ہی والا تھا کہ میسج کی ٹون نے اسے موبائل کی طرف متوجہ کر دیا۔

"صبح صبح کس کا میسج؟" وہ حیرت سے موبائل ہاتھ میں لیے میسج پڑھنے لگا۔

❁......❁......❁......❁

اجیہ کے جاب شروع کرنے سے پہلے تک حنین کے لیے کچن اجنبی تھا۔ نہ کبھی کھانا پکایا نہ ناشتہ بنایا، امی اور اجیہ ہی مل جل کر کوکنگ کرتیں اور وہ پاس بیٹھ کر کتابیں لیے پڑھ رہی ہوتی اور پھر باتیں کر رہی ہوتی۔ امی اجیہ اور اس کے درمیان ہونے والی مزیدار گپ شپ کو سنتی رہتیں، مسکراتی رہتیں اور گاہے بگاہے ان کی بات چیت کا حصہ بھی بن جاتیں۔ لیکن جب سے اجیہ رات کو کال سینٹر پر جانے لگی تھی حنین ہی صبح کے وقت ناشتہ بنانے کے لیے

تھی۔ اس وقت چونکہ بابا کے دکان پر جانے کا ٹائم ہوگیا تھا اور وہ اپنے کمرے سے بس نکلنے ہی والے تھے اس لیے حنین کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ اس سے پہلے جب وہ فجر کی نماز پڑھنے گئے تھے تو اسی نے انہیں چائے بنا کردی تھی اور چونکہ وہ مسجد کمیٹی کے بہت ایکٹیو اہم رکن تھے اس لیے آج مسجد کے انتظامی معاملات پر بات کرتے کرتے انہیں وقت کا احساس ہی نہیں ہوا تھا اور وہ ذرا دیر سے گھر پہنچے تھے۔ اب اپنے کمرے سے نکل کر لاؤنج میں ٹی وی کے عین سامنے رکھے ڈائننگ ٹیبل تک آ کر ابھی بیٹھے ہی تھے کہ باہر سے ہاکر اور پھر اخبار کے گرنے کی آواز آئی تو پھر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ صحن میں جا کر اخبار اٹھایا جو ہاکر نے ہمیشہ کی طرح انتظار کرنے کے بجائے گیٹ کے اوپر سے اچھال کر گھر کے فرش پر پھینک دیا تھا۔

"کتنی دفعہ اس لاپروا لڑکے کو کہا ہے کہ اخبار میں اللہ رسول (صلی علیہ والہ وسلم) کا نام لکھا ہوتا ہے نیچے گرانے کے بجائے گیٹ میں پھنسا کر جایا کرو لیکن آخرت بچانے کے بجائے اپنا آدھا منٹ بچانے کے لیے بھاگتا رہتا ہے بس سائیکل پر۔" خود کلامی کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اب چلتے ہوئے اخبار کی شہ سرخیوں پر نظر دوڑا رہے تھے اور اسی طرح اخبار پڑھتے پڑھتے ڈائننگ ٹیبل کی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"بھئی کتنی دیر ہے ابھی ناشتے میں؟ لے بھی آؤ مجھے دیر ہو رہی ہے۔" انہوں نے کچن کی طرف رخ کرتے ہوئے لمحہ بھر کے لیے اخبار سے نظریں ہٹائیں تو حنین نے چائے کو دم پر رکھتے ہوئے وہیں سے جواب دیا۔

"بس بابا جانی آپ صرف دو منٹ انتظار کریں میں پانچ منٹ میں لائی۔" امی اس کی بات سمجھ کر کچن میں اور بابا لاؤنج میں مسکرانے لگے تھے اسی دوران وہ کچن سے نکل کر اس کی چوکھٹ سے ٹیک لگا کر کھڑی نظر آئی۔

"پتہ ہے بابا جانی، جب تک میری کالج سے چھٹیاں ہیں جب تک آپ کو میرے ہی ہاتھ کا بنا ناشتہ کرنے ... سب ٹھیک رہا نا؟" یہ ان کا کی توفیق دی جائے گی۔" مسکرانے کے ساتھ بات سنتے ہوئے وہ ایک دم چونکے۔

"توفیق؟" وہ قہقہہ لگا کر ہنسے تو امی اور حنین بھی مسکرانے لگیں۔ ایسے مواقع یوں بھی بہت کم ہی دیکھنے میں آتے جب بابا یوں اتنے دل سے خوش ہو کر ہنستے۔

"چلیں ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی آپ نے توفیق نہیں لینی تو نہ لیں آپ کو موقع مل جائے گا۔" اسی بات کے دوران کہ جب تینوں کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی ڈور بیل کی آواز آئی۔

"میرا خیال ہے اجیہ آ گئی۔" حنین نے امی کی طرف دیکھا اور کن انکھیوں سے بابا کے بدلتے تاثرات دیکھتے ہوئے ان کے قریب سے گزر کر گیٹ کھولنے چلی گئی۔ کچھ دیر پہلے ہنستے مسکراتے بابا کے چہرے نے سنجیدگی اور امی کے چہرے نے اداسی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔

"آ جاؤ ٹھیک ٹائم پر پہنچی ہو..... ابھی ہم ناشتہ کرنے ہی والے تھے۔" حنین نے گیٹ کھولتے ہی جوش سے کہا تو اجیہ نے اس کی بات نظر انداز کردی۔

"یہ بتاؤ کہ بابا ابھی گھر پر ہی ہیں یا چلے گئے دکان پر؟" ساری رات جاگنے کے بعد گھر لوٹنے پر بابا کے نام پر اس کے چہرے پر پھیلی سراسیمگی نے حنین کا دل مٹھی میں لے لیا تھا مگر بظاہر مسکرا کر بولی۔

"نہیں آج وہ فجر کے بعد مسجد سے آنے میں لیٹ ہو گئے تھے اس لیے ابھی تک تو ناشتہ بھی نہیں کیا۔" دونوں آپس میں باتیں کرتی لاؤنج کا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوئیں تو یوں ایک دم سامنے ہی ڈائننگ ٹیبل پر موجود بابا کو دیکھ کر اجیہ اچانک ذرا سنبھل سی گئی۔ امی نے کچن میں دروازے کی اوٹ سے ان کا ردعمل دیکھا کہ وہ اجیہ پر ایک نظر ڈالے بغیر ہی وہاں سے اٹھ کر بیڈ روم میں چلے گئے اور اجیہ نڈھال سی ہو کر وہیں کرسی پر بیٹھ گئی۔ بابا نے اس کے سلام کا جواب دینا بھی گوارا نہیں کیا تھا سو امی فوراً تولیے سے ہاتھ صاف کر کے کچن سے نکلیں۔

"وعلیکم السلام بیٹا..........

انڈوپاک کی تقسیم کے وقت اس محبت کی کہانی کا سفر شروع ہوا جہاں ایک پاک سرزمین کی تاریخ رقم ہوئی، زمین ٹکروں میں تقسیم ہوئی تو محبت دو دلوں کو جوڑ رہی تھی۔ زمین کی تقسیم نے دلوں کو تقسیم نہیں ہونے دیا۔ پاکستان بننے کے دوران جن مشکلات اور مصائب سے وہ لوگ گزرے ہیں ان کا ہماری آج کی نسل کو احساس نہیں، لوگوں کی ہجرت ہی نہیں ہوئی بلکہ ان کی زندگی ختم ہوگئی۔

افسانوی، رومانوی لفظوں میں گندھی ناقابل فراموش حسین کہانی

محبت سے لبریز حسین چاندنی راتوں اور لمحوں کا ذکر محبت کرنے والوں کا احوال خاص

درخواست کیجئے اپنی اپنی کاپی آج ہی سے بک کرالیں۔ رابطہ نئے افق 03008264242

روز مرہ کا پہلا سوال ہوتا اور اجیہ کا بھی وہی مختصر سا جواب۔

"جی امی سب کچھ بہترین رہا۔" اکثر اوقات اس وقت تک بابا اپنی دکان پر جا چکے ہوتے تھے لیکن آج گھر ہونے کے باوجود انہوں نے اجیہ کے سلام کا جواب تو دور اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا اور اب وہ بڑی ہی حسرت اور افسوس کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔ امی نے اس کے محسوسات نوٹ کیے تو اس کا ہاتھ تھام لیا اور گال پیار سے تھپتھپایا۔

"چلو اٹھو تم بھی فریش ہو جاؤ' پھر آ کے ناشتہ کرو۔" ان دونوں کی بات چیت کے دوران ہی حنین کچن سے بابا کے لیے ناشتہ کی ٹرے لے کر جانے لگی تو اجیہ اپنا پرس اٹھا کر ٹیبل پر رکھنے کے بعد اٹھ کھڑی ہوئی۔

"حنین لاؤ میں بابا کو ناشتہ دے کر آؤں۔" اجیہ کے تو بس کہنے کی دیر تھی حنین نے فوراً اسے ٹرے تھمادی۔ جسے دیکھنے کے بعد اجیہ نے ایک نظر ٹرے کو دیکھا اور پھر ایک نظر سامنے کھڑی حنین کو جس کے چہرے کی فاتحانہ مسکراہٹ بتاتی تھی کہ جیسے وہ کوئی بہت ہی بڑا معرکہ مار کر کھڑی ہوئی ہے۔

"یہ جو کچھ تم بابا کو بنا کر دے رہی ہو ناں...... اس سے تو......" اجیہ کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی حنین کے چہرے پر سے مسکراہٹ غائب ہونے لگی تو اجیہ نے اس کا دل ٹوٹنے کے خیال سے منہ میں آئی بات بدل دی۔

"اس سے تو وہ بہت ہی خوش ہو جائیں گے کہ ان کی بیٹی نے کیا کمال کا ناشتہ بنایا ہے ان کے لیے۔"

"یاہو......" حنین نے خوشی کا اظہار کیا تو امی نے بھی اجیہ کے یوں بات بدلنے کو سراہا۔

"بس ایسا کرو وہ کیبنٹ میں کالی مرچ رکھی ہے ناں پسی ہوئی وہ لے آؤ اور جلدی سے اس پر چھڑک دو تاکہ بابا اس کے مضر اثرات سے بچ جائیں۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے' میں ابھی لائی۔" حنین فوراً کچن کی طرف لپکی تو اجیہ نے ٹرے امی کے آگے کر دی۔

"آپ بھی کوئی پھونک مار دیں پلیز' اللہ جانے یہ بنا ہوا کیا ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کچن کے سارے مصالحے مل کر احتجاجی جلسہ کر رہے ہیں۔" امی نے ہنستے ہوئے حنین کو کچن سے کالی مرچیں لاتے دیکھا اور ٹرے میں موجود اشیاء پر چھڑکنے کے بعد اجیہ بابا کے دل کو نرم کرنے کی ایک اور کوشش کرنے کے لیے ان کے کمرے کی طرف بڑھی۔

❁......❁......❁......❁

بابا دکان پر جانے کے لیے بالکل تیار کھڑے تھے۔ جیب میں رکھی الماری کی چابی نکال کر انہوں نے الماری کھولی۔ رات کو رکھے جانے والے پیسے دوبارہ گن کر اس میں سے کچھ جیب میں ڈالے اور باقی بچ جانے والے پیسوں کو الماری کی سیف میں رکھ دیئے۔ چابی انہوں نے سیف اور الماری کو تالا لگانے کے بعد دوبارہ اپنی جیب میں ڈالی' کھاتوں کا رجسٹر اٹھایا اور ابھی پلٹے ہی تھے کہ اجیہ ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے لے کر کمرے میں داخل ہوتی نظر آئی تو ان کی تیوری چڑھ گئی۔

"بابا...... ناشتہ کر لیں۔" اس کی بات کرنے کی دیر تھی کہ وہ تو جیسے غصے میں بپھر ہی گئے۔

"ناشتہ؟ زہر کھلا دو تم مجھے...... بلکہ نہیں نہیں' تم جیسی اولاد کے ہاتھوں سے تو میں زہر بھی کھانا پسند نہیں کروں گا' سمجھیں تم؟"

"بابا پلیز' آپ کو خدا کا واسطہ ہے ایسے نہ کہیں...... میں کوئی غلط کام نہیں کر رہی اور پھر آپ خود سوچیں میں آپ کی بیٹی ہوں بابا' آپ کی بیٹی ہوں ناں...... اجیہ سکندر ہوں میں تو...... بھلا میں کیا کچھ غلط کر سکتی ہوں؟"

"نہیں بھئی تم کیوں کرو گی کوئی غلط کام؟ ارے غلط کام تو میں کر رہا ہوں بلکہ میں تو ہوں ہی غلط تم دونوں ماں بیٹی کے لیے۔" اجیہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ بابا نے اسے کچھ بولنے کا موقعہ ہی نہ دیا۔

"ارے آج تک ہمارے خاندان میں کسی لڑکی نے نوکری نہیں کی لیکن تم...... تم دن کو چھوڑ رات کو میرے منہ

پرکا ایک سانس لینے کے لیے ترنکال کھڑی ہوئیں......کوئی اور باپ ہوتا ناں تو تمہاری ٹانگیں توڑ کر گھر میں بٹھا دیتا لیکن میرے دل میں ابھی خوف خدا باقی ہے اسی لیے میرے سامنے یوں سر اٹھا کر کھڑی ہو ورنہ......"

"خوف خدا؟" اجیہ نے بے یقینی سے آہستہ آواز میں ان کے الفاظ دہرائے کہ خوف خدا؟ یہ کیسا خوف خدا ہے جس کے باعث بچپن سے لے کر آج تک وہ ان کے منہ سے محبت کے دو بول سننے کو ترستی رہی؟

"ورنہ تمہارا تو میں وہ حشر کرتا کہ کوئی بھی بیٹی اپنے باپ کی نافرمانی کا سوچتے ہی کانپ جاتی۔" انہوں نے بات مکمل کی تو چہرہ غصے کے باعث سرخ ہو گیا تھا۔

"لیکن بابا آپ سمجھتے کیوں نہیں کہ میں حق حلال کی کمائی جائز طریقے سے محنت کر کے کما رہی ہوں۔ آپ کسی بھی وقت کال سینٹر آ کر دیکھ سکتے ہیں یا کسی سے بھی اس کال سینٹر کے بارے میں معلومات لیں ہر بندہ تعریف......" اجیہ کی آواز کانپ رہی تھی۔

"یہ جائز ناجائز اور حق حلال کی کمائی کی تفصیل [illegible] پر کھڑے ہو کر ان دنیا والوں کو سمجھاؤ جو بیٹیوں کے گھر آنے جانے کے اوقات ان کے ماں باپ سے زیادہ نوٹ کرتے ہیں اور ابھی تو خاندان میں کسی کو معلوم نہیں، مگر آج یا کل انہیں پتہ چلے گا تو کیا قیامت آئے گی...... کبھی سوچا ہے تم نے؟"

"بابا اگر آپ......"

"لیکن نہیں بھئی تم کیوں سوچو گی؟" انہوں نے ایک بار پھر اسے بولنے کا کوئی موقع نہ دیا۔

"تمہیں تو بس اپنی جائز ناجائز خواہشات کو پورا کرنے کے لیے پیسے چاہیے...... صرف اور صرف پیسہ، باپ کی عزت جائے بھاڑ میں۔" کمرے سے باہر نکلتے ہوئے غصے میں ہاتھ مار کر انہوں نے اجیہ کے ہاتھ میں پکڑی ناشتہ کی ٹرے گرا دی۔ اجیہ بابا کی باتوں سے ہمیشہ کی طرح بہت رنجیدہ تھی۔ چہرے پر موت کا سا سکتہ لیے جیسے بابا کے دل کی طرح اس کی آنکھیں بھی پتھرا گئی تھیں۔ سینے سے نکلتا سانس بھی گویا اندر ہی رہ جانے پر بضد تھا۔ اسی دوران اسے اپنے کندھے پر حنین کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا۔ مڑ کر دیکھا تو وہ مسکرا رہی تھی۔

"تھینکس گاڈ اجیہ کہ ناشتہ گر گیا، یقین کرو میں نے تو ابھی ابھی چکھا ہے۔ بالکل پھیکا اور بدمزہ تھا سوچا تو میں نے یہ تھا کہ تمہاری طرح بغیر چکھے ہی سب کچھ بنا لوں لیکن کہاں تم اور کہاں میں...... دیکھا ہو گئی ناں میں ناکام۔" اجیہ نے ناسمجھی سے پہلے اسے اور پھر نیچے گرے ہوئے برتنوں کو دیکھا جس میں سے ناشتہ کمرے میں بکھر چکا تھا...... وہ اس وقت بالکل ہی غائب دماغ تھی۔

"تم ایسا کرو جا کر فریش ہو جاؤ ساری رات کی تھکی ہوئی ہو، میں ذرا اپنے اس کیے کرائے پر پانی پھیر کے آتی ہوں پھر ناشتہ مل کر کریں گے۔" اس مرتبہ اجیہ اپنے حواسوں میں لوٹ رہی تھی لہٰذا دھیمے انداز میں مسکرائی اور تائید میں گردن ہلا کر بظاہر خود کو نارمل ظاہر کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی تو حنین نے گہری سانس لے کر جلدی سے ٹرے میں برتن ٹھیک کر کے رکھے اور جھاڑو لینے چلی گئی۔ اس کا ارادہ تھا کہ صرف جھاڑو لگا کر پہلے ناشتہ کر لے۔ کیونکہ کمرے میں تو پونچھا لگاتے کافی ٹائم لگ جاتا اور اسے پتہ تھا کہ اس کے جانے تک اجیہ اور امی ناشتہ شروع نہیں کریں گی اور یقینی طور پر اجیہ کو نیند بھی آ رہی ہو گی۔ لہٰذا فوراً سے ڈائننگ ٹیبل تک جانے کی کوشش میں لگ گئی۔

❁......❁......❁......❁

"آئی ایم سوری ممی کہ میری وجہ سے شاید آپ لیٹ ہو گئیں۔" اربش جلدی سے ناشتے کی میز پر پہنچا تو وہ ٹیبل پر ناشتہ لگائے اسکول جانے کے لیے تیار بیٹھی تھیں۔ اس کی بات سنی تو مسکرانے لگیں۔

"ارے نہیں بیٹا' بلکہ سوری فرام مائی سائیڈ کہ تم نے یونیورسٹی تو جانا ہوتا ہے ایوننگ میں' لیکن میں تمہیں زبردستی اس وقت جگا کر بٹھا دیتی ہوں۔" انہوں نے

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ دھاڑیں مار مار کر رو دے لیکن لگتا تھا

کلاس میں ارتش کے لیے تازہ اورنج جوس ڈالا اور اس میں چٹکی بھر نمک اور معمولی سی کالی مرچیں ڈال کر اس کی طرف بڑھایا۔

"دراصل تمہیں ناشتہ دیئے بغیر اس طرح سوتا چھوڑ کر چلی جاؤں تو یقین کرو میرا کسی کام میں بھی دل نہیں لگتا' ہر وقت بس تمہاری فکر دماغ میں رہتی ہے۔"

"ممی......کیسی باتیں کررہی ہیں آپ پلیز سوری کہہ کر مجھے شرمندہ تو نہ کریں۔" وہ جزبز ہو رہا تھا۔ "اور پھر ایک بات بتائیں ناں مجھے' آپ نے میری خاطر اپنی پوری زندگی قربان کردی تو کیا میں صرف اپنی نیند قربان نہیں کرسکتا؟"

"خوش رہو میری جان' بہت خوش رہو۔" وہ مسکراتے ہوئے ناشتہ کرنے لگیں۔

"اگر آپ کہیں تو میں آپ کو اسکول چھوڑ آؤں؟"

"نہیں نہیں میں خود چلی جاؤں گی بیٹا' خوامخواہ تمہیں زحمت ہوگی۔" بریڈ پر مایونیز لگانے کے بعد انہوں نے ابلے ہوئے انڈے کے پیس اس میں رکھے۔

"ارے نہیں ممی زحمت کیسی؟ ویسے بھی ابھی ایک کلاس فیلو کا میسج آیا تھا اسے کچھ کام ہے تو مجھے جانا پڑے گا اسی لیے میں سوچ رہا تھا اگر آپ کہیں تو آپ کو بھی ڈراپ کرتا جاؤں۔"

"ہم......چلو ٹھیک ہے' پھر جلدی سے ناشتہ ختم کرلو تو اکٹھے نکلتے ہیں۔"

ارتش تائید میں سر ہلا کر ناشتہ کرنے لگا۔ اسی دوران بوا فائل تھامے داخل ہوئی اور ممی کے سامنے فائل رکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ فائل بیٹا جہاں تک مجھے لگتا ہے آپ کے کام کی ہے۔"

"ارے ہاں بوا' تھینک یو سو مچ یہ تو بہت اہم ہے۔ اگر گھر بھول جاتی تو شاید دوبارہ آنا پڑتا۔" بوا کا اور ان کا ساتھ آج سے تقریباً بائیس سال پرانا تھا۔

جب شادی کے بعد انہوں نے اسکول ٹیچر کی جاب شروع کی تو ان کے شوہر بھی چونکہ استاد ہی تھے۔ اس لیے کچھ عرصہ نوکری کے بعد ان کے ذہن میں اپنا اسکول کھولنے کا خیال آیا۔ سب سے پہلے ابتداء انہوں نے کنڈر گارٹن سے کی اور وہیں پر بوا کو بچوں کی دیکھ بھال کے لیے مقرر کیا گیا۔ دونوں میاں بیوی چونکہ اسی فیلڈ میں تجربہ کار تھے لہٰذا مل کر بڑی ایمانداری اور جنون سے محنت کی تو اللہ نے بھی اپنے وعدے کے عین مطابق انہیں محنت کا بہترین صلہ دیا اور یوں نرسری' کے جی سے ہوتا ہوا اسکول پہلی' دوسری' تیسری اور وقت کے ساتھ ساتھ او لیول تک جا پہنچا۔ اسکول کا جو معیار ان دونوں میاں بیوی نے طے کیا تھا۔ وہ آگے سے آگے جاتا گیا اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ ان کے اسکول میں داخلے کروانے کے لیے لوگ خواہش کرتے سفارش کرواتے اور ان کے اسکول میں داخلہ مل جانے کو خوش قسمتی قرار دیتے۔ سو اسکول میں مصروفیت بڑھی تو گھر میں کام کاج کرنے کے لیے کسی اچھے بھروسے والے انسان کی ضرورت محسوس ہوئی اور تب ان کی نظر بوا پر آ ٹھہری۔ سیدھی سادھی بوا انتہائی تہذیب یافتہ مگر ان پڑھ خاتون تھیں۔ ارتش کو مکمل طور پر وہ خود ہی ہینڈل کرتیں لیکن باقی سارا گھر بوا کی ذمہ داری تھا۔ بوا پہلے اپنے بھائیوں کے گھر بہت مشکل زندگی گزار رہی تھیں۔ بھابیوں کے طعنوں سے بچنے اور ان پر بوجھ نہ بننے کے خیال سے ہی انہوں نے نوکری کا بھی آغاز کیا تھا اور جب وہ مکمل طور پر ارتش کے گھر شفٹ ہوگئیں تو صرف انہوں نے ہی نہیں بلکہ ان کی بھابیوں اور بھائیوں نے بھی سکون کا سانس لیا تھا۔

❀......❀......❀......❀

"کیا خیال ہے چلیں بیٹا؟" وہ دونوں ناشتہ کرچکے تھے جب ممی نے اپنی نفیس ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتے ہوئے کھڑے ہو کر ارتش سے پوچھا۔ تو وہ بھی اپنا موبائل اور چابی لے کر اٹھ گیا۔ اسے حسن کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس جانا تھا اور وہ بالکل بھی لیٹ نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اسی لیے ٹریفک میں پھنسنے کے خوف سے دو گھنٹے پہلے ہی گھر

سے لڑکنا چاہتا تھا کہ اگر حسن نے پہلی مرتبہ اسے کوئی کام کہا ہے تو وہ ٹائم پر پورا بھی ہو سکے۔

⁂......⁂......⁂......⁂

بعض اوقات انسان مضبوط رہ رہ کر بھی تھک جاتا ہے۔ اندر سے کمزور پڑتا انسان اوپری دل سے سب کے سامنے خود کو مضبوط ظاہر کرتا ہے تو یہ بلاشبہ اس کے لیے ایک مشکل مرحلہ ہوتا ہے جب اپنی آنکھوں میں امڈنے والے آنسوؤں کو دوسروں کی خوشی کے لیے پیچھے دھکیل دینا پڑے، سب کے سامنے نہ صرف خوش رہتے بلکہ مسکرانے کی اداکاری کرنا پڑے تو کبھی کبھار ہمت جواب دے ہی جاتی ہے اور پھر کسی ایسی جگہ کی تلاش رہتی ہے جہاں کوئی نہ ہو اور کھل کے آنسو بہا کر دل ہلکا کیا جائے اور اجیہ کے لیے یہ جگہ گھر کا واش روم تھی۔ جہاں وہ رو سکتی تھی، جہاں اسے دوسروں کی ہنسی کی خاطر اپنا غم چھپانے کی کوشش نہیں کرنا پڑتی تھی۔ سو اب وہ واش بیسن پر لگے آئینے کے سامنے کھڑی رو رہی تھی۔ روتے روتے منہ دھو کر خود کو خاموش کروانے کی کوشش کرتی اور پھر ہمت ہار کر ایک مرتبہ پھر رونے لگتی۔ وہ اکثر اپنی اور حنین کی زندگی کا موازنہ کرتی وہ بابا کے دل کے اتنا قریب کیوں ہے۔ جب کہ اس کے لیے تو بابا کے پاس شفقت بھری مسکراہٹ بھی نہیں، حنین کی باتوں کو وہ شروع سے ہی بڑے دھیان اور توجہ سے سنا کرتے تھے۔ جب کہ اس کے لیے نہ ان کے پاس وقت ہوتا اور نہ ہی انہیں خواہش تھی کہ وہ اجیہ سے اس کی اسکول یا کالج لائف کے بارے میں پوچھیں، اس کی ذہانت کو سراہیں، اس کی چھوٹی چھوٹی خوشیاں سیلیبریٹ کریں۔ البتہ حنین کی سالگرہ سے لے کر اس کے اسکول میں ہونے والی پیرنٹس ٹیچر میٹنگ تک انہیں یاد رہتی اور وہ باقاعدہ وقت نکال کر اس کی ٹیچرز سے ملتے اور اس کے بارے میں پوچھتے جبکہ اجیہ کے معاملے میں تمام کام امی کیا کرتیں۔ اسے یاد تھا کہ بچپن سے لے کر اب تک امی اسی کوشش میں ہلکان رہتیں کہ اجیہ کو بابا کا یوں فرق کیا جانا محسوس نہ ہو۔ لیکن بچپن کی بات تو اور تھی مگر اب وہ سمجھ دار

تھی اور جانتی تھی کہ اس کا وجود بابا کے لیے ناپسندیدہ ہے۔ لیکن کیوں؟ یہ وجہ جاننے سے وہ قاصر تھی۔ اس وقت بھی اس کے ذہن میں بابا کے بولے جانے والے جملے ہی گردش کر رہے تھے۔ کہ اسی دوران امی نے اسے بلایا تو وہ اچھی طرح منہ دھو کر باہر نکل آئی۔ بابا جا چکے تھے۔ امی اور حنین ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

''حنین...... تم نے جھاڑو لگائی، ساتھ ہی کمرے میں پوچھا بھی پھیر دیتی تو فرش پر چائے کے داغ نہ رہتے۔''

''امی فرش ہے کپڑوں پر تھوڑی گری ہے جو داغ پڑ جائیں گے۔ ذرا اجیہ کے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کر لوں تو ایک نہیں دو مرتبہ پونچھا لگا دوں گی۔'' اس نے اجیہ کو تولیے سے ہاتھ منہ خشک کرتے دیکھا۔

''اجیہ تم روئی ہو؟'' امی نے اجیہ کے لیے ہاٹ پاٹ سے پراٹھا نکالتے ہوئے اسے دیکھا۔ تو چوری پکڑے جانے پر اسے نظریں چرانی پڑیں اور اس سے پہلے کہ وہ خود صفائی پیش کرتی حنین بول پڑی۔

''اجیہ جیسے مضبوط لوگ ناں بڑے چالاک ہوتے ہیں رونے کے لیے بھی بارشوں یا منہ دھونے کے انتظار میں رہتے ہیں تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے۔''

''اوہو لیکن مجھے بھی تو آخر بتائیے ناں کہ آخر میں نے رونا کس بات پر تھا؟ اور بھلا حنین تمہارا تو دماغ خراب ہے، میں کیوں روؤں گی؟'' اجیہ نے حنین کو مصنوعی خفگی سے گھورا تو امی مسکرائیں۔

''اجیہ میری بہادر بیٹی ہے...... مجھے نہیں یاد پڑتا کہ آخری دفعہ میں نے اس کو کب روتے دیکھا۔'' امی کی بات پر اجیہ نے مسکراتے ہوئے حنین کو چڑایا۔

''لیکن حنین تم......'' امی نے اپنی ہنسی روکی۔

''تم تو بچپن میں اتنا روتی رہتی تھی کہ کوئی تمہیں اپنے ساتھ کھلاتا ہی نہیں تھا کہ اگر کھیل کھیل میں ذرا سا تمہیں ہاتھ بھی لگ گیا تو تم پورا اسکول سر پر اٹھا لوگی۔''

''ہاہاہا...... اس لیے کہتے ہیں میڈم حنین کسی پر ایک انگلی اٹھاؤ تو باقی تینوں آپ کی اپنی طرف اٹھتی ہیں۔ اجیہ

بھی ہنسی۔

"میں اپنی انگلیوں کا ناخن قسم سے مکا جا کر تمہیں ماروں گی۔ اب تم ہنسیں تو......" حنین کو امی کا بے وقت بچپن یاد کروانا اچھا نہیں لگتا تھا۔ اجیہ نے ڈرنے کی اداکاری کرتے ہوئے فوراً ہی ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموشی اختیار کی لیکن امی ابھی چپ نہیں ہوئی تھیں۔

"اور یقین کرو لڑاکا تو تم ایسی تھی کہ ایک دن شام کو گلی میں کسی سے لڑائی ہوگئی تو تم نے اس کے بال نوچ لیے اور ایسے نوچے کہ مٹھی میں بال لیے گھر آ گئیں اور مجھے دکھایا کہ یہ دیکھیں جو مجھے تنگ کرتا ہے میں اس کا یہ حشر کرتی ہوں۔" حنین کے تاثرات پر ایک مرتبہ پھر اجیہ کی ہنسی کا فوارہ ابل پڑا تھا اور اسی بات سے چڑ کر حنین اپنی جگہ سے اٹھی اور اس سے پہلے کہ اجیہ کے پاس پہنچتی وہ اس کے دشمنانہ عزائم جان کر بھاگ کھڑی ہوئی اور اب دونوں ڈائننگ ٹیبل کے گرد گھوم رہی تھیں۔

اجیہ حنین سے بچنا چاہتی تھی جب کہ حنین چاہتی تھی کہ کچھ نہیں تو کم از کم ایک چٹکی تو اسے اجیہ کو کاٹنی ہی چاہیے تاکہ وہ امی کے ساتھ مل کر اس کے بچپن کو بے عزت نہ کیا کرے۔

"ہنی کی بچی! ابھی تو میرے پیچھے پڑی ہوئی ہو ناں...... یاد نہیں ہے وہ سوٹ جو تمہیں بہت پسند تھا اور میں نے شاپ پر دیکھا تھا۔" اجیہ کا ٹوٹکا کام کر گیا۔ حنین کے چہرے پر کھسیانی مسکراہٹ اترتی دکھائی دی۔

"اوہو میری بہنا...... میں تو تم سے گلے ملنا چاہ رہی تھی۔" حنین نے سوٹ کی خاطر پینترا بدلا تو اجیہ نے حیرت سے پہلے اسے پھر انتہائی خوش نظر آتی امی کو دیکھا...... جو مسکراتے ہوئے اپنی دونوں بیٹیوں کو دیکھ رہی تھیں۔

"تم مجھ سے...... گلے ملنا چاہ رہی تھیں بچی؟"

"اس سوٹ کی قسم اجیہ میں تو صرف تمہارے گلے لگ کر یہ کہنا چاہتی تھی کہ تمہارے بغیر تو میرا بچپن کتنا روکھا پھیکا ہوتا ناں...... کیونکہ سب بچے تمہاری وجہ سے مجھ سے کچھ بھی نہیں کہتے تھے اور میں سمجھتی تھی کہ مجھ سے ڈرتے ہیں۔" اب وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آ کر گلے مل رہی تھیں کہ اسی دوران اجیہ اس زور سے چیخی کہ حنین بھی گھبرا کر الگ ہوگئی۔

"میں نے تو چٹکی نہیں کاٹی تمہیں......" وہ حیران تھی کہ اجیہ کو آخر ایک دم کیا ہوا جو وہ یوں ایک دم چیختے ہوئے اس سے الگ ہو کر امی کی طرف بھاگی۔

"آپ کو یاد نہیں رہا' کچھ بھی کھانا پینا نہیں ہے۔ نہار منہ آپ کے ٹیسٹ کروانے ہیں۔" حنین سے گلے ملتے ہی اس نے امی کو پراٹھے کے نوالے میں آملیٹ لپیٹتا دیکھا اور اس سے پہلے کہ وہ منہ میں لے جاتیں اس نے فوراً چیخ کر ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائی اور فوراً ان کے پاس جا کر نوالہ ان کے ہاتھ سے اپنے منہ میں منتقل کر دیا۔

"اوہو مجھے تو بالکل بھی یاد نہیں رہا تھا۔" انہوں نے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ "لیکن اللہ کا شکر ہے کہ یہ پہلا ہی نوالہ تھا جو تم نے راستے ہی سے ہائی جیک کر لیا۔"

"شکر اللہ کا' ورنہ آپ کو تو پتہ ہے ناں کہ ٹیسٹ کی رپورٹ لے کر پھر ڈاکٹر ہمدانی کو چیک کروانا اور ان کا اپوائنمینٹ کتنا مشکل سے ملتا ہے۔" اس کی بات پر امی نے مسکرا کر اس کی پلیٹ آگے بڑھائی۔ حنین بھی ساری صورت حال سمجھنے کے لیے بیٹھ چکی تھی۔

"اجیہ' رات کو غزنی آیا تھا تمہارے جانے کے بعد۔" حنین کو اچانک یاد آیا تو اجیہ بھی چونکی۔ اسے یاد آیا تھا کہ رات کو غزنی نے اسے بھی دو تین مرتبہ فون کیا تھا جو اس نے اٹینڈ نہیں کیا۔

"میرے جانے کے بعد اتنی لیٹ؟ خیر سے ہی آیا تھا ناں؟"

"کہہ رہا تھا تم سے کوئی کام ہے۔"

"ہاں امی' اس نے مجھے دو تین مرتبہ فون کیا تھا لیکن میں نے اس کی کال ریسیو نہیں کی۔"

"خدا نہ کرے' لیکن کہیں ایسا تو نہیں کہ اسے تمہاری

جاب کا پتہ چل گیا ہو؟" امی کا چند منٹ پہلے مسکراتا چہرہ اب تشویش کا اظہار کرنے لگا تھا۔

"اور اگر غزنی کے ذریعے تمام خاندان والوں کو تمہاری جاب کا پتہ چل گیا تو......" وہ انتہائی متفکر تھیں۔

"پہلی بات تو یہ کہ ایسا ہوگا نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر پتہ چل بھی جاتا ہے تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ اب اگر بابا گھر میں سوائے روز کی سبزی کے پیسے نہیں دیتے تو پھر آپ خود ہی سوچیں ناں کہ آپ کے علاج کے لیے پیسے کہاں سے مانگے جائیں۔ بابا آپ کی کیفیت کو ڈرامہ بازی سمجھتے ہیں اور آپ کی خراب طبیعت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔ اللہ نہ کرے اللہ نہ کرے صرف آپ کے ٹیسٹ کروانے اور ڈاکٹر کی فیس دینے کے لیے ان سے پیسے مانگے تھے ناں لیکن انہوں نے پانچ روپے بھی نہیں دیئے تو پھر خود بتایئے ناں کہ ہم کس کے آگے ہاتھ پھیلائیں اور ہاتھ کیوں پھیلائیں...... محنت کیوں نہ کریں۔"

"میں تمہاری ساری باتوں سے متفق ہوں بیٹا۔"

"اور پھر یہ بھی آپ کو پتہ ہے ناں کہ صرف جاب کے لیے ہی کتنی مشکل سے میں نے یونیورسٹی میں اپنی کلاسز کو صبح سے شام میں منتقل کیا ہے۔ صرف اس لیے کہ صبح کے وقت میں نوکری کر کے شام کو یونیورسٹی چلی جاؤں گی۔ لیکن اس کام کے لیے کسی سے پیسے بھی ادھار لیے اور جاب بھی نہ ملی اور جب ملی تو یہ رات بھر کی۔"

"بابا مجھ سے اتنا پیار کرتے ہیں، لیکن پھر بھی کہتے ہیں کہ مجھے ڈاکٹر بنانے کے لیے ان کے پاس پیسے نہیں ہیں، تو تم کیوں فکر کرتی ہو؟" حنین نے سمجھایا۔

"نہیں مجھے کوئی فکر نہیں ہے ہنی، لیکن ہاں میں امی کو یوں بغیر علاج معالجے کے نہیں چھوڑ سکتی اور نہ ہی میں تمہاری آنکھوں میں پروان چڑھتے خوابوں کو ٹوٹنے دوں گی۔ تمہیں یہ ساری بکس میں نے لا کر ہی اسی لیے دی ہیں کہ تم نے ڈاکٹر بننا ہے اور یہ سب کیسے ہوگا یہ سوچنا اور محنت کرنا میرا کام ہے بس تم اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔" بات

کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے برتن سمیٹنے شروع کر دیئے تھے۔ امی ہونٹ بھینچے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں کہ وہ ان کی بیٹی تھی۔ بیٹا ہوتا تو بات اور تھی لیکن ہمارے معاشرے میں بیٹی اور بیٹے کے لیے قانون الگ ہیں۔ روایات و اقدار بھی الگ، ہر وہ چیز جو ہم بیٹوں کے لیے درست اور جائز سمجھتے ہیں اس میں بیٹیوں کے لیے اگر مگر لیکن سامنے آ جاتے ہیں۔ امی کو اگر خوف تھا تو صرف یہ ہی کہ بیٹیوں کے کردار پر اگر کوئی انگلی اٹھائے تو یہ بات والدین کو جیتے جی مار دیتی ہے اور نہ صرف یہ کہ والدین بلکہ اس لڑکی کے لیے بھی زندگی تنگ ہو جاتی ہے۔

"تم یہ برتن چھوڑ دو اجیہ...... میں کر لوں گی سب۔" حنین نے اس کے ہاتھوں سے برتن لے لیے۔

"تم اٹھو اور جا کر سو جاؤ پھر شام میں یونیورسٹی بھی جانا ہے۔"

"نہیں ہنی آج سونے کا ٹائم نہیں ہے امی کو لے کر جانا ہے۔" اس نے برتن چھوڑ کر انگڑائی لی۔

"وہ تو ٹھیک ہے بیٹا لیکن پھر بھی آدھ پون گھنٹے کے لیے آرام کر لو تھوڑی فریش ہو جاؤ گی۔"

"چلیں ٹھیک ہے، لیکن پلیز مجھے آدھے گھنٹے بعد ضرور جگا دینا۔" حنین کو کہہ کر وہ اٹھی اپنا ہینڈ بیگ لیا اور کمرے میں چلی آئی۔

❁......❁......❁......❁

"غزنی بیٹا...... کیا بات ہے...... آج جانا نہیں ہے کیا؟" اماں نے اسے اب تک بیڈ پر لیٹے دیکھا تو بہت دیر تک برداشت کرنے کے بعد آخر کار اسے جگانے آ گئیں۔

"جانا ہے بس رات کو واپسی میں کافی دیر ہو گئی تھی اس لیے طبیعت میں سستی سی ہے۔" کسلمندی سے کروٹ لینے کے بعد وہ اٹھ بیٹھا۔ اماں نے لاڈ سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر اس کے چوڑے شانے تھپتھپاتے ہوئے بولیں۔

"اٹھو گے نہاؤ دھوؤ گے تو سب سستی بھاگ

جائے گی۔

"جی بس اب تو میں اٹھ ہی گیا ہوں۔" سلیپرز پہن کر وہ اٹھ ہی گیا تھا۔ حالانکہ اس کا ارادہ کچھ دیر سونے کا تھا لیکن اماں کے جگانے پر وہ منع نہ کرسکا۔

"رات کو سکندر کی طرف گئے تھے؟ کیا حال ہے ان سب کا؟" اماں کے پوچھنے پر غزنی کے ذہن میں ایک بار پھر ساری رات کا واقعہ تازہ ہوگیا۔ اجیہ کو فون کرنا' اس کا دیکھ لینے کے بعد فون ریسیو نہ کرنا' رات گئے کہیں جانا اور حنین وغیرہ کا گھبرانا اور بوکھلانا۔

"اجیہ ملی' کیا کررہی تھی' کیسی تھی؟" اماں ایسی بے تابی سے پوچھ رہی تھیں جیسے کہ کئی عرصے سے اجیہ سے بچھڑی ہوئی ہوں۔ حالانکہ پچھلے ماہ ہی وہ پورا دن ان کے گھر گزار کر آئی تھیں اور بقول ان کے اجیہ کے ساتھ ان کا بہت اچھا وقت گزرا تھا۔

"سب ٹھیک تھے اماں' حنین بھی اور اجیہ بھی۔" اس نے جان بوجھ کر اجیہ کے گھر پر نہ ہونے کا ذکر اس لیے نہیں کیا تھا کہ وہ پہلے خود اس تمام معاملے کی تہہ تک پہنچنا چاہتا تھا اور چاہتا تھا کہ کیا وہ صرف کل رات گھر سے باہر تھی یا اس کا معمول ہے؟ اور اگر معمول ہے تو آخر وہ جاتی کہاں ہے۔

"اجیہ میرا پوچھ رہی ہوگی ناں؟" غزنی نے ان کے چہرے پر بکھری محبت اور امید کی آمیزش سے بنے اس جذبے کو چمکتے دیکھا تو دل ہی دل میں رنجیدہ سا ہوگیا کہ اماں کو اس گھر اور خاص طور پر اجیہ سے جس قدر امیدیں اور محبت ہے وہاں تو اس جذبے میں شدت کیا گرم جوشی تک بھی نظر نہیں آتی۔

"پچھلی دفعہ جب میں ان کے گھر گئی تھی ناں تو زبردستی انہوں نے مجھے شام تک روکے رکھا' ورنہ تمہیں تو معلوم ہے ناں کہ میں بھلا کہاں اتنا وقت گزارتی ہوں اپنے گھر سے باہر۔" پھر وہی پیار اور وہی محبت...... کبھی غزنی کو لگتا کہ اماں اجیہ کے اتنے محبت بھرے اور مہربان سلوک کے بارے میں جھوٹ بولتی ہے۔ پھر سوچتا کہ انہیں بھلا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت؟ اور اگر اجیہ سب سے لیے دیئے رہتی ہے تو کیا یہ شرط ہے کہ وہ اماں سے بھی بات نہ کرے' آخر کو دل سے دل کو راہ ہوتی ہے۔ اگر اماں اس سے اتنی محبت کرتی ہیں تو پھر اسے بھی تو جواب میں ان کا دل رکھنا ہی پڑتا ہوگا ناں۔

"جی اماں...... کل بھی آپ کا بہت پوچھ رہی تھی' کہہ رہی تھی کہ اتنا عرصہ ہوا تائی امی نے چکر کیوں نہیں لگایا...... ایسی کیا مصروفیت کہ وہ مجھے ہی بھول گئیں۔" ان کا دل رکھنے کو غزنی نے ایک اور جھوٹ کا سہارا لیا اور ان کے چہرے پر تو جیسے دیئے روشن ہوگئے۔

"سچ ہی تو کہتی ہے میں بھی کیسی بے مروت ہوں اتنے دن ہوئے اس کی خبر ہی نہیں لی...... اچھا آج کل میں تمہارے ابا سے پوچھ کر پروگرام بناتی ہوں کہ شام کو جاؤں اور پوری رات وہیں گزار کر آؤں...... بلکہ تم مجھے لینے آجاؤ۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے بس آج ہی ابا سے پوچھ لیں۔" وہ ان کی بے تابی پر مسکراتا ہوا واش روم چلا گیا اور اماں دل ہی دل میں اجیہ کی بلائیں لینے لگیں۔

❁......❁......❁......❁
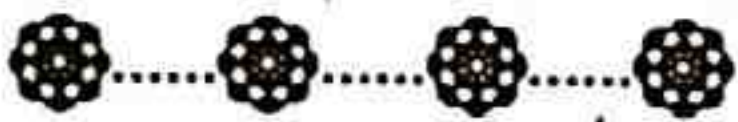
اجیہ اپنے بیڈ پر لیٹی تو آدھا گھنٹہ سونے کے لیے تھی لیکن لیٹتے ہی وہ ایک بار پھر اپنے بیڈ کے دائیں طرف لگی اس پینٹنگ میں کھوگئی جس میں ایک پرندہ باقی سارے غول کو پیچھے چھوڑے سب سے آگے اور سب سے اونچی اڑان پر تھا۔ یہ پینٹنگ اس نے یونیورسٹی سے آتے ہوئے ایک فٹ پاتھ سے خریدی تھی۔ وہ جب جب اس پینٹنگ کو دیکھتی اسے لگتا کہ سب سے آگے نکل جانے والا پرندہ وہ خود ہے جو تمام محرومیوں کو پیچھے چھوڑ کر سب سے آگے نکل گئی ہے۔ اتنا آگے کہ پھر سارا آسمان اس کے آگے ہاتھ پھیلائے خود میں سمونے کو تیار ہو۔ جہاں وہ آزاد ہو اور کچھ بھی کرسکتی ہو۔ ابھی وہ یہ سب سوچ رہی تھی کہ حنین اندر آئی اور دبے قدموں چل کر اس کے جاگنے یا سونے کے متعلق اس سے پہلے کہ کوئی رائے قائم کرتی

ایسی کی دمکتی آنکھوں نے اسے مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

''وہ دراصل امی پوچھ رہی تھیں کہ آج پکانا کیا ہے؟'' اس کی مسکراہٹ کھسیانی ہوئی۔

''بریانی' بابا صبح بغیر ناشتے کے گئے ہیں ناں...... آئیں گے تو سخت بھوک لگ رہی ہوگی۔''

''وہ تو ٹھیک ہے لیکن امی کہہ رہی ہیں کہ بابا تو آج سبزی وغیرہ کے پیسے دے کر ہی نہیں گئے نہ ہی کل وہ خود کچھ لائے تھے۔'' پیسے بابا نہیں دے کر گئے تھے لیکن شرمندہ حنین ہو رہی تھی۔

''کوئی بات نہیں جتنے پیسے لینے ہیں میرے بیگ میں والٹ پڑا ہے نکال لو...... اور سنو امی کو کہنا کہ اٹھ کر تیار ہو جائیں میں بھی اب آ کر ہی اگر ٹائم ہوا تو سو جاؤں گی۔''

وہ خود بھی تیار ہونے کے لیے اٹھ گئی اور چاہتی تھی کہ وقت پر پہنچ کر ٹیسٹ کروا لیے جائیں اور چیک اپ بھی تاکہ وہاں زیادہ دیر نہ رکنا پڑے۔ حنین نے اس کے والٹ سے دوپہر کے کھانے کی تیاری کے لیے پیسے لیے اور امی کو پیغام دے کر کچن میں چلی گئی۔

⚙......⚙......⚙......⚙

اربش ممی کو ان کے اسکول ڈراپ کر کے خود حسن کے گھر جا پہنچا تھا۔ اربش اور حسن بہت اچھے دوست تھے بلکہ اگر سب سے اچھے دوست کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا۔ اسکول کے زمانے سے اکٹھے تھے۔ ایک دوسرے کے مزاج کو بن کہے سمجھنے والے اور ہر قسم کی صورت حال میں ساتھ دینے والے بھی۔ آج اس کی گاڑی خراب تھی اور اسے اپنی والدہ کو لے کر آج ڈاکٹر ہمدانی کے پاس جانا تھا۔ اس لیے اس نے اربش سے درخواست کی تھی کہ اگر وہ فارغ ہے تو اپنی گاڑی چند گھنٹوں کے لیے اسے دے دے لیکن اربش صرف گاڑی دینے کے بجائے ڈرائیور کے طور پر خود چلا آیا تھا تاکہ وقت بھی اچھا گزرے گا اور وہ حسن سے مل لے گا۔ سو اس کے گھر پہنچنے سے پہلے ہی اس نے فون کال کر کے اسے کہہ دیا تھا کہ ریڈی ہو جائیں

اور اس نے گاڑی کے ہارن پر آنٹی کو لے کر باہر آ جانے اور ایسا ہی ہوا تھا۔ اسی لیے وہ لوگ اپنے مقررہ وقت سے بھی پہلے ڈاکٹر ہمدانی کے کلینک جا پہنچے اور چونکہ ابھی ان کے طے شدہ وقت میں کچھ دیر تھی لہٰذا وہ تینوں ویٹنگ ہال میں داخل ہوئے۔ آنٹی اور حسن کے اندر جانے کے بعد اربش اندر قدم رکھتے رکھتے ٹھٹک گیا۔

بالکل سامنے صوفے کی دائیں سائیڈ پر کہنی ٹکائے ہتھیلی پر سر رکھے وہ لڑکی بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی اور نیند میں بھی ایسا لگتا تھا اردگرد سے بے نیاز سکون سے سونے کا ٹائم ابھی ہی ملا تھا۔ آدھا چہرا بالوں میں چھپا ہوا تھا۔ دوسرے گال پر ہتھیلی کو تکیے کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ لیکن پھر بھی چہرے کی دمکتی رنگت بڑا خوش کن تاثر دے رہی تھی اور سب سے بڑھ کر کوئی عمر رسیدہ مرد یا خاتون یوں کہیں بیٹھے بیٹھے سو جائیں تو معمولی بات ہے لیکن یوں کسی لڑکی کو اتنے سارے لوگوں کے درمیان سوتے دیکھنا منفرد واقعہ تھا۔ کچھ دیر رک کر اس نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے پھر گہری سانس لے کر اس لڑکی کو دیکھ کر مسکرایا اور اپنے بیٹھنے کی جگہ کی تلاش میں ہال میں نظریں دوڑانے لگا۔ لیکن اتفاق کی بات کہ پورے ہال میں اگر کوئی جگہ خالی تھی تو اسی لڑکی کے ساتھ باقی تمام صوفوں پر لوگ اپنی اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے تھے اور اربش کے لیے اس ''سلیپنگ بیوٹی'' کے ساتھ بیٹھنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔

(باقی ان شاءاللہ آئندہ ماہ)

چاند چندا اور چاندنی
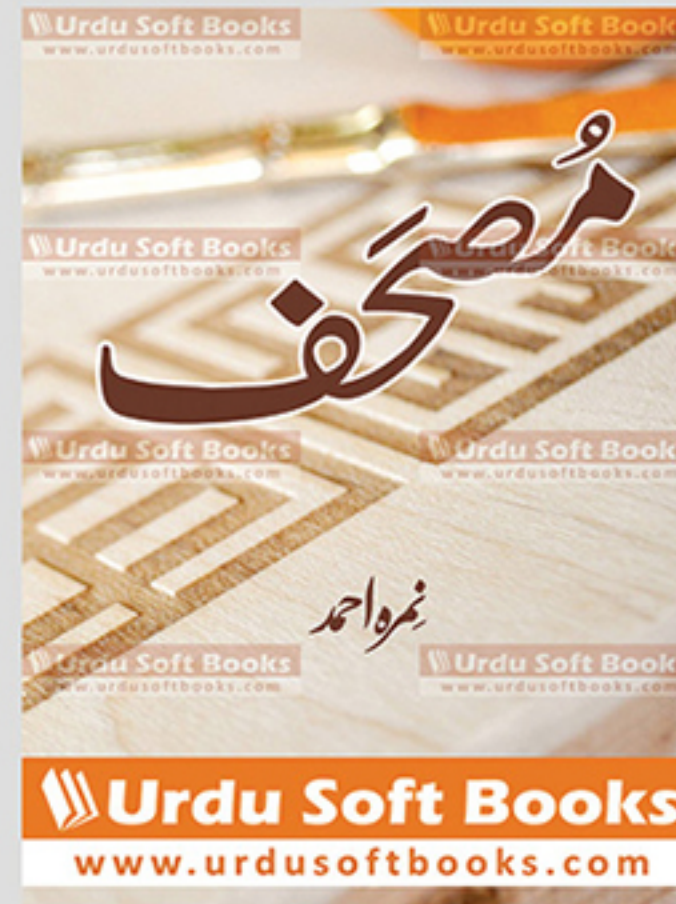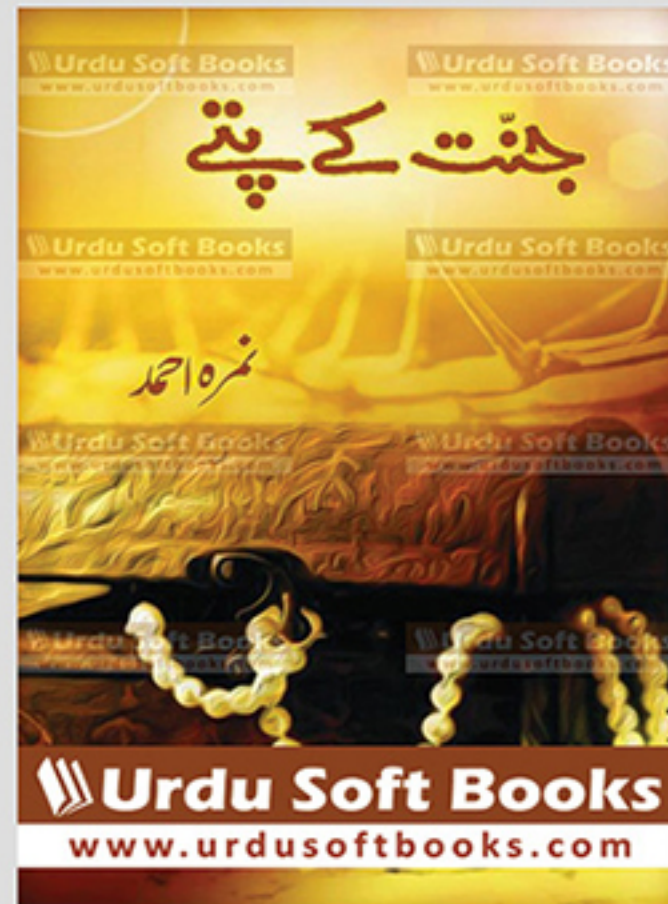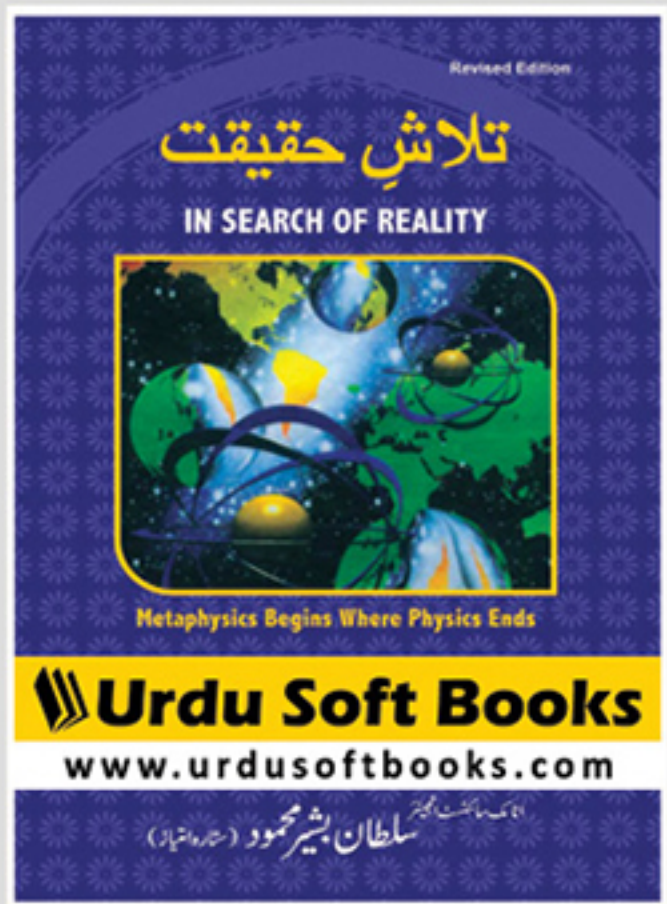
سباس گل

نہ بجھا چراغ دیار دل نہ بچھڑنے کا تو ملال کر
تجھے دے گئی جینے کا حوصلہ میری یاد رکھ لے سنبھال کر
یہ بھی کیا کہ ایک ہی شخص کو کبھی سوچنا، کبھی بھولنا
جو نہ بجھ سکے وہ دیا جلا جو نہ ہوسکے وہ کمال کر

''اماں! چاند دیکھا آپ نے؟'' چاند نے طاہرہ بیگم کے پاس تخت پر بیٹھتے ہوئے پوچھا وہ جو شیر خورمے کے لیے بادام کاٹ رہی تھیں۔ اسے دیکھتے ہوئے بولیں۔

''پچیس برس سے دیکھ رہی ہوں تجھے۔''

''یہ چاند تو آپ نے چرایا تھا ناں، میں تو اس چاند کی بات کررہا ہوں جو اللہ نے نکالا ہے آسمان پر عید کا چاند وہ دیکھا آپ نے؟'' چاند نے بادام کی گری اٹھا کر منہ میں ڈالتے ہوئے استفسار کیا۔

''میری دور کی نظر کمزور ہے مجھے کیا دکھے گا عید کا چاند۔''

''قریب کی نظر تو سلامت ہے نا، تو مجھے غور سے دیکھ لو اور یہ بتاؤ کے اس چاند سے بیٹے کو چندا کا دلہا کب بنارہی ہو؟'' وہ مسکراتے ہوئے شوخ لہجے میں بولا۔

طاہرہ بیگم نے تقریباً چھ فٹ لمبے، گورے چٹے ہلکی سی بڑھی ہوئی شیو میں سیاہ روشن آنکھوں والے اپنے خوبرو وسیم ارشد عرف چاند کو پیار سے دیکھا۔

''بہت شوق ہے تجھے دلہا بننے کا؟''

''نہیں شوق تو مجھے ابا بننے کا ہے چاند ستاروں جیسے بچوں کا۔'' وہ شوخ و شریر لہجے میں بولا۔

''تو مشتری سے شادی کرلے۔'' وہ بولیں۔

''اماں...... مذاق نہیں کریں ناں۔ ہمارے سارے دوست بیوی کے بعد بچوں والے بھی ہوگئے ہیں اور ہم ابھی تک ایک عدد منگیتر لیے بیٹھے ہیں۔ اسے بھی ترقی دیجیے اور ہماری زوجہ محترمہ بھی مسز چاند...... بنا دیجیے۔'' چاند نے بہت مؤدب لہجے میں کہا تو وہ اسے دیکھتے ہوئے بولیں۔

''بڑی ادبی زبان بول رہا ہے چکر کیا ہے؟''

''چکر تو تب آئیں گے جب ہمارا بیاہ ہوگا اور آپ ہونے نہیں دیتیں۔''

''اے ہے دیکھ تو کیسا بے شرم ہوگیا ہے ماں کے سامنے اپنے منہ سے شادی، بیوی، بچوں کی باتیں کررہا ہے۔''

''ہر کوئی شادی بیاہ کی باتیں اپنے منہ سے ہی کرتا ہے۔ پیر سے تھوڑی کرتا ہے۔'' چاند نے فٹ سے

جواب دیا۔

"چل اٹھ یہاں سے اور جا کے مجھے تازہ دودھ اور چاول لا کر دے۔ شیر خورمہ پکاؤں گی میں۔" طاہرہ بیگم نے اسے گھر کا اور ذرا حکمیہ لہجے میں کہا تو وہ فوراً بولا۔

"پکانے کے علاوہ کچھ آتا بھی ہے آپ کو۔"

"کیا بولا؟" ان کی سمجھ میں نہیں آئی تھی اس کی بات کی گہرائی اور معنی فوراً پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

اسی وقت اس کی منگیتر بیس سالہ خوب صورت سی چندا سجی سنوری ہاتھوں میں مٹھائی کا ڈبہ اٹھائے صحن کے کھلے دروازے سے پردہ ہٹاتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی اور ان کی طرف آتے ہوئے بولی۔

"خالہ..... آپ کو شیر خورمہ پکانے کی ضرورت نہیں ہم پورے تیس کلو دودھ کا شیر خورمہ پکا رہے ہیں۔ محلے میں بھی تقسیم کریں گے اور میں آپ کو آپ کی وہ دودھ والی پتیلی بھر کے دے جاؤں گی۔"

"کیوں بھئی تمہارے گھر میں کیا دودھ کی نہر نکل آئی ہے جو تیس کلو دودھ کا شیر خورمہ پکایا جا رہا ہے۔" چاند نے اس کے چہرے کو دلچسپی اور تجسس سے دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ مسکرا کر اترا کر بولی۔

"یہی سمجھ لو۔"

"آج کل ٹی وی، اخبار میں بھی بہت خبریں آ رہی ہیں کہ دودھ میں میدہ، چونا اور پتا نہیں کون کون سے کیمیکل اور پاؤڈر ملا کر دودھ بنایا اور بیچا جا رہا ہے مضر صحت ہوتا ہے ایسا دودھ۔ تم لوگوں نے کہاں سے خریدا ہے سچ بتانا؟" چاند نے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ہم نے تو کہیں سے نہیں خریدا مفت ملا ہے۔"

"تو کیا سچ مچ تمہارے گھر میں دودھ کی نہر نکل آئی ہے؟" طاہرہ بیگم نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے دائیں ہاتھ سے اپنی ٹھوڑی کو پکڑ کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ وہیں تخت کے کنارے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"ارے نہیں خالہ..... ابا کے دوست ہیں رسول بخش گاؤں میں ہوتے ہیں۔ بھینسوں کا باڑہ ہے ان کا اپنا تو انہوں نے ہی بھجوایا ہے اتنا سارا دودھ۔ خالص ہے ایک دم، عید کی خوشی میں بھیجا ہے انہوں نے۔"

"اچھا..... اور تم کیا بھیج رہی ہو انہیں عید کی خوشی میں؟"

"میں کیوں کچھ بھیجنے لگی؟" چندا منہ بسور کر بولی۔ "وہ ابا کے دوست ہیں ان کا جو دل چاہے گا وہ انہیں بھیج دیں گے۔ بہت پیسے والے لوگ ہیں وہ پچاس، ساٹھ تو ان کی گائیں، بھینسیں ہیں اور بتا رہے تھے کہ گھر بھی بڑا سارا اور نیا بنایا ہے انہوں نے۔"

"تم نے چوڑیاں ابھی سے پہن لیں چندا؟ عید تو صبح ہے ناں؟" چاند نے اس کے ابا کے دولت مند دوست کی باتوں سے تنگ آتے ہوئے اس کے ہاتھوں میں لال ہری چوڑیوں کو دیکھ کر موضوع بدل کر پوچھا۔

"ہاں وہ چاچا رسول بخش ہے ناں، اس نے ہم سب گھر والوں کے واسطے عید کے کپڑے بھی بھجوائے ہیں۔ مٹھائی، سویاں اور میرے لیے دو ڈبے چوڑیوں کے بھی بھیجے ہیں۔ قسم سے اس میں ہر رنگ کی بڑی سوہنی چوڑیاں ہیں میرے ہر جوڑے کے ساتھ میچنگ کرتی ہیں، میچنگ جھمکے اور جوتے بھی بھیجے ہیں میرے لیے۔" چندا چیزوں کے ملنے پر خوشی سے کھلی جا رہی تھی اور اس کی یہ خوشی اس کے ہر ہر لفظ سے جھلک رہی تھی۔ چاند اور طاہرہ بیگم نے بہت غور سے اس کو دیکھا، سنا اور سمجھا تھا کہ اس کی باتوں کے اندر چھپے معنی کیا ہیں؟

"تیرے واسطے اتنا خاص کیوں بھیجا، مطلب اتنا کچھ کیوں بھیجا اس نے؟ کیا نام بتایا تھا؟" طاہرہ بیگم اسے دیکھتے ہوئے بولیں۔

"رسول بخش۔" چندا نے فوراً جواب دیا۔

"ہاں رسول بخش کا کوئی بیٹا بھی ہے کیا؟"

"جی ہے خالہ! ایک بیٹا دبئی میں رہتا ہے وہیں شادی کر کے سیٹ ہو گیا تھا۔ دوسرا بیٹا خدا بخش ہے جو کنوارہ ہے۔"

"عمر کیا ہوگی اُن خدا بخش کی؟"

"چالیس، اکتالیس کا تو ہوگا ہی۔" چندا نے مسکرا کر بتایا۔

"تم نے دیکھا ہے اسے؟"

"نہیں، امی ابا نے بتایا تھا وہ گئے تھے ان کے گھر بڑی خاطر تواضع کی تھی انہوں نے امی ابا کی۔"

"ابھی تک کنوارہ کیوں ہے وہ؟" طاہرہ بیگم نے اگلا سوال کیا۔ "جب اتنا پیسہ ہے تو بیاہ کیوں نہ کیا اب تک؟"

"خالہ...... یہ تو آپ بھی جانتی ہوں گی کہ نکاح، بیاہ اور موت کا جو وقت لکھا ہے اسی وقت یہ سب ہوگا ناں، نہ ایک منٹ آگے نہ ایک منٹ پیچھے۔" چندا نے تیزی سے کہا۔

"یہ سب بتانے آئی تھی؟"

"نہیں خالہ...... وہ تو بات سے بات نکلتی چلی گئی میں تو چاندرات مبارک کہنے آئی تھی اور یہ مٹھائی دینے آئی تھی اور ساتھ یہ بتانے آئی تھی شیر خورمہ کل ہمارے گھر سے پتیلا بھر کے آجائے گا آپ کے گھر آپ مت پکانا۔" چندا نے مٹھائی کا ڈبہ ان کے آگے رکھتے ہوئے تیزی سے بتایا تو چاند نے بڑے ضبط سے پوچھا۔

"بڑی مہربانی تمہاری اور کچھ؟"

"کیا مطلب؟" چندا نے بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"مطلب یہ کہ سب کچھ سنا دیا ہمیں خدا بخش کے بارے میں اور کوئی بات ہمارے کانوں میں ڈالنا ہو تو وہ بھی ڈال دو۔ ویسے حیرت ہے تمہارے اماں ابا نے خود کیوں نہیں کہا یہ سب یہاں آکر۔ تمہیں بھیج دیا اپنے منگیتر کے گھر اس خیال سے کہ تمہاری لگائی چوٹ گہری لگے گی، سمجھ میں بھی بیٹھے گی۔" چاند نے اس کے چہرے کو سنجیدگی اور تاسف زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ کھسیانی ہو کر بولی۔

"پتا نہیں تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں تو اپنی خالہ کے گھر آئی ہوں یہ مٹھائی عید اور چاندرات کی خوشی میں۔"

"واقعی...... یا کسی اور خوشی میں؟" چاند نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا تو وہ بوکھلا گئی۔

"تم شک کر رہے ہو ناں؟" وہ سنبھل کر بولی۔ "خود تو مجھے عید کا کوئی تحفہ تک نہیں دیا۔ چوڑیاں نہیں دلوائیں۔ عیدی بھیجی تو وہ بھی تمہارے لیے وہ کیا کسی محلے دار نے بھجوائی تھی میرے نام سے؟ بات کرتی ہے عیدی نہیں بھیجی۔" چاند نے چڑ کر کہا تو وہ بولی۔

"منگیتر کی بھیجی عیدی اور ابا کے دوست کے گھر سے آئی عیدی میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ تمہاری بھیجی عیدی پر تو کسی کی نظر بھی نہ گئی ہر طرف خدا بخش کے بھیجے تحفوں کا ڈھیر لگا ہے گھر میں ہر چیز میرے کپڑوں کی میچنگ کرتی آئی ہے۔ بھلا تین رنگ کا کپڑا، جوتا اور گہنا بھی سجتا ہے کیا؟ مجھے تو ہر چیز میچنگ کی ہی اچھی لگتی ہے۔"

"اماں......! میں ذرا دودھ چینی وغیرہ لے آؤں آپ بیٹھ کر اپنی نہ ہونے والی بہو سے کسی کی دولت اور تحفوں کے قصے سنیں۔" چاند یہ کہہ کر چلا گیا۔ چندا اسے یوں جاتا دیکھ کر بولی۔

"لو اسے کیا ہوگیا پیسے والوں سے سب ہی جلتے ہیں۔ آپ بتاؤ خالہ! پیسے کے بغیر بھی بھلا کوئی خوشی یا خواہش پوری ہوئی ہے کبھی؟ غربت، سفید پوشی میں بندہ ذرا ذرا سی چیز کے لیے ترستا رہے۔ پیسہ پاس ہو تو جو دل چاہا خرید لیا۔ یہ رونا نہیں ہوتا کہ آج اگر مرغ پلاؤ کھا لیا ہے تو کل چولہا کیسے جلے گا۔ ہانڈی روٹی کیسے پوری پڑے گی۔"

"یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے چندا!" طاہرہ بیگم بولیں۔

"خالہ...... نصیب انسان خود بناتا ہے جانتے بوجھتے کنویں میں کوئی نہیں کودتا اگر اسے پھولوں سے بھرا مہکتا باغ نظر آرہا ہو تو وہ جنگل بیابان میں تھوڑی جائے گا۔"

"ہاں بیٹی ٹھیک کہتی ہو تم۔"

"خیر میں چلتی ہوں...... خالہ چاند مبارک ہو آپ کو۔"

"یہ چاند کسے مبارک ہوتا ہے یہ تو آنے والا کل ہی بتائے گا۔ خیر اللہ تجھے خوش رکھے جس کسی کے ساتھ بھی رکھے اور یہ چاند ہم سب کو مبارک کرے۔" طاہرہ بیگم نے سنجیدگی سے کہا۔ اس کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے دعا دی اور اس کے جانے کے بعد وہ کتنی دیر تک

چندا کی باتوں پر غور کررہی تھیں اور بالآخر کسی نتیجے پر پہنچ ہی گئی تھیں۔

⁂

چندا ان کے ہمسائے میں رہتی تھی۔ صفیہ اور لقمان کی تیسری بیٹی تھی۔ لقمان کی کپڑوں کی دکان تھی۔ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔ بس گزارہ ہی ہورہا تھا۔ دو بیٹیوں کی فرخندہ کی خالہ کے بیٹے سے اور چندا کی چاند یعنی وسیم ارشد سے سال پہلے منگنی ہوئی تھی۔

وسیم کا باپ ارشد رفیق ورکشاپ چلاتا تھا اور وسیم چونکہ اس کا اکلوتا بیٹا تھا اس لیے اسے بی اے تک کالج میں پڑھایا بھی تھا۔ آج کل چاند (وسیم ارشد) ایم اے کے امتحان کی پرائیویٹ تیاری کے ساتھ ساتھ موبائل فون اور ایزی لوڈ کی دکان چلا رہا تھا۔ چونکہ دکان محلے میں تھی لہذا خوب چل رہی تھی اور قریب ہی مین روڈ مارکیٹ کا راستہ ہونے کی وجہ سے بھی آتے جاتے لوگ اس سے بیلینس لوڈ کروایا کرتے۔ گرمی سردی موسم کے لحاظ سے اس نے دکان میں کولڈ ڈرنک، جوس، آئس کریم وغیرہ بھی رکھنا شروع کردیں تھیں۔ اس کی یہی کامیابی دیکھ کر صفیہ اور لقمان نے رشتے کے لیے فوراً ہاں کردی تھی۔ پھر چاند ان کا دیکھا بھالا لڑکا تھا۔

چندا، چاند اور چاندنی ایک ساتھ ایک ہی محلے میں پلے بڑھے تھے ساتھ کھیلے تھے۔ چاندنی اپنی بیوہ ماں اور گیارہ سالہ بھائی کے ساتھ اسی محلے میں رہتی تھی۔ بارہ جماعتیں پاس کرکے محلے کے بچوں کو ٹیوشن پڑھاتی اور اس کی ماں بچوں کو قرآن پاک پڑھانے کے ساتھ ساتھ کپڑے سلائی کرکے اپنا گھر چلانے میں ایسی مگن ہوئی تھی کہ انہیں خوشی کا نام بھی یاد نہیں رہا تھا۔ چاند چونکہ اکلوتا تھا اس وجہ سے روپے پیسے کی کمی زیادتی کا کوئی جھنجھٹ بھی نہ تھا۔ ارشد رفیق ورکشاپ سے چاند موبائل کی دکان سے اچھا کما لیتے تھے۔ یہی دیکھ کر چندا بھی مان گئی تھی کہ لمبی چوڑی سسرال کا بکھیڑا بھی نہیں تھا۔

چندا کو اپنی من مانی کرنے اور من چاہی چیزیں خریدنے کا بچپن سے چیزیں لینے کا بہت شوق تھا اور چاند سے شادی کرکے اپنی خواہش پوری کرنے میں اسے آسانی نظر آرہی تھی چاند کو بھی وہ پسند تھی۔ میٹرک پاس تھی۔ چندا کو سجنے سنورنے کا شوق بچپن سے ہی تھا۔ کبھی کبھی چاند کو اس کا امیر لوگوں کو حسرت بھری نظروں سے دیکھنا کھٹکنے لگتا تھا۔

لقمان کا دوست رسول بخش اپنے بیٹے خدا بخش کے ساتھ ایک دن اس کے گھر آ گیا۔ انہیں اپنے بیٹے کے لیے چندا بہت پسند آ گئی تھی۔ اگلے چکر میں پھلوں اور تحفوں سے لدے ہوئے آئے اپنی دولت کی ریل پیل کا جلوہ کرایا اور باتوں باتوں میں خدا بخش کے لیے چندا کا ہاتھ مانگ لیا۔ صفیہ اور لقمان کو تو جیسے قارون کا خزانہ ہاتھ لگ گیا تھا۔ جب چندا نے اس رشتے کے لیے سنا تو وہ بھی فوراً مان گئی کیونکہ جب لوگ ملنے آتے وقت اتنے لوازمات، تحائف لاتے تھے ان کے گھر میں روپے پیسے کی کتنی فراوانی ہوگی یہی خیال چندا کو نہال کررہا تھا اور اس نے بڑے طریقے سے طاہرہ بیگم اور چاند کو خدا بخش کے بارے میں بتادیا تھا کیونکہ عید کے تیسرے دن چندا اور خدا بخش کی منگنی ہونا تھی اور مہینے بعد شادی طے پائی تھی۔ چاند، چندا اور چاندنی تینوں ایک دوسرے کے حالات و خیالات سے واقف تھے۔ بچپن، لڑکپن کا ساتھ تھا جو بلوغت تک آتے آتے محدود ہوگیا تھا۔ وہ اور ان کے گھر اپنے آپس میں ہمیشہ ایک دوجے کے دکھ سکھ، خوشی غمی کے ساتھی رہے تھے۔

"پیسہ خواہش پوری کرسکتا ہے خواب نہیں۔ پیسہ ہر کسی کو مل جاتا ہے لیکن پیار کسی کسی کو ملتا ہے۔ بلکہ صرف اسی کو ملتا ہے جس کے نصیب نیک ہوں۔" چاندنی نے چندا کو سمجھایا تھا۔

"پیٹ میں روٹی نہ ہو، جیب میں پیسہ نہ ہو تو پیار بھی دبے پاؤں پتلی گلی سے باہر نکل جاتا ہے۔" یہ چندا کا خیال تھا۔

⁂

آج عید کا دن تھا۔ محلے میں ہلچل کافی تھی۔ مرد نماز کی ادائیگی کے لیے مساجد میں گئے ہوئے تھے۔ خواتین اور

بچے گھروں میں تیار ہو رہے تھے۔ سویاں شیر خورمہ بانٹ رہے تھے۔ چاند بھی نماز عید کے لیے گیا ہوا تھا۔ طاہرہ بیگم نے بھی نئے کپڑے پہن کر عید کی نماز ادا کی تھی۔ ارشد رفیق بھی چاند کے ہمراہ نماز عید کے لیے نکلے تھے۔ طاہرہ بیگم نے شیر خورمہ پکایا اور پیالیوں میں ڈال کر میووں سے سجا کر ٹرے میں رکھا تھا۔ اوپر کروشیے کا ٹرے کور ڈھانپ دیا تھا۔ محلے میں آس پاس کے چند گھروں میں وہ شیر خورمہ دینے جانے کا سوچ ہی رہی تھی کہ چندا اپنے چھوٹے بھائی عدنان کے ساتھ بجی سنوری چلی آئی۔ گہرے گلابی رنگ کے جارجٹ کے کام دار سوٹ میں میچنگ چوڑیاں دونوں ہاتھوں میں بجی تھیں۔ میچنگ ہیل والی جوتی پہنی ہوئی تھی اور میچنگ جیولری سیٹ پہن رکھا تھا۔ گہری گلابی لپ اسٹک ہونٹوں پر جمی تھی۔ ناخن گہری گلابی رنگ کی نیل پالش سے رنگے ہوئے تھے۔ سر سے پاؤں تک وہ گلابی رنگ میں رنگی ہوئی تھی اور یہ رنگ اس کی گوری رنگت پر بہت ہی خوب رہا تھا۔

"السلام علیکم خالہ! عید مبارک ہو۔" چندا نے انہیں دیکھتے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم سلام ماشاءاللہ! جیتی رہ، تجھے بھی عید مبارک ہو چندا! یہ خدا بخش کی بخشی ہوئی سوغات پہنی ہے نا تو نے؟" طاہرہ بیگم نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"ہاں خالہ...... ہے نہ شاندار؟"

"ہاں ہاں بہت شاندار ہے۔ بہت پیاری لگ رہی ہے تو۔" طاہرہ نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور دل سے سراہا تو وہ بہت خوش ہو کر بولی۔

"کپڑے، جوتے، جیولری، چوڑیاں، لپ اسٹک ہر چیز میچنگ ہو تب ہی اچھی لگتی ہے ناں خالہ؟"

"ہاں بیٹی...... ٹھیک کہا جو چیز تمہارے ساتھ اچھی لگے تم پر سجتی، بجتی ہو وہی لو۔ جو میچ نہ کرے اسے لینے کا کیا فائدہ؟" طاہرہ بیگم نے ذومعنی بات کہی تو وہ فوراً بولی۔

"اور کیا خالہ...... خالہ یہ شیر خورمہ رکھ لیں دیگچی بعد میں بھیج دینا۔" چندا نے عدنان کے ہاتھوں سے دیگچی لیتے ہوئے کہا تو وہ ٹرے کی طرف اشارہ کرکے بولی۔

"میں نے پکا لیا تھا شیر خورمہ دیکھ بانٹنے ہی جا رہی تھی محلے میں کہ تو چلی آئی۔"

"تو خالہ رکھ لو نا میں نے کہا بھی تھا کہ میں دے جاؤں گی۔"

"نہ بی بی نہ...... ہمیں خدا بخش کی بخشش نہیں چاہیے ہماری حیثیت دیگچی جتنی نہیں ہے۔ ہماری حیثیت صرف ایک پیالی جتنی ہے تو یہ واپس لے جا۔" طاہرہ بیگم نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہ شرمندگی سے بولی۔

"امی ابا کو برا لگے گا خالہ آپ یہ واپس کرو گی تو۔"

"یہ سوغات واپس کرنے کا برا لگے گا ان کو اور وہ جو رشتے کی بنی بات سے واپس ہو لیے۔ اپنے قول سے پھر گئے۔ تجھے بھیج رہے ہیں ہمیں یہ بتانے، سمجھانے کو کہ تمہیں بہت بہتر رشتہ مل گیا ہے لہٰذا تم اپنا چاند اپنے پاس رکھو...... ان کو برا نہیں لگ رہا اپنی بیٹی کو یوں اپنی پہلے سے طے شدہ سسرال میں ... سب باتیں کرنے کو بھیجتے ہوئے...... تو چل آ میرے ساتھ میں بات کرتی ہوں تیری اماں باوا سے۔" طاہرہ بیگم کو تو ایک دم سے غصہ آ گیا۔ بولتے بولتے ایک دم سے اس کا بازو پکڑا اور گھر سے باہر نکل گئیں۔ عدنان دیگچی اٹھائے پیچھے دوڑا تھا۔ تین گھر چھوڑ کر چندا کا گھر تھا۔ وہ ایک منٹ میں اس کے گھر میں موجود تھیں۔ صفیہ اور لقمان انہیں یوں اچانک اپنے گھر میں دیکھ کر بوکھلا گئے۔

"بھائی لقمان، صفیہ بہن، اپنے اندر اتنی جرأت نہیں ہے کہ رشتہ ختم کرنے کی بات کہہ سکو ہم سے جو بیٹی کو آگے کر رکھا ہے...... شرم و حیا کا سبق سب بھول گئے تم دونوں؟ بیٹی کو کہیں اور بیاہنے چلے ہو اور پہلا رشتہ ختم کرنے کی بات کرتے ہوئے تمہیں لاج آتی ہے۔ برسوں پرانا تعلق ہے ہمارا۔ پھر بھی تم دونوں منہ چھپا کے گھر میں گھسے بیٹھے ہو اور چندا کو بھیج رہے ہو کہ وہ ہمارے کانوں تک خدا بخش کی مہربانیاں اس کی دولت کی کہانیاں پہنچا دے۔"

"ایسی بات نہیں ہے بھابی۔" لقمان بوکھلا کر بولا۔

"تو کیسی باتیں کر رہی ہے؟" طاہرہ بیگم غصے سے بولیں۔
"ہم بتانے ہی والے تھے کہ ہمیں چندا کے لیے اچھا بر مل گیا ہے۔" صفیہ نے دبی دبی آواز میں کہا۔
"سارا کچھ طے کرکے کیا بتانے والے تھے؟" طاہرہ بیگم غصے سے بولیں۔ چندا شرمندہ سی اندر چلی گئی۔ عدنان باہر نکل گیا تھا۔
"بھابی...... بیٹی کے واسطے اچھا بر ڈھونڈنا ماں باپ کا فرض ہے اس واسطے تو......"
"اس واسطے تم نے چاند کو چھوڑ کر خدا بخش سے اس کی شادی طے کردی۔ کل خدا بخش سے زیادہ مال دار آدمی مل جائے گا تو تم چندا کو خدا بخش سے طلاق دلوا کر اس سے شادی کروا دو گے اس کی۔" طاہرہ بیگم غصے سے بولیں تو صفیہ نے تیز لہجے میں کہا۔
"ہماری بیٹی ہے چندا...... ہمیں اس کے لیے جو اچھا لگے گا ہم وہی کریں گے۔"
"ہاں یہ تو مجھے پتا ہے پہلے تمہیں چندا کے لیے میرا چاند اچھا لگ گیا تھا۔ اب خدا بخش اچھا لگنے لگا ہے۔ اللہ نصیب نیک کرے چندا کے میری دلی دعا ہے اس کے لیے۔" طاہرہ بیگم نے تیزی سے جواب دیا وہ دونوں شرمندگی سے نظریں چرا رہے تھے۔
"بھابی...... ہمیں معاف کردینا ہم نے آپ کا دل دکھایا۔" لقمان نے مردتا کہا تو وہ مسکرا کر بولیں۔
"عید کا دن ہے اس لیے سب معاف کیا پر میری ایک بات یاد رکھنا دونوں کہ بیٹی کو رشتے جوڑنے رکھنے رشتے بنائے رکھنے کا سبق دینا چاہیے نہ کہ رشتے توڑنے اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں نکلنے کا راستہ دکھانا چاہیے سمجھے۔"
"جی۔" لقمان کے لہجے میں شرمندگی تھی۔ طاہرہ بیگم وہاں سے اپنے گھر چلی آئیں تو چاندنی سویاں دینے آ گئی۔
"سلام خالہ!" چاندنی لان کے گلابی پرنٹڈ شلوار قمیص دوپٹے میں سادہ مگر بہت دلکش اور حسین لگ رہی تھی۔
"وعلیکم سلام! چاندنی کیسی ہے تو؟"
"میں ٹھیک ہوں خالہ یہ سویاں لائی ہوں آپ کے لیے عید مبارک۔" چاندنی نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے پلیٹ ان کی جانب بڑھا دی۔
"خیر مبارک۔" طاہرہ بیگم نے پلیٹ اس کے ہاتھ سے لے کر میز پر رکھی اور اسے محبت سے گلے لگالیا اور دعائیں دینے لگیں۔
"خوش رہ، جیتی رہ اللہ نصیب اچھے کرے تیرا۔"
"ایک غریب بیوہ عورت کی بیٹی کے نصیب بھی کبھی اچھے ہوئے ہیں خالہ؟" چاندنی نے افسردگی سے کہا۔
"لو کیوں نہیں ہوئے ہوں گے تیرے نصیب بہت نیک ہوں گے ان شاء اللہ۔" طاہرہ بیگم نے اسے یقین دلاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔
"باپ کو دہشت گردی نگل گئی اور ماں کو اس کی جدائی اور میری شادی کی فکر نے آدھا کردیا ہے نصیب اچھے ہوں تو یہ سب تھوڑی ہوتا ہے خالہ۔" چاندنی کے خوب صورت چہرے پر گہری اداسی چھائی ہوئی تھی۔ طاہرہ بیگم پل بھر کو چونکیں پھر اس کے سر پر دست شفقت رکھ کر بولیں۔
"اچھا بس یوں دکھی اور مایوس نہیں ہوا کرتے نہ ہی اللہ سے شکوہ گلہ اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ آج تو عید ہے ناں عید کے دن تو خوش ہونا چاہیے نا تجھے۔"
"خالہ...... خوشی بھی نصیب سے ملتی ہے پھر چاہے عید کی ہو یا بیاہ شادی کی خوش حالی کی ہو۔" چاندنی کا لہجہ بدستور اداس تھا۔
"اچھا بیٹھ میں تیرے واسطے شیر خورمہ لاتی ہوں کھا کے جا۔"
"نہیں خالہ مجھے ابھی اور گھروں میں بھی سویاں بانٹنی ہیں۔"
"اچھا تو یہ پیالہ لے جا یہ تمہارا حصہ ہے میں بھی آنے ہی والی تھی اور اپنی ماں سے کہیو میں آؤں گی شام میں تمہارے گھر۔" طاہرہ بیگم نے ٹرے میں سے شیر خورمہ کا پیالہ اٹھا کر پلیٹ سے ڈھانپ کے اسے دیتے

ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے خالہ کہہ دوں گی۔" وہ پیالہ لے کر واپس پلٹی تو چاند دروازے سے گھر میں داخل ہو رہا تھا۔ سفید براق کرتے شلوار اور پشاوری چپل میں وہ بہت سجیلا اور خوبرو دکھائی دے رہا تھا۔

"السلام علیکم!" چاندنی نے اسے دیکھتے ہی اخلاقاً سلام کیا۔

"وعلیکم سلام! تم یہاں؟"

"جی وہ میں خالہ کے لیے سویاں لائی تھی۔" وہ نروس سی ہو کر بولی۔

"صرف خالہ کے لیے؟" چاند نے اس کے چہرے پر پھیلی اداسی اور گھبراہٹ کو دلچسپی سے دیکھتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا۔

"آپ بھی کھا لیجیے گا۔" یہ کہہ کر چاندنی سائیڈ سے ہو کر دروازے سے باہر نکل گئی۔ وہ حیران رہ گیا کہ یہ وہی چاندنی ہے جو کبھی چہکتی بولتی تھی اور آج اتنی افسردہ دکھائی دے رہی تھی۔

"عید مبارک تو کہا ہی نہیں اور چلی گئی۔" چاند بولا۔

"اس نے نہیں کہا تو تو کہہ دے عید مبارک۔ ماں کو عید مبارک کہنا منع ہے کیا؟" طاہرہ بیگم نے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ارے نہیں ماں! بہت بہت عید مبارک ہو میری عید تو آپ کے دم سے ہی ہے ناں۔" چاند نے آگے بڑھ کر ان سے گلے ملتے ہوئے کہا۔

"تجھے بھی عید مبارک ہو میرے چاند! اللہ تجھے خوشیوں سے نہال مالا مال کرے۔" طاہرہ بیگم نے اس کا ماتھا چوم کر دعا دی۔

"آمین۔" وہ خوش ہو کر بولا۔

"تیرے ابا کہاں رہ گئے؟" وہ دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھیں۔

"مسجد میں ان کو سب محلے دار، دوست یار مل گئے تھے سب سے عید ملنے میں لگ گئے پھر مجھے کہنے لگے تو گھر جا میں ذرا مولوی برکت اللہ سے کچھ بات کر کے آتا ہوں تھوڑی دیر تک۔" چاند نے مسکراتے ہوئے بتایا تو وہ خوش ہوتے ہوئے بولیں۔

"اچھا اچھا! اللہ خیر رکھے، برکت رکھے۔ آ جا تو تو بیٹھ اور شیر خورمہ کھا لے۔"

"کس کے گھر کا؟" وہ برآمدے میں بچھی چارپائی پر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"اپنے گھر کا۔" وہ فریج میں سے پانی نکالتے ہوئے بولیں۔

"پھر ٹھیک ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے پیالی ان کے ہاتھ سے لے لی۔

"چاند بیٹا...... چل تیار ہو جا چاندنی کے گھر جانا ہے۔" طاہرہ بیگم عصر کی نماز کے بعد تیار ہوئی اس سے کہہ رہی تھیں۔

"خیر تو ہے؟" اس نے تحیر آمیز نظروں سے اپنے ماں باپ کو دیکھا جو جانے کے لیے تیار کھڑے تھے اور مسکرا رہے تھے۔

"خیریت ہے بیٹا، عید کا دن ہے عید ملنے جا رہے ہیں اور صبح چاندنی آئی تھی ناں تو عیدی دینا یاد ہی نہیں رہا مجھے اسے عیدی بھی تو دینی ہے ناں۔" طاہرہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں۔

"تو ابا کیوں ساتھ جا رہے ہیں؟"

"تیری بارات لے کر جا رہے ہیں پتر او ئے تو کیا ابا کے بغیر بارات لے جائے گا اپنی۔" ارشد رفیق بولے۔

"ابا......! ماں......! چاندنی سے میرا بیاہ کر رہے ہو کیا؟" چاند نے حیرانگی سے دونوں کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں تو چاند کا بیاہ "چاندنی" سے ہی کرائیں گے ناں کیوں چاند کے ابا۔"

"ہاں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے تیری ماں، چل اب تیاری پکڑ لے سب تیاری کر لی ہے ہم نے ادھر ہاں ہوتے ہی نکاح پڑھا دینا ہے تیرا اور چاندنی کا۔" ارشد

رسم بڑھ کے۔

"ہاہا..... اتنی جلدی؟" وہ بوقعوں کی طرح ان کی شکل دیکھ رہا تھا۔

"جلدی جلدی کا تو ڈھول پیٹ رہا تھا چاند رات کو اب ہو رہی ہے جلدی تو بوکھلا رہا ہے۔" طاہرہ بیگم ہنس کر بولیں۔

"یہ موقع ہی ایسا ہوتا ہے اچھے اچھوں کی اکڑ نکل جاتی ہے۔" ارشد رفیق نے کہا تو چاند کو ہنسی آ گئی۔

اور پھر وہ تینوں چاندنی کے گھر پہنچ گئے۔ چاندنی کی ماں فردوس نے خوش دلی سے ان کا استقبال کیا۔ چاندنی نے انہیں ٹھنڈا شربت پیش کیا اور جب ارشد رفیق اور طاہرہ بیگم نے فردوس سے چاند کے لیے چاندنی کا رشتہ مانگا تو کچھ دیر تو وہ کچھ بول ہی نہ پائیں اور جب دل و دماغ کو یقین آ گیا کہ ان کی بیٹی کے لیے اتنا اچھا رشتہ آیا ہے تو خوشی سے رونے لگیں۔

چاندنی الگ حیران تھی کہ یہ اچانک کیا ہوا کہ چاند کے ماں باپ اس کا رشتہ مانگنے چلے آئے۔ وہ چاند کو پسند کرتی تھی دل ہی دل میں مگر دل کی چاہ یوں اچانک پوری ہو جائے گی یہ تو اس نے سوچا بھی نہ تھا۔ اسے آج یقین آ گیا تھا کہ اس کی رمضان المبارک میں کی گئی عبادات اور روزے قبول ہو گئے ہیں۔ جب ہی تو اسے اتنا اچھا انعام مل رہا تھا۔ وہ ناحق دل گرفتہ اور اداس ہو رہی تھی۔ فردوس نے چاند کا رشتہ قبول کیا اور ارشد رفیق کے ایک ٹیلی فون پر مولوی برکت اللہ اور ان کے قریبی دوست اور محلے دار مٹھائی کے ٹوکرے لے کر چاندنی کے غریب خانے پر پہنچ گئے تھے۔

طاہرہ بیگم اپنے ساتھ دلہن کا جوڑا لائی تھیں جو انہوں نے چاندنی کو دے دیا تھا۔ چاندنی سرخ عروسی جوڑے میں تیار ہو کر دلہن بنی چاند کے دل میں اتر گئی تھی۔ قبول و ایجاب کی رسم ادا ہو گئی۔ عید کی شام دونوں گھروں میں انوکھی خوشیوں کی بارات اتری تھی کہ چاندنی اور چاند کے علاوہ بھی سب کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔

فردوس سب سے زیادہ خوش تھیں کہ ان کی یتیم بیٹی شادی سے بیاہی گئی اور وہ بھی اتنے اچھے لڑکے کے ساتھ۔ چندا نے سنا تو اسے یقین ہی نہ آیا کہ چاند نے چاندنی سے یوں اچانک نکاح کر لیا ہے اسے لگا جیسے چاند نے اس کے روپے کے جواب میں تھپڑ دے مارا ہو اس کے منہ پر۔

"ہر وقت میچنگ میچنگ کی رٹ لگائے رکھنے والی لڑکی ان میچڈ بے جوڑ شادی کرنے جا رہی ہے پاگل لڑکی...... پیسے کو خوشیوں سے میچ کرنے چلی ہے وہ نہیں جانتی کہ میچنگ چیزیں ڈھونڈی اور خریدی جا سکتی ہیں۔ جب کہ میچنگ ہم سفر صرف قسمت سے ملا کرتے ہیں۔" چاند نے چاندنی کا ہاتھ تھام کر چندا کے ذکر پر کہا۔

"اور میں بہت خوش قسمت ہوں۔" چاندنی خوشی اور حیا سے بولی۔

"مجھ سے زیادہ نہیں۔" چاند محبت سے اسے دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولا تو وہ شرما گئی۔ عید کے دن اتنی اچھی عیدی ملنے پر چاندنی کا روم روم اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا تھا۔ اللہ نے ہر انسان کا نصیب لکھا ہے سب کے جوڑے بنائے ہیں۔

چاند اور چاندنی کا جوڑا تو اوپر آسمانوں میں بن چکا تھا۔ لکھا جا چکا تھا ان کا ساتھ۔ بس اس کام کا یہی وقت مقرر تھا۔ حالات و واقعات اپنے آپ راہ دکھاتے ہیں اور منزل تک لے جاتے ہیں۔ اسی لیے تو چاند کو اپنی منزل مل گئی تھی۔ چاندنی کی خوب صورت رفاقت کی صورت میں کہ چاند کے لیے چاندنی تو لازم و ملزوم رہی ہے ہمیشہ سے ان کو تو ملنا ہی تھا۔ عید کے چاند کی خوشیوں بھری چاندنی کے درمیان۔

عید ہوگئی زندگی

نظیر فاطمہ

اب وہ منظر نہ وہ چہرے نظر آتے ہیں
مجھ کو معلوم نہ تھا خواب بھی مرجاتے ہیں
جانے کس حال میں ہیں کہ ہمیں دیکھ کے سب
ایک پل کے لیے رکتے ہیں گزر جاتے ہیں

"یہ دیکھیں! اس پرفیوم کی خوشبو کیسی ہے؟ میں یہ لے لوں؟" عورت نے شیلف سے پرفیوم اُٹھا کر اپنے شوہر کی طرف بڑھایا۔

"تمھیں اچھی لگ رہی ہے تو تم لے لو۔" آدمی نے پرفیوم پکڑ کر ناک کے قریب کیا، گہرا سانس کھینچا، ایک لمحے کو رُک کر پرفیوم کی خوشبو کو محسوس کیا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مجھے تو اچھی لگ رہی ہے مگر آپ کو اچھی نہ لگی تو کیا فائدہ۔ میرا ہار سنگھار آپ کے لیے ہی تو ہوتا ہے۔" عورت نے قدرے آہستہ آواز میں کہا تو اس کا شوہر خوش دلی سے مسکرا دیا۔

"یہ تو ہے، تم ہر چیز میں میری پسند کا خیال رکھتی ہو۔" اس نے اپنی بیوی کی تائید کی۔

فریحہ جوان کے بالکل ساتھ والی رو سے اپنے لیے پرفیوم دیکھ رہی تھی۔ ان کی ساری باتیں سن چکی تھی۔ فریحہ نے اُس عورت کو بہت رشک بھری نظروں سے دیکھا

عید ہوگئی زندگی

نظیر فاطمہ

اب وہ منظر نہ وہ چہرے نظر آتے ہیں
مجھ کو معلوم نہ تھا خواب بھی مرجاتے ہیں
جانے کس حال میں ہیں کہ ہمیں دیکھ کے سب
ایک پل کے لیے رکتے ہیں گزر جاتے ہیں

"یہ دیکھیں! اس پرفیوم کی خوشبو کیسی ہے؟ میں یہ لے لوں؟" عورت نے شیلف سے پرفیوم اٹھا کر اپنے شوہر کی طرف بڑھایا۔

"تمھیں اچھی لگ رہی ہے تو تم لے لو۔" آدمی نے پرفیوم پکڑ کر ناک کے قریب کیا، گہرا سانس کھینچا، ایک لمحے کو رُک کر پرفیوم کی خوشبو کو محسوس کیا اور اثبات میں سر ہلادیا۔

"مجھے تو اچھی لگ رہی ہے مگر آپ کو اچھی نہ لگی تو کیا فائدہ۔ میرا ہار سنگھار آپ کے لیے ہی تو ہوتا ہے۔" عورت نے قدرے آہستہ آواز میں کہا تو اس کا شوہر خوش دلی سے مسکرادیا۔

"یہ تو ہے، تم ہر چیز میں میری پسند کا خیال رکھتی ہو۔" اس نے اپنی بیوی کی تائید کی۔

فریحہ جوان کے بالکل ساتھ والی رو سے اپنے لیے پرفیوم دیکھ رہی تھی۔ ان کی ساری باتیں سن چکی تھی۔ فریحہ نے اُس عورت کو بہت رشک بھری نظروں سے دیکھا

جس کا شوہر اُسے بڑی میٹھی نظروں سے تک رہا تھا۔ دونوں وہ پرفیوم اپنی ٹرالی میں ڈال کر آگے بڑھ گئے تو فریحہ نے گہرا سانس بھرا۔

"کتنی خوش قسمت ہے یہ عورت، جس کا شوہر اس سے اتنی محبت کرتا ہے۔ ایک میں ہوں، بیاہتا ہو کر بیواؤں کی طرح زندگی گزار رہی ہوں۔" فریحہ وہیں کھڑے کھڑے خود ترسی کو شکار ہونے لگی۔

"یہ سب کچھ تمھارا اپنا کیا دھرا ہے۔ تم نے منان کے ساتھ جو کچھ کیا، اس کے بعد تم کیا چاہ رہی ہو کہ وہ تمھیں اپنے دِل میں بسا لیتا۔ ایسا نہیں ہوتا، فریحہ..... تم جیسی لڑکیوں کے لیے ایسے محبت کرنے والے شوہر کہاں سے آئیں گے جنھیں اپنی عزت کا خیال تو ہوتا ہی نہیں مگر اپنے شوہر کی عزت کا بھی ذرا بھی پاس نہیں رکھتی۔ اس عورت نے اپنے شوہر کی یہ محبت حاصل کرنے کے لیے خود کو نجانے کہاں کہاں مارا ہوگا اور تم..... تم نے کیا کیا؟ تم نے خود منان کو اندر سے مردہ کر دیا اور اب خود ہی مظلوم بن رہی ہو۔" فریحہ کے ضمیر نے بڑے زور سے کوڑا مارا۔ جس کی تکلیف اس کا دِل چیر گئی۔ اس نے پلٹ کر باقی مطلوبہ چیزیں جلدی جلدی ٹرالی میں ڈالیں اور کیش کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

......☆☆☆......

فریحہ سارا سامان لے کر گھر پہنچی تو خالہ جان اور حنان بڑے پُرجوش بیٹھے تھے۔

"کیا ہوا...... آپ لوگ بہت خوش لگ رہے ہیں؟" وہ سامان خالہ کے تخت پر رکھ کر وہیں ٹک گئی۔

"جی بھابی! بہت بڑی خوش خبری ہے۔ منان بھائی پاکستان آرہے ہیں۔ وہ رمضان اور عید ہمارے ساتھ کریں گے۔" حنان بہت خوش ہو رہا تھا۔ فریحہ کا دِل دھڑک کر یک بارگی جیسے رُک سا گیا۔

"ک...... کب...... کب آرہے ہیں؟" اُس کی آواز لرزی۔ اُس کے سان و گمان میں بھی نہیں تھا کہ گھر پہنچتے ہی اُسے اتنی بڑی خوش خبری ملے گی۔

"رمضان کے پہلے عشرے میں آجائیں گے۔" حنان نے اس کے سوال کا جواب مسکرا کر دیا۔ وہ سب کچھ وہیں چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلی آئی، بیگ میز پر رکھا اور خود بیڈ کے کنارے پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئی۔

"پانچ سال پانچ سال بعد میں منان کے روبرو ہوں گی۔ پانچ سالوں بعد اُسے دیکھوں گی کتنا بدل گیا ہوگا وہ اتنے سالوں میں۔ اُف! میں خوش ہوں بہت خوش۔ منان میرا محبوب، میرے دِل کا چین۔" فریحہ سرشاری سے کندھے اُچکا کر بیٹھے بیٹھے سر اُٹھا کر چھت کو تکنے لگی۔ اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خوشی سے ناچ اُٹھتی۔ اس کے اندر خوشی کی عجیب کی کیفیت دَر آئی تھی۔ اسے ہر چیز ہنستی مسکراتی مستی میں گم نظر آرہی تھی۔ اپنی اس کیفیت کو بیان نہیں کر سکتی تھی۔ بس محسوس کر سکتی تھی اور وہ اسے پوری شدت سے محسوس کر رہی تھی۔

"تم اتنی خوش کیوں ہو رہی؟ تم نے اُس کے ساتھ جو کچھ کیا، کیا وہ اُسے بھول پایا ہوگا؟ اتنی خوش فہم نہ بنو تمھیں ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ وہ پانچ سال بعد تمھیں اپنانے کے لیے آرہا ہے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے جان چھڑا کر نئی زندگی شروع کرنے کے لیے آرہا ہو۔" فریحہ کا عکس حقیقت کا آئینہ تھامے اُس کے سامنے آ کھڑا ہوا، جس میں اپنی شکل دیکھ کر اُس کی نگاہیں جھک گئی تھیں اور چند لمحوں پہلے جو چہرا خوشی سے تمتما رہا تھا اب وسوسوں کے سیاہ بادلوں سے اَٹ گیا۔ اُس نے اپنے عکس سے نگاہ چرائی۔

اس طرح تو اُس نے سوچا ہی نہ تھا۔ اگر اُس نے منان کے ساتھ غلط کیا تھا اور اُسے تکلیف پہنچائی تھی تو وہ خود کون سا سکون سے رہی تھی۔ وہ خود بھی دِن رات تڑپی تھی۔ ضمیر کی عدالت میں روز اُس پر فردِ جرم عائد ہوتا۔ وہ اللہ سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگتی تھی مگر اس کو معافی نہیں ملتی کچھ خطائیں ایسی ہوتی ہیں جن کی معافی اللہ بھی اُس وقت تک نہیں دیتا جب تک وہ بندہ معاف نہ کردے جس پر ظلم کیا گیا ہو۔ گویا اللہ معاف کرنے کا اختیار مظلوم کے

فون نمبر: 021-36616735

ہاتھ پھیلا دے یہ دیتا ہے کہ وہ معاف کر دے تو اللہ کے ہاں سے بھی معافی کا پروانہ جاری ہوجاتا ہے ورنہ ساری ریاضت، ساری محنت بے کار اور آخر میں انسان کی جھولی خالی رہ جاتی ہے۔ فریحہ نے بھی تو منان پر ظلم کیا تھا۔

فریحہ کا بس چلتا تو وہ وقت کو پلٹ دیتی اور پانچ سال پہلے کی غلطی کو سدھار لیتی یا پھر اسے اپنی زندگی سے کھرچ کر نکال دیتی اور اپنا ماضی بے داغ کر لیتی۔ لیکن ایسا بھلا کب ممکن...... نہیں، اگر جو انسان کو وقت پلٹ کر اپنی غلطیاں سدھارنے کا اختیار ہوتا تو کوئی انسان پچھتاؤں کا شکار نہ ہوتا۔ سوچوں کی اس یلغار سے گھبرا کر فریحہ نے یونہی بیٹھے بیٹھے خود کو بیڈ پر پیچھے کی طرف گرا دیا۔ انسان ماضی کو یاد تو کرسکتا ہے مگر اسے بدل نہیں سکتا۔ فریحہ کا ذہن بھی اس وقت ماضی کی طرف سفر کرنے لگا تھا۔

......☆☆☆

رخشندہ صحن میں بچھے تخت پر بیٹھ کر سبزی بنا رہی تھیں۔ پاس ہی فریحہ موبائل پر گیم کھیل رہی تھی۔ دفعتاً دروازے پر زوردار دستک ہوئی۔ رخشندہ نے فریحہ کی طرف دیکھا کہ شاید اُٹھ کر دروازہ کھول دے مگر وہ اَن سنی کرتے ہوئے گیم کھیلنے میں مصروف رہی تو وہ چھری ٹرے میں رکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئیں اور فریحہ پر ایک قہر بھری نظر ڈال کر دروازہ کھولنے چلی گئیں۔

''امّاں بھی نا' گھورنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں۔'' فریحہ بڑبڑا کر اپنے شغل میں مصروف رہی۔

''السلام علیکم خالہ!'' آنے والے کی آواز سن کر فریحہ کو سب کچھ بھول گیا اور وہ موبائل سائیڈ پر رکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔

''منان......'' اُس کے لبوں نے بے آواز جنبش کی۔

''کیا حال ہے فریحہ؟'' منان بیگ نیچے رکھ کر تخت پر بیٹھ گیا۔

''ٹھیک ہوں۔'' فریحہ نے اسے گہری نگاہ سے دیکھ کر جواب دیا۔

''جاؤ فریحہ! بھائی کے لیے ٹھنڈا پانی لاؤ۔'' لقمان نے کہا تو وہ چپ چاپ اُٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

......☆☆☆

فریحہ تھرڈ ائیر کی طالبہ تھی۔ لاأبالی اور لاپروا سی، جو مارے باندھے پڑھ رہی تھی۔ وہ انڈین فلموں اور ڈراموں کی رسیا تھی۔ خصوصاً انڈین ڈراموں کی جو گھریلو سازشوں سے بھرپور ہوتے ہیں۔ جن میں لڑکوں اور لڑکیوں کے فضول رومانس کو گلیمرائز کرکے دکھایا جاتا۔ اِن ڈراموں کو مسلسل دیکھنے سے تو بڑی اور سمجھ دار خواتین کا دماغ خراب ہوتا ہے کجا کہ فریحہ جیسی ٹین ایجر لڑکیاں۔ فریحہ آج کل اِن ڈراموں کے زیرِ اثر تھی۔ منان اس کی خالہ کا بیٹا تھا جو پچھلے تین سالوں سے فریحہ کے گھر رہ رہا تھا۔ منان جب آٹھ سال کا تھا تو اُس کے ابو محمود صاحب کا انتقال ہوگیا۔ منان اور حنان دو ہی بھائی تھے۔ حنان منان سے پانچ سال چھوٹا تھا۔ حنان اور فریحہ دونوں تقریباً ہم عمر تھے۔ ایک مکان اور چند دکانیں جو منان کے ابو کی ملکیت تھیں، کرائے پر دی گئی تھیں جن کی آمدنی سے محمود صاحب کے بعد ان کے گھر کا خرچہ چلتا تھا مگر ان سے حاصل ہونے والا کرایہ اتنا نہیں ہوتا تھا کہ تمام اخراجات بے فکری سے پورے ہوسکتے۔ اب تو فرخندہ کو بچوں کی تعلیم کے لیے بھی رقم پس انداز کرنا تھی۔ فرخندہ پڑھی لکھی نہیں تھیں مگر سلیقہ شعار اور ہنرمند تھیں۔ اُنھوں نے اپنی بیوگی کے دِن بڑی بہادری سے کاٹے تھے اور اپنی ساری توجہ اپنے دونوں بیٹوں کی تعلیم و تربیت پر مبذول کردی تھی۔ وہ اپنی آمدنی کے مطابق گھر کا خرچ چلانے لگیں۔ اُنھیں سلائی کڑھائی بہت اچھی طرح آتی تھی، اس لیے محلے کی بچیوں کو فیس لے کر یہ ہنر سکھانے لگیں۔ فرخندہ کے ساس سسر جب تک زندہ رہے، اُن کی ہمت بندھاتے رہے، اُن کا مضبوط سہارا بنے رہے۔ فرخندہ کے دونوں بیٹے اپنے حالات کی وجہ سے وقت سے پہلے ذمہ دار ہوگئے تھے۔ دونوں بھائی پڑھنے میں بہت اچھے تھے۔ منان خود پڑھنے کے ساتھ ساتھ شام کو ٹیوشنز بھی پڑھاتا تھا۔ منان

نے بلا لیا۔ اپنے شہر سے کیا تھا مگر مزید تعلیم کے لیے اُسے لاہور آنا پڑا۔

رخشندہ کا گھر لاہور میں تھا۔ سو اُنھوں نے منان کو اپنے ہاں رہنے پر مجبور کیا۔ رخشندہ کے شوہر اسماعیل بھی اپنی بیوی کے ہم خیال تھے کہ منان کو اُن کے ہاں ٹھہرنا چاہیے۔ منان شاید ایسا نہ کرتا مگر یونیورسٹی اور ہاسٹل کے اخراجات اس کی قوتِ برداشت سے باہر ہوگئے تھے۔ لاہور میں ابھی اس کے پاس کوئی ٹیوشن بھی نہیں تھی۔ ابھی وہ لاہور میں نیا تھا۔ یہاں سیٹل ہونے میں ابھی اسے وقت لگنا تھا۔ مجبوراً اُسے خالہ خالو کی بات ماننا پڑی۔ خالہ خالو کا گھر دس مرلے کا تھا جس کا نچلا حصہ مکمل تعمیر شدہ تھا تاہم اُوپر کے پورشن میں صرف دو کمرے اور ایک واش روم تھا۔ اُنھوں نے منان کو اُوپر والے کمروں میں سے ایک کمرا دے دیا۔ منان اپنے ساز و سامان سمیت یہاں منتقل ہوگیا۔

رخشندہ اور اسماعیل کی تین اولادیں تھیں۔ بڑی بیٹی جو شادی شدہ تھی، درمیان میں ایک بیٹا جس نے امریکہ میں اپنے تایا کے پاس رہ کر تعلیم حاصل کی تھی، وہ انجینیئر تھا، اس پڑھانے لکھانے کا خراج تایا نے یوں وصول کیا کہ اس کی شادی اپنی بیٹی کے ساتھ کر کے اُسے ہمیشہ کے لیے اپنے پاس روک لیا۔ خالہ کا بیٹا بھی شاید ایسا ہی چاہتا تھا جو تایا کے سامنے کوئی مزاحمت نہ کی اور جب اپنے ماں باپ نے اس کو واپس آنے کا کہا تو اُلٹا اُن کو سمجھانے لگا کہ وہاں اس کا مستقبل کتنا روشن ہے۔ کبھی دو چار سال بعد ماں باپ کے پاس چکر لگا لیتا پھر سب سے چھوٹی فریحہ تھی، سب کی لاڈلی۔ اپنے بھائی سے آٹھ سال چھوٹی تھی۔ بڑے ناز و نعم میں پلی، جس کی خواہش ابھی منہ میں ہوتی کہ پوری کر دی جاتی۔ اس طرزِ عمل نے اسے تھوڑا مغرور اور بہت حد تک ضدی بنا دیا تھا۔ جو چیز اُسے ایک بار پسند آجاتی پھر وہ اُسے حاصل کر کے رہتی تھی چاہے اس کے لیے اُسے کچھ بھی کرنا پڑتا۔ بعض اوقات تو وہ کسی ضد میں حد سے بڑھ کر اپنا ہی نقصان کر لیتی تھی۔

آہستہ آہستہ منان یہاں سیٹ ہوگیا۔ ایک دو ٹیوشنز بھی مل گئیں وہ صبح کا نکلا، رات نو دس بجے گھر آتا۔ فریش ہو کر کھانا کھاتا اور اپنے کمرے میں جا کر پڑھائی شروع کر دیتا۔ چھٹی والے روز وہ خوب جی بھر کر سوتا پھر اُٹھ کر تسلی سے ناشتہ کرتا اور اپنے دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے نکل جاتا۔

منان دیکھنے میں خوب صورت تھا۔ کئی لڑکیاں اس کی طرف متوجہ ہوئی تھیں مگر وہ اپنی زندگی کے جدوجہد والے دور سے گزر رہا تھا، اس لیے اُس کے پاس کسی اور طرف دیکھنے یا کچھ اور سوچنے کی فرصت تھی نہ دھیان۔ اُس کی ساری توجہ اپنی پڑھائی کی طرف تھی۔ وہ کامیابی سے اپنی پڑھائی مکمل کر کے سیٹ ہونا چاہتا تھا تاکہ اپنی ماں کی مشقت میں کمی کر سکے۔ وہ اپنی ماں کی ہر محرومی کا ازالہ کرنا چاہتا تھا۔ تین سال پہلے جب منان یہاں آیا تھا تو فریحہ میٹرک کی اسٹوڈنٹ تھی۔ اب وہ تھرڈ ائیر میں پڑھ رہی تھی۔ منان ایک سال پہلے اپنی تعلیم مکمل کر کے لاہور میں ہی نوکری شروع کر چکا تھا۔ یہ نوکری بہت اچھی تھی مگر منان باہر جانے کی کوششوں میں تھا۔ اس کے ایک یونیورسٹی کے دوست کے ماموں کی فیملی امریکن نیشنل تھی۔ اُس کے ماموں کا وہاں اچھا خاصا کاروبار تھا۔ وہ منان کو باہر بلانے میں مدد کرنے کو تیار تھے۔ پچھلے چھ مہینے سے وہ اس کام میں مصروف تھا۔ منان اسی سلسلے میں کچھ کاغذات بنوانے کے لیے نکل رہا تھا، جب خالہ نے اُسے آواز دی۔

”جی خالہ!“ وہ فائل ہاتھ میں پکڑے اُن کے پاس چلا آیا۔ فریحہ بھی اُن کے پاس بیٹھی اُسے دیکھ رہی تھی۔

”بیٹا...... فریحہ کے فائنل امتحان ہونے والے ہیں، اسے اکنامکس میں تھوڑا مسئلہ ہو رہا ہے۔ میں جانتی ہوں تم بہت مصروف ہوتے ہو پھر بھی اگر تم تھوڑا سا وقت اسے دے دو تو اس نکمی کا کچھ بھلا ہو جائے گا۔“

اُن کا لہجہ التجائیہ تھا۔

"جی خالہ...... کوئی بات نہیں میں کل سے فریحہ کو پڑھا دیا کروں گا۔" منان نرمی اور متانت سے جواب دے کر گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ پلٹتا تو دیکھتا فریحہ کے ہونٹوں پر کیسی پراسراری مسکراہٹ پھیلی تھی۔

......☆☆☆......

"ارے یار سیمی! قسم سے، تمھارے مشورے نے تو میری مشکل حل کردی۔ میرے ذہن میں تو ہرگز یہ خیال نہیں آیا۔" فریحہ فون پر اپنی دوست کے ساتھ محو تھی۔

"تم نے خود بات کی؟"

"نہیں...... امی سے کہلوایا۔"

"پھر......؟"

"ظاہر ہے مان گئے۔"

"اب کیا کرو گی؟"

"اب دیکھتی جاؤ، میں کیا کیا کروں گی، اُن کو پوری طرح اپنے بس میں نہ کرلیا تو کہنا۔" فریحہ نے پورے یقین سے کہا۔ وہ بے خبر تھی کہ اندھا اعتماد انسان کو منہ کے بل گرا دیتا ہے۔ نہ جانے یہ فریحہ کی عمر کا تقاضا تھا یا حد سے زیادہ انڈین ڈرامے دیکھنے یا سیمی جیسی لڑکی سے دوستی کا، جو بیک وقت تین تین چار چار لڑکوں سے فلرٹ کر رہی تھی۔

سیمی کی لن ترانیاں سن سن کر فریحہ کے اندر دھیرے دھیرے تبدیلی آنے لگی، ایسی تبدیلی جو عنقریب بہت سارے لوگوں کو لے کر ڈوبنے والی تھی۔ پچھلے چند مہینوں میں فریحہ کے اندر جو سب سے بڑی تبدیلی آئی وہ یہ تھی کہ وہ منان کو کسی اور نظر سے دیکھنے لگی تھی۔ منان میں اُسے اپنی زندگی کا ہیرو دکھنے لگا تھا، جس کی انگلی تھام کر وہ پرستانوں کی سیر کو نکلنے والی تھی۔ جبکہ منان سیدھا سادھا شریف النفس انسان تھا جو فریحہ کو ایک بچّی کی طرح ٹریٹ کرتا تھا مگر منان اس بات سے بے خبر تھا کہ وہ "بچّی" اب "بڑی" ہوگئی ہے۔

......☆☆☆......

"منان...... یہ سوال سمجھا دیں، پلیز۔" خالہ کے کہنے کے بعد سے منان فریحہ کو پڑھانے لگا تھا مگر دو چار دن پڑھانے کے بعد اُسے عجیب و غریب سا احساس ہوا تھا۔ اُسے فریحہ کے انداز و اطوار میں بھی تبدیلی نظر آرہی تھی۔ فریحہ کے اُٹھنے بیٹھنے اور بات کرنے کا انداز بھی پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔ پڑھانے کے دوران وہ یک ٹک اُسے دیکھتی رہتی وہ متوجہ ہوتا تو مسکرا کر نظریں جھکا لیتی، کتاب پکڑنے یا پکڑانے کے بہانے اُس کے ہاتھوں کو چھو لیتی اور آج...... آج اُس نے منان کے ساتھ بھائی کا لاحقہ بھی ہٹا دیا تھا۔

"فریحہ! میں تم سے بڑا ہوں۔ یہ تم مجھے کیسے پکار رہی ہو؟" منان نے فوراً سرزنش کی۔

"کیسے پکار رہی ہوں؟ نام لے رہی ہوں آپ کا، بس۔" فریحہ نے لگاوٹ سے کہا۔ منان کو اُس کے چہرے پر بپھرے سمندروں کی جھلک نظر آئی۔

"تم مجھے منان بھائی ہی کہا کرو، مجھے اچھا لگتا ہے۔" منان نے بپھرے ہوئے سمندر کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی مگر رکاوٹ دیکھ کر سمندر کا پانی اپنی حدوں سے باہر نکل گیا۔

"مگر مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا، آپ کو بھائی کہنا۔ میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ بہت زیادہ...... میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔" فریحہ کتاب سائیڈ پر رکھ کر منان کا ہاتھ تھام گئی۔ منان نے فوراً اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"فریحہ...... تم......!" مارے صدمے کے وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔

"جی جانِ فریحہ!" اُس نے عامیانہ پن کی انتہا کردی۔

"تم...... جی تو میرا چاہ رہا ہے کہ تھپڑ مار کر تمھاری طبیعت صاف کردوں۔" منان نے غصّے سے مٹھیاں اور دانت بھینچ لیے۔

"ماریں اس بہانے آپ کا لمس تو ملے گا۔" فریحہ بالکل ہی پستی میں گرگئی۔ منان اپنے غصّے پر قابو پانے میں ناکام ہو رہا تھا سو فوراً کمرے سے باہر نکل گیا کہ کہیں فریحہ پر اس کا ہاتھ ہی نہ اُٹھ جائے۔

......☆☆☆......

پھر منان نے کام کا بہانہ کردیا اور خالہ سے کہہ کر اس کے لیے ٹیوٹر کا بندوبست کردیا۔ اب منان دیر سے گھر آنے لگا۔ وہ جلد از جلد اپنا کام مکمل کرکے یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ فریحہ کو جب بھی موقع ملتا وہ اپنی خباثت دکھا دیتی۔ جان بوجھ کر اس سے ٹکرا جاتی، ارد گرد کوئی نہ ہوتا تو اس کا بازو تھام لیتی، کبھی چلتے ہوئے اپنا کندھا اس سے ٹکرا دیتی، فریحہ کی ان حرکتوں پر کبھی تو منان اُسے سختی سے ڈانٹ دیتا اور کبھی بے بسی سے دانت پیس کر رہ جاتا۔ منان کے گریز نے فریحہ کو ضد دلا دی مگر وہ یہ بات بھول گئی کہ منان کوئی چیز نہیں ہے جسے ضد کرکے وہ حاصل کرلے گی اور اپنی مرضی سے استعمال کرنا شروع کردے گی۔ اسی دوران منان کو اسلام آباد سے ویزے کے لیے انٹرویو کال آگئی۔ منان کا انٹرویو کامیاب رہا تھا۔ وہ فریحہ والی بات دبا گیا تھا، وہ خالہ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے بچی سمجھ کر اُسے اگنور کردیا۔ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ کچھ عرصے میں وہ یہاں سے چلا جائے گا تو سب ٹھیک ہوجائے گا مگر یہ بات اُس کے گمان میں بھی نہیں تھی کہ سب ٹھیک ہونے کی بجائے سب کچھ ملیا میٹ ہوجائے گا۔

سیانے کہتے ہیں کہ دشمن دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک وہ جو آپ پر زیادتی کرتا ہے اور دوسرا وہ جس پر آپ نے زیادتی کی ہو۔ جن پر آپ نے زیادتی کی ہو اُن کے شر سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کیونکہ ایسا دشمن اگلے کو نقصان پہنچانے کے چکر میں اپنی جان کی پروا بھی نہیں کرتا۔ منان کا بار بار دھتکارنا فریحہ کو اپنے ساتھ زیادتی لگ رہا تھا۔ منان نے فریحہ کو اگنور کرکے اُسے اپنا دشمن بنالیا تھا ایسا دشمن جو اُسے ایسا نقصان پہنچانے جارہا تھا جو اُس کے سان و گمان میں بھی نہیں تھا۔

......☆☆☆......

"میں کیا کروں؟ میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ میں جب اُس سے بات کرتی ہوں وہ مجھے دھتکار دیتا ہے۔ ویزے کے لیے اس کا انٹرویو کامیاب ہوگیا ہے۔ ایک ڈیڑھ مہینے میں وہ یہاں سے چلا جائے گا اور میں دیکھتی رہ جاؤں گی۔ میں اُسے ہر حال میں اپنا بنانا چاہتی ہوں۔" فریحہ یمی کے سامنے اپنا دکھڑا رو رہی تھی۔ "تم کوئی مشورہ تو دو یمی۔ میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔"

"تم اس کا پیچھا چھوڑ دو۔ اگر مرد کا کردار مضبوط ہو تو پھر عورت کوئی بھی چال چل لے، اُسے بہکانے میں ناکام رہتی ہے۔" یمی نے سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں اب تو وہ میری ضد بن گیا ہے۔" فریحہ نے دائیں ہاتھ کا مکا بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارا۔

"تو پھر مجھ سے مشورہ مت مانگو، تم خود ہی کچھ کرلو اور ایک بات غور سے سن لو، کچھ ضدیں ایسی ہوتی ہیں جو پوری ہو بھی جائیں تو بھی انسان کو خون کے آنسو رلاتی ہیں۔" یمی اب بھی سنجیدہ تھی۔ یمی کو اس کی انتہا پسندی سے خوف آرہا تھا۔ ٹھیک ہے وہ لڑکوں سے فلرٹ کرتی تھی مگر صرف اُن سے جو خود راضی ہوتے تھے۔ وہ یوں زبردستی کسی کے پیچھے نہیں جاتی تھی۔

......☆☆☆......

منان اگلے ہفتے امریکہ جارہا تھا۔ کل سے خالہ اور حنان بھی آئے ہوئے تھے۔ منان کو یہاں کئی کام نمٹانے تھے، اس لیے وہ گھر نہیں جاسکتا تھا تو خالہ اور حنان یہاں آگئے تھے۔ سب منان کے لیے دعاگو تھے۔ ایک فریحہ ہی تھی جو سب سے منہ موڑے بیٹھی تھی۔ فریحہ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی ہوئی تھی۔ سامنے ٹی وی پر کوئی انڈین ڈرامہ چل رہا تھا۔ فریحہ بے توجہی سے دیکھ رہی تھی۔ اگلے ہی سین پر فریحہ ایک دم سیدھی ہوکر بیٹھ گئی اور پوری توجہ سے ڈرامہ دیکھنے لگی۔ اُسی سین کے اختتام پر ڈرامہ بھی ختم ہوگیا تھا۔

"اوہ یس!" اُس نے جوش سے نعرہ لگایا۔ اُسے اپنے مسئلے کا حل مل گیا تھا۔

"اب میں دیکھتی ہوں منان! کہ تم مجھے کیسے نہیں اپناتے۔" وہ دل میں سب کچھ ٹھان چکی تھی۔

رات کے بارہ بج رہے تھے۔ سب گھر والے سو چکے تھے۔ فریحہ اپنے گرد چادر لپیٹے کمرے میں [illegible] سے

ٹہل رہی تھی۔ اوپر کمرے میں منان لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔ دس دن بعد اُس کی امریکہ کی فلائٹ تھی۔
فریحہ کمرے سے باہر نکلی اور دبے پاؤں چلتے ہوئے ہر کمرے کے دروازے کے پاس جا کر یہ اطمینان کیا کہ کوئی جاگ تو نہیں رہا۔ وہ مڑ کر کچن میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے کا کپ تھامے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ کمرے کا دروازہ ادھ کھلا تھا۔ فریحہ ایک لمحے کو رُکی اور پھر بغیر ناک کیے کمرے میں داخل ہوگئی۔ منان نے سر اُٹھایا تو اُسے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پھر اُس نے لیپ ٹاپ پہ ٹائم دیکھ کر دوبارہ اُسے دیکھا۔
"میں آپ کے لیے یہ چائے......" منان کی نظروں میں کچھ ایسا تھا کہ آدھی بات فریحہ کے منہ میں ہی رہ گئی۔
"مگر میں نے تو چائے کے لیے نہیں کہا...... پھر؟" منان کھردرے لہجے میں جواب دے کر دوبارہ لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوگیا۔ فریحہ نے چائے میز پر رکھی اور خود کرسی پر بیٹھ گئی۔
"میں بہت بُری لگتی ہوں آپ کو؟" اُس کا لہجہ بڑا دلبرانہ انداز لیے ہوئے تھا۔
"زہر سے بھی زیادہ۔" منان کا دِل چاہا کہہ دے مگر وہ خاموش رہا۔
"یقین کریں، میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔ آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔" فریحہ نے ڈھٹائی کے ریکارڈ توڑ دیے، کوئی شرم لحاظ نہ رکھا تو منان جیسے بپھر اُٹھا۔
"کتنی ڈھیٹ لڑکی ہو تم۔ اپنی نہیں تو اپنے ماں باپ کی عزت کا لحاظ کرلو۔" منان لیپ ٹاپ ایک سائیڈ پر رکھ کر کھڑا ہوگیا۔ اُس کا دِل چاہ رہا تھا کہ اُسے اُٹھا کر نیچے گلی میں پھینک دے۔
"ہاں...... ہوں ڈھیٹ۔" منان کے لہجے نے فریحہ کو گویا جلتے توے پر بٹھا دیا تھا۔
"چلو نکلو تم یہاں سے۔" منان نے فریحہ کا بازو تھام کر اُسے دروازے تک لے جانا چاہا مگر وہ اپنا بازو چھڑا کر کمرے کے وسط میں جا کھڑی ہوئی۔
"نکال دی گئی نہیں اب تو میں آپ کی زندگی میں شامل ہوں گی۔" وہ پراسرار انداز میں مسکرائی۔
"تم جاتی ہو یا میں سب کو جگاؤں؟" منان اُس کے انداز پر سرتاپا سلگ گیا۔
"آپ کیا سب کو جگائیں گے۔ یہ کام میں خود کروں گی۔" فریحہ نے ایک جھٹکے سے اپنی چادر اُتار کر بیڈ پر پھینک دی۔ اس کی قمیص کی دونوں آستینیں یوں پھٹی ہوئی تھیں جیسے کسی نے کھینچ کر پھاڑی ہوں، گریبان کے اُوپری بٹن کھلے ہوئے تھے۔ اس کا حلیہ دیکھ کر منان کے اندر خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی چارہ کرتا، فریحہ نے حلق پھاڑ کر چیخنا شروع کردیا۔
"بچاؤ...... بچاؤ......" فریحہ نے اپنے بال کھول کر ہاتھوں سے اِدھر اُدھر بکھرائے اور دروازے کی طرف بڑھی۔ منان ابھی تک دروازے کے پاس کھڑا تھا۔ اُسے اور کچھ نہ سوجھا تو اُس نے فریحہ کو نیچے جا کر سب کو جگانے سے روکنے کے لیے کمرے کا دروازہ اندر سے لاک کردیا اور اس سے لگ کر کھڑا ہوگیا۔
"فریحہ! ہوش کرو یہ...... یہ کیا کر رہی ہو، کچھ تو اللہ کا خوف کرو۔" فریحہ کے ارادے بھانپ کر منان پوری جان سے کانپ گیا تھا۔ فریحہ دروازہ کھولنے لگی تو منان نے اُسے بازوؤں سے پکڑ کر باز رکھنے کی کوشش کی۔ فریحہ نے آناً فاناً اس کے چہرے کو نوچ لیا، اُس کا گریبان پکڑ کر زور سے کھینچا تو بٹن ٹوٹ کر دور جا گرے اور قمیص نیچے تک چر گئی۔ ساتھ ساتھ وہ چیختی جا رہی تھی۔
"فریحہ...... فریحہ......" منان اِدھر اُدھر ہو کر اپنے بچاؤ کی کوشش کرتا رہا مگر فریحہ پر تو جیسے کوئی جنون طاری ہوگیا تھا۔ اُس کے چیخنے کی آواز سن کر سب گھر والے اُوپر دوڑے۔ فریحہ نے منان کو زور سے دھکا دیا تو وہ ایک طرف لڑھک گیا۔ فریحہ نے دروازے کا لاک کھول دیا۔
"تم ایسے نہیں جاسکتی۔" منان نے یک دم لپک کر باہر نکلتی فریحہ کا بازو پکڑ کر اسے کمرے میں کھینچ کر بیڈ پر دھکیل دیا۔ یہی وہ لمحہ تھا جب سب گھر والے ہانپتے ہوئے

آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ منان بے دم ہوگیا۔ اندر کی صورتِ حال دیکھ کر اس بات میں کسی شک و شبے کی گنجائش نہیں رہی تھی کہ منان فریحہ کے ساتھ زبردستی کی کوشش کر رہا تھا۔ فریحہ کی بکھری حالت اور منان کا سامنے سے چرا گریبان اس کے خلاف مضبوط گواہ بنے کھڑے تھے۔

"خالو......! خالو...... میں۔" منان نے حقیقت بتانے کے لیے بت بنے خالو کو پکارا مگر وہ ان تین لفظوں سے آگے نہ بڑھ سکا۔ فریحہ کے اس عمل نے اس کا ذہن ماؤف کر دیا تھا۔ وہ مر کر بھی فریحہ سے یہ توقع نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے تین الفاظ نے جیسے خالو کے اندر شرارے بھر دیے تھے۔

"کیا خالو؟ بدذات...... میرے گھر میں رہ کر میری ہی بیٹی پر بری نظر ڈالنے کی ہمت کیسے ہوئی تمھاری؟" خالو نے اُسے مکّوں اور ٹھوکروں کی زد پر رکھ لیا۔ اُن کے منہ سے مغلظات کا طوفان اُبل پڑا۔ باقی سب جیسے اپنی اپنی جگہوں پر جم ...... گئے ...... منان پٹتا رہا۔

"خالو...... میں نے کچھ نہیں کیا۔ اللہ کی قسم، خالو میرا یقین کریں۔" منان مسلسل مار کھانے کے ساتھ ساتھ اپنی بے گناہی کا یقین دلانے کی کوشش کرتا جا رہا تھا۔ فریحہ ابھی تک اوندھے منہ بیڈ پر گری ہوئی تھی اور رونے کی اداکاری بہت کامیابی سے کر رہی تھی۔ فریحہ کی امی روتے ہوئے آگے بڑھیں اور بیڈ کی چادر کھینچ کر اس پر ڈالی۔ خالو منان کو مار مار کر تھک گئے تو ہانپ کر کرسی پر گر سے گئے۔

منان کی امی دوپٹہ ہونٹوں پر سختی سے جمائے اپنی سسکیاں روکنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھیں۔ آنکھوں سے بھل بھل آنسو بہہ رہے تھے۔ حنان اندر کی صورتِ حال دیکھ کر شرمندگی سے زمین میں گڑ گیا تھا مگر اُسے پورا یقین تھا کہ اُس کا بھائی یہ سب نہیں کر سکتا۔ کوئی ایسی بات تھی جو سب سے چھپی ہوئی تھی۔ وہ بات کیا تھی یہ حنان کو سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"منان...... میری تربیت میں کہاں کی رہ گئی تھی جو

یہ......" منان کی امی مارے دکھ کے بات مکمل نہ کر سکیں اور زور زور سے رونے لگیں۔

"امی...... آپ تو میرا یقین کریں میں نے کچھ نہیں کیا یہ سب فریحہ نے خود......" وہ اتنی مار کھانے کے باوجود اُٹھ کر ماں کے ہاتھ تھامے، اُنھیں سچائی بتانے کی کوشش کر رہا تھا مگر اُنھوں نے منان کے رخسار پر زور دار تھپڑ مارا۔

"بس...... آگے ایک لفظ اور نہیں۔" تو گویا اس کو جنم دینے والی نے بھی اس کا یقین نہیں کیا۔ ماں کی بے اعتباری نے منان کو نزع کی کیفیت سے آشنا کر دیا تھا۔ ماں نے بے اعتباری کا جو تھپڑ اس کے چہرے پر مارا، وہ اس کے لیے ناقابل برداشت ہو گیا اور وہ بھربھری مٹی کی مانند نیچے بیٹھتا چلا گیا۔ اُس نے اپنی ماں کو جن نظروں سے دیکھا تھا، اس سے اُن کا دل کانپ گیا۔ دل مسلسل بیٹے کی بے گناہی کا راگ الاپ رہا تھا مگر دماغ کہہ رہا تھا "سب کچھ سامنے تو ہے اور کیا ثبوت چاہیے؟ اور پھر کوئی لڑکی خود ایسا کیوں کہے گی؟ کیوں اپنی عزت خراب کرے گی۔" اُنھوں نے بیٹے سے نظریں چرائیں اور ہاتھ جوڑ کر بہن بہنوئی کے سامنے جا کھڑی ہوئیں۔

"جو نیچ حرکت میرے بیٹے نے کی ہے، اس کی معافی تو نہیں بنتی مگر پھر بھی میں آپ دونوں سے معافی مانگتی ہوں۔" ماں کے الفاظ منان کے دل پر برچھی کی طرح یوں لگے کہ اس کی روح تھرا اُٹھی مگر بظاہر وہ بت بنا بیٹھا رہا۔

"تمھارے معافی مانگنے سے میری بیٹی کی عزت واپس آ جائے گی؟ کون اس کی پاک دامنی کا یقین کرے گا؟" خالو کی آواز بہت ہی اجنبی تھی۔

"جانتی ہوں۔ فریحہ کے سر پر عزت کی چادر وہی ڈالے گا جس نے اسے نوچ کر پھینکنے کی کوشش کی ہے۔ صبح مولوی صاحب کو بلائیں، کل ہی ان دونوں کا نکاح ہوگا۔" منان کی امی فیصلہ سُنا کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔ خالو بھی تن فن کرتے چلے گئے۔ فریحہ کی امی اس کو تھام کر

کمرے کے دروازے کی طرف بڑھیں۔ جاتے جاتے فریحہ نے منان کی طرف ایک بہت ہی زہریلی مسکراہٹ اُچھالی مگر وہ متوجہ نہیں تھا۔ بے یار و مددگار بیٹھا رہ گیا ایسے جیسے عمر بھر کی کمائی لُٹ گئی ہو۔ مگر وہ اکیلا نہیں تھا۔ اس کا ماں جایا تھا جسے اس کی بے گناہی کا یقین تھا۔ سب کے کمرے سے جانے کے بعد حنان اس کے پاس آیا اور آکر اُسے گلے سے لگالیا۔

''بھائی میں جانتا ہوں یہ سب آپ نے نہیں کیا۔ آپ ایسا کر ہی نہیں سکتے۔'' حنان کے یقین نے منان کی بے حس ہوتی حسیات کو جیسے جگا سا دیا اور وہ اس کے گلے سے لگ کر دھاڑیں مار مار کر رو دیا۔ حنان اس کو سنبھالتے سنبھالتے خود بھی رو دیا۔

پھر اگلی صبح منان اور فریحہ کا نکاح ہوگیا۔ فریحہ اپنی پلاننگ اور کامیابی پر پھولے نہیں سما رہی تھی اور منان وہ تو جیسے ہر احساس سے عاری بس یہی سوچتا رہ گیا کہ اس کے ساتھ یہ کیا ہوگیا۔ اُس نے تو کبھی کسی کا بُرا نہیں چاہا تھا۔ بعض اوقات انسان کو تکلیف بھی وہاں سے ملتی ہے جہاں سے اسے کانٹا تک چبھنے کی توقع نہیں ہوتی۔ غیروں کی تو کوئی پروا نہیں ہوتی، اپنوں کے رویے مار دیتے ہیں، غلط فہمیاں آپس کے تعلقات میں ایسی گرہیں باندھ دیتی ہیں جو کھولے نہیں کھلتیں۔ منان کے دِل میں بھی اس کے اپنوں کے رویوں نے ایسی گرہیں باندھ دی تھیں جنھیں آسانی سے کھولنا ممکن نہیں تھا۔ منان کی بکھری بکھری حالت دیکھ کر اس کی امی کا دِل غوطے کھاتا تھا مگر وہ مضبوطی سے کھڑی رہیں کہ اس وقت وہ اپنے بیٹے کو کوئی رعایت نہیں دے سکتی تھیں۔

......☆☆☆......

زندگی پانی کی اس لہر کی مانند ہے جسے ہر حال میں آگے کی طرف سفر کرنا ہوتا ہے یہ چاہ کر بھی پیچھے کی جانب نہیں مڑ سکتی۔ چاہے پیچھے کسی کی متاعِ حیات ہی گم ہوگئی ہو۔ کل منان کی روانگی تھی۔ وہ چھت پر کُرسی ڈالے بیٹھا تھا۔ آنکھیں بند کیے وہ اپنے پاؤں کو زور زور سے ہلا رہا تھا، جیسے اس کی ساری بے چینی سارا اضطراب اس کے پاؤں میں جمع ہو کر اسے مسلسل حرکت کرنے پر مجبور کر رہا ہو۔

''سیدھی طرح کہا تھا نا مجھے اپنا لیں، اب بھی تو وہی کیا نا...... اور دوسروں کی نظروں میں جو بُرا بنے وہ الگ۔'' فریحہ موقع پا کر اس کے پاس آئی تھی۔ منان نے گہری سانس لی۔ وہ پچھلے آٹھ دنوں میں خود کو کافی حد تک سنبھال چکا تھا۔

''پہلی بات تو یہ کہ میرا دِل مطمئن ہے۔ میں انسانوں کی نظروں میں بے شک بُرا بن گیا ہوں مگر اللہ کی نظر میں نہیں اور...... تم نے اپنے بارے میں سوچا ہے کہ ایسا کر کے تم انسانوں کی نظروں میں بے شک بے گناہ ثابت ہوگئی ہو مگر اللہ کی نظروں میں تمھاری کیا اوقات رہ گئی؟ یہ سوچا ہے تم نے کبھی کہ اللہ کو کیا جواب دو گی؟ صرف پاک باز عورت پر تہمت لگانا ہی گناہ نہیں ہے بلکہ پاک باز مرد پر تہمت لگانا بھی اتنا ہی بڑا گناہ ہے اور تم یہ گناہ اپنے سر لے چکی ہو۔'' منان نے رُک کر فریحہ کی طرف دیکھا جو طنزیہ انداز میں بھنوئیں اُچکائے کھڑی تھی۔

''اور دوسری بات، میں نے تمھیں اپنا لیا ہے، یہ تم سے کس نے کہا؟ مجبوری میں کسی کو قبول کرنے اور دِل کی خوشی سے کسی کو اپنا بنانے میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے؟ تم میرے دل کا کھٹکا ہوا کانٹا بن گئی ہو جو میرے لیے ہمیشہ تکلیف کا باعث بنا رہے گا۔'' منان کے لہجے نے ایک لمحے کے لیے فریحہ کو چپ سا کروا دیا مگر پھر وہ اپنی جون میں لوٹ آئی۔

''جو بھی ہے۔ جو چیز فریحہ کو پسند آجائے، وہ اُسے ہر قیمت پر حاصل کر کے رہتی ہے یہ تو آپ جان ہی گئے ہوں گے۔'' فریحہ کے لہجے میں تفاخر بول رہا تھا۔

''ایک بات یاد رکھنا کہ کسی کی لگائی ہوئی تہمت سچے شخص کی عزت کم نہیں کر سکتی کیونکہ اللہ ہمیشہ سچ کا ساتھ دیتا ہے اور جھوٹ کو ذلیل کرتا ہے۔ اللہ کا ترازو پورا پورا

تو لگتا ہے نہ کم نہ زیادہ جب وہ سچائی آشکار کرے گا تو تمھیں منہ چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔ میں ایک جیتا جاگتا انسان ہوں، کوئی بے جان چیز نہیں۔ تمھیں بہت شوق تھا مجھے اپنی زندگی میں شامل کرنے کا وہ تم نے کرلیا مگر اب بیٹھی رہنا میرے نام کی مالا اپنے گلے میں ڈال کر میں کبھی لوٹ کر نہیں آؤں گا۔ کبھی نہیں۔" منان انگلی اُٹھائے اُسے تنبیہہ کررہا تھا۔ اس کے لہجے میں چٹانوں کی سی سختی تھی۔ وہ مڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے میں گیا اور دھاڑ سے دروازہ بند کرلیا۔ فریحہ عجیب سے احساسات میں گھری بند دروازے کو دیکھتی رہ گئی۔

......☆☆☆......

منان امریکہ چلا گیا۔ سب کچھ دوبارہ اپنے معمول پر آگیا۔ حنان اور اس کی امی واپس اپنے گھر چلے گئے اور فریحہ اپنے فائنل کی تیاری میں مگن ہوگئی۔ تو کوئی اپنی زندگی میں مصروف ہوگیا، سوائے منان کے جو باہر جا کر بھی بہت بے چین تھا جو جب جب اپنی ماں کی بے اعتباری یاد کرتا اس کا کلیجہ لہولہو ہو جاتا۔ راتیں ہوتے ہی اس کا درد جوان ہو جاتا تھا اتنا جوان کہ اس کی ہمت اور حوصلہ بوڑھا ہو کر لرزنے لگتے تھے۔ ایسے میں دھند بھری راتیں اس کے غموں کو اپنے اندر لپیٹ لیتیں اور تنہائی کا عذاب دھیرے دھیرے اسے اپنی آغوش میں لے کر نیند کی وادی میں دھکیل دیتا۔ پھر منان نے اپنے آپ کو کام میں اس طرح مصروف کرلیا کہ اس کے پاس کچھ سوچنے کا وقت ہی نہ بچتا تھا۔ وہ یہاں ایڈجسٹ ہونے لگا تھا۔ اس کا ذہن تیزی سے بہتری کی طرف مائل ہوگیا تھا مگر وہ اپنی ماں سے ناراض تھا۔ سخت ناراض اتنا کہ یہاں آکر اس نے انھیں اپنا کوئی پتہ دیا تھا نہ ٹیلی فون نمبر اور نہ ہی خود فون کرتا تھا۔ وہ سب سے جیسے لاتعلق ہوگیا تھا۔ ہاں مگر وہ ہر مہینے ایک معقول رقم اپنی ماں کے اکاؤنٹ میں منتقل کردیتا تھا اور ہر مہینے اپنا بینک بیلنس چیک کرنے کے بعد اس میں موجود اضافہ اُنھیں یہ اطلاع دیتی تھی کہ ان کا بیٹا خیریت سے ہے۔ وہ بیٹے کی جدائی اور ناراضگی پر آٹھ آٹھ آنسو روتیں۔ پورا ایک سال ہوگیا تھا منان کو ان سے لاتعلق ہوئے۔

"اب کیوں رو رہی ہیں؟ آپ کو بھائی پر اعتبار کرنا چاہیے تھا۔ آپ کی بے اعتباری نے بھائی کو بالکل توڑ دیا ہے۔ اب اگر وہ ناراض ہیں تو ٹھیک ہے نا وہ حق پر ہیں۔ کیا فائدہ ایسے رشتوں کے درمیان رہنے کا جہاں ایک دوسرے پر اعتبار ہی نہ ہو۔" حنان نے بینک سے واپس آکر ماں کو روتے دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ کر نرمی سے کہا۔

"کیا کرتی میں اُس وقت ہر چیز اس کے خلاف گواہ بن کر کھڑی تھی میں کیسے اُسے بے گناہ ثابت کرتی۔" اُنھوں نے دل گرفتگی سے اپنے آنسو صاف کیے۔

"آپ کا دل سب سے بڑا گواہ تھا اُن کے حق میں مگر آپ نے اس کی آواز کو دبا کر ظاہر پر یقین کرلیا کیوں؟" حنان خود بھی زود رنج ہورہا تھا۔ بھائی کی خودساختہ جلاوطنی اس کا دل جلاتی تھی کہ یہ سب نہ ہوتا تو فون، اسکائپ اور فیس بک کے ذریعے ان سے رابطہ رہتا اور سال دو سال بعد وہ پاکستان کا چکر بھی لگالیتا۔

"اس لیے کہ کوئی لڑکی مر کر بھی اپنی عزت کو یوں سرِ عام رسوا نہیں کرسکتی بس یہی ایک بات ہے جو مجھے اپنے بیٹے کی بے گناہی پر یقین کرنے سے روکتی ہے۔" وہ خود ایک شریف النفس خاتون اور عزت دار گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں، جنھوں نے بیوگی کے بعد اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کے ساتھ زندگی گزاری تھی۔ وہ یہ بات نہیں جانتی تھیں کہ جب کوئی عورت اپنے نفس کی غلام بن جائے تو پھر وہ اپنی سب سے قیمتی متاع کو بھی داؤ پر لگا دیتی ہے۔

......☆☆☆......

"دو سال...... آج پورے دو سال ہوگئے ہیں منان کو گئے ہوئے۔" فریحہ نے کیلنڈر پر نظریں دوڑائیں۔ پچھلے چھ ماہ سے فریحہ کا ضمیر اس کو جھنجھوڑنے لگا تھا۔ دیر سے سہی مگر اس کا ضمیر یوں جاگا تھا کہ اس نے اس کا سونا حرام

کردیا تھا۔ وہ اپنے ضمیر کی لعن طعن سے پیچھا چھڑانے کی کوششوں کے باوجود اس سے متاثر ہونے لگی تھی۔ بعض اوقات تو وہ اس کی پکار سے گھبرا کر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیتی مگر کانوں پر ہاتھ رکھ لینے سے بھی بھلا ضمیر کبھی چپ ہوا ہے۔ وہ تو اندر کہیں بہت اندر سے بولتا ہے اور انسان کو اپنی سننے پر مجبور کردیتا ہے۔

فریحہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنے چہرے پر کریم کا مساج کررہی تھی جب یک دم اس کا عکس اس سے بات کرنے لگا۔

''تم جتنی بھی کریمیں مل لو مگر تمھارے چہرے کی بدصورتی میں کوئی کمی نہیں آئے گی، اس لیے کہ تمھارا اندر بہت بدصورت ہے اور جن کے اندر بدصورت ہوتے ہیں، دنیا و آخرت کی سیاہی ان کے چہروں کا مقدر بن جاتی ہے۔'' فریحہ دم بخود رہ گئی۔

پھر رفتہ رفتہ اس کے اندر اپنے کیے پر پچھتاووں کا دھواں بھرنے لگا وہ روتی اللہ سے معافی مانگتی مگر اسے سکون نہ ملتا۔ کیسے سکون ملتا؟ اس نے کسی کے دل میں دنیا بھر کی بے چینی بھر دی تھی تو پھر خود کو سکون کہاں سے ملتا۔ وہ بدلنے لگی، ہنسنے کھلکھلانے والی، ضدی فریحہ سنجیدہ ہونے لگی کبھی نماز کے قریب نہ جانے والی پانچ وقت کی نماز پڑھنے لگی۔ گھومنا پھرنا، دوستوں سے ملنے جانا، شاپنگ کرنا، ٹی وی دیکھنا اس کے سارے شوق چھوٹ گئے۔ وہ گھبرائی بولائی پھرتی، بیٹھے بیٹھے رونے لگتی۔ وہ ہنستی تو یوں لگتا جیسے اس کا انگ انگ بین کررہا ہو۔ لوگ اس کی حالت دیکھ کر حیران ہوتے۔ گھر والے اس کی اس حالت کا ذمہ دار منان کو قرار دیتے تھے۔ فریحہ کی امی منان کو منہ بھر بھر کر کوسنے دیتیں۔

''مت کوسنے دیا کریں منان کو۔'' ماں کے کوسنے سن کر اس کا دل ڈوب جاتا تو وہ انھیں ٹوک دیتی۔

''اصل کوسنوں کی حق دار تو میں ہوں۔'' وہ دل ہی دل میں کہتی۔

''کیوں نہ دوں؟'' اس کیوں کا جواب فریحہ کے پاس تھا مگر وہ بتا نہیں سکتی تھی۔ بتا دیتی تو سب کی نظروں میں گر جاتی۔ وہ ہر روز اس کی واپسی کی دعا مانگتی۔

''ایک بار واپس آجائے میں سب کو سچ بتا کر آپ سے معافی مانگ لوں گی۔'' اُسے کسی پل چین نہیں تھا۔ منان کے جانے کے بعد زندگی اُس کے لیے اُس سیاہ اور تاریک رات کی طرح ہوگئی تھی جس میں نہ تو نیند آتی ہے اور نہ ہی وہ رات ختم ہونے کا نام لیتی ہے۔

......☆☆☆......

ایک روز فریحہ کے امی ابّو اپنے کسی رشتہ دار کی شادی سے واپس آرہے تھے کہ روڈ ایکسیڈنٹ میں دونوں کا انتقال ہوگیا۔ فریحہ کے لیے یہ صدمہ برداشت کرنا آسان نہیں تھا۔ بھائی نہ ہونے کے برابر تھا۔ بہن اپنی زندگی کے جھمیلوں میں مصروف تھی۔ وہ اپنے گھر میں اکیلی نہیں رہ سکتی تھی۔ ایسے میں خالہ اور حنان اس کا سہارا بن گئے۔ اس کے گھر کا سارا سامان اُوپر والے دو کمروں میں منتقل کر کے تالا ڈالا اور گھر ایک جاننے والے خاندان کو کرائے پر دے کر خالہ فریحہ کو اپنے ساتھ گھر لے آئیں۔

ان کا اچھا سلوک اور رویہ فریحہ کا احساسِ جرم مزید بڑھانے لگا۔ اُسے لگتا ماں باپ جیسی نعمت اس کے اس گناہ کی پاداش میں اس سے چھین لی گئی ہو۔

''بس کرو بیٹا! اللہ کی رضا میں راضی ہوجانا ہی بہتر ہوتا ہے۔ یوں رو رو کر خود کو ہلکان نہ کیا کرو۔'' شام کے سائے ڈھل رہے تھے اور فریحہ اپنے ماں باپ کو یاد کرکے رو رہی تھی ان کو رونے کا تو شاید بہانہ تھا۔ اصل رونا تو اسے اپنے دل کی بے چینی اور ضمیر کی مار کا تھا جنھیں سہتے سہتے وہ بے حال ہوجاتی تھی۔ اس کے دل میں آگ سی لگی رہتی تھی، آنکھوں سے پانی برستا رہتا مگر پھر بھی دل کی آگ نہیں بجھتی تھی۔

''جاؤ...... اُٹھ کر منہ ہاتھ دھولو، شاباش، اس وقت رونا نحوست ہوتا ہے۔'' خالہ نے اُسے اُٹھانے کو ہاتھ بڑھایا تو اس نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انھیں اپنے پاس بٹھالیا۔

''خالہ...... میں تو خود واقعی منحوس ہوں۔ منحوس ہی

قرآنی آیات کی عام فہم تفاسیر جنہیں

مشتاق احمد قریشی

نے مستند تفاسیر اور حوالوں سے آراستہ کیا ہے

کتاب کا نام	
تفسیر سورۃ اخلاص	تفسیر آیات ربنا اتنا
تفسیر معاذ اللہ	تفسیر سورۃ النصر
تفسیر سورۃ العصر	تفسیر سورۃ الہب
تفسیر سورۃ الکفرون	تفسیر آیات اللہ ذوالجلال
تفسیر سورۃ الفاتحہ	تفسیر سورۃ الشمس
تفسیر سورۃ کلمہ طیبہ	تفسیر سورۃ القریش
تفسیر سورۃ معوذتین	لقد خلقنا الانسان
تفسیر سورۃ الکوثر	تفسیر سورۃ القدر
تفسیر آیات السلام علیکم	آسمانی صحیفے اور قرآن
تفسیر آیات یاایھا الذین امنو	تفسیر سورۃ الماعون
امام اعظم حیات وفقہی کارنامے	

ملنے کا پتا: نیے افق گروپ آف پبلی کیشنز۔ 7 فرید چیمبر عبداللہ ہارون روڈ کراچی
اسلامی کتب خانہ۔ فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

ہوتا ہے نا جو دوسروں کی خوشیاں اُجاڑ دیتا ہے۔" وہ خود ترسی سے بے ربط سے انداز میں گویا ہوئی۔

"کیسی باتیں کررہی ہو؟ بس چپ کرجاؤ۔" خالہ نے اس کو تسلی دینے کے لیے اپنے ساتھ لگالیا۔

"کیسے چپ کرجاؤں خالہ؟ میرے ایک عمل نے آپ سب کی زندگیوں میں نحوست پھیلا دی ہے۔" وہ جب سے یہاں آئی تھی، خالہ کو منان کی یاد میں اکثر آنسو بہاتے دیکھ چکی تھی۔ بیٹے کے لیے ان کی افسردگی اُسے سراسر اپنا قصور لگتا۔ خالہ نے ناسمجھی سے اس کی بات سنی اور اس کا ہاتھ تھپکنے لگیں۔

"خالہ..... آج میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتی ہوں ایسی بات جس کا بوجھ اُٹھاتے اُٹھاتے میں تھک گئی ہوں۔" وہ پھوٹ پھوٹ کررودی۔

"حوصلہ کرو فریحہ کیا ہوگیا اور ایسی کون سی بات ہے جو تم یوں ہلکان ہورہی ہو؟" اُنھوں نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر اس کے آنسو صاف کیے تو اس نے ان کے ہاتھ ہٹا دیے۔ خالہ کی بے لوث محبت! اس کے قلب میں کنکریوں کی طرح پیوست ہوجاتی تھی جن کی چبھن اُس سے برداشت نہیں ہوتی تھی کہ جو کچھ اُس نے اُن کے بیٹے کے ساتھ کیا تھا، وہ تو اُن کی نفرت کے لائق بھی نہیں تھی کجا کہ اُن کی اتنی محبتیں سمیٹتی۔ ابھی بھی یہ چبھن اتنی بڑی کہ وہ اپنی زبان کو حرکت دینے پر مجبور ہوگئی۔

"مجھ سے اتنی محبت نہ کریں خالہ..... تھوکیں مجھ پر، مجھے ذلیل و رسوا کریں کہ آج سے تین سال پہلے میں نے آپ کے بیٹے پر جھوٹا الزام لگایا تھا۔" وہ روتے روتے چیخ اُٹھی۔ دھڑ دھڑ..... خالہ پر گویا ساتوں آسمان گر پڑے۔ وہ بالکل ساکت ہوگئیں۔ اُن کی نظروں کے سامنے ان کا مار کھاتا بیٹا آرہا تھا جو چیخ چیخ کر اپنی بے گناہی بتارہا تھا مگر کسی نے اس کی بات کا یقین نہیں کیا تھا۔ فریحہ کا یہ انکشاف ان کو بے جان کرگیا تھا۔

"میرا بچہ!" وہ اتنا کہہ کر ایک طرف کو جھول گئیں تو فریحہ کے اپنے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اس نے حنان کو آوازیں دیں۔ اُس نے آکر ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ ان کو ہوش آیا تو وہ ان کو سہارا دے کر کمرے میں لے آیا۔ فریحہ بھی پیچھے ہی آئی۔

"کیا ہوا امی؟" حنان بہت پریشان ہوگیا تھا۔

"کچھ نہیں، بس تم دونوں جاؤ یہاں سے۔" وہ نڈھال سی لیٹی تھیں۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھری اور آواز رندھی ہوئی تھی۔

"امی..... آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ چلیں ڈاکٹر کے پاس۔" حنان آگے بڑھا۔

"تم نے سنا نہیں جاؤ یہاں سے۔" وہ اپنی عادت کے خلاف چلا اُٹھیں تو دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔

"ایسا کیا ہوگیا؟ جو امی کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی؟" حنان نے فریحہ سے پوچھا۔

"میں نے اُنھیں ایک حقیقت بتائی تھی اور بعض حقیقتیں اتنی تلخ ہوتی ہیں کہ زہر کی طرح جسم میں پھیل کر انسان کی رگوں سے زندگی چوس لیتی ہیں۔" فریحہ نے حنان کو دیکھا اور اُسے ساری بات بتادی۔ اس کی بات سن کر حنان ناقابلِ یقین انداز میں سر ہلانے لگا۔

"فریحہ.....! تم نے یہ سب..... او مائی گاڈ.....!" حنان نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

......☆☆☆......

پوری رات خالہ، حنان اور فریحہ تینوں نے جاگ کر اپنے کمرے کی چھت کو گھورتے ہوئے گزاری۔ اگلی صبح وہ خالہ کا ناشتہ لے کر ان کے کمرے میں گئی کہ وہ رات سے بھوکی تھیں۔

"خالہ....." جواب ندارد۔ "خالہ..... پلیز تھوڑا سا کھانا کھالیں۔" فریحہ نے ٹرے رکھ کر خالہ کی کلائی کو چھوا تو وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر اُٹھ بیٹھیں۔ فریحہ کو اُن سے ایسے ہی کسی عمل کی توقع تھی۔

"خالہ..... پہلے ناشتہ کرلیں پھر جب طاقت آجائے گی تو مجھے اُسی طرح بُرا بھلا کہیے گا، اُسی طرح ماریے پیٹیے گا جیسے تین سال پہلے تو نے منان کو مارا تھا اور پھر مجھے گھر

سے نکال دیجیے گا۔ مجھ جیسی لڑکی کو جسے عزت راس نہیں آتی، دنیا کی ٹھوکروں پر ہونا چاہیے۔" فریحہ نے خالہ کے پاؤں تھام لیے تو اُنھوں نے اپنے پاؤں سمیٹ لیے۔ فریحہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

دو دِن سے خالہ نے چپ کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ ہر چیز سے منہ موڑے بیٹھی تھیں۔ دل چاہتا تو کچھ کھا لیتیں ورنہ خاموشی سے بیٹھی زمین کو گھورتی رہتیں۔

"خالہ..... ایسے نہ کریں، مجھ پر چیخیں چلائیں، مجھے بددعائیں دیں، کوسیں مگر یوں خاموشی کی مار نہ ماریں۔" تیسرے دِن فریحہ کے لیے خاموشی کی یہ مار سہنا ناقابلِ برداشت ہوگیا تو وہ منت پر اُتر آئی۔

"اِدھر آؤ۔" خالہ نے بلایا تو وہ خاموشی سے اُن کے پاس آ بیٹھی۔

"تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں تو پہلے ہی تمھیں اپنی بہو بنانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ بس مناسب وقت کا انتظار تھا۔ اُس روز میں نے تمھارے [illegible] سے یہ بات بھی کرلی تھی کہ دو سال بعد جب منان واپس آئے گا تو میں فریحہ کو بیاہ کرلے جاؤں گی پھر تم نے یہ گھٹیا کھیل کیوں کھیلا؟ بتاؤ۔" خالہ کے لہجے نے فریحہ پر کوڑے برسا دیے اور وہ جیسے منہ کے بل کھائی میں جا گری۔

"میں بہک گئی تھی، بغیر سوچے سمجھے ایسا کام کرگئی جو ہمیشہ کے لیے میری روح کا ناسور بن گیا؟" وہ سسک اُٹھی۔ کیا تھا اگر وہ تھوڑا سا صبر کرلیتی تو وقت اُسے خود بخود منان کا شریک زندگی بنا دیتا مگر وہ اپنی جلد بازی اور ہٹ دھرمی کے باعث سب کچھ گنوا چکی تھی۔

"خالہ..... آپ منان کو واپس بلالیں، میں اس سے معافی مانگ کر ہمیشہ کے لیے اس کی زندگی سے نکل جاؤں گی۔ میں یہ بات سمجھ گئی ہوں کہ انسانوں اور چیزوں کے درمیان بہت فرق ہوتا ہے۔" فریحہ نے التجا کی یہ اور بات تھی کہ اس کے یہ الفاظ اس کی اپنی روح کو چیر کر نکل گئے تھے کہ چاہے اُس نے ضد میں منان کو اپنا بنانے کی کوشش کی تھی مگر اب وہ پوری شان سے اس کے اندر بسا

ہوا تھا یوں کہ وہ نکلتا تو روح کے ساتھ چھوڑتی۔

"وہ تو میں کروں گی مگر خبردار جو تم نے کہیں جانے کی بات کی تو۔" خالہ نے سب کچھ قسمت کا لکھا سمجھ کر بھلانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ خالہ نے فریحہ کو اپنے ساتھ لپٹا لیا، دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ کاش ہماری غلطیاں ہتھیلی پر دھری اُس خشک ریت کی مانند ہوتیں جو کچھ تو خود پھسل پھسل کر گر جاتی ہے اور کچھ ہوا کے سنگ اُڑ جاتی اور ہتھیلی بالکل خالی ہوجاتی ہے۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ وقت کسی کو معاف نہیں کرتا اور غلطیوں کا کفارہ لے کر رہتا ہے۔

......☆☆☆......

حنان کو فریحہ پر بہت غصہ تھا۔ جس کا اظہار اُس نے اپنی ماں کے سامنے کیا تو اُنھوں نے اُسے پیار سے سمجھایا۔

"بس بیٹا..... جو ہوگزرا، سو ہوگزرا۔ اب لکیر پیٹنے سے کچھ فائدہ نہیں تم بس کسی طرح حنان کا پتہ لگاؤ اور میری اس سے بات کراؤ۔ میں اپنے بیٹے سے معافی مانگ لوں گا۔ اپنی غلطی کی معافی مانگ لینے سے انسان چھوٹا تھوڑا ہوجاتا ہے۔" اُنھوں نے رسان سے کہا تو حنان سر ہلا کر اُٹھ گیا۔ مگر ابھی اُسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ اُسے منان تک کیسے پہنچنا ہے۔

قدرت بھی شاید ان سب کی یہ آزمائش ختم کرنا چاہ رہی تھی کہ حنان کا ایک دوست امریکہ تھا۔ وہ کسی حد تک منان کی اپنے گھر والوں سے ناراضگی اور لاتعلقی کے بارے میں جانتا تھا۔ جس بلڈنگ میں وہ اب شفٹ ہوا تھا، منان بھی اُسی بلڈنگ کے چوتھے فلور پر رہائش پذیر تھا۔ اُس نے ایک دو بار منان کو وہاں دیکھا تو حنان کو فون کرکے اُن کے بارے میں بتایا۔ پھر حنان کی درخواست پر اس نے دوستی بڑھا کر منان سے اس کا فون نمبر لیا اور حنان کو بھیج دیا۔

......☆☆☆......

منان کچن میں اپنے لیے ناشتہ بنا رہا تھا جب اس کا موبائل بجنے لگا۔ وہ موبائل [illegible] صوفے پر چھوڑ آیا

تھا۔ اس نے فون کی بیل کو نظر انداز کیا اور آملیٹ کا آمیزہ فرائنگ پین میں ڈالا۔

"ایک ہی بار ناشتہ لے کر جاتا ہوں۔" منان نے آملیٹ پلیٹ میں نکالا ساتھ دو سلائس رکھے۔ ایک ہاتھ میں ناشتے والی پلیٹ پکڑی اور دوسرے میں کافی کا مگ اُٹھا کر لاؤنج میں آگیا۔ فون خاموش ہو چکا تھا۔

"امی فون ریسیو نہیں ہو رہا۔" حنان نے فون کان سے ہٹایا۔

"تم پھر کرو۔" خالہ نے بے چینی سے کہا۔ حنان سر ہلا کر دوبارہ نمبر ملانے لگا۔

......☆☆☆......

منان ناشتے کی پلیٹ میز پر رکھ کر بیٹھا اور کافی کا مگ ہونٹوں سے لگایا۔ اس کا فون دوبارہ چیخنے لگا۔ منان نے مگ بھی پلیٹ کے ساتھ رکھا اور فون ریسیو کر کے کان سے لگالیا۔

"السلام علیکم بھائی! پلیز فون بند مت کیجیے گا۔ میں نے بڑی مشکل سے آپ کا نمبر حاصل کیا ہے۔" حنان نے فوراً پیش قدمی کی۔ منان فون پر حنان کی آواز سُن کر جیسے فریز ہو گیا تھا۔ آج تقریباً ساڑھے تین سال بعد وہ کسی اپنے کی آواز سن رہا تھا۔ بھائی کی آواز سن کر اس کے احساسات پر لاتعلقی کی جمی ہوئی برف دھیرے دھیرے پگھلنے لگی مگر اس کے لب خاموش تھے۔

"ہیلو...... ہیلو...... بھائی......" حنان اس کی خاموشی سے گھبرا کر پکارنے لگا۔

"حن...... حن...... حنان کیسے ہو؟ میرے بھائی......" منان کے گلے سے پھنس پھنس کر آواز نکلی۔

"بھائی میں ٹھیک ہوں آپ کا کیا حال ہے؟" حنان نے قدرے رندھی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"کوئی اپنوں سے دور ہو کر جس حال میں ہو سکتا ہے، میں اُسی حال میں ہوں۔"

"بھائی......اپنوں سے یہ دوری آپ کی اپنی پیدا کردہ ہے۔ آپ ... تو آپ سے ملنے اور آپ کی آواز سننے کے لیے تڑپ رہے ہیں۔" حنان کی آواز اُبھری۔

"اپنوں نے مجھے دکھ ہی اتنا گہرا دیا تھا کہ میں برداشت ہی نہ کرسکا۔ کیا فائدہ ایسے اپنوں کا جو آپ پر اعتبار ہی نہ کرتے ہوں۔" منان نے گلہ کیا۔

"بھائی پلیز...... ختم کریں اس بات کو۔ جو کچھ ہوا غلط فہمی کی بنیاد پر ہوا۔" حنان نے جیسے اُسے منانے کی کوشش کی۔

"لیکن کسی نے میرا اعتبار نہ کیا۔ مجھے ہر کسی کی نظروں میں اپنے لیے بے اعتباری نہیں بھولتی۔ میں کیسے اس بات کو ختم کردوں۔" منان کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔

"کوئی آپ کو بے اعتباری کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔ اس لیے کہ فریحہ نے سب کو سچائی بتادی ہے۔ خالہ خالو کا انتقال ہو گیا ہے۔ فریحہ اب ہمارے پاس ہے۔ امی آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔" حنان کی بات سن کر منان کے ہونٹوں پر بڑی دلگیر سی مسکراہٹ اُبھری۔

"تو اس دفعہ بھی امی نے اپنی بھانجی کی بات پر ہی اعتبار کیا نا۔"

"بھائی پلیز...... ساری حقیقت جان کر امی کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ وہ بہت پچھتا رہی ہیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں کہ وہ آپ سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگیں وہ یہ بھی کرنے کو تیار ہیں، بس آپ اُن سے بات کرلیں۔" حنان نے جیسے منت کی۔ ماں کی بیماری کا سن کر منان کا دل بے چین ہوا۔

"کیا ہوا امی کو...... کیا زیادہ طبیعت خراب ہے؟"

دونوں بھائی یوں باتیں کرنے لگے جیسے درمیان میں ایک دن کی جدائی بھی نہ آئی ہو۔

"آپ سے بات کرلیں گی تو ٹھیک ہو جائیں گی۔ اُن کو یہ بات روگ کی طرح چمٹ گئی ہے کہ اُنھوں نے اپنے بے گناہ بیٹے کو گناہ گار سمجھ کر دھتکار دیا تھا۔"

"ابھی تو میں آفس جا رہا ہوں۔ شام کو واپس آکر بات کروں گا۔ اللہ حافظ۔" منان کا ناشتہ رکھے رکھے ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ اس نے ٹھنڈے سلائس اور آملیٹ کا نوالہ منہ

میں رکھا اور اپنے ان آنسوؤں کے ساتھ نکلا جو وہ بہنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی ہلکورے لے رہی تھی۔ حنان نے ماں کو بتایا کہ منان انھیں شام کو فون کرے گا تو وہ سجدہ شکر میں گر گئیں۔

......☆☆☆......

شام کو منان کی کال آئی۔ پہلے چند منٹ تو دونوں ماں بیٹا ایک دوسرے کی سسکیاں سنتے رہے۔ حنان نے ماں کے کندھوں پر بازو پھیلا کر انھیں تسلی دی۔ فریحہ نے اُن کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔ اس کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے کہ کچھ بھی تھا ان سب کی تکلیف کا سبب اس کی ذات ہی تھی اور وہ یہ بات بہت اچھی طرح سمجھتی تھی۔

''امی! روئیں تو مت اتنے عرصے بعد فون کیا ہے اور اب ٹھیک سے بات بھی نہیں کر رہیں۔'' منان نے خود کو سنبھالا، آستین سے اپنے آنسو پونچھے اور ہلکے پھلکے انداز میں ماں کو مخاطب کیا۔

''کیسے فون کرتی تمھیں، اتنے عرصے سے تمھارا کوئی اتا پتا ہی نہیں تھا۔ ہمیں لوگوں کی خیرات دینے کے علاوہ تم نے ہم سے کوئی رابطہ رکھا؟'' نا چاہتے ہوئے بھی شکوہ اُن کے لبوں سے پھسل گیا۔

''امی...... پلیز آپ کے بیٹے کی کمائی ہے وہ، حق ہے آپ کا کوئی خیرات نہیں۔''

''ہاں بیٹے نے بس میرا یہی ایک حق یاد رکھا ہوا ہے۔''

''امی...... اب بس کر دیں نا۔ ڈانٹنے ہی جا رہی ہیں۔'' منان ساری ناراضگیاں بھلائے مخاطب تھا۔

''کر دوں گی بس۔ پہلے تم واپس آجاؤ تم نے بے قصور ہوتے ہوئے بہت سزا کاٹ لی ہے۔'' اُن کا لہجہ پھر بھیگ گیا۔

''آپ نے میرا اعتبار کر لیا، سمجھیں کچھ بھی نہیں ہوا۔'' منان نے خوش دلی سے کہا۔

''جو نقصان ہو گیا وہ تو پورا نہیں کیا جا سکتا مگر اب میں تمھارا مزید کوئی نقصان نہیں ہونے دوں گی یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔ بس تم واپس آجاؤ۔'' فریحہ جو [illegible] تھا

بیٹھی تھی، چونک کر انھیں دیکھنے لگی۔

''کیا خالہ منان آکے مجھے طلاق دلوا دیں گی کیونکہ اُس کا سب سے بڑا خسارہ تو میں ہی ہوں۔'' بات ختم کر کے خالہ نے فون حنان کو پکڑایا اور خود آرام سے لیٹ گئیں اور فریحہ گم صم سی بیٹھی رہی۔

منان کے لیے تقریباً ایک سال تک واپس آنا ممکن نہیں تھا۔ اس کا کانٹریکٹ تھا۔ البتہ اُس نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ آئندہ کانٹریکٹ ری نیو نہیں کرے گا اور ہمیشہ کے لیے پاکستان واپس آجائے گا۔ بہت کما لیا تھا اُس نے اب اُسے اپنوں کی محبتوں کے درمیان رہنا تھا۔ اب ہر روز منان اسکائپ کے ذریعے گھر بات کرنے لگا تھا۔ حنان، خالہ اور منان ہزاروں میلوں کا فاصلہ ہونے کے باوجود آمنے سامنے بیٹھے باتیں کرتے، ہنستے مسکراتے۔ نہ منان نے کبھی فریحہ کے بارے میں پوچھا اور نہ ہی فریحہ نے کبھی اُس سے بات کرنے کی کوشش کی۔ کس منہ سے بات کرتی وہ۔ اکثر منان سے بات کرتے کرتے خالہ یا حنان فریحہ سے کوئی چیز مانگتے تو وہ جا کر اُن کو پکڑاتی مگر اسے حوصلہ ہی نہ ہوتا کہ وہ نظر اُٹھا کر اسکرین کی طرف دیکھ لیتی۔ البتہ منان نے ایک دوبار اچٹتی سی نظر اس پر ڈالی تھی مگر اس کے بارے میں کبھی کوئی بات نہیں کی تھی۔ وہ اُسے کافی بدلی بدلی سی لگی تھی۔

......☆☆☆......

آج جب حنان نے منان کے آنے کی خوش خبری سنائی تو ساری حقیقت نظروں کے سامنے ہونے کے باوجود دل ناداں خوش فہم ہوا تھا مگر اس کے ضمیر نے بڑی سختی سے اس کی خوش فہمی کو کچل دیا۔ اُسے اپنا انجام صاف نظر آ رہا تھا۔ منان کا رویہ اس کا فیصلہ بن کر سب کے سامنے تھا۔

''امی...... بھائی کے آنے کے بعد فریحہ کا کیا ہوگا؟''

فریحہ اکیلے میں بور ہو رہی تھی سو خالہ کے پاس بیٹھنے کے لیے آئی۔ اُس نے دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا کہ حنان کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"اب منان جو فیصلہ کرے گا، وہ ہمیں ماننا ہوگا۔" خالہ نے ٹھنڈی سانس بھری اور فریحہ سرتاپا لرز گئی تو کیا وہ یہاں سے نکال دی جائے گی۔ وہ واپس پلٹ گئی۔

......☆☆☆......

رمضان شروع ہوگیا۔ آٹھویں روزے کو منان آ گیا۔ امی اور بھائی سے لپٹ کر برسوں کی پیاس بجھائی۔ فریحہ چور بنی سائیڈ پر کھڑی رہی۔ منان نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ سب سے مل کر بیٹھا تو فریحہ نے منمنا کر سلام کیا جس کا جواب منان نے سر ہلا کر دیا مگر ہلتا سر فریحہ کو تب نظر آتا جب اس کی نظریں نہ جھکی ہوتیں۔ سلام کا جواب نہ آنا فریحہ کے دل پر لگا۔ بے عزتی کے احساس سے سرخ چہرہ لیے وہ منظر سے ہٹ گئی۔

"ہم کسی کی زندگی میں زبردستی شامل ہوسکتے ہیں مگر کسی کے دل میں اپنے لیے محبت اور عزت زبردستی پیدا نہیں کرسکتے۔" پانچ سال بعد خود سے منہ موڑ کر کھڑے منان کو دیکھ کر فریحہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ گئی تھی۔ اُن کے درمیان میں نکاح جیسا مضبوط رشتہ تو تھا مگر وہ رشتہ ایسا ہوگیا تھا جیسے درخت کی شاخ کے ساتھ خشک پتے کہ ہوا کا ایک تیز جھونکا آئے یا کسی نے ایک جھٹکا مارا اور پتے شاخ سے ٹوٹ کر بکھر گئے۔

فریحہ منان کے سامنے بہت کم آتی تھی۔ سحری یا افطاری کے وقت دونوں کا سامنا ہوتا۔ اس کے بعد فریحہ زیادہ وقت اپنے کمرے میں ذکر وعبادت میں گزار دیتی۔ اب اُسے احساس ہوا تھا کہ اس نے اپنی خودی اور نسوانیت کو داؤ پر لگا کر اپنا سب کچھ تباہ کرلیا ہے۔ پچھلے کچھ سالوں سے اس کی عیدیں ادھوری ادھوری گزر رہی تھیں مگر اس دفعہ تو اُسے لگتا تھا کہ اُس کی یہ عید محروم گزرے گی یعنی اُسے منان کے نام سے محروم کردیا جائے گا۔ یہ سوچ اُس کے اندر کانٹوں کا جنگل اُگا دیتی تھی۔ اُس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے نصیب میں سیاہیاں بھر لی تھیں۔ اب اُسے معلوم ہوا تھا کہ جو چیز نصیب میں نہ ہو وہ زبردستی حاصل کر بھی لی جائے تو بھی نصیب نہیں ہوتی۔ وہ دعا میں اللہ سے بس معافی کی طلب گار تھی۔ بہت سوچنے سمجھنے کے بعد بھی جب اس کے پچھتاوؤں کو مٹانے کی کوئی صورت نکلتی نظر نہ آتی تو وہ بے بسی سے رو دیتی۔

......☆☆☆......

آج اٹھارہواں روزہ تھا۔ فریحہ عصر کی نماز پڑھ کر کمرے کی بالکنی میں بیٹھ کر تلاوت کرنے لگی۔ پارہ پورا کرکے اس نے قرآن مجید کو اس کی جگہ پر رکھا اور وہیں کرسی پر بیٹھ کر تسبیح پڑھنے لگی۔ اُسے وہاں بیٹھے بیٹھے کافی دیر ہوگئی تھی۔ حتیٰ کہ دھوپ رخصت ہوکر لان کے کناروں پر جا ٹھہری۔ سورج اُونچے درختوں کی اوٹ میں چھپنے لگا اور دھوپ کو اپنے ساتھ کھینچنے لگا تو دھوپ ایک درخت کے موٹے تنے سے لپٹ گئی مگر وہ زیادہ دیر مزاحمت نہ کرسکی۔

فریحہ کو اپنا آپ اسی بے بس دھوپ کی طرح لگا۔ اس کا ایک غلط عمل اس کی زندگی سے سکون، خوشی اور اطمینان جیسی نعمتیں اپنے ساتھ گھسیٹ کر لے گیا تھا۔ فریحہ افطاری کی تیاری کرنے کے لیے نیچے آئی۔ خالہ اور حنان کہیں گئے ہوئے تھے۔ منان لاؤنج میں بیٹھ کر اخبار پڑھ رہا تھا۔ وہ کچھ لمحے اُسے دیکھتی رہی پھر آگے بڑھی۔

"منان...... میں نے جو کیا وہ قابلِ معافی تو نہیں ہے مگر اللہ کے واسطے تم مجھے معاف کردو تاکہ میں اپنے ضمیر کے سامنے سرخرو ہوسکوں اور میری بے چینی ختم ہو جائے۔ تم مجھے جو سزا چاہو دے لو مجھے دھتکار دو ذلیل کرو۔ طلاق دے کر دربدر کردو مگر پلیز یوں چپ کے کوڑے نہ مارو۔" وہ ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ اتنے دنوں بعد آج فریحہ نے نظر اُٹھا کر منان کی طرف دیکھا تھا اس کے چہرے پر چٹانوں سے بھی زیادہ سختی تھی۔ فریحہ کی نظریں پھر زمین میں گڑ گئیں۔ منان بغیر کچھ کہے اُٹھ کر چلا گیا اور فریحہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ پھر بے دم ہوکر وہیں پڑی سسکتی رہی۔

افطاری کے وقت وہ میز پر نہ آئی۔ اپنی افطاری اُس نے اپنے کمرے میں ہی منگوالی۔ نجانے اس کا دل کیوں یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ وہ منان سے براہ راست معافی مانگ

لے گی تو وہ اُسے معاف کردے گا مگر وہ تو اُسے دھتکار کر چلا گیا تھا۔

''میں ہوں ہی اسی قابل۔'' فریحہ نے آنسوؤں کے ساتھ روزہ افطار کیا اور اپنے رب کے حضور جا کھڑی ہوئی۔

''اللہ! میری یہ آزمائش ختم کردے۔'' وہ سجدے میں بس یہی ایک جملہ دہرائے جاتی۔ اس کا دل بری طرح دُکھا ہوا تھا اور دُکھے ہوئے دل کی فریاد کی رسائی اللہ تک پہنچ جاتی ہے۔

''فریحہ کیا بات ہے، طبیعت خراب ہے کیا؟ تم تو کمرے کی ہوکر رہ گئی ہو۔'' اگلے روز دوپہر کو وہ خالہ کے پاس آئی تو اس کا ستا ہوا چہرہ اور شکست خوردہ انداز خالہ کا دل دکھا گیا۔ اُس کی آنکھیں سردیوں کی دھند بھری راتوں کے سنسان راستوں کی طرح ویران تھیں۔

''اِدھر آؤ میری بچی۔'' اُنھوں نے بازو وا کیے تو وہ اُن کے کھلے بازوؤں میں سما کر رودی۔

''خالہ...... میرے چہرے پر خود غرضی، بے غیرتی اور ذلت کے بڑے بدنما داغ ہیں۔ مگر آپ منان سے کہیں نا کہ وہ مجھے اُسی طرح پناہ دے دے جس طرح آسمان داغ والے چاند کو اپنے سینے میں پناہ دے دیتا ہے۔'' وہ خالہ کے سینے سے لگ کر درخواست کرنے لگی۔

''وہ آسمان ہے ظرف والا اور میں انسان ہوں کم ظرف۔ معاف کرنے کا حوصلہ نہیں کر پارہا۔'' دروازے میں کھڑے منان نے دل ہی دل میں اس کی بات کا جواب دیا اور پلٹ کر چلا گیا۔

......☆☆☆......

''تم فریحہ کو معاف کرکے اپنالو۔ سمجھو قسمت میں ایسا ہی لکھا تھا۔ وہ بہت بدل گئی ہے۔ تم بے سکون رہے ہو تو وہ بھی سکون سے محروم ہے۔ مٹی جب خشک ہوتی ہے تو خاک کی صورت سر میں پڑنے لگتی ہے مگر بارش کے بعد وہی مٹی پیروں سے لپٹ جاتی ہے۔ فریحہ بھی دکھوں اور پچھتاوؤں کی برسات میں بھیگ کر بدل گئی ہے اور اب تمہارے پیروں سے لپٹ کر رہنا چاہتی ہے۔'' خالہ نے منان کو سمجھایا۔

''امی...... مجھے تھوڑا وقت دیں میں سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ زندگی بھر کا معاملہ ہے اور میں زندگی بھر کے فیصلے جذباتی ہوکر نہیں کرنا چاہتا۔'' خالہ مایوس سی اُٹھ گئیں۔

''فریحہ......'' خالہ نے اُسے پکارا تو وہ اُن سے لپٹ کر سسک اُٹھی۔ خالہ جانتی تھیں کہ اسے کیا بات یوں رُلا رہی ہے۔ مگر وہ منان سے کوئی زبردستی نہیں کرسکتی تھیں۔ سو بنا کچھ کہے ہولے ہولے اس کی پشت تھپکتی رہیں۔ فریحہ نے منان کے ساتھ جو تعلق ضد میں آکر جوڑا تھا نجانے وہ کب محبت میں ڈھل گیا کہ اب اس سے جدائی اس کو تکلیف دے رہی تھی، رُلا رہی تھی۔

''جو دوسروں کو رلاتے ہیں، اُن کا اپنا دامن بھی کبھی خوشیوں سے نہیں بھرتا۔'' یہ بات اب فریحہ کے دِل پر نقش ہوگئی تھی۔ نقش تو اور بھی بہت کچھ ہوگیا تھا مگر اب وقت اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

☆☆☆......☆☆......

منان نے فریحہ کو چھوڑ کر سب کو عید کی شاپنگ کروائی تھی۔

"فریحہ...... یہ لو اس میں تمھاری عید کے جوڑے ہیں اور کل میرے ساتھ چل کر جوتے بھی خرید لینا۔"

اٹھائیسویں روزے کو خالہ نے ایک بیگ اس کے ہاتھ میں تھمایا جسے اُس نے خاموشی سے پکڑ کر سینے سے لگایا۔ یہ کیسی عید ہونے جارہی تھی جو اس کی زندگی کو دکھوں سے بھرنے جارہی تھی۔

آخری روزہ تھا۔ فریحہ عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی جب دروازے پر دستک دے کر منان اندر آیا۔ فریحہ گم صم ہوگئی۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"تو جدائی کی گھڑی آن پہنچی۔" گرنے کے خدشے کے پیش نظر وہ بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی۔ جائے نماز اپنی گود میں رکھ کر اسے یوں تھام لیا جیسے وہ اس کا آخری سہارا ہو۔ وہ سر جھکا کر بیٹھی سزا سننے کی منتظر تھی۔

"فریحہ...... جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا تھا وہ بھلائے جانے کے قابل تو نہیں ہے مگر تمھاری شرمندگی اور معافی نے میرے دل کو قدرے نرم کردیا ہے۔ میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ تم شروع سے مجھے پسند تھیں یا اب میرا دل تمھاری محبت سے بھر گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میں نے کبھی اس حوالے سے کم از کم تمھیں نہیں سوچا تھا اور شاید سوچتا بھی نہ اگر وہ سب کچھ نہ ہوتا۔" منان یوں رُکا گویا اس کی آنکھیں ماضی میں جھانک رہی ہوں۔ فریحہ نے سہم کر اُسے دیکھا اور آنسو گالوں پر لڑھک گئے۔

"واپس آتے ہوئے میں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ تمھیں طلاق دے کر اس زبردستی کے رشتے سے اپنی جان چھڑا لوں گا مگر یہاں کے حالات اور تمھارا انداز دیکھ کر میں ایسا نہیں کرسکا۔ امی کے سمجھانے پر میں نے تمھیں معاف کردیا اور یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں تمھیں طلاق نہیں دوں گا لیکن میں اب کبھی تم پر اعتبار نہیں کرسکوں گا۔ شادی کے بعد نبھانے مجھے کتنا عرصہ لگ جائے تم پر اعتبار کرنے اور تم سے محبت کرنے میں اور پتا نہیں کر بھی سکوں یا نہیں۔ اب اگر تم اس ساری صورتِ حال کو جاننے کے باوجود میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو صبح امی کو بتا دینا کیونکہ وہ عید کے بعد ہماری شادی کرنے کا سوچ رہی ہیں۔" یہ کیسی خبر دی تھی منان نے اُسے زندہ کردینے والی کھل اُٹھنے والی۔ وہ آنکھوں میں بے یقینی لیے اُسے دیکھتی رہی۔

"اور یہ میری طرف سے تمھارا عید کا جوڑا۔ میں نے سب کو شاپنگ کروائی تھی تو تمھارے لیے بھی خریدا تھا۔" منان نے ایک پیپر بیگ اُس کی طرف بڑھایا۔ وہ تو اتنی بڑی خوش خبری سن کر ہلنے کے قابل بھی نہیں رہی تھی، وہیں کی وہیں بیٹھی رہی۔ منان دھیرے سے بیگ اس کے پہلو میں رکھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ منان نے فریحہ کا اتنا بڑا قصور معاف کردیا تھا۔ اس کی تو گویا پوری زندگی عید ہوگئی تھی۔ وہ گھٹنوں کے بل فرش پر گر کر سجدہ ریز ہوگئی۔ سجدے سے اٹھ کر کبھی روتی کبھی ہنستی۔ پھر اُس نے سوٹ نکال کر خود میں بھینچ لیا۔

"اتنی بڑی خوشی ملنے کے باوجود میری یہ عید اُدھوری ہے کہ منان کے دل میں میرے لیے اعتبار اور محبت نہیں ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ اگلے سال میری عید مکمل اور خوشیوں سے بھرپور ہوگی۔ میں ایک سال میں اپنی ہستی کو مٹا کر منان کے دل میں اپنے لیے اعتبار قائم کرلوں گی اور محبت...... محبت تو میاں بیوی کے درمیان اللہ خود ہی پیدا کردیتا ہے۔" وہ سوچ کر مسکرائی اور خوشیوں بھری زندگی کی اُمید کے ڈھیروں جگنو اپنی جھولی میں بھر کر مطمئن ہوگئی۔

خصوصی مضمون

ایسا کہاں سے لاؤں

حرا قریشی

کٹتی تھیں اس کے ہاتھ سے طغیان کی رگیں
فرعونیت کی ظلمت پامال کی رگیں
وہ اک کلیم تھا ید بیضا لیے ہوئے

ہمارے بابا...... پیارے بابا...... پاک وطن کے خالق...... عالم اسلام کی متاع...... بانی پاکستان...... قوم کے پدر بزرگوار...... ذی فہم اور سنجیدہ...... جامہ زیبی کا عالم دیکھیے جو بھی لباس پہنا پھب گیا۔ بیضوی چہرہ، گوری رنگت، تیکھے نقوش، کشادہ پیشانی، دبلا پتلا سرو قد، مرد آہن، اعتدال پسند، متوازن مزاج اور آنکھیں ایسی کہ ایک مصور کو بھی کہنا پڑے۔

''قائداعظم کی آنکھیں بنانا مشکل ہیں ان کے اندر ایک ایسی عمیق اور گہرائی ہے جس کی تھاہ موئے قلم کی گرفت سے باہر ہے۔''

میں بات کر رہی ہوں اس ہر دلعزیز لیڈر کی جو ایچ پیچ سے خالی سیدھی زبان استعمال کرتا ہے کہ گہرائی چھان بین کے بعد بھی کوئی دوسرا مطلب نہیں نکال سکتا بقول مادر ملت کے جو گھریلو زندگی میں بھی مخصوص ضابطے کا قائل تھا۔ دو کھانوں سے زیادہ ان کی میز پر کبھی نظر نہیں آتے تھے، خیال موصوف جا بیے فرمایا کرتے تھے۔

''میرے لاکھوں ہم وطنوں کو ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں تو مجھے طرح طرح کے کھانے کہاں زیب دیں گے۔'' پھر بھلا کیوں صدقے نہ جایئے ایسے ''راہبر'' پر۔

ایک ایسا نوجوان جو محض لنکوان کا انتخاب اس لیے کرتا ہے کہ اس کے در پر پیغمبر اسلام کا اسم مبارک کندہ ہے تو جو اس ذات کو فوقیت دے کہ جس کو نہ صرف عام انسان عزت و تکریم دیتے بلکہ دنیا کی تمام عظیم شخصیتیں اس کے سامنے سر جھکاتی ہیں تو وہ اوج پر کیونکر نہ جائے گا۔

خلیل صحافی کی بابت بیان کروں تو وہ اس زمانے کی بات کرتے ہیں جب دہلی دروازے کے باہر کا سماں بڑا دلآویز ہوا کرتا تھا۔ آج کی فضا سے بالکل مختلف چشم بد دور جامن اور آم کے اونچے اونچے بوڑھے شجر شہر کی بوسیدہ فصیل کے ساتھ اپنے سائے میں سینکڑوں بے کسوں اور تھکے ہارے لوگوں کو پناہ دیا کرتے تھے۔ اس وقت پرانی فصیل کے کہیں کہیں نشان باقی تھے۔ ان ہرے بھرے درختوں اور فصیل کی ٹوٹی ہوئی دیوار کی اینٹوں نے انسان کی جدوجہد کے کئی دور دیکھے اور میں نے تو وہ دور بھی دیکھا جب مسجد شہید گنج کی ناموس کی خاطر کئی نوجوان پروانوں کی طرح شمع اسلام پر قربان ہوگئے۔ وہ باغ کے بڑے درخت کے نیچے جمع ہوتے اور سر پر کفن باندھے نعرہ تکبیر لگاتے، سینہ تانے آگے بڑھتے جاتے اور ان کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو جاتا۔ حق ہاہ! ایسی نظیریں کہیں مل پائیں گی؟ پھر وہ دن بھی مجھے یاد ہے جب قائد نے ایک دن دہلی دروازے کے باہر مسلمانانِ لاہور سے خطاب کیا ان کی صورت اس وقت بھی میرے سامنے ہے۔ مشہدی لنگی سر پر باندھے (پہلی مرتبہ مشہدی لنگی باندھی تھی) ان کے اردو کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ جب برآمد ہوئے تو ایسا جادو ہوا کہ ہر طرف عقیدت و محبت کے والہانہ نعرے بلند ہوگئے تھے اور وہ وقت بھی بھولنے کے لائق نہیں جب قائد سے روزنامہ ''احسان'' کے دفتر میں تشریف لا کر افتتاح کرنے کی استدعا کی گئی۔ روزنامہ کا دفتر دہلی دروازے کے باہر اوپری منزل پر جہازی بلڈنگ میں تھا۔ نیچے گھوڑوں کے دلالوں اور ساز بنانے والوں کی دکانیں تھیں، جہاں گھوڑوں کی مالش ہوتی اور نعل بھی لگتے تھے۔ اچانک مجھے معلوم ہوا کہ قائداعظم نیچے تشریف لے آئے میں بھاگا، سیڑھیوں کی طرف گیا۔ ملک نور الٰہی (روزنامہ کے مالک) پہلے ہی پہنچ چکے تھے وہ اس کوشش میں لگے تھے کہ گھوڑوں کو ایک طرف کریں تاکہ قائد گزر سکیں میں نے باآواز بلند کہا۔

''یارو! ایک طرف ہو جاؤ، قائد آئے ہیں۔'' قائد کے ماتھے پر ذرا بھی بل نہ آیا اور گھوڑوں، ریڑھیوں سے بچتے سیڑھیوں پر چڑھ آئے۔ افتتاح کے حوالے سے ایک فقرہ بار بار کریڈ ہو رہا تھا۔ قائد پڑھ کر خفیف سا مسکرائے اور انگریزی میں پوچھا۔

''خلیل! کیا کرنا ہے؟''

''قائد آپ کو ٹیلی پرنٹر کا کاغذ اس طرح پھاڑنا ہوگا۔''

میں نے بھی انگریزی میں ہی جواب دیا۔

"بہت اچھا" کاغذ پھاڑنے کی کوشش کی تو کاغذ مشین میں الجھ گیا۔ قائد کو چونکہ مشق نہ تھی پھاڑنے کی سو انہوں نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں ایسا نہیں کرسکا کیا تم ایک بار پھر ویسا کرو گے؟" میں نے دوبارہ کیا وہ میرے ہاتھ کی طرف ہی دیکھ رہے تھے کہنے لگے۔ "اب میں کوشش کروں گا کوشش کامیاب ہوگی۔" ملک نورالٰہی نے کہا۔

"دعا کیجیے۔" دعا کے بعد تمام عملے سے ہاتھ ملایا اور کار میں بیٹھنے کے بعد مجھ سے کہا۔

"خلیل! میں خوش ہوں کہ تم مسلم لیگ کے لیے بہت اچھا کام کررہے ہو۔" اس دور میں مجھے یہ واقعہ بہت معمولی لگا تھا اگر اس کی اہمیت کو پہلے جانچ لیتا تو نہ صرف چند اور لوگوں کو تقریب میں مدعو کرتا بلکہ تصویر اتروانے کا اہتمام بھی کرتا۔ اب یادوں کے قافلے کی چاپ میرے ذہن و احساس پر یوں مرتسم ہے کہ اگر ان کے ذکر میں ڈوب گیا تو کہیں از خود رفتہ نہ ہوجاؤں، لمحات میرا حاصل حیات ہیں۔

جس انقلاب کے بانی تھے قائد اعظم
انقلاب تو ہم دیں گے اس زمانے کو

یہاں پاکستانی فنکار خادم حسین جو واپڈا پرنٹنگ پریس میں کمپوزیٹر تھے نے شاہکار لفظوں کی شیرازہ بندی (یہ الفاظ قائداعظم کی دو اہم تقاریر کے تھے) سے قائد کے خدوخال بنا کر اپنے جذبہ خلوص و عقیدت کو قائد کے حضور منتقل کیا ہے۔ احترام آدمیت کی بہترین مثال دیکھئے فرماتے ہیں۔

"آج محرم کی دسویں تاریخ ہے یہ دن سوگ اور افسوس کا ہے کیونکہ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت امام حسینؓ کو مخالفین نے میدان کربلا میں بھوکا پیاسا شہید کیا تھا اس لیے آج کے دن میں کسی شاہی دعوت میں شامل نہیں ہوسکتا۔ ہماری تاریخ کے درخشاں باب کا ایک اہم باب محمد علی جناح ہیں جنہیں اگر نکال دیا جائے تو تاریخ ادھوری رہ جائے گی، کبھی مکمل نہ ہوگی۔

سلام اے مری فردوسِ تازہ کے معمار

اس فرد واحد کا ہر انداز، ہر کام، ہر جذبہ مقناطیسی تھا۔ سب سے جدا، سب سے الگ، نامحسوس انداز میں کشش کرتا ہوا، نہایت ہی عجز و انکساری دکھاتا۔ اگر کسی پہاڑی مقام پر چھوٹی سی آبجو کے کنارے پتھر پر تشریف فرماتیں۔ متانت اور پروقاری جھلکتی جب محترم لیاقت علی خان سے کسی اہم مسئلے پر بات چیت کرتے موم سا دل پگھل اٹھتا، کسی مہاجر کی داستانِ غم سن کر، کیا کسی نواب، بادشاہ یا کمران کی کوئی شان ہوگی۔ خواص ذہین و فطین پیکر کی، جب وہ کسی جلسے میں خطاب فرماتے، لباس میں وجاہت کا ایک بھرپور شاہکار چاہے خواجہ جماعت کے رہنما کے لباس میں ہو، چاہے بر جس میں ملبوس ہو، چاہے گرجا گھر میں مسیحی راہنماؤں کے ساتھ، چاہے ہمشیرہ فاطمہ جناح اور بھائی احمد علی کے ہمراہ اہرام مصر کے نزدیک اونٹوں پر سوار اور معمول کے مطابق زمانے کے لحاظ سے انگریزی لباس میں ہو۔

زمین تھی فکر میں اک آسمان بنانے کو

ذرا ہندوستان کے وائسرائے لارڈ اروِن کی قائد کے بارے میں رائے ملاحظہ ہو۔

"مجھے ہندوستان میں کسی لیڈر سے خطرہ نہیں اگر ہے تو محمد علی جناح سے ہے کیونکہ یہی وہ شخص ہے جو ملک کی آزادی دل و جان سے چاہتا ہے سب لیڈروں کو کچھ نہ کچھ دے کر راضی کیا جاسکتا ہے لیکن جناح کو نہیں......! اگر جناح نے اپنی بات منوالی ہندوستانیوں سے جو کہ مجھے یقین ہے کہ وہ ایک نہ ایک دن منوائے گا تو برطانیہ کے لیے ہندوستان میں رہنا مشکل ہوگا۔"

ماؤنٹ بیٹن کہتے ہیں "جناح کی شخصیت ممتاز تھی، چٹان کی طرح اپنے مقام پر محکم اور سخت، اس کے ساتھ ٹھنڈے دل و دماغ کا انسان، یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ اس کے سینے کی گہرائیوں میں اتر سکوں۔ وہ میرے دلائل اتنی آسانی سے سمجھ لیتے کہ بعد میں محسوس ہوتا جیسے اس نے اپنے اور میرے درمیان پردہ لٹکا دیا ہو، ان کے جواب کے لیے ذرا سی تحریک پیدا کرنے میں بھی ناکام رہتا۔"

میاں صاحب کو اردو سے دلی پیار تھا لیکن روانی سے بولنے سے قاصر تھے۔ درستگی زبان کے لیے رفقاء کو ہدایت تھی کہ غلط تلفظ پر ٹوک دیا جائے۔ ایک مرتبہ بمبئی میں اپنے ڈرائیور محمد حنیف سے کسی وجہ سے ناراض ہوگئے تو سخت لہجے میں کہا۔

"گدا......" محمد حنیف نے فوراً تصحیح کی۔

"سٹر گدھا" غصہ کافور ہوگیا" مسکرا کر فرمایا۔
"اس غلطی پر ٹوکنے کا شکریہ۔"

اصول جس کے تھے زمانے سے جدا......!

اصولوں کے اتنے پابند تھے کہ اگر کوٹھی میں بلاضرورت بتیاں جل رہی ہوتیں تو بجھا دیتے اور بسا اوقات خود اٹھ کر بجھا دیتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔

"روپیہ ضائع کرنا گناہ اور اگر وہ عوام کا ہو تو اور بھی بڑا گناہ ہے۔" کہتے تھے۔ "مسکینوں' یتیموں کو خیرات دینے سے زیادہ اور کوئی سخاوت نہیں۔" (اب حرا مسکراتے ہوئے......) عربی زبان کا مقولہ ان پر فٹ آتا ہے۔

"حسینہ وہ ہے جس کی سوکنیں اس کے حسن کی معترف ہوجائیں۔ یہ بات آپ پر پچاس نہیں' پچھتر نہیں' پورے سو صادق آتی ہے۔"

دلائی جیسے اس نے آزادی......
کہیں نہ ایسی کوئی نظیر ملے......!

اتنی عظیم محترم کی ذات ہے کہ دشمن بھی سراہے بغیر نہیں رہ پاتا۔ جواہر لال نہرو برملا اعتراف کرتے تھے "کہ جناح کی اعلیٰ سیرت وہ مؤثر حربہ تھی جس کے ذریعے انہوں نے زندگی بھر کے معرکے سر کیے۔" ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی تحریر کرتے ہیں کہ "قائد ایسی بلند شخصیت تھے جتنی امام بن تیمیہ اس لیے کہ ابن تیمیہ نے مسلمانوں کو تاتاریوں سے بچایا تھا۔ قائد ہی نے مسلمانان ہند کو چیرہ دستیوں سے محفوظ کیا تھا۔"

وجے لکشمی پنڈت کا خراج عقیدت ہی اور ہے' ان کا خیال ہے کہ "اگر مسلم کے پاس ایک سو گاندھی اور دو سو ابو الکلام آزاد ہوتے اور کانگریس کے پاس ایک محمد علی جناح' ہوتا تو ہندوستان کبھی تقسیم نہ ہوتا۔"

عمل پیہم...... عزم صمیم کا پیکر

قائد طلب علموں سے ہمیشہ کہتے "میں آپ سے سربراہ مملکت کی حیثیت سے بات نہیں کرتا بلکہ دوست کی حیثیت سے مخاطب ہوتا ہوں۔"

ضوابط میں جس کے اٹھان تھی لوہے کی سی

ایک مرتبہ ہندو لیڈر نے وائسرائے سے کہا کہ "ہندو رہنما تو بہت دفعہ جیل گئے تو مسلموں کے رہنما قائد کیوں نہیں کبھی جیل گئے۔" جواب دیا۔ "انہوں نے کبھی اصولوں سے ہٹ کر کام نہ کیا۔"

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

یہ تھا جناح' یہ تھا اقبال کا مردِ مومن...... وہی مردِ قلندر' جس کے خلاف بڑے بڑے صاحبان جبہ و دستار صف آرا تھے' جسے ہیٹ پہننے سے منع کیا جاتا تو جواب ملتا ویسے تو شاید میں چھوڑ دیتا لیکن اب مسلمانوں کو متاثر کرنے کے لیے چھوڑا تو منافقت ہوگی۔ یہی تو تھا پاکستان کا خالق' جس نے جدید عہد کی تاریخ میں صرف اور صرف سیاسی ہتھیار استعمال کیے اور ثابت کیا کہ مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی۔

جناب من! ایسا کہاں سے لائیں میں کتنے ہی شاندار الفاظ میں اپنے بابا...... بابائے قوم کو خراج عقیدت پیش کرلوں' ان کی خوبیاں جو رب لم یزل نے ان کو بخشی تھیں' بیان کرنے سے زبان قاصر ہے اور نہ ہی یہ بیان کرنا اتنا آسان ہے لہٰذا میرے لیے یہی بہت ہے کہ یہ جو چند لفظوں کی گٹھڑی اٹھائے لب قدیم گوہر سامنے لائے ہیں۔ انہیں منظر عام پر لایا جائے جو آڑھی ترچھی سطریں کھٹے میٹھے حرفوں کی صورت کھنچی گئی ہیں۔ انہیں قبولیت کا ظرف دان کیا جائے اس سے بڑھ کر میرے لیے عزت و احترام کی بات کیا ہوگی۔

دوام ہو مری مٹی بھی' اس کی خوشبو سے
شجر جو تو نے لگایا' وہ سدا پھلے پھولے......
تیرے ہی عزم کی قندیل ہاتھ میں لے کر
چلے تو تیرا مسافر نہ راستہ بھولے
زمیں سے تابہ فلک سلسلہ رہے قائم
زمیں کا یہ شجر آسماں کو چھو لے
آمین۔

آپ کی ادنیٰ سی خاکسار...... دعاؤں کی طلب گار۔

ہومیو کارنر

طلعت نظامی

حیض

حیض (Menses) ایک وریدی خون ہے جو کہ ایک صحت مند عورت میں صحت مندانہ حالت میں مہینے میں ایک بار چند روز کے لیے خارج ہوتا ہے یا دوسرے لفظوں میں رحم سے خون آنول (Muces) اور رحم کے اجزاء کا ہر مہینے اخراج حیض کہلاتا ہے۔ حیض مختلف حالتوں میں غائب ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے مثلاً......:

- ❖ بلوغت سے پہلے کا عرصہ
- ❖ ایام حمل میں
- ❖ ایام رضاعت (دودھ پلانے کا زمانہ)
- ❖ سن یاس کا زمانہ

دورانیہ

حیض بالعموم تندرست عورتوں میں ہر چار ہفتہ یعنی 28 دن کے بعد آیا کرتا ہے لیکن بعض عورتوں کو 24 روز اور بعض کو 32 روز کے بعد بھی آتا ہے جو کہ بے قاعدگی نہ ہونے اور درمیانی وقفہ کے ایک ہی حالت پر ہونے کی صورت میں داخل مرض نہیں یعنی اگر چوبیس روز کے بعد حیض آتا ہے تو چوبیس روز بعد ہی برابر آتا رہے گا۔ اگر 32 روز بعد آتا ہے تو 32 روز بعد ہی برابر آتا رہے گا۔ یہ صورت غیر طبعی ہے اور مرض کے ساتھ وابستہ نہیں لیکن اگر اس صورت میں غیر متوازن کیفیت ہوجائے یعنی 25 روز بعد آنے والا حیض کسی مہینے 32 روز کے بعد آئے تو یہ غیر صحت مندانہ رجحان ہے۔

مقدار

تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ حیض کے خون کی مقدار مختلف عورتوں میں مختلف ہوتی ہے تاہم اوسط نکالا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ ان ایام میں خون روزانہ کسی ایک خاص مقدار میں برآمد ہوتا ہے اور کبھی ایک آدھ روز بند ہو کر پھر سے جاری ہوجایا کرتا ہے اوسطاً ایک تندرست عورت کو 10 تا 15 تولہ خون آتا ہے یا 100 سے 200 گرام۔

خصوصیات

اس قسم کے مخلوط میں انجماد کی صلاحیت کم ہوتی ہے کیونکہ رحم کی نالی کی خارج شدہ تیزابی ترش محلول مل کر اس کی رنگت اور خوبی کو بدل دیتی ہیں۔ اس لیے اکثر یہ سیال حالت میں رہتا ہے بعض اوقات خون کی کثرت اس تیزابی سیال کو کمزور بنادیتی ہیں تب ایسی حالت میں خون جم جاتا ہے۔

عمر

مختلف ممالک کے آب و ہوا کے اختلاف، طریقہ معاش، بدنی حالت کے اختلاف کی وجہ سے حیض آنے کی عمر بھی مختلف ہوتی ہے چنانچہ پاکستان جیسے گرم ملک میں گیارہ بارہ یا تیرہ برس کی عمر میں حیض آنا شروع ہوجاتا ہے بلکہ اس سے بھی بعض زیادہ گرم حصوں میں 9 برس کی عمر سے ہی حیض شروع ہوجاتے ہیں جو لڑکیاں عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے ہوئے مرغن غذائیں استعمال کرتی رہتی ہیں وہ جلد حائضہ ہوجاتی ہیں۔

علامات

حیض سے قبل بہت بے آرامی اور سستی محسوس ہوتی ہے۔ پیروں میں بوجھ اور بے چینی کا احساس ہوتا ہے بعض حالات میں علامات بہت معمولی ہوتی ہیں اگر عورت کی تندرستی اور صحت بالکل درست ہے تو کوئی علامت حیض سے قبل معلوم نہیں ہوتی اور کسی میں بدنی کمزوری کا احساس ہوتا ہے، بدن ٹوٹنے لگتا ہے طبیعت سست ہوجاتی ہے۔ کام کاج میں دل نہیں لگتا، پیروں میں کسی قدر ابھار اور تناؤ محسوس ہوتا ہے۔ کمر پیٹھ اور سر میں درد، خفیف حرارت پستانوں میں تناؤ اور سختی پیدا ہوجاتی ہے۔ بعض عصبی مزاج والی لڑکیوں میں دیوانگی کا سا دورہ ہوجاتا ہے چند روز تک یہی حالت رہتی ہے اس کے بعد سفید رطوبت برآمد ہونے لگتی ہے پھر سرخی مائل ہوجاتا ہے۔ خون حیض بلوغت کی دلیل ہے اور قابلیت تولید کی علامت بھی شروع میں اکثر لڑکیوں کو حیض بے قاعدہ طور پر آیا کرتا ہے بعض اوقات ایک دو دن [illegible] اور

بعض اوقات چار ماہ بعد آیا کرتا ہے بعد میں یہ حالات باقاعدہ اور معمول کے مطابق ہوجاتے ہیں۔

مدت حیض

حیض کی مدت بھی مختلف عورتوں میں مختلف ہوتی ہے' بعض عورتیں صرف ایک دو دن حائضہ رہتی ہیں' بعض کو متواتر ایک ایک ہفتہ بلکہ آٹھ آٹھ روز تک برابر حیض آتا رہتا ہے اگر ان تمام حالات کا اوسط نکالا جائے تو حیض کی مدت تندرست عورتوں میں چار روز قرار پائی ہے۔ کم از کم تین روز اور زیادہ سے زیادہ سات روز حیض کی طبعی مدت قرار دی جاتی ہے۔ اس کی کمی بیشی غیر طبعی حالات کے وجود کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

تغیر رنگت

رحم سے آنول کے سے سیلان کی کمی غیر معمولی طور پر زیادتی ہوجاتی ہے' تھوڑے ہی وقت کے بعد اس کا سیلان بھورا ہوجاتا ہے کیونکہ اس میں خون کے کچھ اجزاء شامل ہوجاتے ہیں اور دوسرے اور تیسرے دن سیلان خالص خون کا سا ہوجاتا ہے۔ جو ناگواری طبیعت پہلے محسوس ہوتی ہے وہ رفع ہوجاتی ہے اور سیلان حیض مقررہ وقت تک رہنے کے بعد کم ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ سیلان کا رنگ خالص خون کے بعد بھورے آخر میں سفید اور پھر بالکل ختم ہوجاتا ہے۔

دوران حمل اور دوران رضاعت

حمل کے دوران اور دودھ پلانے کے زمانے میں حیض عموماً نہیں ہوتے کیونکہ حمل کے زمانے میں اسی خون سے بچے کی نشوونما ہوتی ہے اور وضع حمل کے بعد اسی خون سے دودھ بنتا ہے جو کہ بچہ کی قدرتی غذا ہوتی ہے' بعض ایسی مثالیں بھی موجود ہیں جن میں عورتوں کو دودھ پلانے کے زمانے میں بھی ٹھیک اور مقررہ وقتوں میں حیض ہوتے ہیں۔

سن یاس

حیض کے ختم ہونے کی عمر حالات اور ماحول کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہوتی ہے' بعض حالات میں تیس برس کی عمر' بعض عورتوں میں پچاس' ساٹھ برس کی عمر حیض آنا بند ہوجاتا ہے لیکن اکثر عورتوں میں چالیس برس کی عمر کے آگے پیچھے حیض آنا بند ہوجاتا ہے۔ حیض کے موقوف ہوجانے کے بعد عمر کا جو حصہ ہے اسے "سن یاس" کہتے ہیں یعنی ناامیدی کی عمر کیونکہ اس عمر میں عورتیں حاملہ نہیں ہوتیں اور بچوں کی امید و آس سے ناامید و مایوس ہوجایا کرتی ہیں۔

احتیاطیں

❖ حیض کے دوران معمولات زندگی کے کام جاری رکھنے چاہئیں مثلاً گھر کے کام' کاج' نہانا دھونا لیکن نیم گرم پانی کا استعمال کرنا چاہیے۔

❖ موسمی سردی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہیے' سرد پانی سے منہ ہاتھ دھونے اور زیر ناف ٹھنڈا پانی ڈالنے سے احتیاط کرنی چاہیے ورنہ عروقِ رحم سکڑ کر خون حیض کو روک دیتے ہیں۔

❖ سرد' ترش پھل' برف' دہی وغیرہ سے پرہیز مناسب ہی۔

❖ قبض نہ ہونے دی جائے۔

❖ جسمانی صفائی کا خاص خیال رکھا جائے' نرم و صاف پیڈ یا کپڑا استعمال کیا جائے۔ میلے کچیلے چیتھڑے ہرگز استعمال میں نہ لائے جائیں۔

❖ ایام حیض میں محنت مشقت کے کام زیادہ نہ انجام دیئے جائیں' اچھلنے کودنے' زینہ پر بار بار اترنے چڑھنے سے پرہیز کریں۔ امراض نفسانی' غم' خوف اچانک اور بے حد خوشی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اس لیے کہ یہ بھی فتور حیض کا باعث بن جاتے ہیں۔

Sexual Inter Course سے پرہیز کرنا چاہیے۔

❖ دوران حیض درد یا کوئی اور تکلیف ہو تو اس کا علاج علاجِ بالمثل سے ہوسکتا ہے۔

❖ حیض کی باقاعدگیوں اور امراض سے متعلق اگلے باب میں درج کیا جائے گا۔

(جاری ہے)

بیاض دل

میمونہ رومان

فوزیہ سلطانہ......تونسہ شریف

بہت اندر تک تباہی مچا دیتا ہے
وہ آنسو جو آنکھ سے بہہ نہیں سکتا

طلعت نظامی......کراچی

میں نے سمندر سے سیکھا ہے جینے کا سلیقہ
چپ چاپ سے رہنا اور اپنی موج میں بہنا

کنزیٰ مریم......نامعلوم

ذرا سی بات تھی اندیشہ عجم نے اسے
بڑھادیا ہے فقط زیب داستاں کے لیے

راؤ تہذیب حسین تہذیب......رحیم یار خان

پھر یہ شب اپنی قسمت میں ہے یا نہیں
جو بھی جی چاہتا ہے وہ اب سن مانگ لو
آج مائل کرم پہ ہے رب جہاں
مانگنا ہے تمہیں جو وہ سب مانگ لو

ثناء رسول ہاشمی......صادق آباد

تمہاری بھیگتی پلکوں سے میں نے بارہا پوچھا
کہ جلنے اور جلانے میں بھلا کیا لطف آتا ہے
بس ایک جھوٹی انا کے واسطے برباد ہو جانا
خودی کے زعم میں انسان کتنے دکھ اٹھاتا ہے

نورین انجم......کراچی

عید عید کرتی ہوں کیا خاک میری عید ہے
عید کی سچی خوشی تو آپ ہی کی دید ہے

کبریٰ مہتاب......بوسال سکھا

کس سمت سے آؤ گے عید پر اتنا بتا دو
میں آج سے ہی رکھ دوں اس راہ پہ نگاہیں

مدیحہ نورین مہک......برنالی

سنو! آج سے بدل لیا ہم نے بھی اصولِ زندگی
اب جو یاد کرے گا وہی یاد رہے گا

اقراء ماریہ......برنالی

پہلے محبت پھر ناراضگی اور پھر بلاوجہ نفرت
کتنی ترتیب سے ایک شخص نے برباد کیا ہے مجھے

طیبہ نذیر......شادیوال، گجرات

پیامِ عید کی روشن سحر مبارک ہو
مسرتوں سے بھری رہ گزر مبارک ہو

عائشہ مسکان......رحیم یار خان

منزل کی جستجو میں کیوں پھر رہا ہے راہی
تو اتنا عظیم ہوجا کے منزل تجھے پکارے

نورالعین مغل......حیدرآباد سندھ

اٹھتی رہتی ہے ایک گرد مجھ میں
کون پھرتا ہے دربدر مجھ میں
مجھ کو مجھ میں جگہ نہیں ملتی
وہ ہے موجود اس قدر مجھ میں

نجم انجم......کراچی

عید کا چاند نظر آئے گا جس دم مجھ کو
میں تیرے وصل کی اے دوست دعا مانگوں گی

صائمہ سکندر سومرو......حیدرآباد سندھ

جس بات میں تم شکست ملت سمجھو
اس میں شرکت کو اپنی ذلت سمجھو
جو بندۂ نفس ہو مخالف اس کا
قومی غیرت کی اس میں قلت سمجھو

نبیلہ ناز......الہ آباد

مقید کردیا سانپوں کو یہ کہہ کر سپیرے نے
یہ انسانوں کو انسانوں سے ڈسوانے کا موسم ہے

نزہت جبین ضیاء......کراچی

لکھا پردیس قسمت نے وطن کو یاد کیا کرنا
جہاں بے درد حاکم ہو وہاں فریاد کیا کرنا

اقصیٰ مریم......فتح جنگ

کہاں وہ اور کہاں میں......!
کبھی سورج چاند بھی اکٹھے نکلے

صبا ایمان......گوجرانوالہ

گلوں میں رنگ بھرے بادِ نو بہار چلے
چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے
قفس اداس ہے یارو صبا سے کچھ تو کہو
کہیں تو بہر خدا آج ذکرِ یار چلے
پروین افضل شاہین...... بہاولنگر

کہیں بھی دھیان اب تو رہتا نہیں
کہ ہر وقت رہتا ہے تیری دید کا موسم
جس دن تم آ ملو گے ہم سے
وہی ہوگا بس میری عید کا موسم
یاسمین کنول...... پسرور

ایک اور دریا کا سامنا تھا منیؔر مجھے
میں ایک دریا کے پار اترا تو میں نے دیکھا
عظمیٰ شفیق...... جڑانوالہ

جی سکوں میں جن میں اپنی پوری زندگی
عمر رفتہ میں وہ لمحے تلاش کرتی ہوں
چھپ گئے ہیں جو سرمئی بدلیوں کی اوٹ میں
میں اپنے مقدر کے وہی ستارے تلاش کرتی ہوں
ارم کمال...... فیصل آباد

محبت ہاتھ میں پہنی ہوئی چوڑی کی مانند ہے
سنورتی ہے کھنکتی ہے کھنک کر ٹوٹ جاتی ہے
لائبہ میر...... حضرو

ہے بہت مختصر حیات غمِ سہیل
اک تبسم ہی موت ہے اس کی
طیبہ سعدیہ عطاریہ...... کھٹیالہ

سارے وہم تیرے اپنے ہیں ہم کہاں تجھ کو بھول پائیں گے
آج تفصیل نہیں بس اتنا سنو قسم سے بہت یاد آتے ہو
ماریہ کنول ماہی نازیہ افراہین...... گوجرانوالہ

کبھی روٹھنا نہ ہم سے ہمیں منانا نہیں آتا
ہمیں دل کو تم بن بہلانا نہیں آتا
پھر بھی اگر روٹھو تو اتنا سوچ لینا تم
ہمیں سانسوں کو تم بن چلانا نہیں آتا
مشی خان...... بھیر کنڈ

اسے ہم یاد آتے ہیں فرصت کے لمحوں میں فراز
مگر یہ بھی سچ ہے اسے فرصت نہیں ملتی
امبر گل...... جھڈو سندھ

چاند لے کر آ گیا عید کی خوشیاں
مل کر منا رہے ہیں سب عید کی خوشیاں
تُو جو نہیں ہجوم شہر میں اے میری ماں!
ادھوری ہیں میرے لیے سب عید کی خوشیاں
حمیرا قریشی...... حیدرآباد سندھ

مقدمہ بے وفائی کا لڑوں تجھ سے بھلا کیسے
میرا اپنا ہی دل تیری وکالت کرتا ہے
بچھڑنے کا تجھ سے فقط تصور کرتی ہوں
اس پر بھی یہ دل قیامت کرتا ہے
نوشین اقبال نوشین...... بدر مرجان

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے
صباء فیصل...... بھاگووال

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا
حنا اشرف...... کوٹ ادو

عمرِ دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں
نادیہ احمد...... دبئی

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں
کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہہ گیا
راؤ رفاقت علی...... دنیاپور

خوابِ عدم سے چونکے تھے ہم تیرے واسطے
آخر کو جاگ جاگ کے ناچار سو گئے
مصباح علی...... سرگودھا

وائے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

biazdill@aanchal.com.pk

ڈش مقابلہ

طلعت آغاز

ایگ بریڈ

اشیاء:

انڈے	دو عدد
کالی مرچ	ایک چائے کا چمچ (پسی ہوئی)
نمک	حسب ذائقہ
دودھ	ایک کپ
آٹا	آدھا کپ
میدہ	آدھا کپ
گھی	دو چمچ

ترکیب: آٹا' میدہ' نمک اور باریک پسی ہوئی کالی مرچ آپس میں مکس کرلیں پھر اس میں ایک چمچ گھی ڈال کر اچھی طرح مسل لیں۔ انڈے کو اچھی طرح پھینٹ کر اس میں ڈال دیں اس کے بعد ایک کپ دودھ ڈال کر مکس کرلیں اور ایک طرح کی لئی سی بنالیں پھر فرائی پین میں ایک چمچ گھی ڈال کر گرم کریں۔ پین کے پورے پیندے میں گھی لگا ہوا ہونا چاہئے۔ اس میں روٹی کی مقدار کا آمیزہ ڈال کر گول شکل میں پھیلا دیں۔ جب نچلی سطح براؤن ہوجائے تو دوسری طرف پلٹ دیں۔ دونوں سائیڈز براؤن کرنے پر اتارلیں۔ ایگ بریڈ تیار ہے آپ اسے ناشتے میں استعمال کرسکتے ہیں۔

(جویریہ ضیاء......کراچی)

کدو کا رائتہ

اشیاء:

کدو	ایک عدد (درمیانہ سائز)
دہی	ایک کپ
کالی مرچ	ایک چمچ (باریک پسی ہوئی)
سبز مرچ	چار عدد (باریک کٹی ہوئی)
نمک	حسب ذائقہ

ترکیب: کدو کو چھیل کر چوکور ٹکڑوں میں کاٹ کر ابال لیں اور پھر گرائنڈ کرلیں۔ دہی کو پھینٹ کر اس میں کالی مرچ' ہری مرچیں اور نمک ڈال کر مکس کرلیں اور بعد میں اس میں گرائنڈ کیا ہوا کدو مکس کرلیں۔ کدو کا مزیدار رائتہ تیار ہوجائے گا۔ اسے چاولوں کے ساتھ یا روٹی کے ساتھ پیش کریں۔

(سمیہ عثمان......نارتھ کراچی)

کھمن

اشیاء:

چنے کی دال	2 چائے کے پیالے
کھٹا دہی	2 چائے کے پیالے
ہری مرچ	6 عدد
لہسن	15 کلی
بیکنگ پاؤڈر	آدھا چائے کا چمچ
نمک' ہلدی	حسب ضرورت

ترکیب: چنے کی دال کو 4 گھنٹے پہلے بھگو دیں پھر دال' لہسن' ہری مرچ کو پیس لیں۔ پسی ہوئی دال میں بیکنگ پاؤڈر' ہلدی' نمک ڈال دیں اور دہی میں ملا کر رات بھر رہنے دیں۔ دوسرے روز پسی ہوئی دال کو ٹرے (لگن) میں جما کر رکھیں پھر ٹرے کو پانی کی بھاپ میں پکائیں جب تک وہ جم کر تیار نہ ہوجائے تیار ہونے پر اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرلیں پھر تھوڑا سا تیل لے کر اسے رائی اور ثابت مرچ سے بگھار دیں۔ اوپر سے تازہ ناریل کے چھلکے' ہری مرچ کے ٹکڑے' دھنیا کاٹ کر ڈال دیں۔

(طلعت نظامی......کراچی)

رین بو سینڈوچ

اشیاء:

پودینے کی پسی ہوئی چٹنی	تھوڑی سی
جام یا جیلی سرخ رنگ کی	حسب ضرورت
مکھن	حسب ضرورت

دودھ	تھوڑا سا
انڈہ	ایک عدد
ڈبل روٹی کے سلائس	4عدد
مرچ کالی	برائے نام یا حسب ضرورت

ترکیب: انڈے میں ذرا سا دودھ، کالی مرچ اور نمک پھینٹ کر پتلا سا پکائیں۔ سلائس کے کنارے کاٹ دیں۔ ایک توس پر مکھن اور دوسرے پر چٹنی لگائیں پھر مکھن والے توس پر رکھ دیں، اس پر اوپر مکھن لگا۔ یہ اور مکھن لگے سلائس پر ڈھک دیجئے۔ اس پر مکھن لگائیے اور چوتھے سلائس پر جام لگا کر مکھن لگے سلائس پر رکھ دیجئے پھر تکون کی شکل میں یا لمبا کاٹ لیجئے۔ اس کو رین بونگرز بھی کہتے ہیں۔

(اریبہ مہاج......ملیر کراچی)

بادامی قورمہ

اشیاء:

گوشت	آدھا کلو
پیاز	2عدد
ادرک	ایک چھوٹا ٹکڑا
سبز الائچی	2عدد
بادام (میٹھے)	10عدد
نمک، مرچ	حسب ذائقہ
لہسن	آدھا جوا
گھی	آدھا پاؤ
پیا ہوا مصالحہ	دو چٹکی

ترکیب: باداموں کی گریاں نکال کر انہیں پانی میں ملا کر پیس لیں۔ گھی میں پیاز سرخ کرنے کے بعد گوشت ڈال کر تل لیں، چند منٹ بعد لہسن کے جوے اور ادرک کی باریک قاشیں ڈال دیں۔ بھوننے کا عمل اس وقت تک جاری رکھیں جب تک ہنڈیا میں سے بھناؤ کی خوشبو نہ آنے لگے۔ پھر مصالحہ ڈال کر بھونیں اور دہی ڈال دیں۔ جب دہی کا پانی خشک ہو جائے تو پیاز اور نمک مرچ ڈالیں

دیں۔ تھوڑا سا پانی ڈال کر بھونیں اور پسی ہوئی الائچی شامل کر دیں۔ چند منٹ تک دم پر رکھنے کے بعد اتار لیں اور سادہ روٹی کے ساتھ پیش کریں۔

نوٹ: الائچی کے ساتھ ہی پسے ہوئے بادام ڈال دیں۔

(نزہت جبین ضیاء......کراچی)

سیب کی جیلی

اشیاء:

سیب	ایک کلوگرام
شہد	کھانے کے بڑے 3 چمچ
مکھن	30 گرام
گاڑھی کریم	250 گرام
جیلی	ایک بڑا چمچ

ترکیب: سیب چھیل کر ٹکڑے کر لیں، بیج نکال دیں۔ مکھن پگھلا کر اس میں کھانے کے تین چمچ پانی اور سیب کے ٹکڑے ڈال کر دھیمی آنچ پر پکائیں۔ ٹکڑے گل جائیں تو چمچ سے خوب گل کر دھیمی آنچ پر پکائیں۔ تھوڑی دیر بعد اتار کر ٹھنڈا کرنے کے لئے رکھ دیں۔ پانی میں جیلی کو حل کر کے اس میں شہد ملائیں پھر سیب ملا کر اوپر کریم کی تہہ جمائیں اور فریج میں رکھ دیں اور مزے لے کر خود بھی کھائیں اور مہمانوں کو بھی کھلا کر داد وصول کریں۔ ساون کے موسم کے لئے دونوں ڈشز بہترین ہیں۔

(صدف آصف......کراچی)

ڈیپ فرائی ڈرم اسٹکس

اجزاء:

گھی	6 کپ
ڈرم اسٹکس مرغی کی ران	ایک کلو
سی سنوننگ	ذرا سی
نمک	ایک چائے کا چمچ
شکر	ایک چائے کا چمچ
کارن فلور	2 چائے کے چمچ
ادرک	2 چائے کے چمچ

مرچ	حسب ضرورت
ساس	ذرا سا
پانی	ایک کپ
میدہ	2 چائے کے چمچ
بیکنگ پاؤڈر	2 چٹکی
ٹماٹر	ایک عدد

ترکیب: ڈرم اسٹکس مرغی کی ران پر سی سوننگ ملا کر دس منٹ کے لئے رکھ دیں۔ ساس اور اس کی اشیاء کو آپس میں ملالیں، کڑاہی میں 6 کپ گھی گرم کریں پھر ڈرم اسٹکس پر ساس لگا کر درمیانی آنچ پر تل لیں اور مہمانوں کو ٹماٹر ساس کے ساتھ پیش کریں۔

(پروین افضل شاہین......بہاول نگر)

کلاسک چکن

اشیاء:

چکن	آدھا کلو
تیل	1/4 کپ
مکئی کا آٹا	4 کپ
ابلے مٹر	ایک کپ
نمک	آدھا کھانے کا چمچ
کالا نمک	آدھا کھانے کا چمچ
لال مرچ	2 عدد ثابت (4 گھنٹے پانی میں بھگونے کے بعد پیسٹ بنالیں)
کالی مرچ	آدھا چائے کا چمچ (پسی ہوئی)
سویا ساس	2 ٹیبل اسپون
کیچپ	4 ٹیبل اسپون
انڈا	ایک عدد
سرکہ	2 ٹیبل اسپون
ادرک، لہسن	2 ٹیبل اسپون (پیسٹ)
ٹماٹر	3 عدد کٹے ہوئے
کری پتہ	8-10 عدد
مسٹرڈ پاؤڈر	آدھا بڑا چمچہ

ترکیب: سب سے پہلے سفید سرکہ، سویا ساس، مکئی کا

آٹا، انڈہ، کالی مرچ، نمک اور مسٹرڈ پاؤڈر ان اجزاء کا پیسٹ بنالیں پھر اس میں چکن کو بھی مکس کرلیں خوب اچھی طرح ملا کر 2 گھنٹے کے لئے میرینیٹ کر دیں پھر اس چکن کو ڈیپ فرائی کرلیں اور دس منٹ کے لئے ساس پین میں ڈال دیں، اب تیل گرم کریں اور اس میں کری پتہ اور ادرک، لہسن کا پیسٹ ڈالیں اور اتنا بھونیں کہ وہ ہلکا براؤن ہوجائے۔ آخر میں اس آمیزے میں لال مرچ کا پیسٹ، ٹماٹر اور مٹر ڈال دیں۔ آنچ کو دھیمی رکھیں جب ٹماٹر گھل جائیں تو چکن فرائی کو اس میں شامل کردیں اور ہری مرچ اور ہرا دھنیا سے گارنش کریں۔

(آنچل قریشی......کراچی)

ہنی آملیٹ

اشیاء:

ڈبل روٹی	ایک عدد
انڈے	4 عدد
دودھ	آدھی پیالی
چینی	آدھی پیالی
شہد	آدھی پیالی
بادام پستے	چند عدد
آئل	تلنے کے لئے حسب ضرورت

ترکیب: انڈوں کو پھینٹ کر ان میں دودھ اور چینی ملالیں پھر ہلکی آنچ پر اچھی طرح تلنے کے بعد نکال لیں اب اس پر ایک پہلی تہہ شہد کی لگائیں اور اوپر سے بادام پستے چھڑک دیں، لیں بھئی جھٹ پٹ ڈش تیار ہے اب آپ جلدی سے مزے لے کر ہنی کا آملیٹ سوری بلکہ ہنی آملیٹ کو ناشتے میں نوش فرمائیں اور مجھے دعائیں دیں۔

(صبا عیشل......فیصل آباد)

بیوٹی گائیڈ

روبین احمد

نم آلود جلد کی حفاظت

نم آلود جلد میں بہت زیادہ رطوبت ہوتی ہے اس لیے اس قسم کی جلد عموماً دیکھنے میں پھولی ہوئی اور لٹکتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ طبی نقطہ نگاہ سے یہ کیفیت کمزور دوران خون کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اور جن لوگوں کی جلد اس قسم کی ہوتی ہے وہ درحقیقت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جلد کی اندرونی تہوں میں بڑی تعداد میں فاسد اور فاضل مادے جمع ہوچکے ہیں جن سے نجات کے لیے اس کی اندر تک صفائی لازم ہے۔ اس طرح کی نگہداشت کے لیے ضروری ہے کہ اپنی جلد کو پہچانا جائے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کی دیکھ بھال روزانہ کی جائے ایسے میں غذا بھی ایک اہم کردار ادا کرتی ہے اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنی نیند بھی پوری کریں کیونکہ پوری نہ ہونے سے بھی جلد بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے اور آنکھوں کے گرد حلقے پڑ جاتے ہیں جو چہرے کی ساری خوب صورتی کو خراب کرتے ہیں اس لیے غذا کے ساتھ اپنی نیند کا بھی بھرپور خیال رکھیں تاکہ اپنی جلد کو خوشگوار بنائیں' آپ اپنی جلد کو روزانہ ایسی مصنوعات سے صاف کریں جو نرم و نازک جلد کے لیے موزوں ہے۔

قدرتی اشیاء سے جلد کی حفاظت

آج کل خواتین اپنے حسن میں نکھار کے لیے شہد اور لیموں کے مساج سے اپنی جلد کو بہترین غذائیت مہیا کرتی ہیں جس سے ان کی جلد چمک دار اور نرم و ملائم ہوجاتی ہے' ایسی جلد ہر قسم کے دانوں سے محفوظ رہتی ہے ہلدی سے چہرے پر مساج کرنے سے چہرے کا روواں ختم ہوجاتا ہے اور تھریڈنگ کی ضرورت نہیں پڑتی اس کے علاوہ رنگت الگ نکھر آتی ہے جلد کے بالوں کا خاتمہ کرنے کے لیے ویکس بھی چینی اور لیموں کو ایک خاص مقدار میں مکس کرکے تیار کی جاتی ہے۔ بیسن کا بھوسا اور آٹا بھی جلد کی کلینزنگ میں بے حد کارآمد ثابت ہورہے ہیں ان قدرتی اشیا کو استعمال کرنے سے جلد کی کم عمری اور صحت وکشش میں اضافہ ہوتا ہے جب کہ صابن اور دیگر مصنوعی اشیا کی پروڈکٹس مارکیٹ میں ملتی ہیں اور انہیں گھر پر بھی مختلف طریقوں سے تیار کیا جاسکتا ہے۔ شہد کے مساج سے چہرے کی رنگت نکھرتی ہے اور آپ کو بیوٹی پارلر جانے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔

فائونڈیشن...... میک اپ میں انتہائی اہم

فاؤنڈیشن چہرے کے میک اپ کے لیے انتہائی اہم چیز ہے یہ معمولی نقص کو چھپا کر باقی میک اپ کے لیے ایک سطح فراہم کرتا ہے۔ فاؤنڈیشن چہرے کے بعض حصوں کو نمایاں کرنے اور چمک دار بنانے کے کام بھی آتا ہے۔ فاؤنڈیشن دو قسم کے ہوتے ہیں ایک میں چکنائی بنیادی عنصر کے طور پر شامل ہوتی ہے اور دوسرے میں پانی بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا جلد کی مناسبت سے اس کا انتخاب کریں۔ فاؤنڈیشن خریدنے سے پہلے بوتل سے تھوڑا سا فاؤنڈیشن نکال کر اپنی کلائی پر ملیں اگر یہ جلد پر نمایاں نظر نہیں آرہا تو سمجھ لیں یہ شیڈ آپ کے لیے مناسب ہے۔ پورے چہرے پر فاؤنڈیشن لگانے کے بجائے جہاں ضرورت ہو وہاں لگائیں گردن اور کانوں پر بھی ہلکا فاؤنڈیشن لگائیں تاکہ یہ حصے بھی چہرے کی رنگت کے مطابق نظر آسکیں۔ فیس پاؤڈر کو پف یا برش کی مدد سے چہرے اور گردن پر اس طرح لگائیں کہ دونوں ہم رنگ نظر آئیں' کہیں کمی یا زیادتی نہ ہو۔ پاؤڈر لگانے سے میک اپ دیر تک قائم رہتا ہے اس کے علاوہ یہ جلد کی حفاظت کرتا ہے اور جلد سے نکلنے والی فاضل چکنائی

کو جذب کرتا ہے جس سے خوب صورتی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

بلش کا انتخاب اسکن کے مطابق کریں

بلش لگانے کا مقصد چہرے کی شیپ کو نمایاں کرنا ہوتا ہے' اس کی کئی خوبیاں بھی ہیں۔ یہ آپ کے چہرے کو رنگ بھی دیتا ہے اور گالوں کو نمایاں کرنے کے ساتھ ساتھ سرخ بھی کرتا ہے۔ Cheekbone یعنی گالوں کی ہڈیوں کو بھی ابھارتا ہے' اگر ہڈی زیادہ نمایاں ہو تو اسے کم کرنے کے ساتھ جلد کو ہموار بھی کرتا ہے۔ اسے آپ گول چہرے کو قدرے لمبا دکھانے کے لیے بھی لگا سکتی ہیں اس طرح آپ مختلف شیڈز تخلیق کر کے گالوں کے حسن کو شوخ یا سادہ کر سکتی ہیں' آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے چہرے کا بغور جائزہ لیں اور دیکھیں کہ چہرہ کس شیپ کا ہے اس کے بعد نوٹ کریں کہ بلش کو کس لیے استعمال کرنا ہے یعنی گالوں کو نمایاں کرنے کے لیے یا گالوں کو سرخ بنانے کے لیے۔

فیس پائوڈر

بازار میں تین شیڈز کے فیس پاؤڈر دستیاب ہیں مگر آپ ان میں سے وہی منتخب کریں جو جلد کی رنگت سے مطابقت رکھتا ہو۔ گندمی رنگت والی خواتین ابھرتے ہوئے شیڈ کا استعمال کریں جیسے سنی پیڈ' سنی گلاس یا مارننگ گلو وغیرہ۔ سرخ و سفید رنگت کے لیے گہرے رنگ کے شیڈز بہتر ہیں اگر جلد میں سرخی کا عنصر کچھ کم ہے تو ایسا فیس پاؤڈر استعمال کریں جس سے یہ کمی پوری ہوجائے فیس پاؤڈر کو پف یا برش کی مدد سے چہرے اور گردن پر اس طرح لگائیں کہ دونوں ہم رنگ نظر آئیں کہیں کمی یا زیادتی نہ ہو۔ پاؤڈر لگانے سے میک اپ دیر تک قائم رہتا ہے اس کے علاوہ یہ جلد کی حفاظت کرتا ہے اور جلد سے نکلنے والی فاضل چکنائی کو جذب کرتا ہے۔ یہ شیڈز خوب صورتی میں اضافہ کرتے ہیں اور جلد کو باہر کی مٹی اور دھوپ سے بھی بچانے میں مددگار ہوتے ہیں۔

عید کے دن بالوں کو نیا اسٹائل دیں

یوں تو بناؤ سنگھار کا کوئی خاص وقت متعین نہیں ہوتا مگر اہم مواقع اور تہواروں پر اس کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ عید کے دن کام بھی زیادہ ہوتا ہے اس لیے ہلکا میک اپ خواتین کے لیے زیادہ موزوں ہوتا رہتا ہے۔ میک اپ کے علاوہ بالوں کا اسٹائل بھی خواتین کے لیے اس موقع پر خاص اہمیت رکھتے ہیں اس دن خواتین کا زیادہ تر وقت کچن میں گزرتا ہے' اس لیے سلیقے سے بنائے گئے بال آپ کے لیے پریشانی کا باعث نہیں بنتے۔ آج کل بالوں کو کٹوائے بغیر رولز کی ذریعے نیا اسٹائل دیا جاسکتا ہے۔ گھر میں آپ ہیئر ڈرائر کی مدد سے بالوں کو رول کرسکتی ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب آپ کے بال گیلے ہوں تو تھوڑا سا ہیئر سیٹنگ جل بالوں میں لگالیں پھر گول برش کی مدد سے بالوں کو رول کرتے ہوئے ہیئر ڈرائر استعمال کریں' تھوڑی دیر میں ہی آپ کے بال رول ہوجائیں گے۔ بیک کومبنگ کا رواج پھر مقبول ہورہا ہے اس کے لیے آپ بالوں کو آگے کی جانب سے تھوڑا سا ترشوالیں پھر سر کے اوپر نہیں بلکہ قدرے پیچھے کی جانب بالوں کو لے جاتے ہوئے بیک کومبنگ کریں۔ پیچھے سے بالوں کو کھلا چھوڑ دیں اس کے علاوہ کام کے دوران بالوں کا جوڑا بھی بنایا جاسکتا ہے۔

نیرنگِ خیال

ایمن وقار

نظم

اے خدایا شاد ہو میرا گھرانہ عید کو
اے صبا میرے نگر خوشبو لٹانا عید کو
منتظر ہوگا فصیل شہر پر اک خوبرو
میری آمد کی خبر اس کو سنانا عید کو
دوستو جس شہر میں تاریکیوں کا راج ہو
دیپ خوشیوں کے وہاں گھر گھر جلانا عید کو
یہ گھڑی خوشیوں کی ہم کو پھر میسر ہو نہ ہو
ہنستی آنکھوں میں نہ اشک غم سجانا عید کو
آج کے دن دوستو اچھا نہیں بغض و عناد
مسکرا کر ہاتھ دشمن سے ملانا عید کو
تو ہتھیلی پر حنا سے نام نہ لکھنا مرا
تہمت و رسوائی سے خود کو بچانا عید کو
کتنے مفلس جھونپڑوں میں بھوک کے مارے ہیں لوگ
دوستوں ان بے کسوں کے غم بٹانا عید کو
دھیمی ہو آواز کرنا نرم لہجے میں کلام
دوستو انداز رکھنا شاعرانہ عید کو
جو مقید بے خطا ہیں لوگ راہی شہر میں
اے مرے رب ان کو پیاروں سے ملانا عید کو

برکت راہی.....ڈگری، سندھ

عید کا دن

ستم گر یہ ستم جو ڈھایا ہے تُو نے
میری سسکیوں پہ گھر بنایا ہے تُو نے
پُر کیف چہروں کو جلایا ہے تُو نے
پُر نم آنکھوں کو پھر سے رلایا ہے تُو نے
سن.....
ایک دن آنے کو ہے میرا
حساب ہوگا ہر ایک خطا پہ تیرا
میں بتاؤں گی رو رو کر کہ اے خدا
کیا تھا تُو نے مجھ کو میرے اپنوں سے جدا
جو چلے گئے وہ عید پہ تو نہ پلٹ پائیں گے
ہاں شاید میرے الفاظ مرہم بن پائیں گے
عید ہے مگر میں اداس ہوں تُو بھی اداس ہے
لیکن.....
خدا سے ہمیں انصاف کی اک آس ہے
خوشی بانٹنے کے لیے یہی اک بات کافی ہے
کہ کٹ گئی ظلمت کی رات کالی ہے
عید کا دن ہے چلو مسکرا دیں
عید کا دن ہے چلو مسکرا دیں

نگین افضل وڑائچ.....شادیوال، گجرات

ملنے چلے آؤ

عید کا دن ہے ملنے چلے آؤ
وفاؤں کا دن ہے ملنے چلے آؤ
عہد و پیماں کیے تھے جو بھولنے کے
ان سب کو بھلا کر ملنے چلے آؤ
سنا تھا جگنو چمکیں گے اس دن آسمان پر
چاند تارے دمکیں گے دلوں کی زمین پر
خفا سارے زمانے سے تھے ہمارے لیے
اب ہم سے خفا کیوں ہو ملنے چلے آؤ
اپنا تو یہ عالم ہے دل میں برسات ہے
بے کلی کا عالم ہے آنسوؤں کی رم جھم میں
نہ اپنا کوئی اپنا ہے پرایا تو سدا پرایا ہے
احساس مروت ہی سہی ملنے چلے آؤ
جو رنجش تھیں دلوں کی بستی میں کبھی
انا کا بُت پاش پاش کر کے بھلا دو انہیں
پیار و محبت کے ابر میں خلوص کی برسات میں
اور یاد و وفا کے گل لیے ملنے چلے آؤ

ماہ نور نعیم.....بھکر

نظم

کوئی تو ہو جو مجھ کو روشن کر دے
اندھیروں سے نکال کر اجالا کر دے
کوئی تو ہو جو میرے غم کا مداوا کر دے
یہ زندگی مجھ پر آسان کر دے
میری حسرتوں کو پورا کر دے

تیری خواہشوں کی تکمیل کردے
کوئی تو ہو جو......
امت مسلمہ کو ایک کردے
دنیا میں اسلام کا بول بالا کردے
کوئی تو ہو جو مسلمانوں کی نسل کشی ختم کردے
اندھیروں سے نکال کر اجالا کردے
یہ زندگی مجھ پر آسان کردے
سونیا قریشی...... ملتان

نظم

میری انجان خواہش
دنیا کی رنگینیوں میں کھوکر
اپنا آپ گنوا بیٹھی ہیں
جانے کیوں خوش فہم ہیں
کہ یہ تاریک و تنگ سفر
ہے اک کٹھن مرحلہ
انیلہ سخاوت...... میانوالی

آمد عید کی

آنے کو ہے عید
نہ جا میرے رمیت
تیری خوشیاں رہیں گی
ہمیشہ میری بھیک
نہ پکاروں تجھے
نہ ہوگا یہ کبھی
آؤ نام تیرے کردوں
میں راحتیں سبھی
میں تیار تو رہوں گی
انتظار میں تیرے
کچھ ہو یا نہیں
ہو حصے میں تُو میرے
یہ نام رہے گا
مجھ میں دفن
نہ دے پائے گا کوئی
میری چاہت کو کفن
تیرے دل میں رہے

صبا بہار کا موسم
حسین یونہی رہے
اندر باہر کا موسم
لائبہ میر...... جعفرو

غزل

زندگی سے تو جان چھوٹے گی
روشنی سے تو جان چھوٹے گی
آ کے لپٹے گی موت سینے سے
مفلسی سے تو جان چھوٹے گی
سارے جھنجھٹ ہیں زندگانی کے
ہر کسی سے تو جان چھوٹے گی
آدمیت سے خوف آتا ہے
آدمی سے تو جان چھوٹے گی
تم کو دنیا میں چھوڑ جاؤں گا
بے بسی سے تو جان چھوٹے گی
مر کے راشد کون پاؤں گا
نوکری سے تو جان چھوٹے گی
راشد ترین...... مظفر گڑھ

سچے رشتے

لمحوں میں
نہ جذبوں میں
جو بات ہے
سچے رشتوں میں
لمحے بھی آ کے
گزر جاتے ہیں
جذبوں میں بھی
دل بھٹک جاتے ہیں
سچے رشتے انسان
کے دل میں گھر کر جاتے ہیں
سحر کرن شہزادی...... گوجرانوالہ

مناجات

من میرا ماٹی کا دیا نہ ٹوٹے نہ جڑتا سائیں
سو سو دیے جلا کر ہاری پریت کا در نہ کھلتا سائیں
چاہت چاہت کرتی ہاری چاہت بیج نہ پھلتا سائیں

تیری دھوپ کی چھاؤں نرالی شب سورج نہ ڈھلتا سائیں
عشق کا روگ لگا کے بیٹھی من شیشہ نہ ڈھلتا سائیں
بات کہی اور مان گنوایا مان کبھی نہ جڑتا سائیں
تو چاہے من مندر کردے چاہے پھیر دے قبلہ سائیں
تو چاہے تو پتھر کردے چاہے موم پگھلتا سائیں
دنیا تیری ریشم دھاگہ رستوں بیچ الجھتا سائیں
مجھ الجھی کو سلجھا کردے
تُو واحد تُو یکتا سائیں تُو واحد تُو یکتا سائیں
کوثر جہاں......کراچی

نظم

اس بار جون آجانا رمضان میں میں دیکھ لوں گا
تُو دکھانا زور اپنا میں بھی جنوں کا ساتھ لوں گا
تُو رہنا طیش میں اپنے میں فقط صبر میں رہوں گا
تُو چاہے اپنی گرمی خوب دکھانا میں تو سایہ رحمت میں رہوں گا
میں ترے ہر ضرب کمال کا جواب روزہ و نماز سے دوں گا
تری گرمی لمبی راتوں کو میں قیام میں گزار دوں گا
لوگو! نہ گھبرانا جون سے میں بارہا یہی کہوں گا
ٹھان لی ہے اس بار جون کو مایوس کرکے میں رہوں گا
یہ کہہ کے جون خود ہی لوٹ جائے گا ایک دن
تجھ کو میں اے چاند بعد میں دیکھ لوں گا
سید مبشر عظیم بخاری چاند......ای میل ٹھکرانا

اب ان راستوں پر

ان راستوں پر اب تم
کیوں آئے ہو دوبارہ؟
کہ میں تو ہوں خالی ہاتھ اب
جب گئے تھے تم کسی اور منزل کی طرف
تو سوچا تھا اک پل کے لیے
میرے بارے میں بھی
کہ میں ان راستوں پر تھی تمہارے ساتھ
پکڑ کر چلتی تھی تمہارا ہاتھ
اور تم سے کہتی تھی
دیکھو......
یہ ہاتھ کبھی چھوڑنا نہیں
[illegible] کیا تم پر اعتبار

اپنی ذات کو کیا ہے تمہارے نام
پھر کچھ یوں ہوا کہ......
تم میرے ہاتھوں سے چھڑا کر اپنے ہاتھ
ٹھکرا کر مجھے چل دیے کسی اور راہ گزر پر
میں تنہا رہ گئی اس راستے پر
میرے آنسوؤں کے گواہ ہیں یہ دیوار و در
یہ تنہائی میری ہمسفر
اب اگر لوٹ آئے ہو تم
تو جاؤ کہ اب......
میں تمہیں ٹھکراتی ہوں......!!
نوشین اقبال نوشی......گاؤں بدر مرجان

غزل

تجھے تجھ سے چرانا مشکل لگتا ہے
تجھے خود میں سمانا مشکل لگتا ہے
تُو اپنا ہو کہ غیر لگتا ہے آخر کیوں
تجھے اپنا بنانا بڑا مشکل لگتا ہے
میں ڈھونڈتی رہتی ہوں خاموش سی راتوں میں
تیری صورت کا میرے سامنے آنا مشکل لگتا ہے
میں پیاسے صحرا پر تیرا نام تو لکھتی ہوں
تجھے خاموشی سے پانی پہ میرا عکس بنانا مشکل لگتا ہے
میں ٹوٹ تو جاؤں گی تم کیسے سمیٹو گے فقط یہ کہو گے
اے دل تجھے پھر سے جوڑنا بڑا مشکل لگتا ہے
صبا الیاس......ماہندر

غزل

جانے کیسی خطا ہوئی مجھ سے
ساری دنیا خفا ہوئی مجھ سے
جس کو کوئی نبھا سکا نہ یہاں
رسم وہ بھی ادا ہوئی مجھ سے
تھی محبت نماز سے بڑھ کر
رات وہ بھی قضا ہوئی مجھ سے
جب گلے سے لگایا اس نے مجھے
روح میری جدا ہوئی مجھ سے
لوگ کہتے ہیں دل کی بستی جسے
وہ زمین کربلا ہوئی مجھ سے

جشن کا اہتمام تھا کل شب
یاد اس کی رہا ہوئی مجھ سے
جس نے دل دکھایا میرا تمثیلہ
اس کے حق میں دعا ہوئی مجھ سے

تمثیلہ لطیف......لاہور

غزل

میری زندگی کی وہ داستاں
جو ملے زباں تو کروں بیاں
یہ روز و شب کے وہ سلسلے
جو نہ ہو سکا کسی پہ عیاں
کہ جو درد ہے میرے چار سو
وہ نہ ہو سکے کسی طور بیاں
ہم رو سکے نہ ہنس سکے
رہا غم خوشی کے درمیاں
نہ تھا چارہ گر کوئی ہمسفر
بھلا مٹتی کیسے یہ دوریاں
میری زندگی کی وہ داستاں
جو ملے زباں تو کروں بیاں

عارفانہ یاسمین......دیا

غزل

اے میرے چاہنے والے میرے چارہ گر
کہاں چھپ گئے مجھ سے روٹھ کر
کیا غلطی سرزد ہوگئی ہم سے
تم چلے گئے بے حسی کی چادر اوڑھ کر
ہم نے تو چاہا تھا تمہیں ٹوٹ کر
کون کہتا ہے کہ ہمیں تم سے پیار نہیں
ہمیں تو کبھی نیند نہ آئی تمہیں بھول کر
دعاگو رہنا اے مدو اس کے لیے
جس نے بھول کی تمہیں بھول کر
کہ خدا معاف کردے اسے
وہ خوش ہے شاید مجھے بھول کر

مدیحہ مدو......بورے والا

انا

میرے مہرباں میرے مہرباں

چھوڑ دیا کیوں بے اماں؟
کردیا کیوں لامکاں؟
کبھی یہ بھی نہ تو نے پتا کیا
برستی ہیں آنکھیں تیرے بنا
بھول گیا ہے دل دھڑکنا
چپ چپ میں اور دل ویراں
مگر تجھ کو نہیں بلاؤں گی نا
کہ بہت بڑی ہے میری انا
میرے مہرباں میرے مہرباں

سندس رفیق سندر......عبدالحکیم

عید

سنو ہمدم کیا ایسا نہیں ممکن
اب کی بار عید کی خوشیاں
تمہارے ہی سنگ ہم منائیں
نا رہے کوئی غم باقی
نا ہی جلدی ہو جانے کی
وہیں پھر وقت ٹھہر جائے
مبارک تم عید کی جب دو
آنسو بہنے لگیں آنکھوں سے
انہیں تم روکنا چاہو
پسند تم کو ہے نیلا رنگ
اسی رنگ سے سنو جاناں
میں نے گھر اپنا سجایا ہے
ادھوری میری ہر خوشی
پوری کر کیوں نہیں دیتے
سنو اب کے بار کی یہ عید
میرے گھر کر کیوں نہیں لیتے

سیدہ عروج فاطمہ......ملتان

دوست کا پیغام آئے

ہما احمد

گریٹ فرینڈز کے نام

عزیز از جان قارئین! میری طرف سے آپ سب کو پیار بھرا سلام قبول ہو اور ساتھ میں عید مبارک بھی۔ ہائے اقراء ڈیئر! کیسی ہو؟ آپ تو عید کا چاند بن گئی ہیں' کدے ساہنوں وی یاد کرلیا کرو' عید مبارک ہو' نگار شوکت جی! ٹی وی کم دیکھا کرو ورنہ دادی جی ریموٹ چھپادیں گی اور پھر سمجھ...... گئیں۔ اجالا عروج' آپ اتنی اداس کیوں ہو ڈیئر! خوش رہا کرو اور آنٹیوں سے کم جھگڑا کیا کرو' اقراء اسلم بڑی کنجوس ہو' آپی کی شادی پر ہمیں بلایا نہیں' کوئی بات نہیں۔ کیسے مزاج ہیں جناب کے؟ عروج فاطمہ بڑی گھور گھور کر دیکھ رہی ہو' کیا ماہ بدولت کو کچا چبانے کے ارادے ہیں' ارے ردا الفاء جی! میرا تو دل کرتا ہے کہ آپ کو میں الفا بیٹا کہوں (ہاہاہا)۔ کدے ہنس وی لیا کرو' ہر وقت منہ پر بارہ بجے کے سائن کیوں؟ چھمک چھلو قندیل جی بڑے موٹے ہوگئے ہو تسی تے۔ کم کھایا کرو' فری مشورے اپناؤ اور ہلکے پھلکے ہوجاؤ (ہاہاہا)۔ دشاء طاہر جی سر ظہیر عباس صاحب کا سایہ اتر گیا' سحر الیاس خالہ کے گھر کب جائے گی' بتا کر جانا میں بھی جاؤں گی (ہی ہی)۔ ام حبیبہ مجھے آپ سے بڑے گلے شکوے ہیں' حبیبہ آپ کی نانی امی کی طبیعت کیسی ہے؟ ہائے پرانے زمانے کے لوگو! آپی سدرہ' آپی کومل اور آپی امرینہ جی پیپرز کیسے ہوئے ہیں؟ آپ سب کو عید مبارک ہو' مائی ڈیئر اولڈز نیرا مغل کیسی ہیں آپ دونوں؟ عید مبارک ہو آپ دونوں کو۔ ڈیئر اقصیٰ منہاج سے تجھے بڑا پیار ہے اور نادیہ آس محمد دھیان سے رہا کرو جو یہ اقصیٰ ہے ناں' بڑی چار سو بیس ہیں۔ سوری اقصیٰ جسٹ آئی ایم جوکنگ' اقصیٰ اینڈ نادیہ میری طرف سے عید مبارک ہو اور میری طرف سے تمام کلاس اور آل منہاج اسٹاف کو عید مبارک کہنا۔ اوکے اللہ حافظ۔

بشریٰ سرور' سدرۃ المنتہیٰ...... سیالکوٹ' ڈسکہ

آنچل فرینڈز کے نام

السلام علیکم! کیسے ہیں سب اور سب سے پہلے آپ سب کو عید کی خوشیاں بہت مبارک ہو' عقیل بھائی ہیپی برتھ ڈے ٹو یو' ہمیشہ خوش رہو ہنستے مسکراتے رہو' آمین۔ آنچل فرینڈز ارم کمال' طیبہ نذیر' نجم انجم' ثوبیہ کوثر' سباس گل' رشک حبیبہ' نزہت جبیں ضیاء' مسز نگہت غفار' انا احب' دعائے سحر اور پیاری آپی پرنس افضل شاہین' جیا آپی کیسی ہیں آپ اور طیبہ نذیر ہم نے سنا آپ پیا دیس سدھار رہی ہیں بہت جلد اللہ آپ کی آنے والی زندگی کو خوشیوں سے بھر دے آمین۔ سمیرا شریف طور' نازیہ کنول نازی' عائشہ نور محمد سب کیسی ہیں؟ اسکول اسٹاف گرمیوں کی چھٹیاں ہوگئیں مجھے بھول مت جانا اور آپ سب کو عید مبارک ہو اور سویاں اکیلی اکیلی مت کھالینا مجھے بھی بھجوا دینا اچھا۔ ردا' عروہ' زارا' عمیرہ' شکیل' عقیل خالہ' چاچو جان آپ کو بھی عید مبارک ہو' خوش رہیں سب اور مجھے دعا میں یاد رکھیے گا' رب راکھا۔

مدیحہ نورین مہک...... برنالی

پیارے چاند کے نام

ماہتاب عالم تاب' میرے یکتا اور واحد دلارے بھائی جان' تمہارا ہونا ہمارے لیے باعث شادابیت ہے اگر تم نہ ہوتے تو اس دہر میں ہم بھائی کی وانسیت سے بے بہرہ ہوتے۔ تمہاری موجودگی ہمیں اس رشتے سے آشنائی اور تراوٹ گل گلاب مہیا کرتی ہے۔ اس پیغام کا ماحصل تمہیں اس دن کی مبارک باد دینا ہے جس دن تمہارے آنے کا مژدہ سب کے لیے فرحت کا موجب ہے۔

تم سلامت رہو ہزار برس

ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

دعائے عافیت کے چند ارزاں کلمات تمہاری نذر' جواہر نگار خوشیاں تازیست تمہارے وابستہ داماں رہیں۔ اہلیان آنچل اور تمام امت مسلمہ کو عید سعید کی سوغات۔ یہ خوشیاں مبارک ہوں۔

مونا شاہ قریشی...... کبیر والا

آنچل بہنوں کے نام

السلام علیکم! آنچل کی تمام بہنوں' لکھنے پڑھنے والیوں کو اور آنچل کی پوری ٹیم کو میری طرف سے دلی عید مبارک باد قبول ہو۔ امید کرتی ہوں کہ عید نمبر میں میرا پیغام جلوہ افروز ہوگا اور دل پہ حزن ملال کی جو کیفیت طاری ہے وہ مسکراہٹ میں تبدیل ہوجائے گی۔ ہاں تو بہنوں مونا شاہ' افشاں علی' عنبر مجید' طیبہ نذیر' دلکش مریم' پروین افضل' فوزیہ سلطانہ' مدیحہ نورین' تمنا بلوچ' ایم فاطمہ سیال' عائشہ پرویز' شازیہ فاروق' وثیقہ زمرہ آپ سب کو بہت بہت دعائیں اور عید کی مبارک باد۔ ڈیئر کرن ملک ہمیشہ خوش رہو نورالشال کو سلام' دعائیں۔ سوئٹی ارم کمال آپ کو اور تمام اہل خانہ کو عید مبارک اور آپ کی صاحبزادی کرن کو ڈھیر سارا پیار۔ حرا قریشی' نیلم شہزادی' کوثر خالد' حمیرا قریشی اور دعائے سحر' انا احب بہت بہت سلام۔ خولہ عرفان آنچل میں خوش آمدید اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ چندا مثال' شگفتہ خان' نورین انجم اور میری پیاری دوست سنورا (منی) کو بہت بہت دعائیں' سلام اور پیار اور عید مبارک قبول ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو سلامت رکھے اور جو دوستیں رہ گئی ہیں ان سب کو بھی عید کی مبارک باد قبول ہو' لائبہ میر' علمہ شمشاد حسین' اذنا گوندل' حافظ صائمہ کشف' علوینہ چوہدری' رشک حنا اور خیال' آپ سب خوش و خرم رہو اگر زندگی رہی تو ...

ملاقات ہوگی اللہ نگہبان۔

نجم انجم اعوان...... کورنگی کراچی

پیارے لوگوں کے نام

السلام علیکم! سب سے پہلے تمام آنچل پڑھنے اور لکھنے والوں کو میری طرف سے عید مبارک۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب گھروں میں خوشیوں کے ٹولے بھیجتا رہے آمین۔ مائی سویٹ اینڈ لولی امی ابو جان آپ ہمیشہ کی طرح بہت اچھے ہیں اللہ پاک آپ کو ہر وہ خوشی دے جس کی آپ کو تمنا ہے اور ہر دکھ درد سے دور رکھے آمین۔ ڈیئر برادرز انیس، نفیس، نوید آپ سب سدا خوش رہو اور دن رات ترقی کے راہ پر گامزن رہو بھائی انیس آپ کو عید مبارک ہو۔ مجھے پتا ہے کہ عید تو نام ہی اپنوں سے ملنے کا ہے مگر دیار غیر میں منائی جانے والی عید اپنوں کے بغیر ادھوری اور بے مزہ ہوتی ہے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ آپ جہاں رہیں خوش رہیں اللہ کے حضور عرض ہے کہ وہ آپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے آمین۔ میری عزیز جان نانی ماں! ہمیں آپ کی بہت یاد آتی ہے اللہ آپ کو صحت دے اور حج وعمرہ کی سعادت نصیب فرمائے آمین۔ پلیز ڈیئر آنٹی شبنم! آپ اپنے لاڈلے بیٹوں اور نانی کے ساتھ ہمارے گھر آئیں۔ میری طرف سے آپ کے لاڈلوں کو بہت سارا پیار۔ سویٹ آنٹی نسرین! آپ کو عید مبارک ہو دعا ہے کہ اللہ آپ کو صحت وتندرستی سے بھرپور زندگی عطا کرے اور کبھی کوئی غم آپ کے نزدیک نہ آئے آمین۔ ڈیئر آنٹی نازیہ! آپ کیسی ہیں اور آپ کا پیارا بیٹا اذان کیسا ہے آپ کو بھی عید مبارک ہو۔ میری طرف سے آپ کو ڈھیروں عید کی خوشیاں اور دعائیں اور اذان کے لیے بہت سا پیار۔ مائی ینگر سسٹر مروا! تم بہت اچھی ہو خوش رہو مگر اپنے خرچے پر۔ او کے جی مجھ سے مل کر کیسا لگا اور میرے انداز عید مبارک کیسا لگا اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھے گا۔

طیبہ حنیف بٹ...... سمندری

طاہرہ جہانگیر کے نام

السلام علیکم! کیسی ہو فرینڈ! ایگزام کیسے ہوئے؟ اللہ کرے ہم سب فرینڈز کے مارکس توقعات کے مطابق آجائیں آمین۔ ڈیئر طاہرہ اگست میں تمہاری سالگرہ ہے میری جانب سے بے حد مبارک باد اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے ویسے دوسری سالگرہ بھی مبارک ہو یقیناً تم سمجھ تو گئی ہوگی یار! کاش ہم فرینڈز پھر پہلے کی طرح ساتھ ہوسکیں۔ مجھے وہ دن بہت یاد آتے ہیں اور اپنا گروپ بھی تم اور جیا تو پھر ساتھ ہو میں تو بالکل اکیلی ہوگئی ہوں تم جانتی ہو مجھے میری فطرت کے مطابق کسی فرینڈز کا مل جانا بہت مشکل ہے۔ آئی مس یو اینڈ آل مائی گروپ ایک بار پھر سالگرہ مبارک پلیز کالج آتی رہا کرو مجھے بے حد خوشی ہوتی ہے اور جیا سے بھی کہنا اللہ حافظ۔

شمع مسکان...... گوجر خان

7 اسٹار گروپ کے نام

السلام علیکم! تمام دوستوں کو دل کی گہرائیوں سے عید مبارک طیبہ نذیر اوئے ہوئے جناب شادی پر انوائٹ تو ضرور کرنا ہے تم نے میں آؤں یا نہ آؤں وہ میری مرضی (ہاہاہا) طیبہ اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیاں دے آمین۔ ریحانہ راجپوت اگر تمہیں بڑھ ڈھیٹ پن کا ایوارڈ مل رہا ہو تو میں ضرور وہ تمہیں دلوانے کی کوشش کروں گی (ہنسنا منع ہے)۔ عظمیٰ فرید! تم ہنستی اچھی لگتی ہو ہاہاہا۔ ساریہ چوہدری گم صم...... گم صم ہے کیوں آج تو بول ناں...... (ہاں بھئی) فائزہ بھٹی! پھولوں کے شہر سے تعلق رکھنے والی نازک سی شہزادی! اداسی تم پر بالکل نہیں جچتی۔ اب مسکرادو اور پتا ہے میری امی کو تو کی شہر بہت پسند ہے۔ میری بہن لاہور میں رہتی ہے اور تو کی شہر بھی راستے میں آتا ہے میری اللہ سے دعا ہے کہ آپ کو صحت اور خوشیاں عطا فرمائے آمین۔ آنسہ شبیر آپ یاد کرو یا نہ کرو فوزیہ تو یاد رکھے گی۔ ماہ رخ سیال، نجم انجم، پروین افضل شاہین، الیس بتول شاہ، مدیحہ نورین، مدیحہ کنول، ارم کمال، نورین انجم، شمع مسکان، جازبہ عباسی، سردار فاطمہ ہنی، شگفتہ خان، ہاجرہ کشف اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ سب ہمیشہ خوش رہو آمین۔ گل مینا خان اینڈ حسینہ ایچ ایس آپ کو میری طرف سے عید مبارک، آپ کا شہر مانسہرہ بہت خوب صورت ہے ابھی پچھلے دنوں میں مظفر آباد گئی ہوئی تھی کیونکہ میرا بھائی وہاں رہتا ہے بھائی کی شادی کے بعد جب ہم نے پہلی بار کشمیر کے علاقوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو بے ساختہ زبان سے "سبحان اللہ" نکلا تھا۔ چیئر لفٹ پر بیٹھ کر نیچے دیکھنا اور پہاڑوں پر ریس لگانا سب بہت یادگار تھا۔ پہاڑوں کی بلندی پر دریائے نیلم کا شور سب اتنا خوب صورت تھا یہ سب میری زندگی کے قیمتی لمحات تھے۔ مظفر آباد بے حد خوب صورت شہر ہے رات کے وقت تو ایسے لگتا تھا جیسے زمین پر ستارے جگمگ کررہے ہوں اور ہاں راستے میں ہونے والی سلائیڈنگ اُف بے حد خطرناک راستہ تھا چلو جی فرینڈز اجازت دیجیے اللہ حافظ۔

فوزیہ سلطانہ...... تونسہ شریف

سمیرا شریف طور، نگہت عبداللہ اور فرینڈز کے نام

ہیلو ڈیئر کیسی ہیں آپ سلسلہ وار ناول کی کامیابی کی بے تحاشہ مبارک باد ہمارے پاس شاید وہ الفاظ نہیں جن کے ساتھ آپ کی مداح سرائی کرسکیں۔ یقیناً یہ ایک شاہکار ناول تھا اس پر تو ڈراما آن ائر ہونا چاہیے ہماری دعا ہے کہ آپ ازدواجی زندگی کی خوشگواریت کے ساتھ ساتھ ادبی دنیا میں بھی ہمیشہ سرخرو ہوسکیں آمین۔ نگہت عبداللہ آنٹی آپ کو اپنے ناول کی کامیاب اشاعت پر مبارک باد آنچل میں سلسلہ وار ناول میں "ٹوٹا ہوا تارا" کے بعد "ترے عشق نچایا" ہمیں بہت پسند تھا اس ناول میں ہمارا فیورٹ کردار خان جنید انکل تھے بس آپ نے انہیں جلدی ناول سے آؤٹ کردیا تھا اور آل

بیسٹ ناول تھا۔ توبیہ نواز اعوان آپ کے گھر ایک ننھی سی پری کا اضافہ ہوا ہے ڈبل مبارک باد۔ ماہ رخ سیال آپ کہاں ہیں آج کل؟ زیبا خان (آزاد کشمیر) آپ سب اپنی سی لگتی ہیں۔ ہماری ہاسٹل فیلو سدرۃ المنتہیٰ آمنہ گلزار عروج فاطمہ کے ساتھ ہماری سبھی کزنز نمرہ عمران اقصیٰ مسکان سدرہ افرا نمرہ کو ہیلو اینڈ بیسٹ وشز فار آل۔ سمندری سے ان دونوں بہنوں کو بہت سا سلام جو ہمیں اسلامیہ کالج (فیصل آباد) میں ایگزامز کے دوران ملی تھیں اور آنچل شوق سے پڑھتی تھیں اینڈ یہ تحریم نگین عالیہ فیصل آباد آپ سب کے لیے ڈھیروں دعائیں۔

سعدیہ اخلاق شازیہ اخلاق...... جھنگ صدر

مہکتی کلیوں کے نام

السلام علیکم! امید کرتی ہوں کہ سب خیریت سے ہوں گے سب سے پہلے تو سب کو رمضان کریم کی بہت بہت مبارک باد اور رمضان تو تقریباً اپنے اختتام کی طرف گامزن ہے تو ساتھ ہی سب کو ایڈوانس عید مبارک۔ طیبہ نذیر انا احب ایس بتول صائمہ قریشی پرنس افضل شاہین حبہ اعوان دعائے سحر رشک حنا ماہ رخ سیال لائبہ میر سباریہ چوہدری اور باقی دوستیں جن کے نام نہیں لکھ پائی سب کو دل کی گہرائیوں سے عید مبارک اور اسکول اسٹاف کو بھی عید مبارک۔ میری جولائی میں برتھ ڈے تھی پتا ہے برتھ ڈے تو بھی (ہاہاہا)۔ مجھے پتا ہے تم سب تو بھول جاؤ گی مجھے وش کرنا اسی لیے میں نے خود ہی کرلیا۔ مدیحہ نورین مہک تم اس دفعہ ہمیشہ کی طرح بھولنا ہاں ذرا پھر میں تمہیں پوچھوں گی جو بھی بہن گفٹ دینا چاہے موسٹ ویل کم وہ آوٹ کیک میرے گفٹ ہمارے گھر دے جانا سب ہاہاہا۔ ماریہ میری پرنسز تم کیوں پریشان ہوگئی ہو اقراء تمہیں کیسے بھول سکتی ہے میری طرف سے تمہیں اور تمہاری پوری فیملی کو بہت بہت عید مبارک۔

اقراء ماریہ...... برنالی

احباب قلب کے نام

سلام بنا احباب قلب! مصروفیت کے اس دور میں سب جیو اور جینے دو جیسے مقولہ پر عمل پیرا زندگی کے شب و روز بسر کررہے ہیں۔ وہیں بزم پیغام دوست کے اس گلستان میں پہنچ کر ایک انجانی سی مسرت من کا احاطہ کیے کسی نازک تتلی کی مانند ایک ایک گل کے گرد رقص کرتی پیغام پڑھتی شاباش دیتی اور آگے بڑھ جاتی۔ اسی گلستان کا حصہ بننے کے لیے متعدد دعاؤں کے ہمراہ شریک محفل ہوں (خوش آمدید تو کہیں گے نا؟) حرا قریشی کے الفاظ کی طرح آواز و لہجہ بھی مٹھاس لیے ساعتوں پر چھایا رہا میرے تبصرے کی اشاعت پر پہلی کال حرا قریشی ہی کی تھی مبارک باد کے ساتھ تعریف (یقین جانئے ساعتوں پر رشک کا گمان ہوا) پنج حرفی لفظ (شکریہ) شاید ہی دلی کیفیت کا آئینہ دار ہو۔ ہمیشہ مسکراؤ مزید کامیابیاں آپ کی قسمت

کی باندی بنیں۔ پروین افضل شاہین ہمیشہ کی طرح مسکان گم ہم اور دل میں اتر گئیں ہمیشہ خوش و خرم رہیں اپنے پرنس کے ہمراہ میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ دعائے سحر کی خاموشی بدستور قائم ہے (کدھر گم ہو دعا؟) سامعہ ملک پرویز آپ کا تبصرہ بہت جاندار تھا (جگ جگ جیو پیاری) طیبہ نذیر بالکل بھی اداس نہ ہوں آپ کی آئندہ زندگی کے لیے ڈھیروں دعاؤں کے بادل ہمیشہ میری طرف سے سایہ فگن رہیں گے۔ حنا اشرف اللہ تعالیٰ آپ کو ہر ناگہانی آفت سے بچائے ایمان علی کو شادی کی ڈھیروں مبارک باد (عزیز ہمیشہ خوش و خرم رہو)۔ آپ سب کے لیے دعا ہے کہ جن لمحوں میں آپ مسکراؤ وہ لمحے کبھی ختم نہ ہوں اور حسرتوں کی دھوپ سے کبھی تمہارا گزر نہ ہو ہمیشہ خوشیوں کی جگنوؤں کے حصار میں رہو آمین اللہ حافظ۔

تحریم اکرم چوہدری...... ملتان

آنچل فرینڈز اینڈ فیملی کے نام

السلام علیکم! کیسے ہیں سب اتنے حیران ہو کے کیا دیکھ رہے ہیں لگا نہ جھٹکا میرا سرپرائز کیسا لگا میری طرف سے اور آنچل کی جانب سے بہت بہت عید مبارک۔ مما پپا آپی نویلہ ذکاء اللہ آپی شکیلہ عبدالقدیر ابوبکر بھائی (سعودیہ) عمر فاروق بھائی (ساؤتھ افریقہ) مصباح باجو ملیحہ ماریہ نور ندیا نور آپی زینت (بھابی) آپی نیلم (بھابی) اور ساتھ میں ہی (اپنے ہونے والے) سسرال والوں کو بھول جاؤں یہ ممکن نہیں مما خالد پروین بابر بھائی انعم آپی ابراہیم ربیعہ آصف سالم ماریہ علی جابر ثناء حمزہ آپ سب کو میری جانب سے بہت بہت عید مبارک اور کراچی میں مقیم تایا جی تائی جی آپ سب فیملی کو بھی عید مبارک ہمیشہ خوش رہیں۔ ایک نام تو میں بھول گئی (خاور سلطان پھول جی) آپ کو بھی عید مبارک۔ میرا سرپرائز آپ سب کو کیسا لگا بتائیے گا ضرور اینڈ پا آپ سب کے لیے اور آنچل فرینڈز کے لیے ڈھیروں دعائیں اللہ تعالیٰ آپ سب کو ہمیشہ خوش رکھے آنچل اسٹاف کے لیے ڈھیروں ڈھیر پُرخلوص دعائیں اللہ تعالیٰ آپ سب کی زندگیوں میں آسانیاں پیدا فرمائے آمین آپ سب کی دعاؤں کی طلبگار۔

طیبہ نذیر...... شادیوال گجرات

اپنوں کے نام

السلام علیکم! آنچل سے وابستہ تمام اسٹاف پیاری پیاری ریڈرز اینڈ رائٹرز کو محبتوں بھرا اسلام۔ آپی شائستہ مصباح آپ کو عید مبارک اینڈ بھائی اے ڈی اور مصباح آپی آپ لوگوں کو شادی کی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو اور دعا ہے کہ ہمیشہ خوش رہیں اور اللہ آپ کا دامن خوشیوں سے بھرا رکھے آمین اور بھائی اے ڈی آپ کہاں گم ہیں آج کل۔ آپی گول مٹول سے ارحم کی بہت یاد آتی ہے اس کا بہت خیال رکھنا اور میرا پورا کیسا لگا ضرور بتانا اور سب گھر والوں کو سلام

اور عید مبارک۔ آنچل کی پریو! سمیرا غزل' شگفتہ خان' ندا مسکان' شاہ پارس' روبی' فائزہ بھٹی' پارس شاہ' حمیرا ملک' فاطمہ' روشی وفا' لاریب انشال' پروین افضل' تسلیم شہزادی' لائبہ میر' ہما شاہ' نویدہ ملک' رشک وفا' ایس گوہر' صنم ناز' طیبہ نذیر' شاہ زندگی' دعائے سحر' ثانیہ رحمٰن' سحرش رحمٰن' سدرہ' ثمرہ الطاف' سمیرا شریف' تہمینہ خادم' فرح طاہر (بھئی کہاں گم ہو آج کل) مشی خان اور جن کے نام نہیں لکھے ان کو بھی عید مبارک اگر کوئی دوستی کرنا چاہے تو موسٹ ویلکم اپنا خیال رکھنا' ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا' اللہ حافظ۔

ثوبیہ سحر حسین...... بستی ملوک

لولی دوست سائرہ کے نام

میری بیسٹ فرینڈ سائرہ کی عید کے بعد شادی ہے اور میں بہت اداس ہوں' تمہارے بغیر سائرہ میں کیسے رہوں گی تمہارا اور میرا ساتھ دھوپ اور چھاؤں جیسا ہے تم نے مجھے بہت پیار دیا ہے میرے بہت نخرے اٹھائے ہیں اب میں تمہارے جانے کا سوچتی ہوں تو میری دھڑکنیں رک سی جاتی ہیں لیکن ہر لڑکی نے ایک نہ ایک دن پیا کے گھر جانا ہی ہوتا ہے۔ اللہ میری دوست کو ڈھیروں خوشیاں دے' نصیب اچھے کرے' آمین۔ سسرال جا کر مجھے بھول نہ جانا' سائرہ تم میری باتوں' یادوں میں ہمیشہ رہو گی' ان شاء اللہ اور شادی تو بعد میں ہے سب سے پہلے میری دوست کو رمضان مبارک عید مبارک اینڈ پر شادی مبارک' تمام پڑھنے والے میری دوست کو دعاؤں میں رخصت کریں' لویو آلاٹ سائرہ!

معظمہ...... سمندری

ایفا اسکول کی پریوں کے نام

السلام علیکم! میرے تمام کیوٹ اور سویٹ فرینڈز اور اسٹوڈنٹس کو سب سے پہلے ٹیچر عائشہ آپ کا برتھ ڈے ہے اس لیے برتھ ڈے گرل کو میری طرف سے مینی مینی ہیپی ریٹرنز آف دا ڈے' اس کے بعد میری سویٹ اسٹوڈنٹ شمائلہ تمہیں میری طرف سے بہت بہت کو مبارک باد' اللہ تمہیں خوش رکھے' عائشہ اور شمائلہ اسپیشل طریقے سے تم دونوں کو برتھ ڈے وش کر رہی ہوں' کیا یاد کرو گی تم لوگ۔ ماہم تم سناؤ تم کیسی ہو؟ چھٹیاں انجوائے کر رہی ہو نا لیکن تمہیں پڑھنا بھی چاہیے میری طرح بننے کے لیے' ضمن' عائشہ' حسنین' مریم حمنیٰ تم لوگ کیسے ہو؟ انجوائے کر رہے ہو' ٹیچر ماریہ' میمونہ ثانیہ اور انعم و خدیجہ تم لوگ کیسے ہو اور روزے رکھ رہے ہو نا' اچھا اب اللہ حافظ' دعاؤں میں یاد رکھنا۔

صباء اسلام...... گوجرانوالہ

اسکول کے اسٹاف ممبران کے نام پیغام

قابل احترام سر حسین' سر ماجد' مس ثناء' مس عروج' مس طوبیٰ' مس سنبل' مس عظمیٰ' حنا اور مس ...... السلام علیکم! ارے پہچانا نہیں یہ میں ہوں مس ...! آپ سب حیران ہوں گے کہ ...... آپ سب سے ملاقات ہو

ہی جاتی ہے پھر' تو جناب آج میں نے سوچا کہ اپنے پیارے ڈائجسٹ آنچل کے ذریعے پیارے لوگوں سے مخاطب ہوکر ملک کے محب لوگوں کو جشن آزادی کی دلی مبارک باد دے دوں' مس ثناء ذرا کم مسکرائیں اور مس عروج اپنا منہ بند کرلیں اب۔ مس طوبیٰ آنکھیں کم مٹکاؤ اور سر ماجد آپ سے امید ہے اس سال بھی آپ 14 اگست کا زبردست سا پروگرام منعقد کریں گے اور یہ سب آپ کا اخلاق اور خلوص ہے کہ اسکول کا اسٹاف اتنا اچھا ہے آپ سب لوگ بہت اچھے ہیں آپ سب کو میری طرف سے وطن عزیز کی آزادی بہت بہت مبارک ہو۔ آنٹی آپ کا اخلاق بہت عمدہ ہے' اللہ ایجوکیشن ہاؤس کو ترقی عطا کرے آمین۔

عظمیٰ جبیں...... لانڈھی کراچی

آنچل سے جڑے لوگوں کے نام

السلام علیکم! سب سے پہلے آنچل اسٹاف اور تمام پڑھنے' لکھنے والوں کو رمضان مبارک اور پیشگی عید مبارک۔ 26 جون کو میری پیاری دوستی (صدیقہ) کی سالگرہ ہے' اپنے فیورٹ آنچل کے تھرو تمہیں وش کر رہی ہوں' سدا اسلامت رہو' ہمیشہ خوش رہو۔ جمیلہ غزل صباء (حکیم صاحب) رابعہ کنول' کائنات (ککی) طیبہ رشید تم لوگ بہت ہی بے وفا ہو یاد ہی نہیں کرتی' گل بہار' راشدہ' الفت' سعیدہ اور ریحانہ مصروف اور مغرور لوگوں آپ کی بہت یاد آتی ہے۔ صبیحہ اور وشین آپ لوگ سینٹر دوبارہ کیوں نہیں آئیں۔ نصرت خالہ جانی آپ بہت اچھی ہیں آئی لو یو۔ صوفیہ اور ماریہ (کانگھڑو) سنا ہے دونوں شادی کر رہی ہو' مونا شاہ قریشی' رومانہ قریشی' کوثر خالد' مدیحہ کنول' مدیحہ نورین' فوزیہ سلطانہ' شمع مسکان اور میزاب (قصور) خوش رہو اور اسی طرح آنچل میں حاضر دیتی رہا کرو اور سمیرا شریف طور آئی مس یو "ٹوٹا ہوا تارا" کی آخری قسط پڑھی تو دل بہت دکھی ہوگیا کہ اب یہ کہانی دوبارہ پڑھنے کو نہیں ملے گی اس کہانی سے عجیب سا لگاؤ تھا' اللہ آپ کو مزید کامیاب کرے' آمین۔ اچھا جی اللہ حافظ' سب کے لیے دعا گو اینڈ طالب دعا۔

گل مینا خان اینڈ حسینہ ایچ ایس...... مانسہرہ

دل میں رہنے والوں کے نام

اقصیٰ' مریم' ہما' ثناء' آمنہ' تہمینہ' آمنہ شاہین اور ڈیئر لیلیٰ کے نام ہاہاہا۔ لڑکیوں' کیسی ہو تم سب؟ آمنہ تم لاسٹ پیپر میں بہت پیاری لگ رہی تھی (ہاہاہا)۔ تہمینہ یار اتنی بھی بے رخی اچھی نہیں ہوتی' میری طرف سے آپ سب کو رمضان اور عید کی بہت بہت مبارک باد اور میرے لیے اسپیشل دعا کیجیے گا' کیوٹ سی مشعل بنت عمر' بھانجے عبد الہادی اور موسیٰ کو پیار (ثوبیہ آپی جلدی چکر لگائیے گا)۔ عائشہ پرویز آپ کے رائٹر بننے کے لیے دعا میں نے بہت دل سے کی تھی (سیر یسلی)۔ سعدیہ رمضان آپ کی شادی کے لیے میں ڈریس ...... رہی ہوں' مجھے بھی انوائٹ کیجیے گا۔ سحرش ...... والسلام۔

کنزیٰ رحمان......فتح جنگ

سرگودھا یونیورسٹی کے نام

السلام علیکم! کیا حال ہے سب کا؟ دعا ہے کہ بخیر وعافیت ہوں' بدتمیزوں یاد کرنا بھی چھوڑ دیا۔ مریم کبھی تو ریپلائی کر دیا کرو میسج کا۔ زونیرہ ڈیئر تم کیسی ہو قسم سے بہت یاد آتی ہو یار رینج آ ناٹس گرل۔ سدا ہنستی مسکراتی رہو اور سب کو ہنساتی رہو' کوئی بھی دکھ تمہارے قریب نہ آئے اب بھی کیا لائبریری مووی دیکھنے جاتے ہو (آئی مین کارٹون نما مصیبت) قسم سے ہم سب کیا سمجھ کے دیکھنے گئے تھے مووی پر وہ کیا کہتے ہیں نہ کھودا پہاڑ نکلا چوہا والی کہاوت اس دن ہم پرفٹ آئی تھی اور جب دیکھنے بیٹھ گئے تو مووی ایسی ہڈی تھی جسے نہ نگل سکتے تھے نا اُگل سکتے تھے۔ دوبارہ تو کسی کی ہمت نہیں ہوئی ہوگی نا سائیکالوجی والو (جسٹ جوکنگ ڈونٹ مائنڈ پلیز) سدا ایسی ہی رہنا اور دعاؤں میں یاد رکھنا اور یاد سے بتانا کہ میری انٹری کیسی لگی' باقی سب لوگ بھی دعاؤں میں یاد رکھنا اور اپنا خیال رکھنا۔ سدرہ سنبل تم کیسی ہو؟ شنکھول خان اور رابعہ یار دم نساؤ' کیسی گزر رہی ہے زندگی۔ تحسین' کنزیٰ' ام رومان کیسی ہو یاد کرنا بھی چھوڑ دیا۔ چھٹیاں کیسی گزر رہی ہیں اور پیپر کیسے ہوئے؟ او کے جی اللہ حافظ۔

اقراء چوہدری......حافظ آباد

دوستوں کے نام

السلام علیکم! کیا حال ہے یار کیسی ہو؟ اب آنکھیں کھول کر دیکھو ہم نے بھی انٹری ماری ہے آخر نیتا خان جو ہوں ویسے تم نے بتانا ہے کہ کیسے لگے اپنے نام آنچل میں دیکھ۔ اقراء' حرا اور ماریہ جو تیمور بھائی کی شادی پر آنچل کی توسط سے ہماری دوستی ہوگئی' میں نے کہا تھا نا آپ کے نام ضرور آنچل میں جگمگائیں گے۔ لاریب' عائشہ' سمیہ' جویریہ' عطیہ' سعدیہ باجی' شگفتہ آنٹی' خدیجہ سب کو عید مبارک۔ اقراء' حرا اور ماریہ آپ ہمیں بھول گئی ہوگی' مگر ہم اپنے چاہنے والوں کو ہمیشہ دل میں رکھتے ہیں' آپ کو بھی عید مبارک۔ پروین افضل شاہین آپ کے لیے دعا گو ہوں' اللہ آپ کو اولاد جیسی نعمت سے نوازے' آمین۔ دلکش مریم مجھے آپ کا نام بہت پسند ہے۔ ماہ رخ سیال' کوثر خالد' لاریب انشال' سنیاں زرگر' عائشہ پرویز آپ مجھ ناچیز سے دوستی کریں گی۔ اب آپ نے یہ نہیں کہنا کہ نا جان نہ پہچان میں تیرا مہمان کیونکہ ہم آپ کو آنچل کے تھرو ہی جانتے ہیں۔ بتائیے گا ضرور آپ مجھ سے دوستی کرنا پسند کریں گی' آخر میں سب کو ایڈوانس عید مبارک' اللہ سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے' آمین' اجازت دیں۔

نیتا خان......ہری پور

طیبہ نذیر اور دعائے سحر کے نام

السلام علیکم! ایگزامز کی وجہ سے کافی مصروفیت رہی اب فری ہوئی تو سوچا دوستوں سے ملاقات کر لی جائے۔ ہم دوست ہیں نا ں طیبہ نذیر؟ آپ نے مجھے دعاؤں میں یاد رکھا' اتنا اچھا لگا کہ کیا بتاؤں۔ دعائے سحر آپ نے مجھ سے کہا کہ "ہماری دوستی پکی" مجھے تو یقین نہیں آیا تھا لیکن معذرت خواہ ہوں کہ مارچ کا جواب اب دے رہی ہوں' اللہ آپ دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے' ہمیشہ ہنستی' مسکراتی اور کھلکھلاتی رہیں۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کے پڑھتی ہوں آپ کی نگارشات' فریدہ فری اللہ آپ کو صحت عطا فرمائے۔ پروین افضل شاہین بہنا آپ کے لیے تو ہمیشہ دل سے دعائیں نکلتی ہیں' اللہ آپ کی مسکراہٹیں سلامت رکھے اور زندگی کی تمام خوشیاں دکھائے۔ ثمیرا شریف طور اللہ آپ کو مکمل شفا دے آنچل آپ لوگوں کے دم سے ہی ہے۔ حافظہ صائمہ بچوں کو حفظ قرآن کرانے پر جزاک اللہ اور مبارک باد۔

شاہد رسول ہاشمی......صادق آباد

لائبہ میر اور آنچل دوستوں کے نام

السلام علیکم! امید کرتی ہوں کہ سب فٹ فاٹ ہوں گی۔ لائبہ میر آپ نے مجھے یاد رکھا بہت شکریہ' جب کوئی دعاؤں میں یاد رکھتا ہے تو بہت اچھا لگتا ہے کیونکہ دعا کی ہر پل ہر لحظہ ضرورت رہتی ہے' دعا میں یاد رکھیے گا' اللہ عزوجل آپ کو خوش رکھے۔ سب سے گزارش ہے کہ میرے رزلٹ کے لیے دعا کیجیے گا کہ اے ون گریڈ بنے اور سب کو عید مبارک ہو' اللہ تعالیٰ سب کو ڈھیروں ڈھیر خوشیاں عطا کرے' آمین۔ جولائی میں جس کی بھی برتھ ڈے ہے ان سب کو پپی برتھ ڈے تو یو جیو ہزاروں سال۔ عروسہ پرویز' اقراء محسود' ام کلثوم' روبی ذیشان' نجم انجم' نورین انجم' سونی علی' مریم عبدالرحمن' روشنی وفا' لاریب انشال کھرل' آمنہ ریاض' پروین افضل شاہین ملک' ہما شاہ سب کو سلام دعاؤں میں یاد رکھیے گا' اللہ نگہبان۔

نور الہدیٰ مغل......حیدرآباد' سندھ

برائٹ گروپ کے نام

السلام علیکم! فروا رانی' ریما جان' مقدس شاز اینڈ ماہ نور گھوشال کیسی ہو سب؟ میں آپ لوگوں کو بہت مس کرتی ہوں' عید مبارک۔ ماہ نور یار! تم کہاں گم ہو آج کل کوئی اتا پتا' نہیں برائٹ گروپ آپ لوگوں کو آنچل کے ذریعے عید مبارک اور آپ ہمیشہ ہنستی مسکراتی رہو (آمین) آنچل کی ذریعے عید وش کرنا کیسا لگا' اللہ حافظ۔

کبریٰ مہتاب......بوسال سکھا

dkp@aanchal.com.pk

یادگار لمحے

جویریہ سالک

بندگی

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگل میں ایک شخص کو دیکھا کہ چیتے کی پیٹھ پر سوار تھا اور چیتا پالتو گھوڑے کی طرح اس کو اپنی پیٹھ پر اٹھائے چلا جارہا تھا۔ یہ نظارہ دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا' قریب آنے پر اس شخص نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا۔

''اے اجنبی! جو کچھ تُو دیکھ رہا ہے اس پر تعجب نہ کر' تو اگر خدا کے حکم سے گردن نہ موڑے گا تو تیرے حکم سے کوئی بھی گردن نہیں موڑے گا۔''

گل مینا خان اینڈ حسینہ ایچ ایس...... مانسہرہ

باتیں یادرکھنے کی

❖ غرور' حسد' لالچ...... وہ شعلے ہیں جنہوں نے انسانوں کے دلوں کو جلا کر خاکستر کردیا ہے۔

❖ دولت کے ڈھیر سانسوں کی گنتی مکمل ہونے کے بعد کسی کام نہیں آئیں گے۔

❖ خدا کے نزدیک سب سے پیاری بات والدین کی اطاعت ہے۔

❖ فخر سے تنی ہوئی گردن دشمن کے نشانے کو وسیع کردیتی ہے۔

❖ غم کتنا ہی سنگین ہو نیند سے پہلے تک ہے۔

❖ غصہ ایک ایسا چور ہے جو ہمیشہ انسان کے اچھے لمحات چوری کرتا ہے۔

❖ جو شخص ارادے کا پکا ہو وہ دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکتا ہے۔

پروین افضل شاہین...... بہاولنگر

مبارک آنسو

حضرت حازمؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ جبرئیل امین تشریف لائے تو وہاں ایک شخص اللہ کے خوف سے آنسو بہا رہا تھا۔ جبرئیل امین نے فرمایا کہ انسان کے تمام اعمال کا وزن ہوگا مگر اللہ آخرت کے خوف سے رو دینا ایسا عمل ہے جس کا [illegible] نہیں کیا جائے گا بلکہ ایک آنسو جہنم [illegible]

کی بڑی سے بڑی آگ کو بھی بجھا سکتا ہے۔

(بحوالہ محاسن اسلام)

رابعہ زیدی...... لاہور

مسکراہٹ کے پھول

ایک شخص: ''یہ ڈاکٹر پرچی پر ایسا کیا لکھتا ہے جو میڈیکل اسٹور والے ہی کی سمجھ میں آتا ہے۔''

دوسرا شخص: ''وہ لکھتا ہے' میں نے اسے لوٹ لیا' اب تم بھی لوٹ لو۔''

معلومات

⌘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''کالوری'' پہاڑ سے زندہ اٹھالیا گیا۔

⌘ خدائی کا دعویٰ کرنے والے نمرود کا اصل نام ہاصد تھا۔

⌘ طوفانِ نوح کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے جبران شہر آباد کیا۔

⌘ ''سلطان الحدیث'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہا جاتا ہے۔

⌘ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ''کوہ ارادات'' پہاڑ پر ٹھہری تھی۔

سدرہ کشف...... خیر پور ٹامیوالی

اچھی باتیں

○ اچھے الفاظ مایوس دلوں کو روشنی دیتے ہیں۔

○ اپنا عمل خالص کرلو تھوڑا سا بھی کافی ہوجائے گا۔

○ نصیحتوں کو قبول کرو یہ دل کی حیات ہیں۔

○ شرافت عقل اور ادب سے ہے' مال اور نسب سے نہیں۔

○ دھوکا دینے والا خود دھوکے میں ہوتا ہے۔

○ تمہاری زندگی کا ہر دن تمہاری تاریخ کا ایک حصہ ہے۔

○ ہر مشکل کے آسان ہونے کا نبوی طریقہ کثرت سے توبہ استغفار کرنا ہے۔

○ جنگل کے پھول کسی مالی کے محتاج نہیں ہوتے۔

○ آنسو روکنا آنسو بہانے سے زیادہ مشکل ہے۔

اقصیٰ آزاد...... خیر پور ٹامیوالی

اللہ سے محبت

اللہ سے محبت کرنے کا بڑا فائدہ ہے نہ ہی کھونے کا خوف اور نہ ہی ناراضگی کا غم...... سرور تو بس اس کی چاہت کا اسے پانے کا [illegible]

اور اس کے شہ رگ سے قریب ہونے کا، انسان ایک دفعہ نہیں بلکہ ہزاروں دفعہ ٹوٹتا ہے مگر وہ نامحسوس طریقے سے پھر سے جوڑ دیتا ہے کہ پتا بھی نہیں چلتا۔ ہماری ہٹ دھرمیوں، نافرمانیوں اور خود غرضیوں کے بعد بھی وہ ہمارا رزق، عیش و آرام اور سانسیں بند نہیں کرتا بلکہ وہ ہمیں مہلت دیتا ہے پھر سے اسی کے پاس لوٹ جانے کی اور یہ مہلت صرف "موت" تک ہوتی ہے۔

مریم منور بٹ......سمندری

دوستی

دوستی ایک خوب صورت دھاگہ ہے جو ٹوٹنے سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ یہ رشتہ خون کا نہیں لیکن اٹوٹ ہوتا ہے، اس میں چاند جیسی روشنی پھولوں جیسی مہک اور دھنک جیسی ست رنگی ہوتی ہے۔ زندگی اس کی خوب صورت ہے جس کی زندگی میں ایک اچھا دوست ہے۔

معظمہ منور بٹ......سمندری

سنہرے الفاظ

- جب درد حد سے بڑھ جائے تو جھکنے سے اپنے رب کی طرف رجوع کرلیا کرو بے شک دلوں کا چین اللہ کی یاد ہی میں پوشیدہ ہے۔
- انسان کا آدھا حسن اس کی زبان میں پوشیدہ ہوتا ہے
- خاموشی بہترین انتقام ہے۔

سارہ چوہدری......ڈوگہ گجرات

وجود لطیف......وجود کثیف

انسان کے وجود کی دو قسمیں ہیں وجود لطیف اور وجود کثیف......وجود کثیف والے کا نفس امارہ اور وجود لطیف والے کا نفس مطمئنہ ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ اطاعت ظاہری اور باطنی بجالاتا ہے اور روح کے تابع ہوتا ہے اور روح توفیق الٰہی کے تابع ہوتی ہے۔ تمام انبیاء و اصفیا اولیاء، اہل اللہ اور اہل ایمان کو نفس مطمئنہ حاصل ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ صاحب معرفت ہوتا ہے۔ اس طرح سے تمام منافق، کافر فاسق و فاجر کا نفس امارہ ہے۔ "جو شخص اپنے نفس کی طرف میلان رکھتا ہے اس کا دل سیاہ ہوجاتا ہے اور اس میں غفلت پیدا ہوتی ہے جب روح اور دل ایک ہوجاتے ہیں تو نفس ضعیف ہوکر روح کے تابع ہوجاتا ہے۔" جس دل میں نفس و شیطان اور معصیت رہتی ہے تو خدا کی یاد اس دل سے فراموش ہوجاتی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔

آمنہ امداد......مریدھا

سویٹ کوئی کے نام

عید نام ہے
خوشی کا
مسرت کا
خوشی اور مسرت کا
مشروط ہیں
زندگی سے
اور جاناں......
میری زندگی
تم ہو......!

ڈی جی......خواب نگر

اچھی باتیں

- کبھی کسی کے لیے برا مت چاہو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برا کردے گا۔
- زمین پر اکڑ کر مت چلو کیوں کہ جانا تو ہمیں زمین کے اندر ہے۔
- کسی کو دھوکہ مت دو ہوسکتا ہے کل تمہیں بھی کوئی دھوکہ دے جائے۔

شگفتہ گل......بھکر

سچ

اکثر اوقات سچ کڑوا نہیں ہوتا، سچ بولنے کا انداز کڑوا ہوتا ہے۔ ہم سچ بولنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو ذلیل کررہے ہوتے ہیں اور توقع کررہے ہوتے ہیں کہ ہماری ذلیل کرنے کی حرکت کو صرف سچ سمجھا جائے۔

گل ماں......ماں

تلخ حقائق

- کبھی کبھی انسان بہت دکھی ہوتا ہے اور اس کے دکھی ہونے کی وجہ بھی اس کے اپنے ہی ہوتے ہیں۔
- انسان ماں کے پیٹ سے برائی سیکھ کر نہیں آتا بلکہ اس کے اردگرد بسنے والے لوگ اور حالات ہی اسے برا بناتے ہیں۔
- اگر ہم کسی شخص سے صرف اس لیے تعلق ترک کرتے ہیں کہ وہ برے کام کرتا ہے تو اس کے آدھے گناہوں کے ذمہ دار ہم ہوتے ہیں کیونکہ ہم نے اس کی اصلاح کرنے کی کوشش نہیں کی۔

اشمال جنت......فیصل آباد

مجھے احساس ہوتا ہے

مجھے احساس ہوتا ہے
سانسیں الجھی سی ہیں
دھڑکن ٹھہری سی ہے
نبضیں ڈوبی سی ہیں
پھر بھی یہ سانس کی ڈور
اب......
ٹوٹ کیوں نہیں جاتی؟

شگفتہ خان......بھلوال

اقتباس

ہر چیز کی اپنی ایک اوقات ہوتی ہے اپنی طاقت ہوتی ہے محبت کرتے وقت دیکھ لینا چاہیے کہ کس کی کتنی طاقت ہے، پھر محبت نہ رہے پھر بھی ظاہر نہیں ہونے دینا چاہیے۔ دوسروں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے، کچھ چھن جانے کا دکھ بہت بڑا ہوتا ہے۔

پری طور......جہلم

ہیرے میرے ہاتھ میں

+ اگر کسی کو کچھ دینا چاہتے ہو تو اپنا قیمتی وقت دو کیونکہ دی ہوئی ہر چیز واپس لی جاسکتی ہے مگر قیمتی لمحات کبھی واپس نہیں آسکتے۔

+ جب بھی ہاتھ دعا کے لیے اٹھائیں تو دوسروں کی خوشی ضرور مانگیں کیونکہ یہ ممکن ہے کہ آپ کی خوشیاں دوسروں کی دعاؤں کے بدولت آپ کے پاس ہوں۔

+ اگر کسی کو پانا ہو تو تقدیر سے شکوہ مت کرو بلکہ خود کو اس قابل بناؤ کہ لوگ تمہیں پانے کی تمنا کریں۔

+ کسی کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر اس کی حالت کا مذاق مت اڑاؤ کیونکہ اس کا اور تمہارا رب ایک ہے۔

+ اگر راستہ خوب صورت ہے تو یہ دیکھو کہ کہاں جاتا ہے لیکن اگر منزل خوب صورت ہو تو یہ مت دیکھو کہ راستہ کیسا ہے۔

راشدہ جمیل راشی......صادق آباد

ذوق تماشا

چرچل کے ایک مداح نے بڑی عقیدت سے پوچھا۔
"آپ یہ دیکھ کر خوش تو بہت ہوتے ہوں گے کہ جب بھی تقریر کرتے ہیں تو ہال کھچا کھچ بھر جاتا ہے۔" چرچل نے جواب دیا۔
"ہاں مسرت تو ہوتی ہے مگر ہمیشہ یہ خیال آجاتا ہے کہ اگر تقریر کے بجائے پھانسی پر لٹکایا جارہا ہوتا تو خلقت تین گنا زیادہ ہوتی۔"

دعائے سحر، انا احب......فیصل آباد

دنیا کی محبت

دنیا کی محبت ایک کینسر ہے، تبلیغ اس کا علاج ہے۔ یقین اور عمل اس کا پرہیز ہے، شب جمعہ اس کا معائنہ ہے۔ روزہ اس کا ایکسرے ہے، چلہ اس کا الٹرا ساؤنڈ ہے۔

قرۃ العین، صائمہ، ثمرین......دار بن کلاں

سنہری اصول

❁ پاؤں گیلے کیے بغیر سمندر تو پار کیا جاسکتا ہے مگر آنسو بہائے بغیر زندگی نہیں گزاری جاسکتی۔

❁ غموں کا دریا عبور کرنا چاہتے ہو تو پہلے آنسو جذب کرنے کا طریقہ سیکھو۔

❁ بادلوں کی طرح رہو، جو پھولوں اور کانٹوں پر یکساں برستے ہیں۔

❁ رشتے خون کے نہیں احساس کے ہوتے ہیں۔ احساس ہو تو اجنبی بھی اپنے ہوتے ہیں اگر احساس نہ ہو تو اپنے بھی اجنبی ہوتے ہیں۔

❁ زندگی سے جو بھی بہتر سے بہتر لینا چاہتے ہو لے لو کیونکہ جب زندگی کچھ لینے پر آتی ہے تو سانس تک نہیں چھوڑتی۔

ایم فاطمہ سیال......محمود پور

انمول موتی

☐ اللہ پاک کے ساتھ وابستہ ہونا زندگی ہے اور اس سے غافل ہونا موت ہے۔

☐ پتھروں سے واسطہ پڑے یا پتھر دلوں سے زندگی کا سفر رکتا نہیں ہے۔

☐ احساس کی بات ہے کہ جسم میں روح ہے تو آدمی اس سے نہیں ڈرتا اور جب جسم سے روح نکل جاتی ہے تو آدمی اس سے ڈرتا ہے حالانکہ مرا ہوا آدمی کچھ نہیں کرسکتا۔

☐ اگر اندھیرا ساتھ چھوڑ دیتا ہے تو زیادہ روشنی میں بھی سایہ ساتھ نہیں دیتا فرق صرف اتنا ہے کہ غریبی میں لوگ ہمارا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور امیری میں ہم لوگوں کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

نزہت جبین......کراچی

محبت

ایک بہت ہی حسین جذبہ ہے‘ جس کی مہک چھپائے نہیں چھپتی یہ کہیں سے ظاہر ہو ہی جاتی ہے‘ دنیا میں بہت کم لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی محبت کو پالیا ہوگا وہ بہت خوش قسمت ہوں گے اور جو اپنی محبت کو پا نہیں سکتے ان کی مثال ایک موم بتی جیسی ہے جو جلتی رہتی ہے آہستہ آہستہ پگھل کے ختم ہوجاتی ہے انسان بھی ایسے ہی ختم ہوجاتا ہے۔ دھیرے دھیرے محبت کی گرفت سے آزاد ہوجاتا ہے ہمیشہ کے لیے۔ محبت کتنا آزماتی ہے کتنے امتحان لیتی ہے‘ محبت اگر ہماری ہاتھ کی لکیروں میں نہیں ہے تو پھر یہ ہوتی ہی کیوں ہے؟ بس محبت مل جائے تو ہنساتی ہے‘ محبت نہ ملے تو رلاتی ہے۔ واہ ری محبت تیرے کیا کیا روپ ہیں۔

”کبھی آنسو کبھی سجدے کبھی ہاتھوں کا اٹھ جانا
محبت ناکام ہوجائے تو رب بہت یاد آتا ہے“

عظمٰی بٹ......سمندری

کیا آپ جانتے ہیں؟

□ شتر مرغ کی آنکھیں اس کے دماغ سے زیادہ بڑی ہوتی ہیں۔

□ چیتا 76 کلومیٹر فی گھنٹا کی رفتار سے دوڑتا ہے جبکہ ایک تیز ترین انسان صرف 30 کلومیٹر فی گھنٹا کے حساب سے دوڑ سکتا ہے۔

□ دنیا کا سب سے بڑا مینڈک Goliath ہے۔ مینڈک دنیا کے ہر خطے میں پایا جاتا ہے‘ سوائے انٹارکٹیکا کے۔

□ پانڈا دنیا کا معصوم ترین جانور ہے‘ پیدائش کے وقت چوہے سے بھی چھوٹا ہوتا ہے اور وزن صرف 4 اونس ہوتا ہے۔

□ دنیا کا سب سے چھوٹا پرندہ Humming bird ہے اور اس کا وزن صرف 2 گرام ہوتا ہے۔

□ چیونٹی کبھی بھی نہیں سوتی۔

□ شہد کے ایک چھتے میں تقریباً 45 ہزار مکھیاں رہتی ہیں‘ ایک شہد کی مکھی ایک پونڈ شہد بنانے کے لیے تقریباً 40 سے 80 ہزار دفعہ پھولوں کا رس چوستی ہے۔

مسکان جاوید اینڈ ایمان نور......کوٹ سمابہ

قابل احترام اور اسٹوپڈ بچوں کے نام

جب ہم چھوٹے ہوتے ہیں‘ ہمارے والدین ہماری انگلی پکڑ کر ہمیں چلنا سکھاتے ہیں‘ کہیں بھی جائیں فخر سے کہتے ہیں کہ ”یہ ہمارے ہیں“ خود بھوکا رہ لیتے ہیں مگر اپنے بچوں کو کبھی بھوکا نہیں سونے دیتے۔ والدین اپنے بچوں کو ان کی منزل تک پہنچانے کے لیے دن رات محنت کرتے ہیں‘ دن کو مزدوری کرکے جب رات کو گھر آتے ہیں تو اپنے بچوں کے چہرے پر معصومیت‘ شرارت‘ مسکراہٹ دیکھ کر اپنی تھکاوٹ‘ دکھ‘ تکالیف سب بھول جاتے ہیں اور جب بچے بڑے ہوجاتے ہیں۔ اپنی منزل حاصل کرلیتے ہیں تو یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ مقام یہ منزل انہیں کس نے دلایا ہے۔ وہی والدین جو اپنے بچوں کا ہاتھ پکڑ کر فخر سے لوگوں کو بتاتے تھے کہ یہ ہمارے بچے ہیں‘ وہی بچے اپنے والدین کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں کو بتاتے ہوئے شرم محسوس کرتے ہیں کہ یہ ہمارے والدین ہیں‘ وہی والدین جو سارا دن محنت مزدوری کے بعد رات کو اپنے بچوں کو وقت دیتے تھے اب انہی بچوں کے پاس اپنے والدین کا حال پوچھنے کا وقت نہیں ہوتا جب بچے چھوٹے ہوتے ہیں تو والدین ان کا سہارا بنتے ہیں اور جب والدین بوڑھے کمزور ہوجاتے ہیں ایسے میں انہیں سہارے کی ضرورت ہوتی ہے تو ان کے اپنے بچے ان کا سہارا کیوں نہیں بنتے؟

کیوں اپنے والدین کو بوجھ سمجھتے ہیں‘ بچے یہ بھول جاتے ہیں کہ کل کو انہوں نے بھی والدین بننا ہے‘ زندگی کے ہر مقصد کو پورا کرنے کے لیے ہر منزل کو پانے کے لیے والدین کی دعائیں ضروری ہوتی ہیں‘ جب تک والدین کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں آپ کو ترقی کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ ہمارا سب سے قیمتی سرمایہ ہمارے والدین ہیں‘ جو کڑی دھوپ میں ہمارا سایہ بن جاتے ہیں‘ جب ہمارے والدین کا سایہ ہم پر ہوتا ہے ان کی دعائیں ہمارے ساتھ ہوتی ہیں تو ہم ہر مشکل ہر آفت سے محفوظ رہتے ہیں۔ حقیقتاً والدین جیسی دل سے دعا آپ کے لیے کوئی نہیں کرسکتا‘ ہوسکے تو جن کے والدین حیات ہیں اور ناراض ہیں ان کو منالیں‘ معافی مانگ لیں‘ ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کے منتظر ہوں‘ والدین کا دل بہت بڑا ہوتا ہے۔ وہ اپنے بچوں کی ہر خطا معاف کردیتے ہیں‘ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کے والدین کو صحت و تندرستی والی لمبی زندگی دے۔ ہمارے والدین کو کسی کا محتاج نہ کرے اور ہم سب کے سروں پر ہمارے والدین کا سایہ ہمیشہ قائم رکھے آمین ثم آمین۔

سمیرا منور......سمندری

yaadgar@aanchal.com.pk

آئینہ

شہلا عامر

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالیٰ کے پاک وبابرکت نام سے ابتدا ہے جو وحدہ لاشریک ہے۔ اگست کا شمارہ عید نمبر 2 پیش خدمت ہے، جس میں عید اور جشن آزادی کے رنگوں کی توس وقزح کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم اس کوشش میں کہاں تک کامیاب رہے یہ آپ کے تبصروں سے علم ہوگا۔ آئیے اب چلتے ہیں آئینہ خانے کی جانب جہاں آپ کے رخ روشن بزم آئینہ کو چار چاند لگا رہے ہیں۔

بی بی اسماء سحر...... راولپنڈی۔ ہم پھر حاضر ہیں پچھلی بار کی حوصلہ افزائی کے خاطر خواہ اثرات ہوئے اور کچھ ہمیں ان محترم خاتون کے الفاظ نے دوبارہ لکھنے پر اکسایا۔ جی ہاں آج کے یہ الفاظ خالصتاً سمیرا شریف طور کے ناول ''ٹوٹا ہوا تارا'' کے لیے ہیں، خاندانی پس منظر اور خوب صورت اقدار کی حامل اس تحریر نے اول روز سے اپنے سحر میں جکڑ لیا تھا۔ ہمیں پہلی قسط سے ہی اس ناول میں موجود اقدار کے پہلو نے متاثر کیا سمیرا آپ کے اس خیال اور رجحان کی جس قدر تعریف وتحسین کی جائے کم ہے کہ ولگر کے بغیر بھی تحریر کامیاب ہوسکتی ہے جو رائٹر ایسے سمجھتے ہیں کہ اس تخلیق کی کامیابی کے بعد ان کی سوچ بدل جائے گی، ان شاء اللہ اور ادب سے شغف رکھنے والوں پر اس حوالے سے تنقید میں بھی کمی ہوگی۔ عمدہ پلاٹ خوب صورت الفاظ اور جملوں نے جہاں تحریر کو مضبوطی دی وہیں شاعری کے خوب صورت انتخابات اور ناموں نے حسن دوام بخشا۔ سسپنس کے عنصر نے قاری کو بے قرار کیا تو خوب صورت ملن نے سارے گلے دور کردیئے ... بہت اچھا تھا۔ بہترین ... میں ''ترے عشق نچایا'' کے خوب صورت اختتام نے دل میں خوشی کے موتی بکھیر دیئے، نگہت عبداللہ آپ کو بھی بے حد مبارک ہو۔ اللہ تمام بہنوں کو خوش اور آباد رکھے، آمین۔

رانی کوثر رانی...... ھری پور۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! تمام آنچل اسٹاف اور قارئین کو چاہتوں اور محبتوں بھرا اسلام قبول ہو اور دعا ہے کہ رب کریم آپ سب کو خوش وخرم اور صحت مند رکھے۔ اللہ ان تمام لوگوں کو آباد رکھے جو اس خوب صورت کاوش کو ہم تک پہنچانے میں کوئی نہ کوئی کردار ادا کررہے ہیں یوں تو ہر ماہ ہی آنچل میں اپنے اشعار کے ساتھ شامل ہوتی ہوں لیکن نومبر 2015 کے بعد میری کوئی تحریر بھی شامل نہیں کی گئی۔

یوں اس طرح ہمیں نظر انداز نہ کیجیے
ہے اگر کوئی وجہ تو وہ بتادیجیے

خیر یہ گلے شکوے تو اپنوں سے چلتے رہتے ہیں میں اپنی بات کو آگے بڑھاتی ہوں میری طرف سے میری پیاری سمیرا شریف طور کو ناول ''ٹوٹا ہوا تارا'' کے مکمل ہونے پر ڈھیروں مبارک باد قبول ہو اور رب تعالیٰ آپ کو ہمیشہ کامیابیوں سے ہمکنار کرے اور غم کا کوئی سایہ آپ کی زندگی کے قریب بھی نہ آنے پائے اگر میں ناول کی تعریف لکھنا شروع کردوں تو الفاظ شاید ختم ہوجائیں جس قدر بہترین جس قدر خوب صورت انداز سے یہ تحریر رواں دواں تھی اس سے بھی بڑھ کر اس تحریر کا اختتام ہوا ہے۔ جہاں اس ناول کے اتنے باوقار اور خوب صورت اختتام کی اتنی زیادہ خوشی ہوتی ہے مگر اس کے ساتھ نہ جانے کیوں دل اداس بھی بہت ہوا جیسے ایک قیمتی چیز کے چھن جانے کا دکھ ہوتا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ جہاں ہر چیز کی ابتدا ہوتی ہے وہاں اس کا اختتام بھی لازمی ہوتا ہے چاہے وہ اختتام کتنا ہی معتبر

اور کتنا ہی کامیاب اور بہترین کیوں نہ ہو چونکہ ہم اس رشتے یا تحریر سے اتنی چاہ اور خلوص سے جڑے ہوتے ہیں کہ اس میں شامل کردار ہمیں اپنے ارد گرد ہر جگہ نظر آ رہے ہوتے ہیں ان کی خوشی ہمیں ہنساتی ہے اور کوئی درد بھرا لمحہ ہمیں رلاتا ہے' بے چین کرتا ہے اور اکثر تو میں اس کیفیت سے نکل ہی نہیں پاتی اور اس ناول کا تو ساتھ بھی بہت لمبا اور مضبوط رہا ہے کہ جیسے ہی آنچل ہاتھ میں آتا ''ٹوٹا ہوا تارا'' کو نظریں پڑھنے کو بے تاب ہو جاتی تھیں۔ زندگی شاید اسی کا نام ہے ایک دن ہماری زندگی کا باب بھی ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا میں یہاں ایک ایسی ہستی کا ذکر کروں گی جن کا ساتھ ہم سے چھوٹ گیا ہے' بے شک وہ ساتھ ایک شہادت کی صورت ہم سے چھوٹا وہ شہادت جس کی تمنا ہر مسلمان کی روح میں رچی بسی ہوتی ہے۔ میں ذکر کر رہی ہوں شہید امجد صابری کا جن کی زندگی بھی اپنے رب اور حضور کی یاد میں ان کے ذکر کو بلند کرتے ہوئے گزر گئی اور اختتام بھی اس قدر بلند مرتبے والا لیکن باوجود اس کے وہ اپنے چاہنے والوں کو ہمیشہ کے لیے درد دے کر چلے گئے' میری اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کے پیاروں کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین آپ تمام رائٹرز آنچل کے چمکتے ستارے ہیں جن کا چمکتے رہنا آنچل کی شان اور ہمارا مان ہے میری طرف سے اقرا صغیر احمد' نزہت جبین ضیاء' صائمہ قریشی' راحت وفا' فاخرہ گل' طلعت نظامی' سباس گل' سمیرا غزل صدیقی' سویرا فلک' مسز نگہت غفار' اقبال بانو' نگہت عبداللہ' صائمہ اکرم چوہدری' سیدہ غزل زیدی' نبیلہ ابر راجا' صدف آصف' حمیرا نگار' کنیز فضہ ہاشمی' صبا مظفر اور باقی تمام رائٹرز کو میرا چاہتوں بھرا اسلام اور ڈھیر ساری دعائیں رب کریم آپ سب کو ہمیشہ یونہی شاد و آباد رکھے اور آپ سب یونہی آنچل کے ساتھ وابستہ رہیں اور اب میری طرف سے نگہت عبداللہ کو اپنی تحریر ''ترے عشق نچایا'' کے مکمل ہونے پر ڈھیروں مبارک باد' اللہ تعالیٰ آپ کو مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے اور آپ پر اپنے نظر کرم کا سایہ کرے اور ہر آفت اور مصیبت سے آپ کو بچا کر رکھے اور ہمیشہ آباد رکھے آمین۔ اجازت چاہوں گی اس دعا کے ساتھ کہ اللہ ہم سب کا ہمارے اس پیارے وطن عزیز کا حامی و ناصر ہو اور ہم سب پر اپنے کرم کا سایہ کرے' آمین۔

اسماء نور عشاء...... بھوج پور۔ السلام علیکم! کیسے مزاج ہیں شہلا جی؟ تمام پڑھنے' لکھنے والوں کو عید کی بہت بہت مبارک باد۔ اب آتے ہیں تبصرے کی جانب اس دفعہ کا سرورق بیسٹ ہوتا اگر شیزہ خاں نے سر پر آنچل اوڑھا ہوتا۔ درجواب آں آنٹی قیصر آراء سے ملاقات کی (ہم نے نہیں ہماری بہنوں نے' ہماری ایسی قسمت کہاں) جو کہ ہمیشہ کی طرح بیسٹ رہی۔ حمد و نعت سے دل کو منور کیا۔ ہمارا آنچل میں سبھی بہنوں کے تعارف اچھے لگے۔ عید سروے میں پہنچے تو یہ جان کر کہ صدف آصف شادی شدہ ہیں حیرت انگیز جھٹکا لگا۔ اب بات ہو جائے سلسلہ وار ناول کی ''موم کی محبت'' ایک وقت تھا عارض ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا اور اب اتنا اچھا لگتا ہے کہ بس چھوڑیں' ہاہاہا۔ ''شب ہجر کی پہلی بارش'' نازیہ جی عائلہ کو کہاں گم کر دیا' مکمل ناول میں ''میری عید بھی تم ہو'' اور ''ع سے عید'' ٹاپ پر رہے۔ فاخرہ جی آپ کا ناول پڑھ کر میں بہت دیر تک ہنستی رہی اسپیشلی بہزاد کی باتوں پر اور اتنا زور سے ہنس رہی تھی کہ میری بھانجی کہتی آنٹی عشاء کتاب پڑھ کر بھی کوئی اتنا ہنس سکتا ہے' بہت مزہ آیا آپ کا ناول پڑھ کر ناولٹ اور افسانے سب ایک سے بڑھ کر ایک۔ سیدہ غزل زیدی میں دو دفعہ آپ کے نام خط لکھ چکی ہوں جو کہ شائع ہونے سے محروم رہا پلیز ''کروں سجدہ ایک خدا کو'' جیسا ناول لے کر دوبارہ سے حاضری دیں مجھے آپ بہت پسند ہیں اینڈ سعدیہ امل کاشف بہت عرصہ ہو گیا آپ واپس آ جائیں پلیز۔ اللہ حافظ۔

مہناز یوسف...... اورنگی ٹاؤن' کراچی۔ آنچل جلدی مل گیا' سرورق بہت خوب صورت تھا۔ ''چراغ خانہ'' اس وقت سب سے بہترین اور بہت ہی معیاری ناول ہے' لفظ لفظ خوب صورت' ماشاء اللہ۔

پری" پڑھ کر میں اپنے آنسوؤں پر کنٹرول نہیں کر پائی یہ واقعی سچا ہے اور ہمارے اور گی ٹاؤن کا ہی ہے یا اللہ ان بھیڑیوں کو عبرتناک موت ملے۔ طلعت نظامی کی ورد میں ڈوبی تحریر اللہ ان ماں کو اس باپ کو صبر عطا کرنا۔ حیا بخاری بہت زبردست رائٹر ہیں بہت ہی اچھی کہانی لکھی "اپنی سی عید" ویل ڈن حیا۔ صدف آصف کی تو کیا بات ہے صدف لکھیں اور اچھا نہ ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے بہت زبردست تحریر۔ کشوی کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ فاخرہ گل کا ناول پڑھ کر تو ہنسی روکنا مشکل ہو گیا بہت خوب صورت ناول تھا "ع سے عید" اس بار سروے میں قارئین سے زیادہ رائٹر نظر آئیں بہت اچھا لگا۔ سب بہنوں نے بہت اچھے جوابات دیئے اب اجازت دیجیے اللہ حافظ۔

انعم...... برنالی۔ السلام علیکم! کیا حال ہے جناب! اس دفعہ آنچل کا ٹائٹل بس ٹھیک ہی تھا۔ مکمل ناول میں شازیہ مصطفیٰ کا ناول "زندگی پھولوں کی عید" بہت بہت اچھا تھا۔ "ع سے عید" بھی بیسٹ رہا "کبھی پری" کے لیے تو الفاظ کم پڑ رہے ہیں۔ بہت اچھا افسانہ تھا "موم کی محبت" بھی اچھا جا رہا ہے افسانے سارے ہی اچھے تھے اور مکمل ناول بھی اس دفعہ آنچل پورے کا پورا بیسٹ تھا۔ نیرنگ خیال میں عائشہ پرویز، سیدہ عروج فاطمہ کی غزلیں پسند آئیں۔ یادگار لمحے میں ایس گوہر طور "میرے لفظوں میں" پسند آیا اور مدیحہ نورین مہک کی "جنت کی سم" اچھی لگی۔ نورین مسکان سرور کی پہلی اور آخری خواہش بیسٹ تھی اور دعا ہاشمی کہاں غائب ہو؟ آنچل میں انٹری دو۔ دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ اللہ حافظ۔

وثیقہ زہرہ...... سمندری۔ السلام علیکم! خوب صورت ٹائٹل سے سجا آنچل 25 کو ملا سب سے پہلے آئینہ میں پہنچے خود کو نہ دیکھ کر دکھ ہوا۔ ٹائٹل ... کا ناول پسند آیا، تمام اور ... کا ملن اچھا لگا۔ "شب ہجر کی پہلی بارش" سدید کی تشدد گی کا پڑھ کر افسوس ہوا شاید زندہ بچ جائے۔ "سانسوں کی مالا پہ" ابوبکر نے جنت کو قبول کرلیا، اچھا لگا۔ "موم کی محبت" شرمین کو عارض کا ساتھ قبول کرلینا چاہیے اللہ حافظ۔

کنول خان...... موسیٰ خیل۔ السلام علیکم! پیاری سی شہلا آپی سوہنی سوہنی بہنوں کیا حال ہیں آپ سب کے؟ آخر کئی ماہ کی غیر حاضری کے بعد ہم نے آنچل میں انٹری دے ہی دی۔ غیر حاضری کی وجہ میرے ایف ایس سی کے پیپرز کی مصروفیت تھی۔ آپ سے گزارش ہے کہ پلیز میرے لیے دعا کیجیے گا کہ اچھے نمبروں سے پاس ہو جاؤں۔ تو جی اب ہم آتے ہیں اپنے آنچل کی جانب ہر ماہ کی طرح اس ماہ بھی آنچل بیسٹ تھا سب سے پہلے حمد و نعت سے دل کو منور کیا پھر سیدھی دوڑ لگائی اپنے موسٹ فیورٹ ناول "موم کی محبت" کی طرف ارے یہ کیا راحت آپی آپ اتنی سلو سلو کیوں اسٹوری کو چلا رہی ہیں (معذرت کے ساتھ)۔ "شب ہجر کی پہلی بارش" نازیہ آپی آپ کے کیا کہنے آپ تو لفظوں کی جادوگر ہیں ہم عش عش کر اٹھتے ہیں بہت اچھی نازی آپی مائی جیرال کی حالت دیکھ کر کافی افسوس ہوا ہمارے معاشرے میں سچ بولنے والوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ "ع سے عید" کافی مزے کی اسٹوری تھی ملکہ اور ترنم چاچی اور خاص کر بہزاد کی باتیں ہمیں کئی بار قہقہہ لگانے پر مجبور کردیا۔ "سانسوں کی مالا پہ" بہت اچھا اینڈ ہوا۔ "میری عید بھی تم، زندگی پھولوں کی عید، خالی ہاتھ، چاند سے چاند تک، گروپ اسٹڈی" تمام کی تمام بہت اچھی اسٹوریز تھیں۔ "گروپ اسٹڈی" میں بہت اچھا میسج تھا۔ ہم سے پوچھئے کیا کہنے، شمائلہ جی کے کافی اچھے کھرے کھرے جواب دیتی ہیں۔ آخر میں اس دعا کے ساتھ اجازت چاہتی ہوں کہ اللہ تمام آنچل اسٹاف کو صحت و تندرستی عطا فرمائے اور ہمارے پیارے پاکستان پر اپنا رحم و کرم فرمائے آمین ثم آمین۔ اللہ حافظ۔

سیمیں فضل...... احسان پور۔ السلام علیکم! کیا حال ہے شہلا آپی! امید ہے کہ ٹھیک ہوں گی اس ماہ

سے کے ٹائٹل پر ماڈل کا پہناوا شاندار بہت اچھا لگا سب سے پہلے حمد و نعت پڑھی اور پھر داش کدہ پڑھا بہت اچھا لگا پھر نازیہ آپی کی کہانی پر چھلانگ لگائی پڑھ کر بہت مزہ آیا مجھے لگتا ہے کہ شہزاد کو عبدالہادی پسند کرے گا اور شاید کہ شادی بھی نازیہ آپی آپ کی کہانی ''جھیل کنارہ کنکر'' میں عبدالہادی کا کردار تھا اور اس کہانی میں بھی ہے جھیل کنارہ کنکر مجھے بہت پسند آیا تھا اور پلیز آپی اس عبدالہادی کو اپنے دادا اور تایا کے کردار سے مختلف لکھنا۔ آپی مجھے درمکنون اور صیام کا کردار بہت اچھا لگا اور پلیز آپی صیام کی شادی شہزاد سے مت کرنا بلکہ درمکنون سے کرنا' میری دعا ہے آپی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسی طرح کامیابی عطا فرمائے۔ ''سانسوں کی مالا پہ'' بہت ہی زبردست ناول ہے بہت مزہ آیا اس کو پڑھ کر باقی رائٹر نے بھی بہت اچھا لکھا اور سباس گل آپی آپ کہاں گم ہو کافی دن ہوگئے ہیں کوئی ناول لکھا نہیں میری تو آنکھیں ترس گئی ہیں آپ کا ناول پڑھنے کے لیے اور عشنا کوثر سردار پلیز پلیز آپی آپ بھی جلدی جلدی سے کوئی تحریر بھیجیں' میں بہت مس کر رہی ہوں اور ڈش مقابلہ میں فرخندہ کا لب شیریں اچھا لگا۔ مجھے آنچل کی قاری طیبہ نذیر بہت ہی پیاری لگتی ہے میری طرف سے آپ کو محبت بھرا سلام اور آنچل کے تمام پڑھنے والوں کو سلام۔ دعا ہے کہ آنچل یونہی ترقی کی راہوں پر گامزن رہے' آمین' اسی کے ساتھ اجازت دیں' اللہ حافظ۔

اقراء ماریہ...... برنالی۔ آنچل پڑھنے اوڑھنے والیوں کو خلوص بھرا سلام امید کرتی ہوں خداوند کریم کے فضل و کرم سے سب خیریت سے ہوں گے اور خدانخواستہ کوئی علیل ہے تو رب تعالیٰ سے التجا ہے وہ صحت کاملہ عطا کرے' آمین۔ اس دفعہ آنچل تھوڑا لیٹ ملا جس کی وجہ سے پورا تو نہیں پڑھ پائی لیکن جو پڑھا اس پر تبصرہ لیے حاضر ہوں تو جناب آنچل ہاتھ آتے ہی ہم نے دوڑ لگائی میٹھی عید کی خوشیوں کی طرف لیکن اس میں خود کو نہ پاکر بہت رنج ہوا لیکن اس کے اینڈ میں کہ باقی کے سوالات آئندہ کے شمارے میں دیکھ کر دل کو تھوڑی ڈھارس بندھی پھر دوڑ لگائی اپنے پسندیدہ ناول ''چراغ خانہ'' کی طرف رفعت سراج صاحبہ بہت اچھا لکھ رہی ہیں لیکن بہت سلو جا رہی ہیں اس کے بعد اقراء صغیر کے ناول ''سانسوں کی مالا پہ'' پڑھا ویل ڈن اقراء جی! ہمیشہ کی طرح ٹاپ کا لکھا اس کے بعد طلعت نظامی کا افسانہ ننھی پری پڑھا تو دل تھام لیا استغفراللہ' معصوم سی ننھی سی پری کے ساتھ اتنا ظلم ایسے لگا کہ وہ ننھی پری ابھی آنکھوں کے سامنے گھوم رہی ہو اور اب انسان نما حیوانوں کے ہتھے چڑھ گئی ہو جو اتنا غلیظ کارنامہ انجام دے کر اپنے نفس کو تسکین پہنچائے۔ طلعت نظامی کے اس افسانے نے آنکھیں کھول دیں' کائنات غزل نے بھی اچھا لکھا۔ باقی کے افسانے ناول ابھی پڑھنے ہیں اس کے بعد نیرنگ خیال میں ثوبیہ اطہر' افشاں شاہد' نمرہ فرقان کی شاعری اچھی لگی۔ یادگار لمحے میں ایس گوہر' سباس گل' ماریہ کنول ماہی' نورین مسکان سرور' لاریب انشال' شبانہ امین راجپوت کے مراسلے بہت اچھے تھے۔ ہم سے پوچھیے میں ہمیشہ کی طرح شمائلہ آپی نے سب کی بولتی بند کر کے رکھ دی' شمائلہ آپی آپ کیا کھاتی ہیں اور جو آپ کا اتنا دماغ تیز ہے پلیز مجھے ضرور بتانا (ہاہاہا)۔ بیاض دل میں زہرہ شفیق کا انتخاب بہت پسند آیا اس کے بعد نازش خلیل' ارم فردوس اور حنا خان کے شعر بھی اچھے تھے۔ سب سے آخر میں میری تمام بہنوں سے التماس ہے کہ سب بہنیں دعا کریں کہ میرے تایا ابو جلد سے جلد ٹھیک ہو جائیں' دعاؤں میں یاد رکھیے گا' رب راکھا۔

شائستہ جٹ...... چیچہ وطنی۔ تمام آنچل اسٹاف' قارئین' رائٹرز کو السلام علیکم! امید ہے کہ سب خیریت سے ہوں گے۔ اللہ پاک سب کو دائمی خوشیوں سے نوازے' آمین' بات ہو جائے ذرا سرگوشیوں کی' قیصر جی کی باتیں خلوص سے مزین دل میں گھر کر گئیں۔ حمد و نعت سے دل کو ایمان کے نور سے منور کیا اور جھٹ سے سارے ڈائجسٹ کو الٹ پلٹ کر جائزہ یا یہ تجسس کو پہنچایا کیوں کہ ڈائجسٹ ملتے ہی جھٹ سے اندر کے صفحات پڑھنے کو کرتا

لیتے ہیں ٹائٹل سرورق ماڈل کی باری ہمیشہ دوسری ہی رہتی ہے۔ ... بارش، ٹھنڈی ہوا اور خنکی ... شور مچاتے پرندوں اور خاموشی میں جب ہم نے صبح صادق کے وقت خط لکھنے کے لیے خود کو تیار کیا تو یوں لگا کہ سر پر بالوں کو ٹوکرے کی شکل میں اٹھائے ماڈل بھی خوشی سے سرشار ہوئی ہو۔ فاخرہ گل کا ناول ''ع سے عید'' پڑھ کر ہنسی کا فوارہ پھوٹ پڑا ملکہ اور بہزاد کی باتیں بے ساختہ مسکرانے کا باعث بن گئیں۔ شمشاد کی پیشن گوئی تو اللہ توبہ ''میری عید تم ہو'' بھی اچھا لگا۔ ساریقہ اور تہام کا کردار اچھا لگا ''زندگی پھولوں کی عید'' بھی اچھی کاوش رہی۔ ''شب ہجر کی پہلی بارش'' ہمیشہ کی طرح شاندار رہا' جب کہ ''موم کی محبت'' تو لگتا ہے کہ پتھر کی محبت ہو چکا ہے۔ ''خالی ہاتھ'' پڑھ کر کشوی کے لیے تھوڑا دکھ محسوس ہوا وہ کم عقل تھی ایشل کو اسے معاف کر کے ایک موقع دینا چاہیے تھا۔ ''چاند سے چاند تک'' بھی اچھا لگا پر موضوع پھر وہی پرانا ہی تھا۔ افسانوں میں ''تیرے سنگ پیا'' اور ''اپنی سی عید'' اچھے لگے۔ باقی ''ننھی پری'' تحریر کمزور لگی پر اصلاحی موضوع پر تھی۔ ''وعدہ عید کے چاند کا'' کچھ خاص تاثر قائم نہ کر سکا۔ ''گروپ اسٹڈی'' بھی کچھ خاص نہ لگا پر اصلاحی لحاظ سے بیسٹ رہا۔ باقی سارے سلسلے تو شاندار کیا سپر ڈوپر ہوتے ہیں۔ ہم سے پوچھیے شمائلہ جی تو سوالوں کے جواب بے حد مزاحیہ اور اچھے انداز میں دیتی ہیں یا تی یادگار لمحے میں سب نے اچھا لکھا۔ باقی نیرنگ خیال' بیاض دل میں عید کی مناسبت سے کافی زبردست شاعری تھی۔ اب اجازت دیں اِن شاءاللہ پھر انٹری دیں گے' اللہ ہمارے ملک کو قائم و دائم رکھے' آمین۔

فرحت اشرف گھمن...... سیروالا۔ السلام علیکم! کیسی ہو لڑکیوں آئی ہوپ سب فٹ فاٹ ہوں گی۔ اب آتے ہیں اس ماہ کے تبصرے کی طرف ٹائٹل بس سو سو تھا۔ ماڈل کی جیولری اور خاص کر نوز رِین ذرا نہیں دل کو بھائی۔ سب سے پہلے حمد و نعت سے دل باغ باغ کیا پھر دوڑ لگائی' سلسلہ وار ناول کی طرف ''موم کی محبت'' پڑھ کر کچھ خاص مزہ نہیں آیا کیونکہ ایک جمود سے جو ٹوٹ ہی نہیں رہا۔ دو سال ہو گئے ہیں چلتے ہوئے لیکن ابھی شرمین کی شادی نہیں ہوئی پلیز راحت جی کرداروں کے ساتھ انصاف کریں بہت زیادہ ہی کہانی میں کوئی ٹوئسٹ نہیں رہتا (اگر میری رائے آپ کو بُری لگی ہو تو پلیز معاف کر دیجیے گا)۔ ''شب ہجر کی پہلی بارش'' میں کشمیریوں کا حال پڑھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ شہرزاد کی شادی صیام سے ہی ہونی چاہیے' درمکنون تو صیام کے ساتھ بہت روڈلی بیو کرتی ہے۔ مکمل ناول ''سانسوں کی مالا پہ'' کا اختتام بہت اچھا لگا' فاخرہ گل کا ناول ''ع سے عید'' کافی اچھا لگا تھا۔ ''چراغ خانہ'' میں شکر ہے دانیال اور پیاری کی دلی مراد پوری ہوئی۔ باقی تحریریں بھی اچھی تھیں' بیاض دل میں زرش یار تیرا نام مجھے بہت اچھا لگا۔ ڈش مقابلہ میں اگر کسی بہن کو ملائی بوٹی اور چکن پکوڑا کی ریسیپی آتی ہے تو ضرور بتائیے گا۔ دوست کا نام پیغام عاصمہ محمد علی آپ کو جاب کی مبارک ہو (کسی دن آؤں گی آپ کے ہاں مٹھائی کھانے کے لیے) زیادہ سخت ٹیچر کا رول نہ ادا کریئے گا' ہاتھ ذرا ہولا ہی رکھنا۔ فیفہ جٹ اور شہزادی شاہانہ آپ دونوں کہاں گم ہو پلیز انٹری دو نا' دعاؤں میں یاد رکھنا' اللہ حافظ۔

شمع مسکان...... جام پور۔ موسم گرما میں چلچلاتی دھوپ اور گرم ہواؤں کے تھپیڑوں کے دوران تمام آنچل اسٹاف و آنچل فرینڈز کو شمع مسکان کا روح افزا ٹھنڈک آمیز خوشگوار سلام' آپ سب کی خدمت میں حاضر ہے' قبول فرمائیں۔ گرمی کی شدت اور روزے کی آزمائش سے نبرد آزما تھے کہ 25 تاریخ کو آنچل نے گیارہ بارہ کے درمیان ہمارے گھر میں انٹری دی۔ موسم کی سختی بھی غائب ہوتی محسوس ہوئی' اب آپ سے کیا پوشیدہ رکھیں جناب آپ ٹھہرے اپنے ہارٹ گیسٹ چلو راز زبان پر لے ہی آئیں اس کمزور سی بندی کو سحری بند ہونے کے تھوڑی دیر بعد ہی روزہ فیل ہونا شروع ہو جاتا ہے اور بارہ بجے تک بس جی اب حال کیا بتائیں۔ سرورق ماڈل شیزہ خان کا تو پتا ہی

نہیں لگا یہ ماڈل میں آپ نے ... برائیڈل یا پارٹی۔ جناب بھی ماہدولت سے کوئی ماڈل تیار کروائیں بکر ... پھر ماہدولت کی ہی تصویر سرورق کی زینت بنائیں اور پائیں آنچل کی مزید کامیابی اور ڈھیروں پرافٹ (آہم)۔ مشہور نعت وحمد لکھاری حضرات بہزاد لکھنوی اور عبدالستار نیازی کی قلم سے نکلتے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عقیدت کے نذرانے ہمارے قلب وروح میں ایک مقدس سا احساس بھر گیا' اسپیشل لائنز۔ سرگوشیاں' قیصر آنی نے چپکے سے پیار سے ایک اہم بات بتائی' اقراُ صغیر احمد آرہی ہیں نئے سلسلہ وار ناول کے ساتھ' موسٹ ویلکم اقرأ جی۔ اس ماہ کے ستارے پر نظر ثانی کی بڑی بڑی رائٹرز اپنی مختصر تحاریر کے ساتھ جلوہ گر تھیں۔ درجواب آں پر پُر شکوہ نگاہ ڈالتے ہوئے دانش کدہ میں قدم رنجہ فرمایا۔ ایک صفحہ پڑھا بس "ہمارا آنچل" میں نبیلہ اسلم گڑیا صرف 13 سال کی عمر میں اتنی پیاری باتیں' اچھا لگا تمہارے بارے میں جان کر۔ سدرہ احسان' یسریٰ کنول اور امتل الحفیظ بہت اچھا لگا آپ کے بارے میں پڑھ کر۔ عید سروے کے سوالات ایسے تھے جناب کیا کہیں نا بس جی ابھی تنہا لائف کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ ناولز سلسلے وار "موم کی محبت" زیبا کا دکھ چشم نم کر گیا۔ صفدر تم نے بالکل اچھا نہیں کیا' شرمین کی آزمائش اور عارض کے دل کے ہاتھوں خواری کہانی دلچسپ تاثر قائم کیے ہوئے ہے۔ "شب ہجر کی پہلی بارش" دل نے قیاس ذہن پر سر تسلیم خم کیا کہ سدید کو کچھ نہیں ہوگا وہ یقیناً فاطمہ کا نصیب ہوگا۔ مریہ اور زاویار کا ملن تو گمان سے پرے کی بات تھی۔ بس شہرزاد اور عبدالہادی کی ٹکر شروع' صیام اور درمکنون کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ مکمل ناول "سانسوں کی مالا پہ" اقرأ جی ویل ڈن حسب منشاء حسب توقع اینڈ کیا بس ایک تشنگی باقی رہی برائی کا انجام برا' وردہ معاشرے کا ناسور...... ماں باپ کی غلط تربیت کا منہ بولتا ثبوت' ہمیں تو جنت کی معصومیت نے جکڑے رکھا۔ شازیہ مصطفیٰ (نام ہی کافی ہے) "زندگی پھولوں کی عید" بیسٹ تحریر تھی۔ سراج کی منطق پر ہنسی آئی ایسا لگا جیسے شاہ خاور کو سرسی بدلی نے ڈھانپ کر خوشگوار سا تاثر روح میں اتارا ہو۔ "میری عید بھی تم ہو" نائلہ طارق روح افزا تحریر ٹھنڈک کا احساس جگائی۔ تایا کا روایتی رویہ ہر بار کی طرح نئے سرے سے دکھ سے دوچار کر گیا۔ تہام اور ساریقہ کے اٹوٹ رشتے پر فخر سا ہوا۔ سمن کا انجام تو برا ہونا تھا' اسٹوپڈ۔ "ف سے فیس بک" اور اب "ع سے عید" ملکہ نور جہاں اور چچی ترنم کی اسٹوری ابھی پڑھی نہیں (کیا کریں امی کی ڈانٹ کے روزے کا ٹائم انہیں پڑھ پڑھ کر ہی پورا کرنا ہے)۔ "چراغ خانہ" معذرت رفعت جی پرابنڈ میں دانیال کے پاس مشہود کی کال کا آنا ہمیں پتا مل ہی گیا' دیکھا آئی ایم اسمارٹ گرل۔ ناولٹ "خالی ہاتھ" صدف آپی کشوی کا انجام بالکل ٹھیک کیا' ایشل معصوم تھی مگر بے وقوف نہیں۔ کشوی نے اپنی کینہ پروری اور اوور کانفیڈنس کے ہاتھوں دوست کے ساتھ ساتھ اپنی محبت بھی گنوادی' ہاتھ کیا آیا؟ "چاند سے چاند تک" دلکش پیرائے میں لٹی نادیہ احمد کی سادہ پُراثر تحریر' اقرأ کی ذرا سی کھلنڈری حرکت کسی کے دل میں شک کا بیج ڈال گئی۔ خیر اقرأ اور اسفند کی ٹکر مزا دے گئی۔ افسانے انداز اً سارے ہی اچھے ہوں گے' رائٹرز کے اپنے اسم گرامی کی مانند پر جی اس ٹائم تک آنچل کی جنونی قاری نے صرف "گروپ اسٹڈی" پڑھا' کیا حقیقت پر مبنی تحریر' نئی نسل بے جا آزادی' ماں کی ناکارہ تربیت کا چلتا پھرتا اشتہار تھی۔ میں اس چھ افراد پر مبنی گروپ کو قصوروار نہیں مانتی۔ یونیورسٹیز کے سربراہ (جو کہ اسٹڈی کے بغیر مرد وزن کی تفریق کے گروپس بناتی ہیں) یا والدین اسپیشل ماں (جو کہ بیٹی کی بے جا حمایت میں بولتی ہے اور ماڈ دور کے تقاضے کے پیش نظر غافل رہتی ہے) پھر ایسی غفلت کا ایسا انجام ہونا تھا' مہرو جیسا۔ پاکستانی یونیورسٹیز کا بھی کیا قصور کہ مقابلہ فارن یونیورسٹیز سے ہے خیر یہ تو تمام دنیا کی یونیورسٹیز کی کہانی ہے بس جی مضطرب قلب پر سکون پرور چھینٹے پھینکے "ہم سے پوچھیے" میں شمائلہ آپی کے جوابات نے آئینہ میں تو ہماری کی شہلا آپی نے محسوس ہی نہیں کی ہاں بھئی ان کی محفل تو عروج پر تھی۔ طیبہ نذیر' کوثر خالد ...

کمال اور افشاں علی چھائی ہوئی تھیں۔ دوست کا پیغام آئینے میں اپنا نام دیکھ کر افطاری میں ٹھنڈا ٹھار مشروب خشک حلق میں اترنے کا سا احساس روح میں اترتا چلا گیا اور خوشی ہوئی کرن ملک کی طرف سے دو مبارک باد ملنے پر اگر ایک اور اہم بات بتادوں تو سوچیں تم اپنی شمع کو تیسری مبارک بھی دو گی وہ بھی زور و شور اور بہت خوش ہو کر پر نہیں جی ابھی پردہ داری ہے۔ نیرنگ خیال میں ثوبیہ اطہر' عرشیہ ہاشمی اور کوثر ناز کی شاعری بیسٹ تھی۔ عید نمبر میں مقابلے کے بارے میں جان کر اچھا لگا' اب دیں اپنی شمع کو اجازت' اللہ حافظ۔

☆ شمع! آپ کو ہم نے یاد رکھا۔ آپ کی نگارشات دیر سے وصول ہوئیں۔

سدرہ راؤ...... دنیا پور' ای میل۔ ڈیئر مدیرہ جی' السلام علیکم! اس بار مجھے آنچل کا بے چینی سے انتظار تھا وجہ تو آپ سمجھ ہی گئی ہوں گی ظاہر ہے عید نمبر جو تھا بڑے دھوم دھڑکے کے بعد آخر آنچل مجھ تک پہنچ ہی گیا۔ ٹائٹل بہت ہی پیارا پیارا لگا۔ اس کے بعد عید سروے پر بے چینی سے نگاہ دوڑائی ساری پسندیدہ لکھاریوں کے عید کا احوال پڑھ کر دل خوش ہوگیا۔ بہزاد لکھنوی کی حمد عقیدت سے پڑھی۔ سرگوشیاں پڑھ کر سوچنے پر مجبور ہوگئی واقعی اس دور میں صلہ رحمی کی ضرورت ہے۔ سلسلے وار ناول میں دونوں نام معتبر مگر نازیہ کے ناول میں کچھ پھیکا پن آگیا ہے۔ "چراغ خانہ" بھی اچھے انداز میں روشنی پھیلا رہا ہے۔ "ع سے عید" فاخرہ گل کا مزاح سے بھرپور انداز ہاہاہا۔ نائلہ طارق کا لکھنے کا انداز ہمیشہ جداگانہ سا لگتا ہے اس بار "میری عید بھی تم" مزہ دے گیا۔ رفاقت جاوید کی تحریر ٹھیک ہی تھی اس کے بعد "خالی ہاتھ" پڑھا صدف آصف کا نام ہو اور کہانی اچھی نہ ہو یہ تو ناممکن بات ہے۔ بہت ہی شاندار ناولٹ دل کو چھوتے ہوئے ہلکے پھلکے سے مکالمے اور سبق دیتا ہوا اینڈ اتنی اعلیٰ تحریر پر مصنفہ کو مبارک باد پیش کردیجیے گا۔ شازیہ مصطفیٰ کا لکھنے کا خاص انداز "زندگی پھولوں کی عید" سے بھی جھلک رہا تھا۔ بہترین اسلوب میں لکھی گئی تحریر۔ "چاند سے چاند تک" نادیہ احمد کی تحریر پڑھ کر منہ سے ایک لفظ نکلا لاجواب۔ حیا بخاری نے بھی اچھے انداز میں عید کی ترجمانی کی۔ ندا حسنین بہت ہی پیارے انداز میں لکھتی ہیں۔ "تیرے سنگ پیا" بہت ہی شاندار افسانہ۔ کائنات غزل نے بھی جدائی اور ملن کے لمحات کو اچھے انداز میں لکھا۔ باقی پورا ڈائجسٹ پڑھ نہیں پائی' اتنے پر ہی اجازت طلب کرتی ہوں۔

کوثر ناز...... حیدر آباد' ای میل۔ دل کی تمام تر گہرائیوں کے ساتھ آنچل نگر کے باسیوں کو سلام محبت اور عید کی ڈھیر ساری مبارکباد۔ آنچل کے آئینہ میں پہلی بار شرکت کررہی ہوں' آپی جلدی سے خوش آمدید کہہ دیں۔ جولائی کا شمارہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ جی تو سب سے پہلے بات ہوجائے سرورق کی بے حد نفیس اور خوب صورت سا سرورق بہت پسند آیا اس بار آنچل کو لے کر کچھ زیادہ ہی جذباتی تھے کیونکہ سعیدہ آپا نے پہلے سے کہانیوں کے ٹائٹلز دکھا کر ہی دل دھڑکا دیا تھا یوں جب عید کی شاپنگ کے لیے گئے تو چپکے سے آنچل لے کر شاپنگ بیگ میں ڈال لیا یوں قدرے پرسکون ہوئے اور مما کے ساتھ شاپنگ کرنے لگے گھر آکر اطمینان سے دیکھا اور اگلے دن سے پڑھنا شروع کیا سب سے پہلے نادیہ کی تحریر پڑھی آخر زیادہ جلدی انہی کی تحریر پڑھنے کی تھی اور ہوتی بھی کیسے نہ کہ نادیہ کو پڑھنے کے لیے میں ہمیشہ تیار رہتی ہوں نادیہ سے جو لگاؤ ہے ویسا ہی کچھ اس کی تحریر سے بھی ہے۔ "چاند سے چاند تک" بہت خوب صورت تحریر۔ لہجے میں تلخیوں کو سموئے' لوگوں کے رویوں سے بیزار' ماں کا خیال رکھتی' سمجھ دار اور سلجھی ہوئی سی اقراء کی کہانی جو باہر کے شہزادے کے اپنے گھر میں آنے سے پہلے پرسکون زندگی گزار رہی ہوتی ہے اس کی زندگی اس کی امی دوست اور پڑھائی تک محدود ہوتی ہے سادہ مگر خوب صورت سی اقراء کی دلچسپیاں ہم عمر لڑکیوں سے قدرے مختلف صرف گھر تک محدود تھی جہاں اس کی ماں تھی جو اس کے بچپن سے اب تک ساری محنت

ادا کرنے کے لیے کرتی آ رہی تھی مگر پھر ایک شہزادے کی آمد کے ساتھ ہی زندگی میں ہلچل برپا ہوگئی کہ شہزادہ دل کا مکین بننے جا رہا ہو تو بنا آہٹوں کے کچھ بھی ہو جائے قطعی ممکن نہیں مگر اقرا کے لہجے کی تلخیاں اسفند تک گاہے بگاہے پہنچتی رہی جن کا اسفند پر کم ہی اثر ہوتا مگر پھر جس چیز کا اثر ہوا وہ یہ بتانے کو کافی تھا کہ محبت کا شعلہ کہیں بھڑک رہا ہے۔ اپنی دوست سے وقت بے وقت فون پر لگے رہنے کی عادت سے امی کو پریشانی تھی اور اسی کے پیش نظر رات کو آنے والی دوست کی کال پر وہ اٹھی صحن میں گھومتی بات کرتی قہقہہ لگاتی اور پھر معنی خیز سی گفتگو اسفند کو شبہ دینے کو کافی ثابت ہوئی پھر کیا.....؟ صد شکر ایک اور کہانی اچھے انجام کو پہنچی۔ پختہ اسلوب لیے نادیہ احمد کی کچھ سنجیدہ کچھ رنجیدہ اور آخر میں آسودگی دیتی تحریر دل میں گھر کر گئی کہ بھئی رائٹر تو خود ہمارے دل کی مکین ہے چاہے کرایہ دار ہی ہو۔ سمجھیں نہ یہاں بھی کسی مالک مکان نے آنا ہے (شرارت بھری بات) پھر ہم پہنچے ندا حسنین کی کہانی پر وہ کم تھوڑی نہ ہیں۔ ''تیرے سنگ پیا'' ندا کا شوخ و چنچل سا افسانہ شروعات سے ہی بہت لذیذ شیر خورمے جیسا لگا نئی نئی شادی اس پر نئی نئی محبتوں کا نزول بہت بھلا لگا اور واقعی نکاح کے لفظوں میں جو تاثیر ہے وہ کہاں کسی اور بندھن میں ہوگی۔ شوخ و چنچل، سب کا خیال کرتی 'شاپنگ کی دالدہ' ارسل کو صبر کے امتحان میں ڈالتی 'معصوم سی سویرا سیدھی دل میں اتر گئی۔ خالص خواتین والے شوق اور کام شاپنگ کیسے اتنی جلدی کر لے نیو ورائٹی کہیں نکل گئی تو سویرا کی عید کیسے ہوگی اور اس پر سویرا کی اس عادت کو جھیلتا ارسل بے چارہ کتنا شریف سا لگا مجھے تو اس معصوم پر ترس بھی آیا جو کچھ کہتا ہی نہیں تھا مگر اسے احساس دلوانے کا مصمم ارادہ کر چکا تھا۔ مگر ارینج میرج میں شامل ہونے والی محبت میں پہلی ناراضگی کا تڑکا ارسل کے خالی ہاتھ اسلام آباد سے لوٹ آنے نے لگایا اور کیا ہی خوب تڑکا لگایا کہ ہمارے چہرے پر اچھی خاصی مسکان بکھیر دی خصوصاً اس شعر نے کہ

وہ کہیں بھی گیا لوٹا تو خالی ہاتھ آیا
بس یہی بات ہے بری میرے ہرجائی کی

مگر اناڑی پیا اتنا بھی اناڑی نہ تھا آن لائن شاپنگ سے اپنا وقت اور پیسے دونوں بچا کر چاند رات کو بیگم کو خوش بھی کر چکا تھا پھر رات کو چوڑیاں پہننے وہ ارسل کے ساتھ نکلی تو ارسل اسے گھماتا ہوا ساحل سمندر پر لے آیا جہاں جا کر دل کسی اور ہی امنگ میں ہچکولے کھا رہا ہوتا ہے اور محبوب من ساتھ ہو تو محبت اپنی جوبن پر ہوتی ہے یوں سویرا کا ہاتھ تھام کر چلتے ہوئے ارسل نے اسے ایک اور تحفہ دیتے ہوئے اقرار کیا کہ پیا اسلام آباد گیا تو خالی ہاتھ نہیں لوٹا تھا اس کے ہاتھ میں کنگن پہناتا وہ اسے ایک اور سرپرائز دیتا اس کی عید کی خوشیاں دوبالا کر چکا تھا۔ ساتھ ہی میرا بھی دن شاندار کر دیا ایک بہت اچھی تحریر دے کر ندا بہت اچھی تحریر تھی' اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ ندا کے بعد جلدی سے پہنچے ہماری پھولوں جیسی صدف آپی کی کہانی پر ''خالی ہاتھ'' صدف آصف کی ایسی تحریر جس نے شروعات سے ہی ہمیں جکڑا تو درمیان میں کئی طرح سے کبھی سانس اٹکائے تو کبھی کچھ سکون بھی میسر آیا اور آخر میں ہونق چھوڑ دیا۔ ابان علی آئیڈیل لڑکی کا متلاشی جس کی تلاش شروعات میں ہی اختتامی مراحل میں تھی۔ وجاہت کا پیکر کہ جسے دیکھ کر ہماری گلابو کا دل پہلی نظر میں ہی اس کا اسیر ہو گیا اور دو بولتی آنکھوں نے اس کا پیچھا جاری رکھا۔ ایشل جو ابان کو پھولوں کی نمائش میں ملی تو گلابو کا لقب پا گئی۔ معصوم سی پری پیکر چہرے والی' زمانے کی چالاکیوں سے دور پرے کھڑی' اپنی دوست اور کزن کشوی پر مکمل بھروسہ کرتی ہوئی۔ کشوی' اوور کانفیڈینٹ' جلد باز اور بلا کی افلاطونی' جو اپنی ہی زبان کی تیزی کی بنا پر اپنا مستقبل تباہ کر بیٹھی۔ گھر واپسی پر جب ابان بھابی کو رشتے کے لیے انکار کرتا ہے تو ہماری سانسیں اٹک سی جاتی ہیں کہ یہ بے وقوف کہیں منع ہی نہ کر دے مگر صد شکر بھابی بہت سمجھدار تھی بہلا پھسلا کر دکھا دی تصویر اور

ابان کے قریب ہوں ہی اڑ گئے۔ [illegible] کے ہونے پر وہ خدا کے حضور سجدہ ریز ہوا خوشی کہ
کہ ٹھکانے لگ ہی نہ رہی تھی۔ وہ فوراً بھاگا بھائی کے پاس اور رشتے کی منظوری دے دی۔ کشوی جو ایشل کی شادی
سے ناخوش تھی کچھ بہن کے سامنے اپنی اہمیت ثابت کرنی تھی فوراً اسے انکار کا کہہ دیا مگر ماں سے کیسے انکار کرتی ایشل
کی ماں نے رشتہ پکا کردیا یوں کشوی کو سخت طیش آیا اور ابان کی تصویر دیکھ کر فوراً ذہن میں خناس بھر گیا ایشل کو مختلف
طریقوں سے بہکانے کی کوشش کی مگر جب ایشل کی شادی روکنے میں ناکام رہی تو دوسری طرح سے اسے ورغلانے
لگی مگر شکر ایشل نے کشوی کے کہنے پر بیوقوفی نہ کی کچھ ابان کی اچھی اور آئیڈیل فیملی کا بھی ہاتھ تھا کہ ایشل کی سوچ کو
غلط سمت جانے ہی نہ دیا ساتھ ہی ابان کی محبت نے اچھا خاصا اثر ڈالا تھا کہ ایشل ان کی فیملی میں مکمل طور پر شامل
ہوگئی پھر باری جب کشوی کی آئی جو ایشل کے بھائی کو دل ہی دل میں بے پناہ چاہتی تھی ایسے میں ایشل کسی بھی ایسی
لڑکی کو کیسے بھابی بنا کر اپنی ماں کا سکون برباد کر سکتی تھی جس کے نادر خیالات کو اگر عملی جامہ پہنا کر وہ ابان کے گھر رہتی
تو وہ یقیناً اپنا سب کچھ کھو دیتی۔ کشوی کو اپنے نادر و نایاب خیالات کی بھینٹ خود ہی کو چڑھانا پڑا جب اسی کے
مفروضوں کو جواز بنا کر ایشل نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کردیا تو کشوی تہی داماں رہ گئی ساتھ ہی دوست اور
بہترین کزن کی بات پر ہونق بھی۔ صدف آپی بہت بہترین تحریر لیکن دل سخت اداس، کشوی کے ساتھ اتنی سختی دل دکھا
گئی معافی تو ہر جگہ موجود ہوتی ہے سو ہم نے من میں یہی سوچا کہ بعد میں معاف کر کے شادی ایشل کے بھائی کے
ساتھ کروادی ہوگی تب کہیں جا کر سکون ملا' اچھی کہانی اچھا اندازِ تحریر۔ بہت اچھی لگی' اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ آمین۔
شازیہ مصطفیٰ کی ''زندگی پھولوں کی عید'' بہت بہت بہترین تحریر دل خوش کردیا شازیہ مصطفیٰ نے۔ حیا بخاری' نائلہ
طارق نے بھی بہت بہت کمال لکھا، بہت سی داد۔ باقی آنچل ابھی زیرِ مطالعہ ہے لیکن امید واثق ہے کہ وہ بھی بہترین
ہی ہوگا خدا تعالیٰ سے اپنے آنچل کے لیے ڈھیر ساری کامیابیوں کی دعائیں' اللہ ہم سب کی خوشیوں کے ساتھ وطن
عزیز کو سلامت رکھے آمین' والسلام۔

سعدیہ عظیم...... بھاولپور۔ السلام علیکم! ڈائجسٹ بہت اچھا تھا تمام اسٹوریز اچھی تھیں اب تو تمام
سلسلے وار ناولز ختم ہونے والے ہیں اور کچھ ہو بھی گئے ہیں اس کی جگہ تو اب نئے آنے چاہئیں جس کا بے صبری سے
انتظار ہے۔

نامعلوم...... گوجر خان' السلام علیکم! میں پہلی دفعہ آنچل میں شرکت کر رہی ہوں حالانکہ پڑھتے
ہوئے کئی سال بیت گئے ہیں۔ مجھے آنچل کے سب سلسلے بہت پسند ہیں۔ نازیہ کنول کا ناول بہترین جا رہا ہے۔
☆ آئندہ اپنے نام کے اور مکمل تبصرے کے ساتھ محفل میں شامل رہیے گا۔
☆ اب اس دعا کے ساتھ رخصت چاہوں گی کہ رب تعالیٰ ہمارے ارض وطن پاکستان کو تاقیامت اپنے حفظ و
امان میں سرسبز و شاداب رکھے' آمین۔

aayna@aanchal.com.pk

ہم سے پوچھئے

شمائلہ کاشف

سونی علی......ریشم گلی مورو

س: آپی! ہر لڑکی کہتی ہے مردوں پر اعتبار مت کرنا پھر خود کیوں نہیں کرتی؟

ج: اسے خود پر بھی اعتبار نہیں ہوتا کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا۔

س: آپی سنا ہے نیک کو نیک اور بد کو بد ہمسفر ملے گا مگر پھر ایسا ہوتا کیوں نہیں نیک عورتوں کو نیک کیوں نہیں ملتا' وہی دو نمبر......

ج: پہلے تم خود تو نیک بی بی بن جاؤ پھر ایسی آرزو کرنا۔

ایس چلبلی......نور پور ٹمن

س: اگر کوئی کبھی آنکھوں میں دھول جھونک دے تو؟

ج: تو اس قدر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مت دیکھا کرو دوسروں کو۔

س: رشتوں کی رسّی اب کمزور کیوں ہونے لگی ہے؟

ج: کیونکہ انہوں نے تمہیں عیدی دینے سے انکار جو کر دیا ہے۔

س: جب اپنے اعتماد توڑیں تو......؟

ج: ان کا سر توڑ دوں' یہی کرتا ہے ناں تمہارا دل۔

س: پہلے آتی تھی حال دل پہ ہنسی اور اب؟

ج: اب یہ اسی ہنسی کا نتیجہ ہے کہ تمہارے سارے دانت چوہا لے گیا' لو اب ہنس کر دکھاؤ۔

کنزیٰ رحمان......فتح جنگ

س: میری طرف سے آپ کو رمضان اور عید کی مبارک باد۔

ج: خیر مبارک' اب جلدی سے عیدی بھی نکال دو۔

س: آپی آپ نے پچھلی عید پہ کہا تھا کہ اگلی عید پہ عیدی دوں گی تو پھر میری عیدی......؟

ج: ہاں تو اگلی عید پہ آ جانا' بطور عیدی دل گردے سب ملیں گے وہ بھی بکرے کے۔

س: آپی اس عید پہ میں آپ کی دعوت کر رہی ہوں' اپنے خوب صورت ہاتھوں سے کھانا پکاؤں گی اسپیشل والا' آپ ضرور آئیے گا (بمعہ گفٹ)۔

ج: پہلے تم کھانا پکانا تو سیکھ لو اس کے بعد اپنی باتوں سے دوسروں کو بنانا۔

ارم کمال......فیصل آباد

س: جلدی سے بتائیں محبت + محبت + نخرے کیا حاصل ہوا؟

ج: ایک عدد نخریلی محبوبہ۔

س: چاندنی میں نہائی سنہری شامیں' برگد کے پیڑ تلے جھولا اور رم جھم بارش کس کی یاد دلاتی ہیں؟

ج: یاد تو بہت کچھ آتا ہے لیکن ساس نندوں کی جلی کٹی بھی یاد کر لو ورنہ سب سننے کو ملیں گی۔

س: آنے سے اس کے آئے بہار' جانے سے اس کے جائے بہار' بھلا کس کے؟

ج: یہ حسن یہ جمال دکھا سکتے ہیں صرف مسٹر کمال وہ بھی پورے جلال سے۔

فوزیہ سلطانہ......تونسہ شریف

س: شمائلہ آنٹی کیسی ہیں؟ (لگا نہ جھٹکا)۔

ج: بارہ من کی دھوبن تمہارے قدم رکھتے ہی جھٹکے لگنے شروع ہو گئے تھے۔

عظمیٰ شفیق......جڑانوالہ

س: آپی کیسی ہیں؟ پہلی بار شرکت کی ہے کیا کہیں گی؟

ج: خوش آمدید' عید مبارک۔

س: مجھے روتے ہوئے ہنسی اور ہنستے ہوئے رونا کیوں آتا ہے؟

ج: تمہیں روتے ہوئے اپنی میراثیوں جیسی آواز پر ہنسی آ جاتی ہے اور ہنستے ہوئے اپنی بتیسی غائب دیکھ کر پھر سے رونا آ جاتا ہے۔

س: جس بات کو غور سے سنوں وہ بھول جاتی ہے اور جس بات کو بے دھیانی میں سنوں وہ کیوں یاد رہتی ہے؟

ج: ضرور ساس سسر دونوں کی خوشی ہوگی جب ہی بھول جائیں ہو۔

کھوکھر بالا...... نامعلوم

س: باجی نہیں خالہ چلو آپ بتا دیں کیا کہوں؟

ج: پہلے تم بتاؤ کہ میں تمہیں کیا کہوں چنی منی یا پھر چڑیل۔

س: یہ بتائیں کہ سالن میں نمک تیز ہو جائے' آٹا ڈالتے ہیں اگر آٹے میں نمک تیز ہو جائے تو؟

ج: عقل سے کام لیتے ہیں جو کہ تمہارے پاس ہے ہی نہیں۔

س: آپ کو پتا ہے میں آپ کی محفل میں پہلی دفعہ آئی ہوں؟

ج: اور آخری دفعہ بھی کیونکہ جواب پڑھ کر ہمت جو نہیں ہوگی دوبارہ آنے کی۔

س: آپ...... اتنی...... جملہ مکمل کریں؟

ج: خوب صورت' اسمارٹ' ذہین و فطین ہیں کہ کیا بتاؤں...... یہی کہنا چاہ رہی تھی نا۔

س: اچھا آپ سب کو رمضان المبارک اور عید مبارک۔

ج: آپ کو بھی عید مبارک' اب عیدی بھی تو دیں۔

پروین افضل شاہین...... بہاولنگر

س: میرے میاں جانی پرنس افضل شاہین نہانے کے اتنے چور کیوں ہیں کیونکہ وہ عید والے دن بھی......؟

ج: پریشان مت ہو آئندہ عید پر اپنے بکرے کے ساتھ وہ ضرور نہائیں گے' اب خوش ہو جاؤ۔

س: عید والے دن بھی میرے میاں جانی گھر پر ہی کیوں رہتے ہیں۔ دوستوں کے ساتھ گھومنے کیوں نہیں جاتے؟

ج: آپ کے میکے جانے کے بعد ان کے دوست جو گھر پر آجاتے ہیں پھر باہر جا کر انہوں نے کبوتر پکڑنے ہیں کیا۔

س: عید پر کب مزا آتا ہے؟

ج: جب میکے سے ڈھیر ساری عیدی آتی ہے اور سسرال والوں کا منہ بن جاتا ہے تب۔

مسرور فاطمہ ہنی...... صوابی کے پی کے

س: آپی ماہ صیام مبارک ہو۔

ج: رمضان اور عید دونوں مبارک ہو۔

س: آپی جب بھی آپ کی محفل میں آتی ہوں اپنے ساتھ ایک عدد پھول ضرور لاتی ہوں' بھئی اس کی کیا وجہ؟

ج: تم دوسروں کے پھول چرا کر اپنا کام چلاتی ہو۔

صائمہ ذوالفقار...... اقبال نگر

س: آپی کیسی ہیں آپ؟

ج: بہت خوب صورت' ذہین اور زندہ دل' اب میری تعریف میں اپنے منہ کے زاویے مت بگاڑو۔

س: عقل بھی نقل کے ذریعے مل جاتی ہے؟

ج: کاش تمہیں مل جاتی۔

س: آپی آپ کے حسن کا راز کیا ہے؟

ج: سب بتا دوں آنٹی تاکہ آپ بھی میری طرح خوب صورت ہو جائیں۔

س: زندگی زندہ دلی کا نام ہے اگر آپ شاعر ہوتی تو زندگی کے بارے میں کیا کہتیں؟

ج: اگر شاعر ہوتی تو کچھ کہتی' ابھی تو یہ سوچتی ہوں کہ میں شاعر کیوں نہیں۔

س: ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں اور آپ کے آگے......؟

ج: سوالوں کی بھرمار اور بھی......

اقراء مسرت اقو...... تلہ گنگ

س: آپی جانو! مجھ سے دوستی کریں گی پلیز......

ج: ضرور کروں گی یہ بتاؤ گفٹ کیا دو گی۔

س: آپی آپ اور میں اتنی خوب صورت کیوں ہیں؟

ج: میری تو سمجھ میں آتی ہے تم نے لگتا ہے آئینہ نہیں دیکھا۔

شازیہ اختر شازی...... نور پور

س: آپی میں آپ سے بہت ناراض ہوں بھلا کیوں؟

ج: میں نے اپنی عیدی ماں سے نہیں ادھار جو لیں دیا۔

س: آپی! 6 جون کو میری سالگرہ ہے کیا گفٹ دیں گی؟

ج: پھیکے منہ مبارک باد قبول کرو کنجوس۔

س: آپی میری طرف سے بہت بہت عید مبارک ہو۔

ج: تمہیں بھی عید مبارک۔

س: ارے آپی آپ نے یہ اتنا بڑا چشمہ کیوں لگا رکھا ہے؟

ج: کیونکہ تم چھوٹی سی نظر جو نہیں آ رہیں بس چنگھاڑتی ہوئی آواز آ رہی ہے۔

رقیہ اصغر...... میلسی

س: پیاری شمائل! پہلی بار آپ کی محفل میں حاضر ہوئی ہوں کیا جگہ ملے گی؟

ج: جگہ بھی تو تمہیں تمہارے حساب سے دینی پڑے گی کافی لمبی چوڑی......

س: جب ہم نے کیا بھروسہ تو روایت ہی بدل گئی وجہ پلیز بتایئے؟

ج: اب تم بھی بدل جاؤ اور کسی مشاعرے میں جاؤ شاباش۔

س: آپی پہلی بار آئی ہوں اچھی سی دعا کے ساتھ رخصت کیجیے گا۔

ج: سدا مسکراؤ خوش رہو آباد رہو۔

سلمیٰ فہیم گل...... کراچی

س: پہچانا یا بھول گئیں؟

ج: تمہیں اتنا پہچان لیا ہے کہ بھول کر بھول بھی نہیں سکتی۔

س: اگست کا مہینہ ہے کہیں گہما گہمی دکھائی نہیں دیتی آپ کو کیا لگتا ہے وقت کی رفتار نے لوگوں کے دلوں کے اندر سے پھوٹتی وطن کی محبت کو سلا دیا ہے یا پھر خون کی مستقل ہولی نے محبِ وطن کے نہاں خانوں میں چھپا دیا ہے؟

ج: تم شادی سے پہلے تک تو اتنی سنجیدہ نہیں تھیں لگتا ہے ساس کی صحبت کا اثر ہو گیا ہے۔

طیبہ نذیر...... شادیوال گجرات

س: کیسی زندگی گزر رہی ہے آپ کی؟

ج: عید تو میری اچھی ہی گزری لیکن پھر تم سے ملاقات ہو گئی اور زندگی بے کار ہو گئی۔

س: زندگی میں اتنی مجبور ہو جاؤں گی کبھی سوچا نہ تھا؟

ج: شکر تم نے مانا تو کہ تم سوچتی نہیں ہو۔

س: اس دنیا میں ہر ایک کو اپنی پڑی ہوئی ہے کوئی کسی کا خیال کیوں نہیں کرتا (میں تو کرتی ہو)؟

ج: اپنا ناں...... اس لیے تو ہر ایک سے جلتی ہو۔

س: اتنی ٹوٹی ہوں کہ چھونے سے بکھر جاؤں گی؟

ج: ایلفی استعمال کرو ٹوٹی ہوئی چیزیں جوڑنے کے کام آتی ہے۔

حافظہ سمیرا...... 113 این بی

س: آپی! شوہر حضرات بیوی کو ہمیشہ غلام کے روپ میں ہی کیوں دیکھنا چاہتے ہیں؟

ج: کیونکہ بیوی بھی ان کو اسی روپ میں دیکھنا چاہتی ہے اب کیا کہیں دونوں ہی بے چارے ہیں۔

س: انسان ازل سے ناشکرا کیوں ہے؟

ج: یہ سوال تو آپ خود سے پوچھیں اور جواب سب کو دیں تا کہ ہم تو شکر کریں۔

آپ کی صحت

ہومیوڈاکٹر ہاشم مرزا

اقرا گجرات سے لکھتی ہیں کہ میرا ماہانہ نظام خراب ہے اور سیلان کی بھی شکایت ہے۔

محترمہ آپ PULSATILLA-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے پیا کریں۔

فرزین سلانوالی سے لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر علاج بتائیں۔

محترمہ آپ GRAPHITES-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے پیا کریں اور RHUSTOX-200 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر ہر آٹھویں دن ایک بار پیا کریں۔

عبدالہادی میانوالی سے لکھتے ہیں کہ میری زبان میں لکنت ہے الفاظ صحیح ادا نہیں ہوتے ہیں برائے مہربانی کوئی حل تجویز کیجیے۔

محترم آپ STRAMONIUM-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے پیا کریں۔

عرفان علی کی بہن لکھتی ہیں کہ میرا ماہانہ نظام خراب ہے، چہرے پر فالتو بال بھی ہیں اور ٹھوڑی کے نیچے زیادہ سخت بال ہیں میں غیر شادی شدہ ہوں اور جسم پر بھی بال بڑھتے جارہے ہیں اور چہرے پر چھائیاں بھی ہیں اور میری ٹانگیں بھی شدید درد کرتی ہیں اس کا علاج بتادیں، میرے بھائی کے بال بہت تیزی سے گر رہے ہیں اب گنجا پن ہوتا جارہا ہے عمر اس کی 27 سال ہے۔

محترمہ آپ OLIUMJAC-3X کی ایک ایک گولی تینوں وقت کھانے سے پہلے کھایا کریں اور SENECIO AURIUS-30 کے پانچ قطرے کھانے کے آدھے گھنٹے بعد لیا کریں اس کے علاوہ APHRODITE کے لیے 900 روپے اور HAIR GROWER کے لیے 700 روپے کل مبلغ 1600 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پر ارسال فرمائیں، یہ دوائیں ایک ہفتے کے اندر آپ کے گھر پہنچ جائیں گی۔

مایہ ناز ٹوبہ ٹیک سنگھ سے لکھتی ہیں کہ ہم ایفروڈائٹ استعمال کرنا چاہتے ہیں اس کے استعمال کا طریقہ بتادیں اس کے لیے پہلے بال صاف کیے جائیں لوشن وغیرہ سے کرسکتے ہیں، اس کے علاوہ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میری ٹانگیں بازو اور چہرہ وغیرہ دبلا پتلا ہے جبکہ چہرے اور ٹانگوں کے درمیان والا حصہ پیٹ، کولہے، کمر اور بریسٹ وغیرہ کافی بھاری ہوگئے ہیں تو کیا اس کے علاوہ فائیٹولا کا استعمال مناسب رہے گا اور کیا ایفروڈائٹ بچوں کے لیے استعمال کرسکتے ہیں۔

محترمہ آپ PHYTOLACCA BARRY-Q کا استعمال جاری رکھیں ایفروڈائٹ کے استعمال کا طریقہ بوتل پر لکھا ہوتا ہے چھوٹے بچوں کو استعمال نہ کرائیں۔

لائبہ مراد نگھر سے لکھتی ہیں کہ میرے چہرے پر دانے نکلے تھے دانے تو کچھ ماہ بعد ختم ہوگئے مگر نشان چھوڑ گئے اس کا کوئی مناسب علاج بتائیں۔

محترمہ آپ GRAPHITE-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے پیا کریں۔

بنت ظفر شیخوپورہ سے لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر علاج بتادیں۔

محترمہ آپ BORAX-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے پیا کریں اور JABORANDI-30 کے پانچ قطرے رات سوتے وقت پیا کریں پہلی دوا کزنوں کو بھی استعمال کراسکتی ہیں۔

فیصل اعجاز مظفر گڑھ سے لکھتے ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر علاج بتادیں۔

محترم آپ ACIDPHOS-3X کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے پیا کریں اور بیگم کو PULSATILLA-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے دیا کریں۔

میشا بتول ملتان سے لکھتی ہیں کہ مجھے ماہانہ نظام کی خرابی ہے، میرا وزن بھی بہت بڑھ گیا ہے 70 کلو اور پیٹ بہت بڑھ گیا ہے، گیس کی بھی شکایت ہے اور میری ٹھوڑی پر بال بھی نکل رہے ہیں جو کہ سخت ہیں کیا یہ ماہانہ نظام کی خرابی کی وجہ

بے پلیز مجھے ان تمام بیماریوں کا مناسب علاج بتادیں۔

محترمہ آپ PITUITRIN-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے پیا کریں اور مبلغ 900 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال فرمائیں ایفروڈائٹ آپ کے گھر پہنچ جائے گا اس کے استعمال سے چہرے کے بال مستقل طور پر ختم ہوجائیں گے۔

مونا جمیل ملتان سے لکھتی ہیں کہ میرے بال بہت کمزور ہیں اور گرتے بہت ہیں کیا میں آپ کا ہیئر گروور استعمال کرسکتی ہوں اور آئل کے ساتھ کوئی میڈیسن بھی بتادیں تا کہ بالوں کی جڑیں مضبوط ہوجائیں اور بال گرنا بند ہوجائیں میرا دوسرا مسئلہ میرے چہرے پر بلیک ہیڈ ہیں پلیز ان کا کوئی مناسب حل بتائیں۔

محترمہ آپ 700 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال فرمائیں ہیئر گروور آپ کے گھر پہنچ جائے گا تین، چار بوتل کے استعمال سے آپ کے بالوں کا مسئلہ حل ہوجائے گا اور کسی دوا کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

ماہم نور ساہیوال سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 20 سال ہے اور میرا قد 5 فٹ ہے برائے مہربانی مجھے مزید قد میں اضافے کے لیے کوئی میڈیسن تجویز کردیں میرا دوسرا مسئلہ نسوانی حسن کا ہے مہربانی فرما کر مجھے کوئی اچھی سی دوا تجویز کردیں اور یہ بھی بتادیں کہ یہ دوا کہاں سے ملے گی۔

محترمہ آپ SABAL SERULATTA (Q) کے 10 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے پیا کریں یہ دوا کسی بھی ہومیو پیتھک اسٹور سے جرمنی کے بنے ہوئے خرید لیں اس کے علاوہ 600 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال فرمائیں، BREAST BEAUTY آپ کے گھر پہنچ جائے گا دونوں چیزوں کے استعمال سے قدرتی حسن بحال ہوگا، بیس سال کی عمر کے بعد قد نہیں بڑھ سکتا اس کے لیے سولہ، سترہ سال کی عمر میں توجہ دینی چاہیے۔

سجل ملک لودھراں سے لکھتی ہیں کہ میرے دو مسئلے ہیں پہلا یہ میرا چہرہ بہت خراب ہورہا ہے دانے نکلتے ہیں داغ چھوڑ جاتے ہیں اور گڑھے ہوجاتے ہیں پلیز کوئی ایسی دوا بتائیں جس سے داغ اور گڑھے ختم ہوجائیں مجھے یہ سب معدے کی پرابلم کی وجہ سے ہے میرا معدہ ٹھیک نہیں رہتا اب چھائیاں بھی ہورہی ہیں یا نظام ٹھیک ٹائم پر نہیں آتے کافی دن اوپر ہوجاتے ہیں اور تیسرا مسئلہ میری باجی کا ہے انہیں ہر مہینے دوبار ماہواری آتی ہے ان کی عمر 40 سال ہے اور آپی کا یہ مسئلہ شروع سے ہے کافی علاج کرایا وقتی فرق پڑتا ہے دوائی چھوڑو پھر ویسا ہی شروع ہوجاتا ہے اس کا علاج بتادیں ہم آپ کے بے حد مشکور رہیں گے۔

محترمہ آپ GRAPHITES-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت روزانہ پیا کریں اور اپنی بہن کو CINAMOM-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت روزانہ دیں۔

طلعت سلطانہ لاہور سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 47 سال ہے میرا معدہ ٹھیک نہیں رہتا کافی علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا کھانا جیسے ہی کھالوں فوراً گیس بدہضمی اپھارہ ہوجاتا ہے، ڈکاریں آنا شروع ہوجاتی ہیں اس کے علاوہ مجھے یورک ایسڈ بھی تقریباً پندرہ سال سے ہے اس کے لیے میں میڈیسن بھی کھاتی ہوں لیکن فائدہ نہیں ہے سارے جسم میں بہت درد رہتا ہے خاص کر گھٹنوں میں نماز پڑھنی مشکل ہوجاتی ہے اور میرا وزن بھی بڑھ گیا ہے آپ کی بڑی مہربانی ہوگی میرے ان تمام مسئلوں کے حل بتادیں۔

محترمہ آپ COLCHICUM-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے پیا کریں ان شاءاللہ مسئلہ حل ہوجائے گا۔

عندلیب فاریہ اٹک سے لکھتی ہیں میرے سر میں خشکی بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے میرے بال بہت گرتے ہیں میں بہت پریشان ہوں لمبے اور گھنے بال تو اب خواب بن کر رہ گئے ہیں برائے مہربانی مجھے کوئی اچھی سی دوا بتادیں۔ میرا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میری عمر 27 سال ہے اور نسوانی حسن نہ ہونے کے برابر ہے چند ماہ بعد میری شادی ہے میں بہت پریشان ہوں۔

محترمہ آپ ہیئر گروور کے لیے مبلغ 700 روپے اور بریسٹ بیوٹی کے لیے 600 روپے مبلغ 1300 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال فرمائیں دونوں دوائیں آپ کے گھر پہنچ جائیں گی۔

احمد علی گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں کہ میں بچپن کی غلطیوں کی وجہ سے بہت کمزور ہوگیا ہوں جسمانی کمزوری بھی ہے کچھ ماہ بعد میری شادی ہے مہربانی کر کے مجھے کوئی دوا تجویز فرمادیں

میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

محترمہ آپ STAPHISAGRIA-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے پیا کریں ان شاء اللہ مسئلہ حل ہوجائے گا۔

مائرہ ملک راولپنڈی سے لکھتی ہیں کہ ڈاکٹر صاحب مجھے ایک مسئلہ درپیش ہے جس کی تفصیل میں آپ کو لکھ رہی ہوں میرے چہرے پر بہت موٹے اور سخت بال ہوتے ہیں آہستہ آہستہ سارا چہرہ متاثر ہورہا ہے۔ میں بہت پریشان ہوں آپ مجھے پلیز اس کا اچھا سا حل بتائیں اور کھانے کی دوا بھی بتائیں۔

محترمہ آپ OLIUM JAC-3X کی ایک ایک گولی تینوں وقت کھانے سے پہلے لیا کریں اس کے علاوہ مبلغ 900 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال فرمائیں، APHRODITE آپ کے گھر پہنچ جائے گا۔ طریقہ استعمال بوتل کے لیبل پر پڑھ کر استعمال کریں۔ تین، چار بوتل کے استعمال سے ان شاء اللہ آپ کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔

شمائلہ کلیم فیصل آباد سے لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر علاج بتادیں۔

محترمہ آپ CHINA-3X کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے پیا کریں اور 700 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال فرمائیں ہیئر گرووآپ کے گھر پہنچ جائے گا۔

عائشہ حبیب حیدرآباد سے لکھتی ہیں کہ میری بیٹی جس کی عمر ساڑھے سات سال ہے جو بھی کھاتی پیتی ہے اسے کھایا پیا لگتا نہیں کچھ کھاتے ہی فوراً پوٹی کے ذریعے نکلتا ہے جس کی وجہ سے وہ بہت کمزور ہوگئی ہے میں بہت پریشان ہوں مہربانی فرما کر کوئی اچھی سی دوا تجویز کریں جس سے میری بیٹی صحت مند ہوجائے میں آپ کو دعائیں دوں گی۔

محترمہ آپ ALOES-6 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے پلایا کریں۔

تنویر احمد سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ مجھے کھانسی کی شدید شکایت ہے رات کو جس وقت سونے کے لیے بستر پر لیٹو اتنی کھانسی ہوتی ہے کہ اٹھ کر بیٹھنا پڑتا ہے بہت سے علاج کیے مگر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

محترم آپ ARSANIC-ALB-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت کھانے سے پہلے پیا کریں۔

خورشید بیگم جہلم سے لکھتی ہیں کہ حقِ زوجیت ادا کرنے کے وقت شدید تکلیف کا شکار ہوتی ہوں اس کی وجہ سے شوہر بھی ناراض رہتا ہے۔ میری مشکل کا بھی کوئی حل بتائیں۔

محترمہ آپ ARGENTNIT-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تینوں وقت روزانہ کھانے سے پہلے پیا کریں۔

نعیم الدین ٹوبہ ٹیک سنگھ سے لکھتے ہیں کہ کیا آپ کی ہومیو پیتھی میں برتھ کنٹرول کی کوئی دوا ہے۔

محترم برتھ کنٹرول کے لیے NATRUM MUR-200 کے پانچ قطرے ماہانہ غسل کے دن پھر دوسرے اور تیسرے دن یعنی غسل کے دن سے تین دن برابر عورت کو پلائیں ان شاء اللہ ایک ماہ محفوظ گزرے گا، اس طرح ہر مہینے تین دن یہ دوا استعمال کرائیں۔

بشیر احمد حیدرآباد سے لکھتے ہیں کہ مجھے اچانک کسی دن پیشاب رک جاتا ہے شدید تکلیف ہوتی ہے زیرِ ناف ورم آجاتا ہے۔

محترم آپ SABAL SERULATTA(Q) کے دس قطرے پیشاب رکنے کی حالت میں ایک گھنٹے بعد استعمال کریں جب پیشاب صاف آنے لگے تو روزانہ تینوں وقت کھانے سے پہلے پیا کریں۔

نیر سلطانہ ملتان سے لکھتی ہیں کہ میرے بریسٹ میں گلٹی ہے درد بہت کرتی ہے مگر بہت دن سے اسی سائز میں موجود ہے۔

محترمہ آپ CALCFLOUR-6X کی چار چار گولی تینوں وقت کھانے سے پہلے کھایا کریں ان شاء اللہ آہستہ آہستہ یہ گلٹی ختم ہوجائے گی دوائیں ہمیشہ جرمنی کی بنی ہوئی استعمال کریں۔

ملاقات اور منی آرڈر کرنے کا پتا۔

صبح 10 تا 1 بجے شام 6 تا 9 بجے فون نمبر 021-36997059 ہومیو ڈاکٹر محمد ہاشم مرزا کلینک دکان نمبر C-5 کے ڈی اے فلیٹس فیز 4 شادمان ٹاؤن نمبر 2، سیکٹر 14-B نارتھ کراچی 75850

خط لکھنے کا پتا

آپ کی صحت ماہنامہ آنچل کراچی پوسٹ بکس 75 کراچی۔

کام کی باتیں

حنا احمد

زندگی ایک نعمت ہے

بہت سے لوگ مایوسی کے عالم میں سوچتے ہیں اور بعض لوگ زبان سے بھی یہ بات کہتے پائے جاتے ہیں کہ میں کیوں پیدا ہوگیا' میری زندگی کا کیا فائدہ' میں دنیا میں نہ بھی ہوتا تو کیا فرق پڑتا؟ ایسا ہرگز نہ سوچیں' خالق کائنات نے کسی کو بے مقصد پیدا نہیں کیا تاہم کبھی کبھی وہ مقصد انسان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ زندگی کو ہر حال میں ایک نعمت سمجھیں' ہمیشہ سوچیں کہ یہی کیا کم ہے' خدا نے آپ کو اس دنیا میں بھیجا ہے پھر یہ توقع رکھیں کہ آنے والا کل نہ جانے آپ کے لیے اپنے دامن میں کیا لے کر آنے والا ہے' زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں' چھوٹی چھوٹی نعمتوں سے خوشیاں کشید کرنے کی کوشش کریں۔

آزمائش کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں

زندگی میں مزاج کے خلاف کوئی بات ہوجائے' کوئی آزمائش آن پڑے' خدانخواستہ کوئی برا وقت آجائے' کوئی چھوٹا یا بڑا ناخوشگوار واقعہ پیش آجائے تو صبر و تحمل اور وقار کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے۔ واویلا کرنے' رونے پیٹنے یا دنیا کو اپنی دکھ بھری داستان سنانے سے مصیبت کم نہیں ہوجائے گی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کسی کو دکھ درد بتانے سے دل کا بوجھ ہلکا ہوجاتا ہے۔ یہ درست ہے لیکن یہ ضرور دیکھ لیں کہ ہر کوئی اس قابل نہیں ہوتا کہ اسے اپنے دکھ درد میں شریک کیا جائے' سب سے اچھی بات یہ ہے کہ اپنا دکھ خود سہنے کی عادت ڈالیں اور اپنے اندر قوتِ برداشت پیدا کریں۔

اپنے آپ کو ریٹائرڈ نہ سمجھیں

اگر آپ کی عمر ایسی ہوگئی کہ آپ کسی ملازمت سے ریٹائر ہوگئے ہیں تب بھی خود کو ریٹائر نہ سمجھیں۔ جب تک ہاتھ پاؤں چل رہے ہیں اور ہمت ساتھ دے رہی ہے کچھ نہ کچھ ضرور کرتے رہیں۔ اپنے آپ پر بساط سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں ورنہ آپ جلد تھک جائیں گے' کوئی بھی ایسا چھوٹا موٹا' ہلکا پھلکا کام جو آپ آسانی سے کر سکتے ہوں' ضرور کرتے رہیں۔

اس سے آپ کی زندگی میں خالی پن اور بیزاری نہیں آئے گی۔ زندگی سے آپ کا ایک بامقصد رشتہ جڑا رہے گا' آپ خود کو عضو معطل محسوس نہیں کریں گے' اگر آپ فارغ ہوکر ایک طرف بیٹھ گئے تو نہ صرف آپ کو خود ہی اپنے آپ پر غصہ آنے لگے گا بلکہ آپ کے اردگرد موجود لوگ بھی آپ کی طرف ترحم آمیز نظروں سے دیکھیں گے یا طنزیہ باتیں کرکے آپ کا دل دکھائیں گے۔

دنیا میں بے شمار مشغلے ہیں

آج کے دور میں بعض انسانوں کی زندگی اتنی مصروف ہوگئی ہے کہ انہیں چوبیس گھنٹے کا دن چھوٹا محسوس ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو آپ نے دعا کرتے سنا ہوگا کہ کاش! دن اڑتالیس گھنٹے کا ہوتا جبکہ بعض لوگوں کو آپ نے شکوے کے انداز میں کہتے سنا ہوگا کہ وقت گزارے نہیں گزرتا' دن کاٹے نہیں کٹتا اگر آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے لیے شب و روز بہت طویل ہیں تو کوئی مشغلہ اختیار کرنے کی کوشش کیجیے' کوئی نہ کوئی مصروفیت تلاش کرنے کی کوشش کیجیے' مصروفیت کے بغیر زندگی کچھ نہیں۔ فارغ لوگ آپ کو مصروف لوگوں سے زیادہ پریشان اور اداس نظر آئیں گے۔

بعض کم مایہ اور تہی دست لوگ یہ کہتے پائے جاتے ہیں کہ جی مشغلے اختیار کرنا تو امیر لوگوں کے چونچلے ہیں' ہم کیا مشغلہ اختیار کرسکتے ہیں ہمیں تو پہلے ہی دال روٹی کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اگر خدانخواستہ آپ کے ساتھ یہ صورتحال ہو تو آپ کے لیے تو سب سے بڑی مصروفیت فکر معاش ہی ہوسکتی ہے۔ اگر آپ کسی کام دھندے سے لگے ہوئے ہیں تو شاید آپ کے لیے وہی مصروفیت کافی ہو اور آپ کو تھکا دیتی ہو لیکن اگر آپ کے پاس کچھ وقت بچتا ہے اور آپ خود میں توانائی بھی محسوس کرتے ہیں تو اسے مزید چار پیسے کمانے کی کوشش میں صرف کیجیے لیکن اگر آپ کو یقین ہوچکا ہے کہ اب آپ کو مزید کمانے کا کوئی ذریعہ میسر نہیں آسکتا تو بھی اپنے فارغ وقت کو ضائع مت کیجیے۔ آپ کو جو بھی کام آتا ہے وہ کسی کے لیے مفت کردیجیے مثلاً اگر آپ الیکٹریشن ہیں اور جو کام میسر تھا وہ آپ کرچکے ہیں'

اب آپ کے سامنے کوئی کام نہیں ہے تو آس پڑوس والوں سے خود جاکر پوچھ لیجیے کہ انہیں بجلی کا کوئی مسئلہ تو درپیش نہیں؟ جاکر مفت ان کا کام کردیجیے۔ تھوڑے دن بعد لوگ آپ کو فارغ وقت میں خود بلانا شروع کردیں گے اور پھر انہیں مفت کام کرانے میں شرام بھی آنے لگے گی۔ وہ خود آپ کو معاوضہ بھی دینے لگیں گے' گلوکاری' پینٹنگ' سلائی یا کوئی بھی اور ایسا کام آپ مشغلے کے طور پر بھی کرسکتے ہیں۔

فلاحی کام ضرور کیجیے

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاحی کام آپ بھی کرسکتے ہیں جب آپ کے پاس بہت دولت ہو یا پھر آپ کوئی فلاحی تنظیم بنائیں' فنڈز اکٹھے کریں اور اپنا کوئی پروگرام بناکر چلیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ان تمام وسائل کے بغیر بھی آپ فلاحی کام کرسکتے ہیں۔ اگر آپ روزانہ صرف ایک روپیہ بھی کسی مستحق کو دے دیں تو یہ بھی ایک فلاحی کام ہے۔ اگر آپ ہفتے میں صرف ایک بار کسی اسپتال میں جاکر چند مریضوں کی عیادت کرآئیں یا ان کا کوئی چھوٹا موٹا کام کردیں تو یہ بھی ایک فلاحی کام ہے۔ اگر آپ اپنی گلی میں سے کوئی ایسی چیز ہٹادیں جو راہ گیروں کے راستے میں رکاوٹ بن رہی ہو تو یہ بھی ایک فلاحی کام اور سماجی خدمات میں سے ہے۔ اگر آپ محلے میں تنہا رہنے والی کسی ایسی خاتون یا مرد کا سودا سلف لادیں جو کسی وجہ سے بازار جانے سے معذور ہو تو یہ بھی ایک سماجی خدمت ہے۔ اگر آپ کسی غریب بچے کو مفت ٹیوشن پڑھادیں تو یہ بھی ایک فلاحی کام ہے۔

کوئی بھی انسان جس کے پاس وسائل کی کمی ہو یا سرے سے اس کے پاس وسائل ہی نہ ہوں وہ بھی کسی نہ کسی سماجی خدمت یا فلاحی کام کی گنجائش ضرور نکال سکتا ہے اور یقین کیجیے نیکی خواہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو انسان کو سچی خوشی دیتی ہے اس کی روح کو سرشار کردیتی ہے۔ اچھی زندگی گزارنے اور خوش رہنے کے لیے کسی کو کچھ دینا' کسی کے لیے کچھ کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر آپ کو اللہ نے وسائل دیئے ہوں تب تو یہ کام بہت ہی ضروری ہوجاتا ہے۔ اس کے لیے صرف دل بڑا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اس کے بعد آپ کو جو خوشی حاصل ہوگی اس کا کوئی بدل نہیں۔

رشک نہ کیجیے

اچھی زندگی گزارنے کا سب سے پہلا اصول تو یہ ہے کہ کبھی کسی پر رشک نہ کیجیے۔ حسد سے باز رہنے کی تلقین تو آپ نی بہت سے لوگوں سے سنی ہوگی۔ قصے کہانیوں اور کتابوں میں بھی پڑھی ہوگی' عام طور پر رشک کو کوئی برا جذبہ نہیں سمجھا جاتا لیکن ہمارا آپ کو مشورہ ہے کہ آپ رشک بھی نہ کریں کیونکہ رشک ہی بعض اوقات بڑھتے بڑھتے یا شکل تبدیل کرکے حسد بن جاتا ہے۔ جب آپ کسی پر رشک کرتے ہیں اور آپ کی زندگی میں وہ چیز نہیں آتی جس کی وجہ سے آپ رشک کررہے ہیں تو رفتہ رفتہ آپ کی زندگی میں ناخوشی آجاتی ہے۔ اس لیے کسی کی طرف رشک کی نظر سے نہ دیکھیں' آپ جو بھی ہیں' جیسے بھی ہیں اس پر قناعت کریں اور خوش رہیں۔

اپنی سوچ اور شخصیت کو سنواریں

اپنی سوچوں پر کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش کریں' خوامخواہ کے مایوس کن خیالات کو دل میں جگہ نہ دیں۔ انسان کی شخصیت رفتہ رفتہ اس کی سوچوں کے مطابق ڈھل جاتی ہے چنانچہ آپ اگر اپنی شخصیت کو سنوارنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنی سوچوں کو سنواریں۔ منفی اور مایوس کن خیالات سے پیچھا چھڑانے کی مشق کریں' رفتہ رفتہ آپ اپنی کوشش میں کامیاب ہونے لگیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنی بساط کے مطابق اپنی شخصیت کو بھی سنوارنے کی کوشش کریں۔ اچھے کپڑے پہنیں' صاف ستھرے رہیں' بال بنائیں' آپ ہلکے پھلکے سے ہوجائیں گے۔ آپ خود کو برے حال میں رکھیں گے تو دل خود بخود بوجھل ہوجائے گا۔

(عائشہ سلیم......کراچی)

❁

Join Us on Facebook

Get Notificatons of Newly Uploaded Books

Follow below Image to Get Notifications of Newly Uploaded Books